دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

جامع الفتاویٰ

۴

تقاریظ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ
مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمہ اللہ
ودیگر مشاہیر امت

مرتب اوّل
حضرۃ مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

جدید ترتیب
اشرفیہ مجلس علم و تحقیق

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب "خیر الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامع الفتاویٰ

دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاوی جات کا پہلا مجموعہ

جامع الفتاویٰ

۴

مرتب
حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

پسند فرمودہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب "خیر الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

جدید ترتیب و اضافہ
اشرفیہ مجلس علم وتحقیق

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

جامع الفتاویٰ

تاریخ اشاعت .... ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت .... سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ ... چوک فوارہ ... ملتان — مکتبہ رشیدیہ ...... راجہ بازار ...... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات ...... انارکلی ...... لاہور — یونیورسٹی بک ایجنسی ... خیبر بازار ...... پشاور
مکتبہ سید احمد شہید ...... اردو بازار ...... لاہور — ادارۃ الانور ...... نیو ٹاؤن ...... کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ ...... اردو بازار ...... لاہور — مکتبہ المنظور الاسلامیہ ... جامعہ حسینیہ ... شہداد پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ ...... بلاک نمبر ... مدینہ ٹاؤن ...... جھنگ موڑ ...... فیصل آباد

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

ارشاداتِ نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

اے ابوذر!
اگر تو صبح کو ایک آیت کلام پاک کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعت سے افضل ہے۔
اور اگر علم کا ایک باب سیکھ لے تو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے۔
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچادیا۔ (ترمذی)

نیز ارشاد فرمایا:
سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھادے۔ (ابن ماجہ)

فہرست عنوانات

کتاب المعیشة

کسب اور پیشہ
ملازمت وغیرہ

جائز و ناجائز اور مکروہ و مباح کسب و پیشہ اور ملازمت وغیرہ کا بیان

سرکاری ملازمین اور اس کی آمدنی

سوال: جن ملازم گورنمنٹ کو حکم شرع کا اختیار نہ ہو' مثلاً تحصیلدار یا نائب تحصیلدار وغیرہ' بظاہر یہ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ الآیہ کے مصداق ہیں' پھر ان کی ملازمت کے جواز کی کیا صورت ہو' اور ان کا روپیہ دینی کاموں میں کس طرح صرف کیا جائے؟

جواب: جن ملازمتوں میں خلاف شرع حکم کرنے پر گورنمنٹ کی طرف سے ملازم مجبور ہوتا ہے وہ ملازمتیں اور ان کی آمدنی سب ناجائز ہے' اگر تحصیلدار کا یہ حال ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے' ایسی ملازمت کا روپیہ دینی کاموں میں صرف کرنے کی ایک صورت ہے کہ پہلے وہ روپیہ کسی غریب مسکین کو دیدیا جائے وہ از خود کسی دینی کام میں دے دے' بظاہر ہر ملازمت کا یہ حال نہیں تحقیق کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۷۰)

کمائی میں شرکت کا حکم

سوال: عبدالعزیز اور انکے برادرزادہ حقیقی محمد یعقوب و محمد وضاحت نے نوکری کی اور جو کچھ انہیں حاصل ہوا وہ یکجائی میں گھر بھیجا اور سب نے یکجائی میں زمین خرید کی' اسی حالت میں عبدالعزیز نے وفات پائی تو اب مال متروکہ میں مرحوم عبدالعزیز کی جو چیزیں مثل کتاب وغیرہ کے ہیں ان میں محمد یعقوب و محمد وضاحت کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ جواب: ایسی حالت میں وہ مال درمیان عبدالعزیز و محمد یعقوب و محمد وضاحت کے مشترک سمجھا جائے گا اور اثلاثاً تقسیم ہوگی' ایک حصہ محمد یعقوب کو اور ایک محمد وضاحت کو اور ایک عبدالعزیز کو۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۴۷۲)

کفار کے میلوں کی کمائی کا حکم

سوال: ہندوؤں کے میلے میں سودا وغیرہ لے جا کر بیچنا کیسا ہے اور اس آمدنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگرچہ کفار کے میلوں میں خرید و فروخت کے لیے جانا درست نہیں لیکن تجارت میں جو روپیہ پیسہ کمایا جائے گا وہ حلال ہے کیونکہ فساد نفس عقد میں نہیں بلکہ خارج میں ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۴۰)

"میلہ میں جانا وہاں کی رونق بڑھانا ہے اس لیے منع ہے" (م'ع)

مال حرام کی تجارت سے کمایا ہوا مال

سوال: اگر کسی نے حرام مال کمایا' اس سے اس کی اولاد پرورش پائی' اس میں سے بعض عالم ہوئے انہوں

نے مال کی تجارت کی تو کیا ان کا کمانا بھی مال حرام کہلائے گا؟ اور نسلاً بعد نسل اس کا شیوع ہوتا رہے گا؟

جواب: جس قدر مال بطریق حرام کمایا' اس کی واپسی لازم ہے' مالک کو اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے ورثاء کو اور اگر ورثاء موجود نہ ہوں یا باوجود علم تحقیق کے علم نہ ہو سکے تو غریبوں محتاجوں کو صدقہ کر دیا جائے لیکن اس کے ذریعے کمائے ہوئے مال حلال کو حرام نہیں کہا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص۳۱۴)

"جیسا کہ عوام اور خوص کالعوام کا خیال ہے" (م'ع)

خاتمہ زمینداری کے بعد اراضی کا حکم

سوال: ۱۹۴۷ء میں کانگریس راج قائم ہوا جو کہ ایک جمہوری حکومت ہے۔ ۱۹۵۰ء میں کانگریسی راج نے زمینداری طریقہ کو بالکل ختم کر دیا' زمینداروں کو ان کی اراضی سے کسی قسم کا تعلق باقی نہ رہا جو زمین جس کے قبضہ میں تھی اسی کو دیدی گئی' حکومت کے اس قانون کے خلاف زمینداروں نے بہت احتجاج کیا' حکومت نے ایک نہ سنی' آخر زمینداروں کو تھک کر بیٹھنا پڑا' دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ان موروثی کاشتکاروں کو ان مذکورہ بالا اراضی سے انتفاع حرام تھا جس کو حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۵۰ میں لکھا ہے؟ یا تقسیم ہند کے بعد مسئلہ بدل گیا؟

جواب: انگریزی حکومت میں موروثیت پر کسی کو مجبور نہیں کیا گیا تھا' صرف حق دیا گیا تھا' اگر کاشتکار استعفیٰ دے دیتا تو زمیندار کی ملک برقرار رہتی تو گویا اس کو حق غصب دیا گیا تھا' وہ غصب نہ کرے تو اصل مالک کا قبضہ موجود رہتا۔ ۴۷ء کا جب انقلاب ہوا اور حکومت بدلی تو ۵۰ء میں خاتمہ زمینداری قانون بنایا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ زمیندار کی ملک ختم اور اصل مالک حکومت ہو گئی۔ البتہ کاشتکار کو اتنی ترجیح دی گئی کہ اگر وہ دس گنا ادا کر دے تو دوسروں پر مقدم ہے۔ پس ملک زمیندار ختم کر کے گویا حکومت نے کاشتکار کو اپنی طرف سے زمین دی ہے۔ کاشتکار نے خود مالک سے غصب نہیں کی اور یہ ظاہر ہے کہ مالک کی ملک کو ختم کر کے حکومت نے اپنا استیلاء کر لیا ہے اور نام اس کا بیع رکھا ہو یا کچھ اور بہر حال زمیندار کا قبضہ ختم ہو گیا اور جب وہ معاوضہ قبول کرتا ہے باول نخواستہ ہی سہی' اس کی طرف سے ایک درجہ میں اجازت بھی ہو گئی' لہٰذا اس کی حیثیت موروثی سے جداگانہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ استیلاء کس حد میں داخل ہوا۔ امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۰۹ میں کانجی ہاؤس سے خریدے ہوئے جانور کی قربانی کو جائز لکھا ہے حالانکہ وہ ملک غیر ہے بہت ممکن ہے کہ مالک کو خبر بھی نہ ہو کہ میرا جانور کہاں ہے' کس نے خریدا ہے' اس جواز کی علت استیلاء کو ہی لکھا ہے' امید ہے کہ آپ کا شبہ دفع ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۵ص۳۸۲)

کوٹ پتلون سینا

سوال: زید کا کام کپڑے سینے کا ہے جس میں کوٹ پتلون بھی تیار کرتا ہے اور پتلون اس قسم کی تیار کی جاتی ہے جو رانوں میں پھنسی ہو تو اس طرح کوٹ پتلون سینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح کا کپڑا پہننے میں انکشاف ستر کا تو احتمال نہیں ہے یعنی اس میں مردہ کا وہ حصہ بدن نہیں کھلتا جس کا چھپانا فرض ہے رانوں میں اگر پتلون اس طرح پھنسی ہو کہ ران کی ہیئت ادھر سے ظاہر نہ ہوتی ہو تو کچھ اشکال نہیں' البتہ خود ایسے کپڑے پہننا مکروہ ہے تو اس وجہ سے ان کے پہننے میں بھی کراہت ہوگی لیکن اگر یہ لباس عامۃ مسلمان پہنتے ہوں تو کراہت بھی نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۳۶۸) "جیسا کہ اب اس لباس میں عموم دیکھا جا رہا ہے" (م'ع)

باعزت طریقے سے غیر ملک سے مال لانا

سوال: دوسرے ملک سے اپنے ملک میں باعزت طریقے سے مال لانا کیسا ہے؟

جواب: خطرہ سے محفوظ رہنے کا یقین ہو تو فی نفسہ جائز ہے ورنہ قانون کے خلاف کر کے قانون کی زد میں آنے کی صورت میں حکومت کی مخالفت خطرناک ہے' پتہ لگنے پر مال وعزت دونوں کا خطرہ ہے' پس ایسا خطرہ مول لینے سے بچنا ہی چاہیے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج اص ۲۷۲) "مومن کے لیے زیبا نہیں کہ ایسا قدم اٹھائے جس کے نتیجہ میں ذلت ہو۔" (م'ع)

بے پردہ عورت کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

سوال: عورت کی محنت کی کمائی جس میں بے پردگی ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کے ذمہ پردہ لازم ہے تاہم بے پردگی کی وجہ سے اس کی حلال کمائی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۳۷۷) "جیسے بے نمازی کی حلال کمائی کو ناجائز نہیں کہتے" (م'ع)

منہیار اور قصاب کی دعوت قبول نہ کرنا

سوال: ایک عالم صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ میں منہیار اور قصاب کی دعوت منظور نہیں کرتا اس لیے کہ وہ چوڑی پہناتے وقت غیر محرم عورتوں پر نظر ڈالتا ہے اور قصاب بات بات پر جھوٹ بولتا ہے' یہ قول کیسا ہے؟ جواب: نامحرم پر نظر ڈالنا یا چوڑی پہناتے وقت اس کو ہاتھ لگانا درست نہیں مگر اس کی وجہ سے چوڑیوں کی قیمت حرام نہیں اور اس کے کھانے کو حرام کہنا درست نہیں' جھوٹ بولنا وہ بھی بات بات پر سخت گناہ ہے' اس کے باوجود گوشت کی قیمت حرام نہیں' منہیار اور قصاب کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنی اصلاح کرلیں' اگر کوئی مقتدا ان کی دعوت کو اس بنا پر رد کر دے کہ یہ لوگ اپنی غلطی کی اصلاح کرلیں تو یہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۳۶۱) "لیکن یہ عام قاعدہ نہیں" (م'ع)

دھوبی سے کپڑا گم ہو گیا' اس کا ضمان

سوال: اگر دھوبی نے کپڑا گم کر دیا تو اس سے تاوان لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر دھوبی کی بے پروائی سے گم ہوا ہے تو اس کپڑے کا ضمان لینا درست ہے لیکن اگر دھوبی بے اختیار تھا' مثلاً ایک دم پانی زیادہ آ گیا اور کوشش کے باوجود حفاظت نہ کر سکا تو اس پر ضمان نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۶۴)

جو طبل بجا کر بھیک مانگتے ہیں

سوال: سائل جو کہ طبل بجا کر بھیک مانگتے ہیں' ان کا کسب جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں' مدارج النبوۃ میں ہے کہ جو سائل طبل بجا کر در در بھیک مانگتے ہیں ان کو نہیں دینا چاہیے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۴۸۳) "اور ان کی آمد حرام ہے" (م'ع)

ملازمت کی مجبوری سے نس بندی کرانا

سوال: محکمہ سے برطرفی کی صورت میں جب کہ ذریعہ معاش کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر نس بندی کا کیا حکم ہے؟ جواب: مجبوری واضطراری کے احکام جداگانہ ہیں' جس درجہ کی مجبوری ہوتی ہے اس درجہ کی اس کے لیے احکام میں سہولت بھی ہوتی ہے' حتیٰ کہ جان بچانے کے لیے مردار کھانے کی بھی اجازت ہوتی ہے اور ہر شخص کی مجبوری یکساں نہیں' زندگی کا گزارا ملازمت پر موقوف نہیں' دوسرے بھی رزق کے دروازے کھلے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۷)

لڑکیوں کا فیکٹری میں کام کرنا

سوال: انگلینڈ میں سولہ سال کی عمر کے بعد اسکول کی طرف سے لڑکیوں کو فیکٹری میں کام ملتا ہے' اس میں صرف عورتیں ہی کام کرتی ہیں' مرد کا نام بھی نہیں' اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: بوقت حاجت شرعی حدود کی رعایت رکھتے ہوئے اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۸) "اجازت کا موقوف علیہ شرعی حدود کی رعایت کرنا ہے" (م'ع)

ٹھیکیدار کیلئے سامان بچا کر خود رکھنا

سوال: زید گورنمنٹ کا ٹھیکیدار ہے' مثلاً ایک پل کے لیے چالیس بوریاں ملتی ہیں اوورسیر کہتا ہے کہ دس بوریاں مجھ کو دیدو' میں پل پاس کر دوں گا' زید دے دیتا ہے اور خود بھی پانچ بوریاں رکھ

لیتا ہے اگر اوورسیئر کو نہیں دیتا تو بل پاس نہیں ہوتا' یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: یہ خیانت ہے' رشوت ہے' معصیت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۳۷) ''اس لیے جائز نہیں' کام کرنے کے لیے اور بہت ہیں'' (م'ع)

مسلم اور غیر مسلم کا مائک وگراموفون مشترک خریدنا

سوال: اگر کوئی مسلمان اور غیر مسلم دونوں مل کر مشترکہ لاؤڈ اسپیکر مع گراموفون خریدیں تاکہ کرایہ پر چلا کر آمدنی حاصل کریں اور مسلمان اپنے جلسوں میں کرائے پر چلا کر آمدنی حاصل کریں اور غیر مسلم ناٹک وغیرہ میں چلا کر وصول کریں اور خود لے لیں' یہ دونوں صورتوں کی کمائی کو تقسیم کر لیں' یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر مالک صرف مسلمان ہوں اور یہ اشیاء ہندو کو کرائے پر دے دیں تو یہ کیسا ہے؟

جواب: اس طرح مل کر یہ دونوں چیزیں مشترک خریدنا درست نہیں' اگر صلح کر کے گراموفون غیر مسلم کو دے کر لاؤڈ اسپیکر مسلمان خود رکھ لے اگر چہ کچھ نقد بھی دینا پڑے تو بہتر ہے' پھر لاؤڈ اسپیکر جائز جلسوں اور تقریروں میں لے جا کر اس کا کرایہ وصول کر لیا کرے' تو یہ آمدنی درست ہوگی' اگر دونوں چیزیں مشترک ہیں اور مسلمان صرف جائز جلسوں میں اسپیکر کی آمدنی لیا کرے' تب بھی درست ہے' اگر آمدنی مشترک ہی رہے تو پھر غلبہ کا اعتبار ہوگا' اگر زائد آمدنی جائز مقامات پر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ہو اور کم آمدنی ناجائز ہو تو بھی مسلمان کے لیے نصف آمدنی بہ حصہ رسد اس آمدنی کا لینا درست ہے' گراموفون کی آمدنی درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۴۰۸)

غیر مسلموں کی متروکہ جائیداد فروخت کا حکم

سوال: تقسیم ملک کے نتیجہ میں ہندوؤں کے یہاں سے چلے جانے کے بعد ان کی جائیدادیں وغیرہ رہ گئی ہیں' ایک شخص نے کچھ حصہ پر قبضہ کر کے اسے اپنی ملکیت میں لے لیا ہے' کیا اس کے لیے اس جائیداد کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلم اقوام کی متروکہ جائیداد اور دیگر اشیاء چونکہ بیت المال اور قومی خزانہ کا حق بنتا ہے اس بناء پر ذاتی مفاد کے لیے اس پر قبضہ کرنا اور اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے' ہاں اگر حکومت کی باضابطہ اجازت سے فروخت کی جائے اور رقم قومی خزانہ میں جمع ہو تو اس صورت میں بیع جائز ہوگی۔

لما قال علی ابن ابی بکر المرغینانیؒ: وما اوجف المسلمون علیه من اموال اهل الحرب بغیر قتال یصرف فی لمصالح المسلمین کما

يصرف الخراج قالوا هو مثل الاراضي التي اجلوا اهلها عنها. (الهداية ج٢ ص٥٦٤ باب المستأمن) (قال العلامة ابن عابدينؒ: وما اخذ منهم بلاحرب ولا قهر كالهدية والصُلح فهو لاغنيمة ولا فئ و حكمه حكم الفيئ لايخمس ويوضع في بيت المال. (ردالمحتار ج٤ص١٣٨ مطلب في بيان معنى الغنيمة والفيئ) وَمِثْلُهٗ في فتح القدير ج٥ص٢٧٢ كتاب البيوع) (فتاوی حقانیه ج ٦ ص ٧٨)

بارود بنانا وسکہ ڈھالنا

سوال: سکہ ڈھالنا یا بندوق کی بارود بلالائسنس بنانا قانوناً ناجائز ہےتو آیا شرعاً بھی ناجائز ہےاور ہےتو کیوں؟ جواب: چونکہ اس میں خطرہ ہےاوراپنے آپ کوخطرہ میں ڈالنا ناجائز ہے'اس لیے بچنا واجب ہے۔(امدادالفتاویٰ ج۴ص۱۳۹) "اورواجب التحصیل دونوں میں سے ایک بھی نہیں"(م'ع)

لفظ اِی'مان کوتجارتی نشان بنانا

سوال: زیداپنا بیوپاری نشان مکھی اور ہرن رکھے ہوئے ہے'زبان تامل میں مکھی کو" اِی" اور ہرن کو"مان" کہتے ہیں اور یہ زبان اس علاقے میں بکثرت رائج ہے'اسی زبان کے حرفوں میں نام مذکورکندہ ہے'بکر کہتا ہے کہ اس نام سے اسلام کی توہین ہوتی ہے'اس کی بیڑی ایمان بیڑی کے نام سے مشہور ہورہی ہے؟ جواب: ہاں اگر بیڑی بنانے والے کی نیت یہی تھی جواس نے سوال میں ذکر کی تو اس نیت کے لحاظ سے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا' لیکن لوگوں کی سمجھ کے لحاظ سے اس میں ایک اشتباہ ضرور ہے'اس لیے اگر یہ شخص اس مارکہ کو بدل نہیں سکتا تو کم ازکم اس لفظ کی ترکیب بدل دے'یعنی نام کوبجائے اِی'مان کے مان'اِی بیڑی کردے'یعنی وہی مارکہ وہی دونوں نام رہیں گے' ترتیب بدل دینے سے وہ اشتباہ جاتا رہے گا اور یہ حکم شرعی کہ تصویرکو مارکہ نہ بنانا چاہیے خوداس پر عائد ہوتا ہے۔(کفایت المفتی ج۹ص۲۵۱)

جوتی بنانے کا پیشہ کرنا

سوال: جوتی بنانے کے کام کوشریعت منع تونہیں کرتی 'اگرکرتی ہےتو کیوں؟

جواب: شریعت اس کومنع نہیں کرتی' البتہ معاملات کی صفائی اور پاکی کا اہتمام ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج٦ص٣٦٥) "ایسے رذیل پیشہ کوشریعت منع تو یقیناً نہیں کرتی ہاں پسند بھی نہیں کرتی

چونکہ آدمی جیسا کام کرتا ہے اس کے اثرات اخلاق میں آ جاتے ہیں۔" (م،ع)

نماز فجر کیلئے لوگوں کو جگانے کا پیشہ

سوال: میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو تین بجے صبح کو جگا دیا کروں تا کہ لوگ نماز پڑھیں اور کاروبار میں لگ جائیں' میں یہ صرف خدا واسطے کرتا ہوں' اگر لوگ میری امداد فطرہ وغیرہ سے کریں تو کیسا ہے؟

جواب: جو لوگ یہ کہیں کہ ہمیں فلاں وقت جگا دیا کرو ان کو اس وقت جگا دینا درست ہے مگر ایسا طریقہ جگانے کا اختیار کرنا جس سے ناواقف لوگوں کی نیند خراب ہو درست نہیں' اگر اس جگانے کو پیشہ بنایا ہے تو اس کے معاوضہ میں فطرہ' چرم قربانی لینا درست نہیں' اس کے علاوہ نفلی خیرات وغیرہ دیں تو حسب ضرورت لے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۳۴) "یا ان لوگوں سے جنہوں نے جگانے کے لیے کہا ہے اپنا معاملہ طے کر لیا جائے۔" (م،ع)

مسلم حجام کا غیر مسلم کی داڑھی مونڈنا

سوال: مسلم نائی غیر مسلم کی حجامت یعنی بال کترنا' داڑھی مونڈنا بلا کراہت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حجام کے لیے مسلم یا غیر مسلم کی داڑھی مونڈنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۳۳۰) "اور اسی طرح بالوں کی ناجائز کٹنگ بھی درست نہیں' اس سے جو آمدنی ہو گی وہ بھی حلال نہیں" (م،ع)

پیشہ حلال خوری کا حکم اور اس کی حیثیت

سوال: ہم لوگ پیشہ حلال خوروں (حلال خور' یہ لفظ کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے' یہاں مراد حلال خوری سے خاک روبی ہے' بھنگی کے لیے یہ نام حلال خور جلال الدین اکبر نے رکھا تھا "م،ع") کا کرتے ہیں' ہم حنفی مسلمان ہیں' ہمارے بڑوں کے ہاتھوں میں ایک رسالہ "کسب نامہ حلال خوروں کا" پہنچا تھا تو اس رسالہ کا مضمون صحیح ہے یا نہیں؟ استفتاء میں کئی عبارات نقل ہیں جس میں بہت ہی بیہودہ مضمون مذکور ہے؟

جواب: پیشہ حلال خوری رذیل پیشہ ہے' خصوصاً مومن کو یہ پیشہ اختیار کرنا بالکل نامناسب ہے اور رسالہ مذکور محض غلط معلوم ہوتا ہے۔ شاید کسی دشمن اسلام کا لکھا ہوا ہے۔ حدیث میں پچھنے لگانے کی اجرت کو خبیث فرمایا گیا ہے حالانکہ وہ اس قدر ذلیل پیشہ نہیں' لہٰذا بتدریج حسب طاقت کوئی دوسرا طریق اختیار کریں اور ہونہار نسلوں کو اس ذلت سے بچائیں۔ (باقیات صالحات ص ۳۰۲)

کیا ایک شخص متعدد معاملات میں وکیل بن سکتا ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص کسی کا ایک مرتبہ کسی مقدمہ میں وکیل بن جائے تو پھر وہ تمام عمر کسی کا بھی مقدمہ میں وکیل نہیں بن سکتا' سوائے وکیل نکاح کے؟

جواب: ایک مقدمہ میں جب ایک آدمی کسی کی طرف سے وکیل بن چکا ہے تو اس مقدمہ میں دوسرے فریق کی طرف سے وکیل نہیں بن سکتا' جب تک فریق اول کی وکالت سے علیحدہ نہ ہو جائے' اس کے علاوہ یہ بات کہ کسی کا بھی وکیل نہیں بن سکتا تمام عمر بیکار ہی رہے گا' اس سے وکیل بننے کی صلاحیت ہی ختم ہو گئی' سوائے وکیل نکاح کے تو یہ بات غلط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۸۸)

غیر مملوک زمین میں بونے سے ملکیت

سوال: پہاڑی جنگلات میں کاشتکاری نہیں ہوتی بلکہ مویشی چرانے کا جنگل ہوتا ہے' چھ ماہ کے لیے مویشی اس میں چرتے ہیں' گورنمنٹ فی بھینس ۱۲ روپے چھ ماہ کا ٹیکس لیتی ہے' جنگلی باشندے بعض جگہ سبزی وغیرہ لگا دیتے ہیں' ان لوگوں کے لیے یہ سبزی لگانا کیسا ہے؟ افسران کہتے ہیں کہ تم ان کو نکال پھینکو تو ٹیکس والے لوگ ان کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: غیر مملوکہ زمین میں جس نے جو کچھ بو دیا ہے وہ اس کا ہے' دوسرے کو اس کے استعمال کی اجازت نہیں لیکن اگر زمین کو مالک سے کسی نے کرایہ پر لیا ہے تو اس میں دوسرے شخص کو کاشت کرنے کا حق نہیں' اس کو اجازت ہے کہ اس کی سبزی وغیرہ اکھاڑ پھینکے' فی بھینس ٹیکس دینے پر سب زمین کرائے میں شمار نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ص ۳۴۶) "صورت مسئولہ میں سبزی لگانے کی اجازت نہ ہوگی' ہاں اگر قطعہ زمین کا ٹھیکہ لیا ہے تو مدت متعینہ میں جس چیز کی کاشت کرنا چاہے کرے۔" (م'ع)

رمضان المبارک میں دن کے وقت ہوٹل کھولنا

سوال: ماہ رمضان المبارک میں غیر روزہ داروں کے لیے دن میں ہوٹل کھولنا کیسا ہے؟

جواب: ماہ مبارک کا احترام کرتے ہوئے دن کو کھانے پینے کا ہوٹل بند رکھنا ضروری ہے' کھانے پینے والا چاہے جو بھی ہو' یہ مبارک مہینہ شعائر اللہ میں سے ہے اور شعائر اللہ کا احترام ضروری ہے۔ لہٰذا اگر دن میں ہوٹل کھولے گا تو ماہ مبارک کی حرمت باقی نہ رہے گی اور کھولنے والا گنہگار ہوگا' البتہ افطاری سے کچھ پہلے لوگ افطاری کی چیزیں حلیم' فیرنی' سموسے وغیرہ خرید کر اپنے گھر لے جاتے

ہوں تو اس میں کوئی خرابی نہیں کہ افطاری کا سامان ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ ج۶ ص ۲۵۱)

ضرورت کے لیے غلہ روکنا

سوال: بیج کی نیت سے کہ وقت تخم ریزی کے فروخت کروں گا غلہ بیج کا روکنا کیسا ہے؟

جواب: اپنی ضرورت کے واسطہ غلہ کا روکنا درست ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۶۳)''اور صورت مسئولہ میں بھی غلہ روکنا درست ہے غلہ روکنے کی ممانعت خاص صورت میں ہے''(م'ع)

ایکسیڈنٹ ہونے کی صورت میں سرکار سے معاوضہ لینا

سوال: زید کا سرکاری بس سے ٹکراؤ ہو گیا اور جائے حادثہ پر شہید ہو گیا اب اگر ڈرائیور کے خلاف عدالتی کارروائی کی جائے تو اس کو سزا بھی ہوگی اور اس کے بعد سرکار کچھ معاوضہ بھی دے گی تو ڈرائیور کے خلاف مقدمہ کرنا اور حکومت سے معاوضہ وصول کرنا ازروئے شرع کیسا ہے؟

جواب: مقدمہ دائر کر دینا اور حکومت سے معاوضہ قبول کرنا دونوں درست ہیں اور معاف کر دینا بہتر ہے اس لیے کہ یہ حادثہ بہت سے بہت قتل خطا میں آ سکتا ہے اور قتل خطا میں قصاص یا قتل نہیں ہوتا' صرف دیت لازم آ سکتی ہے اور دیت میں ذمی' مستامن' مسلم سب برابر ہیں اور دیت میں صرف مال عوض میں لے سکتے ہیں' سزا جسمانی کرانا درست نہیں اور حق دار میت کو دیت کے معاف کرنے کا حق بھی ہوتا ہے اور معاف کر دینا جائز بلکہ اولیٰ ہے۔پس اگر حق دار دیت لے کر معاملہ صاف کر لے' یا صلح وغیرہ کے ذریعہ سے معاملہ صاف کر لے اور پھر مقدمہ دائر کرنے میں اس کی سزا کا ظن غالب ہو اور مقدمہ دائر کرنے میں اپنے کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو (خواہ قانونی خواہ غیر قانونی) تو مقدمہ دائر نہ کرے۔(منتخبات نظام الفتاویٰ ج۱ ص ۳۰۲)

چکی والوں کا گردہ (جلن) کے نام سے آٹا کاٹنا

سوال: آٹے کی چکی والے گیہوں پیسنے پر دو آنہ (جہاں جو بھی اجرت ہو) فی کلو کے حساب سے اجرت لیتے ہیں اور ایک من میں ایک کلو آٹا جلن کے نام سے کاٹتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ پسائی کے وقت چکی چلنے کی گرمی سے اتنا آٹا اندازاً جل جاتا ہے تو یہ گردہ کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس مذکورہ طریقہ سے گردہ کاٹنا قفیز طحان ہے جس کی ممانعت حدیث پاک میں ہے اس لیے شرعاً اس طرح سے معاملہ کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ اس کا آسان اور بہتر طریقہ جو شرعاً عام طرح سے جائز بھی ہے اور اس میں جتنا کام پہلے کرنا پڑتا تھا' تقریباً اتنا ہی کرنا پڑے گا' صرف

تھوڑی توجہ کرنا پڑے گی۔

اس لیے کہ جب غلہ پسنے کے لیے آتا ہے تو چکی والا وزن کر کے سب غلہ پیس لیتا ہے اور بعد اسی پسے ہوئے میں سے گردہ کے نام پر جتنا لینا ہوتا ہے لے لیتا ہے' یہی قفیز طحان ہے جو منع ہے۔

پس اگر وہ پیسنے کے بعد بجائے کاٹنے کے یہ کرے کہ جب شروع میں غلہ وزن کر لے اسی وقت جتنا آٹا گردہ وغیرہ کے نام سے بعد میں نکالنا ہے پینے سے پہلے ہی نکال لے اور جتنا غلہ بچے اس کو پیس کر پورا کا پورا دے دے' اگر دوبارہ وزن کرنے میں کم وبیش ہو تو اپنے پاس سے ملا دے جیسے اس وقت کرتا تھا جب پیسنے کے بعد کم وبیش آٹا ہونے پر اپنے پاس سے ملانے یا نکالنے کا عمل کرتا تھا' مزید کوئی کام نہیں کرنا پڑے گا اور معاملہ جائز ہو جائے ورنہ اگر وہ نہ کاٹے اور پسائی کی اجرت بڑھا دے تو پسانے والا اس کو بار اور غلط سمجھے گا اور آئندہ غلہ پسائی کے لیے نہیں لائے گا اور بدنام الگ کرے گا اور مذکورہ بالا تدبیر سے گاہک بھی مطمئن رہے گا اور پریشانی کی بھی کوئی بات نہ آئے گی اور قفیز طحان کی شرعی خرابی سے بھی حفاظت ہو جائے گی۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۴۷)

پریس میں خبروں کے ساتھ تصویر چھاپنا

سوال: ہندوستان میں مسلمان ملازموں کو خبر کے ساتھ ساتھ تصویریں بھی چھاپنا پڑتی ہیں' یہ ملازمت اور اس کی کمائی کیسی ہے؟ جواب: جاندار کی تصویر شائع کرنا شرعاً جائز نہیں' اس کی ملازمت بھی ناجائز ہے لیکن اگر پریسوں میں دوسری جائز چیزیں بھی چھاپی جاتی ہیں اور اس میں تصویریں بھی ہوں اور تصویریں کم ہوں اور جائز چیزیں زائد ہوں تو ایسی آمدنی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔" تاہم اگر دوسری ایسی ملازمت اختیار کرلیں جس میں زائد اور کم کی بحث نہ ہو خالص حلال ہو تو زیادہ بہتر ہے"(م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۴۱۹)

دیوالی کارڈ چھاپنا

سوال: عید کارڈ' کرسمس کارڈ' دیوالی کارڈ بغیر جاندار تصویر والوں کی طباعت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مذہب باطل اور عقیدہ باطلہ کی جس کے ذریعے اشاعت ہوتی ہو اس کی تجارت ناجائز ہے۔"اور طباعت بھی جیسا صورت مسئولہ میں تین میں آخری دو"(م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۴۲۱)

اخباری معمہ حل کرنا

سوال: کسی اخبار کا انعامی معمہ بھر کر انعام حاصل کر کے کسی مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر صورت یہ ہو کہ اخبار میں شائع ہوا کہ جو شخص فلاں چیز کا مطلب بیان کر دے تو اس کو اتنا انعام دیا جائے گا پھر کسی نے اس کو حل کر دیا اور انعام ملا تو یہ اس کی ملک ہے اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے خرچ کرے اگر حل کرنے والے سے بھی وصول کیا جاتا ہے تو اس کی تفصیل معلوم ہونے پر حکم معلوم ہوگا۔'' کہ کہیں قمار اور جوئے میں تو داخل نہیں'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۳۹۱)

گانے کا پیشہ کرنا

سوال: جو لوگ گانے کا پیشہ کرتے ہیں یا سنتے ہیں شریعت اس فعل کے کرنے والوں کو کیا حکم دیتی ہے؟

جواب: گانے کا کسب تو بہر صورت ممنوع ہے اور اگر اشعار کے مضامین خلاف شرع ہوں یا آلات لہو کا بھی اس کے ساتھ استعمال ہو تو سننا بھی جائز نہیں۔'' اور گانے کے عوض جو اجرت یا انعام ملتا ہے وہ حرام ہے'' (م ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۶۵)

آلات موسیقی کی خرید و فروخت

سوال: باجا' ستار اور دیگر آلات موسیقی کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: موسیقی چونکہ اسلام میں ناجائز اور حرام ہے اس لیے وہ آلات جو محض موسیقی کے لیے استعمال ہوتے ہوں اور بغیر کسی تغیر و تبدیلی کے ان سے موسیقی کا کام لیا جاتا ہو آلات معاصی ہونے کی وجہ سے ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی کیونکہ اس میں اعانت علی المعصیت ہونے کی وجہ سے جواز کی گنجائش نہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: ويكره تحريماً بيع السلاح من اهل الفتنة لانه اعانة على المعصية ......قلت وافاد كلامهم ان ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً ولا فتنزيهًا نهرونظيره كراهة بيع المعازف لان المعصية تقام بها. (ردالمحتار ج۲ ص ۲۶۸ كتاب السير) (قال العلامة ابن نجيمؒ: نظيره بيع المزامير يكره هنا ان ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه والافلا. (البحرالرائق ج۵ ص ۱۴۳ بتغيير يسير. آخر كتاب البغاة) وَمِثْلُهٗ فى تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ج۲ ص ۱۵۳ كتاب الاجارة) (فتاوىٰ حقانيه ج ۲ ص ۳۶)

میراثیوں کا مشرکوں کی شادی میں ڈھول بجانا

سوال: مشرکوں کی شادیوں تیوہاروں پر اگر مسلمان میراثی پڑھائیں' ڈھول باجے بجائیں اوران کورسومات شرکیہ ادا کرائیں توان کا ایمان کیسا ہے؟

جواب: مسلمان میراثیوں کو ہندوؤں کے یہاں ان کی مشرکانہ تقریبات میں جانا ناجائز اور حرام ہے اور گانا بجانا تو مطلقاً خواہ شادی بیاہ کی تقریب ہو یا مذہبی تقریب میں ناجائز ہے تاہم چونکہ یہ لوگ مزدوری کی نیت سے جاتے ہیں اس لیے ان کی تکفیر نہیں کی جا سکتی۔ "پیشہ یہ حلال نہیں' یہ کمائی حرام ہے" (م'ع) (کفایت المفتی ج۹ص ۱۹۶)

بینڈ باجا

سوال: میری تمام گزر اس بات پر ہے کہ میں بینڈ باجا فروخت کرتا ہوں مگر گھر میں ہمیشہ بربادی رہتی ہے' ہروقت جیب خالی' پیٹ خالی' میرے لیے کیا مشورہ ہے؟

جواب: بینڈ باجے کی ناجائز تجارت کی یہ نحوست ہے کہ آمدنی زیادہ ہونے کے باوجود خیر و برکت نہیں' اللہ کے سامنے رو کر توبہ کریں' حلال روزی مانگیں خواہ تھوڑی ہو' معمولی مزدوری کرلیں' اگرچہ اپنی شان کے خلاف ہو' فجر کی سنت وفرض کے درمیان الحمد شریف ۴۱ بار اول وآخر درُود شریف ۱۱ بار' نماز فجر کے بعد اذا جاء نصر اللّٰہ ۲۱ بار' ظہر کے بعد ۲۲ بار' عصر کے بعد ۲۳ بار' مغرب کے بعد ۲۴ بار' عشاء کے بعد ۲۵ بار پڑھا کریں' نیز کوئی ایک وقت مقرر کر کے باوضو قبلہ رو بیٹھ کر درُود شریف ۵۰۰ بار پڑھا کریں' روزی فراغت سے ملے گی' خدائے پاک اپنا فضل فرمائے۔" یہ صرف سائل کے لیے نہیں بلکہ ہر مبتلا کے لیے نسخہ ہے" (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۴۴)

کافرہ اجنبیہ کو بطور نوکر رکھنا

سوال: ایک مسلمان اپنے ساتھ ایک کافرہ جوان کو رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ نوکر ہے مگر ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بیوی ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ خلوت بھی کرتا ہے تو اس طور پر بیگانی عورت کو بطور خادم رکھنا اور اس شخص پر زنا کا شبہ لاحق کرنا اور اس شخص کی جانبداری کرنا اور اس کے ساتھ اکل وشرب رکھنا درست ہے یا نہیں؟ جواب: اجنبیہ عورت کو نوکر رکھنا شرعاً درست ہے لیکن خلوت حرام ہے' بلا دلیل اس کو زانی کہنا حرام ہے' خواہ اس کے کیسے ہی وسیع تعلقات ہوں مگر اس کو بھی ایسے تعلقات نہ رکھنے چاہئیں کہ اس سے بدگمانی پیدا ہو۔

جانبداری سے اگر یہ مراد ہے کہ اسے زانی نہ کہو تو یہ صحیح ہے کیونکہ زانی کہنا بلا دلیل ہے۔ ایسے شخص کو نرمی سے سمجھایا جائے نہ مانے تو ترک تعلقات کر دیئے جائیں تاکہ تنگ آ کر توبہ کر لے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۳۹۳)

چوڑی پہنانے کا کاروبار کرنا

سوال: ایک شخص جو کہ عورتوں کو چوڑی پہنانے کا کاروبار کرتا ہے وہ سب عورتوں کو اپنی ماں بیٹی تسلیم کرتا ہے غلط نظر نہیں ڈالتا' دوسرا کاروبار اس کے لیے مشکل ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نامحرم کو ہاتھ لگانا درست نہیں' اگرچہ کوئی نامناسب خیال دل میں نہ آئے' اپنی بیوی' بہن وغیرہ کسی کے ذریعے یہ کام انجام دے تو درست ہے۔ ''شخص مذکور کا فعل ناجائز ہے اس کی آمدنی حلال ہے'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۳۹۴)

نامحرم عورتوں کی ضیافت کرنا

سوال: ایک متقی صاحب کے یہاں کچھ عورتوں نے جن کا پیشہ کمپنیوں میں ناچنا گانا ہے' آنے کی خواہش کی' موصوف نے آنے کی اجازت بچوں کے ذریعے سے دلوادی اور مستورات کو ہدایت کی کہ ان کی خاطر تواضع کریں' اس موقع پر کوئی بھی غیر محرم یا موصوف تواضع میں شامل نہیں تھے' ان عورتوں کو احساس جرم ہوا' انہوں نے کہا کہ کیا کریں پیٹ کے لیے ایسا کرتے ہیں' بعض نے کہا ہم لوگ اپنی بچیوں اور بچوں کی شادیاں اس کام کی وجہ سے کسی شریف گھر نہیں کر سکتے تو کیا ان عورتوں کا آنا موصوف کے لیے گناہ ہے؟

جواب: ان متقی صاحب موصوف نے ان عورتوں کو اپنے گھر بلایا نہیں بلکہ وہ خود گئی ہیں اور ان کی تواضع اس طرح کی گئی کہ وہ خود ان کے ساتھ شریک نہیں ہوئے' اس طرز سے ایسا اثر پڑا کہ ان کو اپنے جرم کا احساس ہوا' کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے دے مگر ایسی عورتوں کے مفاسد سے بھی تحفظ لازم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منافقین و مشرکین بھی آتے تھے اور اخلاق فاضلہ سے بہت متاثر ہوتے تھے' اہل دنیا کی نظر میں یہ چیزیں موجب اعتراض ہو سکتی ہیں' لیکن ان صاحب کے لیے اس میں کیا گناہ ہے۔ ''کچھ گناہ نہیں'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۰۵)

سقوں کا اپنے آپ کو عباسی کہنا

سوال: سقوں کا خود کو عباسی کہنا' حضرت عباس کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہ انہوں نے بھی پانی بھرنے کا کام کیا تھا یہ نسبت درست ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت عباس کے پانی بھرنے کی یہ صورت نہ تھی جو آج کل سقوں میں رائج ہے کہ اجرت پر پانی بھرتے ہیں وہ زمانہ حج میں حاجیوں کے لیے پانی کا شربت تیار کرتے تھے اور اسی سے حاجیوں کی مہمان نوازی کرتے تھے اور نسبت عباسی تو سلسلہ نسب کی نسبت ہے جیسا کہ خلفاء عباسیہ منصور' ہارون و مامون گزرے ہیں نہ کہ پانی بھرنے کی نسبت' اگر کوئی شخص کسی غیر کی طرف اپنا نسب منسوب کرے' حدیث شریف میں اس کے لیے سخت وعید آئی ہے۔'' اسی پر سیفی' انصاری وغیرہ کو قیاس کرلیا جائے جو لوہار اور جولاہے اپنے کو کہتے اور لکھتے ہیں'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۳۹۱)

ڈیوٹی کے اوقات میں اگر نماز کا وقت آجائے؟

سوال: ہوٹل کے نوکر ہوتے ہیں' اگر وہ نماز نہ پڑھیں اور روزہ نہ رکھیں تو ہوٹل کے مالک پر اخروی اعتبار سے مواخذہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: ہوٹل کے اوقات میں اگر نماز کا وقت ہوجائے تو مالک پر ضروری ہے کہ اپنے ملازمین کو نماز کے لیے کہے' اگر وہ اپنے مفاد کی خاطر چشم پوشی کرے گا تو وہ بھی اخروی اعتبار سے جواب دہ ہوگا' لہٰذا مالک ہوٹل پر ضروری ہے کہ اخروی ذمہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے ماتحتوں کو بھی نماز کی پابندی کی تاکید کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۳۱۸)

تفریحی امور

دنگل اور کھیل کود وغیرہ

سوال: ورزش یعنی کسرت کرنا' کشتی لڑنا' گیند کھیلنا' دنگل کرانا اور اس میں شرکت کرنا یا لڑنا وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ جواب: اگر یہ سب افعال لہو ولعب کے طور پر نہ ہوں بلکہ اس غرض سے ہوں کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے تو جائز و باعث ثواب ہے۔ بشرطیکہ ستر پوشی کے

ساتھ ہوں لیکن اس زمانے کی کشتی و دنگل کہ محض ایک لنگوٹ یا جانگھیہ پہن کر لڑتے ہیں اور رانیں اور گھٹنے کھلے رہتے ہیں درست نہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۱۹) "نہ لڑنا نہ دیکھنا" (م ع)

تاش کا کھیل

سوال: ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ میں دل بہلانے کے لیے تاش کھیلتا ہوں' جس میں کسی بھی قسم کی کوئی شرط نہیں رکھی جاتی' جیسا کہ دوسرے کھیل ہیں' فٹ بال' کرکٹ وغیرہ تو کیا اس کے لیے تاش کھیلنا اس صورت کے ساتھ جائز ہے؟ جواب: کرکٹ اور ہاکی میں ایک غرض صحیح کے پیش نظر اجازت ہے۔ "یہ سب ممنوع محض نہیں" بخلاف تاش کے کہ اس میں یہ غرض صحیح موجود نہیں۔ نیز یہ دوسروں کے لیے ذریعہ قمار بن سکتا ہے۔ "یعنی تاش کا کھیل ممنوع لغیرہ ہے اور کرکٹ بھی ناپسندیدہ ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۵۶)

کرکٹ کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال: ہم نوجوانوں میں کرکٹ ایک وبا کی صورت میں پھیل گئی ہے خاص کر کراچی میں جہاں ہر کوئی اپنا وقت کرکٹ میں ضائع کرتا ہے آج کل تو کرکٹ' ٹینس بال سے بھی خوب کھیلی جاتی ہے' ہر گلی میں لڑکے کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں' اس کے بعد میچ ہوتے ہیں اور ٹورنامنٹس بھی کرائے جاتے ہیں' یہ ٹورنامنٹس کچھ اس طرح ہوتے ہیں کہ کوئی بھی ایک ٹیم جو ٹورنامنٹ کراتی ہے مختلف ٹیموں سے جو ٹورنامنٹ میں حصہ لیتی ہیں بطور انٹری فیس کچھ رقم جو مقرر کر دی جاتی ہے وہ لیتی ہے اور پھر اس طرح کافی ٹیموں سے جو رقم جمع ہوتی ہے اس کی ٹرافی اس ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم کو دی جاتی ہے اس طرح تمام رقم کی ٹرافی مخصوص کھلاڑیوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اور باقی لڑکے یا ٹیم جو اس میں پیسہ لگاتے ہیں اسے کچھ نہیں ملتا' کھیل کے اس طریقے کو کیا کہا جائے گا؟ آیا یہ جوا ہے؟ ناجائز ہے یا جائز ہے؟

جواب: کھیل کے جواز کے لیے تین شرطیں ہیں' ایک یہ کہ کھیل سے مقصود محض ورزش' یا تفریح ہو خود اس کو مستقل مقصد نہ بنا لیا جائے۔ دوم یہ کہ کھیل بذات خود جائز بھی ہو اس کھیل میں کوئی ناجائز بات نہ پائی جائے۔ سوم یہ کہ اس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا نہ ہو۔ اس معیار کو سامنے رکھا جائے تو اکثر و بیشتر کھیل ناجائز اور غلط نظر آئیں گے۔ ہمارے کھیل کے شوقین نوجوانوں کے لیے کھیل ایک ایسا محبوب مشغلہ بن گیا ہے کہ اس کے مقابلے میں نہ انہیں دینی فرائض کا خیال ہے نہ تعلیم کی طرف دھیان ہے نہ گھر کے کام کاج اور ضروری کاموں کا احساس

ہے اور تعجب یہ ہے کہ گلیوں اور سڑکوں کو کھیل کا میدان بنالیا گیا ہے۔ اس کا بھی احساس نہیں کہ اس سے چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور کھیل کا ایسا ذوق پیدا کر دیا گیا ہے کہ ہمارے نوجوان گویا صرف کھیلنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اس کے سوا زندگی کا گویا کوئی مقصد ہی نہیں' ایسے کھیل کو کون جائز کہہ سکتا ہے؟ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۲۰)

شطرنج کھیلنا

سوال: شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ (شطرنج ایک امیرانا کھیل کا نام ہے جو ۶۴ مہروں سے کھیلا جاتا ہے" (م'ع) جواب: امام شافعی کے دو قول ہیں: (۱) جائز ہے (۲) مکروہ تنزیہی ہے۔ امام مالک کے یہاں بھی جائز ہے۔ حنفیہ کے یہاں قدرے تفصیل ہے۔ اگر شطرنج قمار کے ساتھ ہے تو بالاتفاق حرام ہے اور کھیلنے والا فاسق ساقط العدالت اور مردود الشہادت ہے اور اگر بغیر قمار کے ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شطرنج کھیلنے سے جنگ کے اندر فریب دہی میں مدد ملتی ہے اس لیے جائز ہے مگر تین شرطوں کے ساتھ (۱) بغیر قمار کے ہو (۲) کھیل کی وجہ سے نماز وغیرہ میں تاخیر نہ ہو (۳) جملہ فواحش سے مبرا ہو۔ اگر ایک شرط بھی مفقود ہو جائے تو جائز نہیں' ان دونوں میں سے قول اول مختار ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۴۸۶) "یعنی مکروہ تحریمی ہے" (م'ع)

شطرنج کھیلتے ہوئے ہاتھ خون خنزیر میں ڈوبنا

سوال: میں نے اپنے دوست شطرنج کے کھلاڑی سے کہا کہ جس وقت تم کھیلتے ہو تو تمہارے ہاتھ خون خنزیر میں ڈوب جاتے ہیں' اس لفظ پر وہ مجھ سے نالاں ہو کر مجھ سے دشمنی کر لی اور کہا کہ وہ مسئلہ کون ہے جس سے تم نے یہ الفاظ نکالے' یا تو علماء دین اس مسئلہ کو تحریر کریں ورنہ تم پر دعویٰ کروں گا؟

جواب: شطرنج کے مشابہ ایک کھیل ہے جسے نرد کہتے ہیں' اس کے بارے میں حدیث میں یہ آیا ہے کہ جس نے نرد کے ساتھ کھیل کیا تو اس نے خنزیر کے گوشت و خون میں اپنے ہاتھ رنگ لیے' اور دیلمی نے روایت کیا ہے کہ تمام ازلام اور شطرنج اور نرد کھیلنے والوں پر گزرو تو انہیں سلام نہ کرو اور اگر وہ سلام کریں تو جواب نہ دو اور حنفیہ کے نزدیک شطرنج کھیلنا حرام ہے۔ "مکروہ تحریمی کو حرام سے بھی تعبیر کر دیتے ہیں" (م'ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۷۸)

گڑیوں سے کھیلنا

سوال: ایک شخص گڑیاں بناتا ہے اور اپنی شاگرد لڑکیوں کو دیتا ہے اور اگر کوئی منع کرتا ہے تو حضرت

عائشہ کے فعل سے استدلال کرتا ہے تو کیا گڑیوں کا بنانا اور لڑکیوں کا ان سے کھیلنا جائز ہے؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گڑیاں کیسی تھیں' کپڑے کی یا لوہے' تانبے' پیتل وغیرہ کی اور پھر ان میں ہاتھ پاؤں وغیرہ' آنکھ' ناک' کان موجود تھے یا نہیں؟ جب تک مستدل ان چیزوں کی تحقیق نہ کرلے اس وقت تک زمانہ مروجہ کی گڑیاں بنانے اور فروخت کرنے پر استدلال کرنا درست نہ ہوگا' جاندار کی تصویر بنانے اور رکھنے سے خواہ کپڑے کی ہو خواہ کسی اور شئی کی حدیث میں منع وارد ہے۔ ''شرکت فی الاسم جواز کے لیے کافی نہیں'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۴۰۰)

والی بال کھیلنا

سوال: دس بارہ شخص جو قوم کے سردار کہلاتے ہیں ہر روز جنگل میں والی بال کھیلتے ہیں' یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: مکروہ ہے۔ ''چونکہ اغیار سے مشابہت ہے اور مقتدیٰ کے لیے یہ روا نہیں'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۴۰۵)

ٹیلی پیتھی' ہپناٹزم اور یوگا سیکھنا

سوال: آج کل مختلف سائنسی علوم مثلاً ٹیلی پیتھی' ہپناٹزم' یوگا وغیرہ سکھائے جاتے ہیں ان کے اکثر کام جادو سے ہونے والے کام کے مشابہ ہوتے ہیں حالانکہ یہ جادو نہیں ہیں' کیا ان علوم کا سیکھنا مسلمان کے لیے جائز ہے؟

جواب: ان علوم میں مشغول ہونا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۷ص ۳۲۵)

کشتی کرنا' فٹ بال اور کبڈی کھیلنا

سوال: فٹ بال کھیلنا' کبڈی کھیلنا' دنگل میں کشتی لڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ورزش' مشق' جہاد اور تندرستی باقی رکھنے کے لیے ہے تو درست ہے مگر ستر پوشی اور حدود شرعیہ کی رعایت لازم ہے' انہماک کی وجہ سے احکام شرعیہ نماز و جماعت وغیرہ میں خلل نہ آئے۔ ''ورنہ ممنوع ہوگا'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۵)

خواتین کیلئے ہاکی کھیلنے کے جواز پر فتویٰ کی حیثیت

سوال: پچھلے ہفتے کے ''اخبار جہاں'' میں ''کتاب و سنت کی روشنی'' میں ایک فتویٰ نظر سے گزرا جس کا مقصد یہ تھا کہ موجودہ دور میں زنانہ ہاکی ٹیمیں نئے تقاضوں کے مطابق ہیں' میں آپ سے اسی فتویٰ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں' کیا آپ بھی حافظ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر آپ بھی

عورتوں کی ہاکی ٹیموں کو جائز سمجھتے ہیں تو براہ مہربانی حدیث اور فقہائے کرام کے حوالے بھی دیں اگر آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور یقیناً سمجھتے ہوں گے تو ابھی تک آپ لوگوں نے اس بارے میں کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا؟ کیا یہ اسلام سے ایک مذاق نہیں ہے؟

جواب: ''اسلامی صفحہ'' میں اس پر ہم اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں اس لیے آپ کا یہ ارشاد تو صحیح نہیں کہ ''ابھی تک اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟'' ہماری رائے یہ ہے کہ دور جدید میں جس طرح کھیل کو رواج دے دیا گیا کہ پوری قوم کھیل کے لیے پیدا ہوئی ہے اور اس کھیل ہی کو زندگی کا اہم ترین کارنامہ فرض کر لیا گیا ہے کھیل کا ایسا مشغلہ تو مردوں کے لیے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ عورتوں کے لیے جائز ہو پھر ہاکی مردانہ کھیل ہے زنانہ نہیں اس لیے خواتین کو اس میدان میں لانا صنف نازک کی اہانت و تذلیل بھی ہے اب اگر مرد مردانگی چھوڑنے پر اور خواتین مردانگی دکھانے پر ہی اتر آئیں تو اس کا کیا علاج؟ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۲۱)

تبلیغی فلم دیکھنا

سوال: فلم خانہ خدا دیکھنا یا موجودہ دور کی فلمیں دیکھنا' جنگ کی فلمیں دیکھنا' تبلیغی فلم (جس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو) دیکھنا کیسا ہے؟ جواب: ناچ گانا شرعاً ناجائز ہے اس کا دیکھنا اور سننا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ فلم ہی کے ذریعے سے ہو دینی عبادت کو تماشا بنانا تو اور بھی خطرناک ہے' فلم تو خود مستقل لغو تماشا ہے اس میں اور لغو کو شامل کیا جائے تو مجموعہ لغویات ہوگا۔'' غرض ہر قسم کی فلم دیکھنا' بنانا یا ترغیب دینا سب ناجائز ہے'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۲۴)

گانوں کے ذریعے تبلیغ کرنا

سوال: ایک خاتون ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ گانوں کے ذریعے یعنی ریکارڈ پر اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہیں اب آپ بتائیں کہ کیا اسلام کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: گانے کو تو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تو یہ گا کر اللہ کا پیغام کیسے پہنچائیں گی؟ یہ تو شیطان کا پیغام ہے جو گانے کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۲۹)

حج کی فلم بنانا اور دیکھنا

سوال: فلم خانہ خدا دیکھنا کیسا ہے اس میں تمام حج کے مقامات اور ارکان ادا کرتے دکھلاتے

ہیں' کچھ مسلم نمائندوں نے اس کی تائید میں بیانات بھی دیے ہیں' کیا اس فلم کو دیکھنا درست ہے؟

جواب: سب جانتے ہیں کہ فلم بیکار لوگوں کے لیے آلہ تفریح ہے' حج اسلام کا پانچواں عظیم الشان رکن ہے' دین کے اتنے بڑے رکن کو آلہ تفریح بنانا تعلیمات اسلامی کے سخت خلاف ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے کہ ایک شخص واعظ بن کر منبر پر بیٹھے' وعظ کی نقل کرے اور سب بیٹھے سنتے رہیں' یا ایک شخص کو عالم بنا کر بٹھایا اور لوگ آ آ کر اس سے مسائل دریافت کریں یہ سب تفریح کے طور پر ہو ان کا ایمان سلامت نہیں رہے گا' یہ اس وقت ہے جبکہ اس میں خرافات نہ ہوں ورنہ قباحت میں اور اضافہ ہوگا۔ ایسی فلم سے بالکل اجتناب کیا جائے اور حق تعالیٰ ان تمام بندوں کو توفیق دے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔'' یہ محض وہم ہے کہ اس سے اصلاح ہوگی یا ثواب ملے گا'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۵۹)

ریڈیو' ٹیلی ویژن وغیرہ کا دینی مقاصد کیلئے استعمال

سوال: جناب عالی! ریڈیو' ٹیلی ویژن اور وی سی آر وہ آلات ہیں جو گانے بجانے اور تصاویر کی نمائش کے لیے ہی بنائے گئے ہیں اور انہی فاسد مقاصد کے لیے مستقل استعمال بھی ہوتے ہیں (جیسا کہ مشاہدہ ہے) لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذہبی پروگرام کے نام سے مختصر اوقات کے لیے تلاوت کلام پاک' تفسیر' حدیث' اذان' درس وغیرہ بھی پیش کیے جاتے ہیں' سوال یہ ہے کہ (۱) کیا ان آلات کا مروجہ استعمال جائز ہے؟ (۲) کیا اس طرح قرآن' حدیث اور دینی شعائر کا تقدس مجروح نہیں ہوتا؟

سوال: کیا ایک اسلامی ملک میں ''مذہبی پروگرام'' اور دوسرے پروگراموں یا ''مذہبی امور'' اور دیگر امور کی تفریق' اسلام کے اس تصور حیات کی نفی نہیں جس کے سارے پروگرام اور سارے امور مذہبی اور دینی ہیں اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ یا کام دین سے باہر نہیں؟

جواب: جو آلات لہو ولعب کے لیے موضوع ہیں' انہیں دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنا دین کی بے حرمتی ہے اس لیے بعض اکابر تو ریڈیو پر تلاوت سے بھی منع فرماتے ہیں لیکن میں نے تو ریڈیو کے بارے میں ایسی شدت نہیں دکھائی' میں جائز چیزوں کے لیے اس کے استعمال کو جائز سمجھتا ہوں لیکن ٹی وی اور اس کی ذریت کو مطلقاً حرام سمجھتا ہوں۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۷۳)

''فجر اسلام'' نامی فلم دیکھنا کیسا ہے؟

سوال: چند سال پہلے پاکستان میں ایک فلم آئی تھی ''فجر اسلام'' جس میں حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے مسلمانوں کی گمراہی اور جہالت کا دور دکھایا گیا تھا اور یہ فلم ایک مسلمان ملک ہی نے بنائی تھی جس میں مختلف اشارات کے ذریعے کئی مقدس ہستیوں کی نشاندہی کی گئی تھی اور جس نے پاکستان میں ریکارڈ توڑ بزنس کیا' کیا ایسی فلم ایک مسلمان ملک کو بنانا اور ایک مسلمان کو دیکھنا جائز ہے؟ جبکہ ایک غیر مسلم ملک ایسی فلم بناتا ہے تو پوری اسلامی دنیا اس کی مذمت کرتی ہے اور جب ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسی حرکت کرتے ہیں تو یہ چیز ہمیں کہاں تک زیب دیتی ہے؟ یہ سوال اس لیے اہم ہے کہ ایک امریکی فلم (Message) کے بارے میں آپ کے کالم میں پڑھا تھا اس لیے میں مندرجہ بالا فلم "فجر اسلام" کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں اور ہوسکتا ہے ان دونوں فلموں میں کوئی بنیادی فرق ہو جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا ہوں' تو براہ مہربانی اس کی وضاحت ضرور کر دیجئے تاکہ میری اصلاح ہو سکے؟

جواب: "فجر اسلام" فلم پر علمائے کرام نے شدید احتجاج کیا اور اس کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سازش قرار دیا لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ آج اسلام اسلامی ملکوں میں سب سے زیادہ مظلوم ہے' حق تعالیٰ حکمرانوں کو دین کا فہم دے۔ (آمین) (آپ کے مسائل ص ۳۷۴)

ٹی وی پر حج فلم دیکھنا بھی جائز نہیں

سوال: پچھلے دنوں ٹی وی "حج کی فلم" دکھائی گئی جس کو زیادہ تر لوگوں نے دیکھا' اسلام میں براہ راست فلم کی کیا حیثیت ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ویڈیو فلم ہر طرح کی جائز ہے کیونکہ یہ سائنس کی ایجاد ہے اور ترقی کی نشانی ہے' لہٰذا اس کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے' بشرطیکہ اس میں عورتیں نہ ہوں' کیا اس کا یہ خیال صحیح ہے؟ جواب: جو شخص ٹی وی اور ویڈیو فلم کو جائز کہتا ہے وہ تو بالکل غلط کہتا ہے' شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے' خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہو یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو جہاں تک "حج فلم" کا تعلق ہے اس کے بنانے والے بھی گنہگار ہیں اور دیکھنے والے بھی' دونوں کو عذاب اور لعنت کا پورا پورا حصہ ملے گا' دنیا میں تو مل رہا ہے' آخرت کا انتظار کیجئے! (حوالہ بالا)

"اسلامی فلم" دیکھنا

سوال: ہم اہالیان پوسٹل کالونی سائٹ کراچی ایک اہم مسئلہ اسلامی رو سے حل کرانا چاہتے ہیں' عرض یہ ہے کہ انگریزی زبان میں اسلامی موضوعات پر فلمائی گئی ایک فلم کے بارے میں

دریافت کرنا چاہتے ہیں' اس فلم میں حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت امیر حمزہ' حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی آواز بھی مختصر طور پر سنائی گئی ہے' مسئلہ یہ درپیش ہے کہ آیا ایک اسلامی فلم کی حیثیت سے یہ فلم دیکھنا جائز ہے یا ہم اس فلم کو دیکھ کر کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں؟ جواب: یہ فلم ''اسلامی فلم'' نہیں بلکہ اسلام اور اکابر اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے' اس کا دیکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۷۵)

ٹی وی پر بھی فلم دیکھنا جائز نہیں

سوال: ہم یہاں قطر میں کام کرتے ہیں اور جب کام سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر اپنے گھر میں ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں' جس کو ہم سب دوست مل بیٹھ کر دیکھتے ہیں' ہمارے دوستوں میں کافی لوگ ایسے ہیں کہ وہ حاجی ہیں اور بعض نے دو دو بار حج کیا ہے اور بعض لوگ امام مسجد ہیں' یہ سب حضرات شام کو پانچ بجے ٹی وی کے پاس بیٹھتے ہیں اور رات کو ۱۲ بجے تک ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں پر تقریباً سب پروگرام عربی اور انگریزی میں ہوتے ہیں اور ان حضرات میں سے کوئی بھی اس کی زبان کو نہیں جانتا۔ ظاہر ہے ان سے ان کی مراد پروگرام سمجھنا نہیں بلکہ ان کی اداکاراؤں کو دیکھنا ہے جو کہ ایک گناہ ہے' ہمارے جو دوست سینما کو جاتے ہیں تو یہ حاجی صاحبان اور مولوی صاحبان ان کو فلم پر جانے سے منع کرتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ ''فلم دیکھنا گناہ ہے'' اور جب کوئی فلم ٹی وی پر چل رہی ہو تو یہ لوگ سب سے پہلے ٹی وی پر فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں آپ ہم کو یہ بتادیں کہ کیا ٹی وی دیکھنا' ان جیسے پرہیزگاروں کے لیے درست ہے؟ کیا ٹی وی اور فلم میں کوئی فرق ہے؟ اور کیا ان کے دعوے کے مطابق فلم دیکھنا گناہ ہے اور ٹی وی میں وہی فلم دیکھنا گناہ نہیں ہے؟ ان سوالات کا جواب دے کر مشکور ہونے کا موقع دیں' والسلام جواب: فلم ٹی وی پر دیکھنا بھی جائز نہیں' نہ اس میں اور سینما کی فلم میں کوئی بنیادی نوعیت کا فرق ہے' دونوں کے درمیان فرق کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص گندے بازار میں جا کر بدکاری کرے اور دوسرا کسی فاحشہ کو اپنے گھر میں بلا کر بدکاری کرے' اس لیے تمام مسلمانوں کو اس گندگی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (حوالہ بالا)

حیات نبویؐ پر فلم' ایک یہودی سازش

سوال: میرے ایک محترم دوست نے کسی عزیز کے گھر ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعے امریکہ کی بنی ہوئی ایک فلم (Message) جس کا اردو معنی ''پیغام'' ہے دیکھی اور اس فلم کی تعریف دفتر آ کر

کرنے لگے' دراصل وہ فلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے متعلق تھی اور ہجرت کے بعد کے واقعات فلم بند کیے گئے تھے۔ اس میں یہ دکھایا گیا کہ اشاعت اسلام میں کتنی دشواریاں پیش آئیں' مسجد قباء کی تعمیر' حضرت بلال حبشیؓ کو اذان دیتے ہوئے دکھایا' حضرت حمزہ کا کردار بھی ایک عیسائی اداکار نے ادا کیا' سب سے بری بات یہ ہے کہ اس فلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تک دکھایا' یعنی یہ مسجد قباء کی تعمیر ہو رہی ہے اور وہ سایہ اینٹ اٹھا اٹھا کر دے رہا' غرض یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس فلم میں (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہے۔ میرے محترم دوست اس کو ایک تبلیغی فلم کہہ رہے تھے' کہنے لگے کہ اس میں مسلمانوں پر ظلم وستم دکھایا گیا ہے اور بڑے اچھے مناظر فلمائے گئے' غرض اس کی تعریف کی لیکن میں نے جب سنا تو دکھ ہوا' میں نے فوراً کہا کہ ایسی فلم مسلمانوں کو ہرگز نہیں دیکھنی چاہیے بلکہ ایسی فلموں کا بائیکاٹ کریں' مسلمانوں کا ایمان کتنا کمزور ہو گیا ہے' اتنی بڑی بڑی ہستیوں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کردار زانی اور شرابی عیسائی اداکاروں نے ادا کیے اور نہ جانے کس ناپاک سایہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ سے تشبیہ دی' کتنے افسوس کی بات ہے' آپ سے گزارش ہے کہ کیا ایسی فلم کو دیکھا جا سکتا ہے؟ اور اگر نہیں تو جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان کو توبہ استغفار کرنی چاہیے' خدارا! اس کا جواب ضرور ضرور اخبار کی معرفت دیں اور دیکھنے والوں کو اس کی کیا سزا ملنی چاہیے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو فلمانا' اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ علمائے اُمت اس پر شدید احتجاج کر چکے ہیں اور حساس مسلمان اس کو اسلام کے خلاف ایک یہودی سازش تصور کرتے ہیں' ایسی فلم کا دیکھنا گناہ ہے اور اس کا بائیکاٹ فرض ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۷۶' ۳۷۷)

ٹی وی میں عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا

سوال: کیا ٹی وی میں بھی عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا گناہ ہے؟ میں نے ایک جگہ رسالے میں پڑھا تھا کہ نامحرم عورتوں کا دیکھنا اور اس کا عادی ہونا بہت بڑا گناہ ہے' موت کے وقت انجام اچھا نہیں ہوتا' کیا اس کا اطلاق ٹی وی پر بھی ہوتا ہے؟ جواب: ٹی وی دیکھنا جائز نہیں' اس پر نامحرم عورتوں کا دیکھنا گناہ در گناہ ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۷۷)

ٹی وی اور ویڈیو پر اچھی تقریریں سننا

سوال: ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتے ہیں اور

یہاں تک ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم دین کا بیان اچھا ہوتا ہے تو بیٹھ کر سنتے ہیں اور خاص کر جمعہ کو ٹی وی پر جو پروگرام آتا ہے' اس کو بھی سنتے ہیں لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ جائز نہیں' لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے' ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرمارہے ہیں اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے' یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی اُم الخبائث (شراب) کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی۔ ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو "ام الخبائث" کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سینکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۷۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بنی ہوئی فلم دیکھنا

سوال: وی سی آر نے پہلے گندگی پھیلائی ہوئی ہے' اب معلوم ہوا ہے کہ وی سی آر پر ملتان اور ساہیوال میں وہی فلم دکھائی جارہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر بنی ہے اور اس فلم پر دنیائے اسلام نے غم و غصے کا اظہار کیا تھا اور اسلامی حکومتوں نے مذمت بھی کی تھی' کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم اٹھائے گی اور اس شیطانی عمل کو روکنے کے لیے عوام الناس کا فرض نہیں ہے؟ جو لوگ یہ فلم چلانے' دیکھنے یا دکھانے کے مجرم ہیں ان کے لیے شریعت محمدی کا کیا حکم ہے؟ میں نے اس سلسلے میں پورے وثوق اور معتبر شہادتوں سے معلوم کرلیا ہے کہ یہ فلم دکھائی جارہی ہے' مزید تصدیق کے لیے میں اپنے آپ میں جرأت نہیں پاتا کہ یہ ناپاک فلم دیکھوں؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کو فلم کا موضوع بنانا' نہایت دل آزار توہین ہے' دشمنان اسلام نے بارہا اس کی کوشش کی لیکن غیور مسلمانوں نے سراپا احتجاج بن کر ان کی سازش کو ہمیشہ ناکام بنایا' اگر آپ کی اطلاعات صحیح ہیں تو یہ نہایت افسوس ناک حرکت ہے' حکومت کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہیے اور اس کے مرتکب افراد کو توہین رسالت کے جرم پر سخت سزا دینی چاہیے۔ اگر حکومت اس طرف توجہ نہ کرے تو مسلمان کو آگے بڑھ کر خود اس کا سدباب کرنا چاہیے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۷۸)

ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں

سوال: ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دینی غور وفکر اور تفسیر وغیرہ بھی بیان کی جاتی ہے رہا تصویر کا مسئلہ تو بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ پرچھائیں ہے عکس ہے کوئی کہتا ہے کہ تصویر ساکن یعنی فوٹو کی ممانعت ہے اور یہ چلتی پھرتی ہے وضاحت فرمادیں؟

جواب: ٹیلی ویژن کا مدار تصویر ہے اور تصویر کا ملعون ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہے اور کسی ملعون چیز کو کسی نیک کام کا ذریعہ بنانا بھی درست نہیں مثلاً شراب سے وضو کر کے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ عکسی تصویریں جو کیمرے سے لی جاتی ہیں ان کا حکم تصویر ہی کا ہے خواہ متحرک ہو یا ساکن۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۷۹)

فلم دیکھنے کے لیے رقم دینا

سوال: ہمارے محلے کے چند لڑکے فلم کے لیے پیسے جمع کرتے ہیں اور ہم نے ان کو پہلے ۲۵ روپے دیئے تھے اور ہم نے فلم نہیں دیکھی تھی اب آپ سے یہ گزارش ہے کہ فلم کے لیے پیسے دینا بھی گناہ ہے اور فلم دیکھنا بھی گناہ ہے ان کو آخرت میں کیا سزا دی جائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی کیا سزا ہے؟ اور کیا گناہ ہے؟

جواب: جو سزا فلم دیکھنے والوں کی ہے وہی اس کیلئے پیسے دینے والوں کی ہے۔ آپکے مسائل ج ۷ ص ۳۷۹

ویڈیو فلم کو چھری چاقو پر قیاس کرنا درست نہیں

سوال: اس ماہ رمضان میں اعتکاف کے لیے ایک خانقاہ گیا اس خانقاہ کے جو پیر صاحب ہیں ان کے طریق کار پر میں کافی عرصے سے ذکر کرتا رہا ہوں اس دفعہ جب میں بیعت ہونے کے ارادے سے ان کے پاس گیا تو وہاں عجیب منظر دیکھنے میں آیا پیر صاحب ظہر اور عصر کے درمیان ایک گھنٹے تک درس قرآن دیتے تھے جس کی ویڈیو فلم بنتی تھی جب میں نے یہ چیز دیکھی تو میں نے بیعت کا ارادہ بدل دیا یہاں اپنے مقام پر واپس آ کر ان کے پاس خط لکھا جس میں ان کے پاس لکھا کہ علمائے کرام تو ویڈیو فلم کو ناجائز قرار دیتے ہیں انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ "ویڈیو فلم ہو یا کلاشنکوف یا چھری چاقو ہو جائز کام کے لیے ان چیزوں کا استعمال بھی جائز اور ناجائز کاموں کے لیے ان کا استعمال بھی ناجائز" اب آپ فرمائیں کہ علمائے دین اور مفتیان صاحبان اس سلسلے میں کیا

فرماتے ہیں؟ کیا دین کی تبلیغ کے لیے ویڈیو فلم کا استعمال جائز ہے؟ اور اگر نہیں تو تحریر فرمائیں تا کہ میرے پاس اس کے بارے میں کوئی مثبت جواب ہو اُن کا جواب بھی آپ کے پاس بھیج رہا ہوں؟

جواب: ویڈیو فلم پر تصویریں لی جاتی ہیں اور تصویر جاندار کی حرام ہے اور شریعت اسلام میں حرام کام کی اجازت نہیں اس لیے اس کو چھری' چاقو پر قیاس کرنا غلط ہے' اور ان پیر صاحب کا اجتہاد ناروا ہے' آپ نے اچھا کیا کہ ایسے برخود غلط آدمی سے بیعت نہیں کی۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۸۰)

بیوی کو ٹی وی دیکھنے کی اجازت دینا

سوال: ایک شخص کے باپ کے گھر ٹیلی ویژن ہے' گھر کے سارے افراد ہر پروگرام دیکھتے ہیں لیکن وہ شخص اس سے نفرت کرتا ہے' اس کی بیوی ٹیلی ویژن دیکھنے کی اس سے اجازت چاہتی ہے مگر وہ شخص اس کو پسند نہیں کرتا' ٹیلی ویژن پروگرام دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: ٹیلی ویژن جس میں کہ فحش تصاویر کی نمائش ہوتی ہے اور انسان کے لیے ایک اعتبار سے اس میں دعوت گناہ ہے اس کا دیکھنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ جس طرح غیر محرم عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں اسی طرح مردوں کی تصاویر بھی دیکھنا جائز نہیں' لہٰذا جناب کو اپنی بیوی کو ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۸۱۸۰)

ویڈیو کیسٹ بیچنے والے کی کمائی ناجائز ہے' نیز یہ دیکھنے والوں کے گناہ میں بھی شریک ہے؟

سوال: میری دکان سے جو لوگ فلمیں (جو بعض اوقات بیہودہ بھی ہوتی ہیں) لے کر جاتے ہیں' کیا ان کے ساتھ مجھے بھی گناہ ہوگا؟

جواب: جی ہاں! آپ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں' مزید برآں یہ کہ یہ آمدنی بھی پاک نہیں۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ فلمیں دیکھنے سے معاشرہ بگڑتا ہے' لڑکیاں بے پردہ ہو جاتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں قرآنی آیات کے بجائے نت نئے مقبول گانے گاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے لیکن کیا اس کا گناہ میرے سر یا میرے جیسے دوسرے لوگوں جنہوں نے ویڈیو کی دکانیں کراچی میں بلکہ ملک کے چپے چپے میں کھولی ہوئی ہیں' ان کے بھی سر ہوگا؟ بہر حال ہم تو روزی کی خاطر یہ سب کچھ کرتے ہیں اور ہمارا مقصد روزی ہوتا ہے کسی کو بگاڑنا نہیں؟

جواب: یہ تو اوپر لکھ چکا ہوں کہ آپ اور آپ کی طرح کا کاروبار کرنے والے اس گناہ میں اور

اس گناہ سے پیدا ہونے والے دوسرے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں' رہا یہ کہ آپ کا مقصد روٹی کمانا ہے' معاشرے میں گندگی پھیلانا نہیں' اس کا جواب بھی اوپر لکھ چکا ہوں کہ ایسی روزی کمانا ہی حلال نہیں جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو' اور گندگی پھیلے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۸۱)

ٹیلی ویژن میں کام کرنے والے سب گنہگار ہیں

سوال: ٹیلی ویژن میں عام طور سے گانے اور میوزک کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں' اکثر مخلوط گانے اور پروگرام ہوتے ہیں اور اس گناہ کے فعل میں ٹیلی ویژن کے ارباب اختیار بھی شامل ہوتے ہیں' اس گناہ کا کفارہ ممکن ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کیا؟ جواب: ناچ اور گانا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے' ٹیلی ویژن دیکھنا بھی گناہ ہے' ناچنے والی' ٹیلی ویژن چلانے والے اور ٹیلی ویژن دیکھنے والے سبھی گنہگار ہیں' اللہ تعالیٰ نیک ہدایت فرمائیں۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۸۲)

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے محکموں میں کام کرنا

سوال: جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کا وجود ہی اسلامی نقطہ نگاہ سے جائز نہیں' مثلاً ٹیلی ویژن' ریڈیو وغیرہ جن سے رقص و موسیقی اور اس قسم کی دوسری چیزیں نشر ہوتی ہیں جس کی وجہ سے میرے اور بہت سے مسلمانوں کے دل میں یہ مسئلہ ہوگا کہ ان محکموں سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی روزی وابستہ ہے' ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے فرض کو بہت ہی خوش اسلوبی اور دیانتداری سے انجام دیتے ہیں' تو کیا ان لوگوں کی روزی جو ان اداروں سے منسلک ہیں جائز ہے؟ اور اگر جائز نہیں تو کیا وہ لوگ گنہگار ہیں؟ کیونکہ وہ لوگ اس پیسے سے اپنے معصوم بچوں کی پرورش کرتے ہیں جن کو ابھی اچھے اور برے کی تمیز نہیں' تو کیا وہ بھی اس گناہ میں شریک ہیں یا پھر ان کے والدین پر ہی تمام گناہ ہوگا؟

جواب: رقص و موسیقی کے گناہ ہونے اور اس کے ذریعے حاصل کی گئی رقم کے ناپاک ہونے میں کیا شبہ ہے؟ باقی وہ معصوم بچے جب تک نابالغ ہیں' گناہ میں شریک نہیں بلکہ حرام آمدنی سے پرورش کا وبال ان کے والدین پر ہے۔ (حوالہ بالا)

وی سی آر دیکھنے کی کیا سزا ہے؟

سوال: ہمارے معاشرے میں وی سی آر کی لعنت پھیل گئی ہے جس سے ہماری نئی نسل فلمیں دیکھ کر بری طرح متاثر ہوئی ہے' اس لیے میں چاہتی ہوں کہ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیجئے کہ

اس کی سزا کیا ہے؟ جواب: اس کی سزا دنیا میں تو مل رہی ہے کہ نئی نسل جنے اپنی اور دوسروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے.....! (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۸۳)

ٹی وی اور ویڈیو فلم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین وعلمائے دین اس بارے میں کہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ تصویر کی حیثیت سے ممنوع ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں مندرجہ ذیل اپنی گزارشات آپکی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ اگر ٹی وی براہ راست ریز (شعاعوں) کے ذریعے جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ اسی آن میں ہمیں دکھا رہی ہو جیسے کبھی کبھی حج پروگرام نشر ہوتے ہیں جو کچھ وہاں حجاج کرام کرتے ہیں وہ ہم اسی آن میں یہاں دیکھتے ہیں' کیا اس وقت ٹی وی دوربین جیسی نہیں ہوتی؟ اور کیا کسی آلے سے اگر دور کی آواز سننا جائز ہے تو کیا دور کا دیکھنا جائز نہیں؟

۲۔ فلم میں ایک خرابی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس میں تصویر ہے اور تصویر حرام ہے' مگر ویڈیو کیسٹ کی حقیقت یہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی تصویر نہیں چھپتی بلکہ اس کے ذریعے اس کے سامنے والی چیزوں کی ریز (شعاعوں) کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے جس طرح آواز کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے' ٹیپ ہونے کے باوجود جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ غیر مرئی ہوتی ہے اسی طرح ان ریز شعاعوں کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی' لہٰذا فلمی فیتوں اور ویڈیو کیسٹ میں بڑا فرق ہے' فلمی فیتوں میں تو تصویر باقاعدہ نظر آتی ہے جس تصویر کو پردے پر بڑھا کر دکھایا جاتا ہے مگر ویڈیو کیسٹ "مقناطیسی" ہوتے ہیں جو مذکورہ ریز کرنوں کو جذب کر لیتے ہیں پھر ان جذب شدہ کو ٹی وی سے متعلق کیا جاتا ہے تو ٹی وی ان ریز کو تصویر کی صورت میں بدل کر اپنے آئینے میں ظاہر کر دیتی ہے چونکہ یہ صورت متحرک اور غیر قار ہوتی ہے اسے عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیا جاتا ہے جب تک آئینے کے روبرو ہو اس میں صورت رہے گی اور ہٹ جانے کی صورت میں ختم ہو جائے گی' یوں ہی جب تک ویڈیو کیسٹ کا رابطہ ٹی وی سے رہے گا تصویر نظر آئے گی اور رابطہ منقطع ہوتے ہی تصویر فنا ہو جائے گی۔

۳۔ آئینے اور ٹی وی کے ناپائیدار عکوس کو حقیقی معنوں میں تصویر' تمثال' مجسمہ' اسٹیچو وغیرہ کہنا صحیح نہیں' اس لیے کہ پائیدار ہونے سے پہلے عکس ہی ہوتا ہے' تصویر نہیں بنتا اور جب اسے کسی طرح سے پائیدار کر لیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے اب اگر اس کو ناظرین تصویر کہیں تو یہ مجازاً ہوگا۔

۴۔اور یہ کہ جب علماء نے بالاتفاق بہت چھوٹی تصویر جیسے بٹن یا انگوٹھی کے نگینے پر تصویر کے استعمال کو جائز کہا ہے مگر یہاں تو ویڈیو میں بالکل تصویر کا وجود ہی نہیں اور کسی طاقتور خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔

۵۔اوپر والی باتوں پر نظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں ٹی وی بذات خود خراب یا مذموم نہیں' ہاں! موجودہ پروگراموں کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹی وی کو مذموم کہا جاسکتا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آدمی ٹی وی نہ رکھے بلکہ مذموم پروگرام کو نہ دیکھے' جیسے ریڈیو۔

۶۔یہ بات زیر غور ہے کہ اگر پاکستان کا مقدر اچھا بن جائے اور یہاں مکمل اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو کیا ٹی وی اور ٹی وی اسٹیشن ختم کیے جائیں گے؟

۷۔یہ کہ یہاں پر ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ مفتی محمودؒ بھی کبھی ٹی وی پر اپنی تقریر سناتے تھے' کیا ان کا عمل یہ نہیں بتا رہا ہے کہ وہ فی ذاتہٖ ٹی وی کو مذموم نہ سمجھتے تھے؟

۸۔یہ کہ علمائے حجاز و مصر کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

۹۔ہم سے سائنس کے طلبہ کہہ رہے ہیں کہ جو ہم میں سے ٹی وی دیکھ رہا ہے وہ علمی سائنس میں ہم سے آگے ہے کیونکہ ٹی وی میں جدید پروگرام دیکھتے ہیں' کیا ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں؟

اور آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری یہ ساری بحث ٹی وی کو خواہ مخواہ جائز رکھنے کے لیے نہیں بلکہ اس جدید مسئلے کے سارے پہلو آپ کے سامنے رکھنا مقصود ہے' غلطی ہو تو معاف فرمائیں؟

جواب: جو نکات آپ نے پیش فرمائے ہیں اکثر و بیشتر پہلے بھی سامنے آتے رہے ہیں' ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاتا ہے' اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا' زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کے بجائے سائنسی ترقی میں تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کر لیا گیا ہے لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کر لیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم اور ٹی وی نے پیدا کر دی ہیں۔ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعے گھر گھر سینما گھر بن گئے ہیں' کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شارع ہاتھ کی تصویروں کو تو حرام قرار دے اس کے بنانے والوں کو ملعون اور "اشد عذابا یوم القیامة" بتائے اور فواحش و بے حیائی کے اس طوفان کو جسے عرف عام میں "ٹی وی" کہا جاتا ہے حلال اور جائز قرار دے؟

رہا یہ کہ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں تو کیا خمر اور خنزیر' سود اور جوئے میں فوائد نہیں؟ لیکن قرآن

کریم نے ان تمام فوائد پر یہ کہہ کر لکیر پھیر دی ہے "وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا" یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا ہے ہمارے یہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کردی؟ کتنے گنہگاروں نے گناہوں سے توبہ کرلی؟ لہٰذا یہ محض دھوکہ ہے۔ فواحش کا یہ آلہ جو سرتاسر نجس العین ہے اور ملعون ہے اور جس کے بنانے والے دنیا وآخرت میں ملعون ہیں وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ دینی پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں شیعہ مرزائی ملحد کیمونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر جاتے ہیں اور اناپ شناپ جوان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ واشاعت ہورہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جارہا ہے؟

رہا یہ سوال کہ فلاں یہ کہتے ہیں اور یہ کرتے ہیں یہ ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں۔

استحسان سینما پر واقعہ موسیٰ علیہ السلام سے استدلال

سوال: زید قرآن کریم کی آیت قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ الآية سے نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ جس طرح یوم الزینت کے موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غرض صحیح مظاہرہ باطل پر صرف صورۃً تھی حقیقتاً مقصود اس باطل کو روکنا تھا اس لیے سینما کا دیکھنا بھی جائز ہوسکتا ہے اور کہتا ہے اگر سینما میں نعت غزل گائی جائیں یا معجزہ شق القمر کی تصویریں دکھائی جائیں تو اس سے کچھ نہ کچھ اصلاح وتبلیغ کا کام بھی سرانجام پاتا ہے؟ جواب: زید کا قول سراسر غلط ہے اور قیاس مع الفارق ہے وہاں یوم الزینت کو ذریعہ بنایا گیا احقاق حق اور ابطال باطل علی رؤس الاشہاد کے لیے اور یہاں نعت غزلوں اور معجزہ شق القمر کی تصویروں کو بغرض تبلیغ ذریعہ بنایا جاتا ہے اشاعت فواحش کا یہ سب حیلہ ہے شیطانی فریب ہے نفس کا دھوکہ ہے لہٰذا ہرگز اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۴۲۱) "خواہ اس میں بجائے نعت غزل کے خالص قرآن پاک پڑھا جائے تب بھی ناجائز ہے" (م ع)

سینما میں معجزہ شق القمر دیکھنا

سوال: زید کہتا ہے کہ سینما میں نعت وغزل اور معجزہ شق القمر کی تصویر عوام کے حق میں علمی گہرائی تبلیغی قیمت رکھتی ہے یہ قول کیسا ہے؟

جواب: زید کا قول غلط ہے ایسے موقع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھنا' معجزہ شق القمر وغیرہ کی تصویر دکھانا خلاف احترام اور معجزہ کا استخفاف ہے جس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۲۱۸) ''جیسا کہ ابھی پہلے مسئلہ میں گزرا'' (م'ع)

نیک نیتی سے سینماد یکھنا اور اعلان کرنا

سوال: زید کہتا ہے کہ میں کبھی لمبے وقفے کے بعد نیک نیتی سے سینماد یکھتا ہوں تو کیا حسن نیت کی بناء پر وہ مواخذہ شرعی سے بچ جائے گا اور اس کا اس طرح علی الاعلان اظہار معصیت کرنا کیسا ہے؟

جواب: سینماد یکھنا شرعاً ناجائز ہے جو نیت خلاف شرع ہو وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ اگر اچھی نیت ہے تو اس کا معاملہ خداتعالیٰ کے ساتھ ہے لیکن شریعت ظاہر پر حکم لگائے گی۔ لہٰذا اس تخئی حسن نیت کی وجہ سے ان محرمات کی شرعاً اجازت نہیں ہوسکتی اور اظہار معصیت مستقل معصیت اور ممنوع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۲۱۷) ''ایسا شخص دوہری معصیت کا مرتکب ہے' توبہ لازم ہے' اگر کوئی شخص کسی غریب کی مدد کی نیت سے چوری کرے تب بھی چوری جائز نہیں'' (م'ع)

اصلاح نفس کیلئے سینماد یکھنا

سوال: عمرو سینما کا شائق ہے اس بہانے سے جاتا ہے کہ اس سے نصیحت آمیز باتیں حاصل ہوتی ہیں' کیا کسی صورت میں سینما جانا درست ہوسکتا ہے؟

جواب: کیا عمرو کو نصیحت آمیز باتیں اہل صلاح کی مجلس میں کہیں میسر نہیں آتیں کہ اس لہو ولعب اور خلاف شرع مجلس میں جاتا ہے؟ یہ سب حیلہ اور کید نفس ہے' ایسی جگہ جانا شرعاً جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۹۰) ''صادقین کی معیت اختیار کرے نصیحت بھی ملے گی اور نصیحت پر عمل کی ہمت بھی' اگر صادقین قریب میں نہ ہوں تو ان کے مواعظ ملفوظات کا باخلاص مطالعہ کیا کرے'' (م'ع)

تجارت کا اشتہار سینما کے ذریعہ

سوال: ایک آدمی اپنی تجارتی چیز کو مشتہر کرنے کے لیے سینما میں سلائڈ'' جو پکچر شروع ہونے سے پہلے دکھائی جاتی ہے'' دے سکتا ہے یا نہیں؟ جو شخص اشتہار دینا چاہتا ہے وہ پابند صوم وصلوٰۃ ہے؟

جواب: اپنی تجارتی چیز کو مشہور کرنے کے لیے سینما کا ذریعہ اختیار کرنا'' جو شیطانی گھر ہے'' اور اسی طرح سینما کی مدد کرنا درست نہیں ہے۔ دیندار اور دینی منصب والے کے لیے زیادہ برا اور بدنامی کی چیز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۸۲) ''دنیا کے موہوم نفع کے لیے دین کا نقصان کرنا

کہاں کی دینداری اور عقلمندی ہے" (م ع)

ریڈیو سننا

سوال: ٹرانسسٹر ریڈیو پر خبروں کا سننا کیسا ہے؟ چونکہ آلہ لہو ولعب ہے اس لیے یہ اشکال پیدا ہوا؟

جواب: محض خبروں' تبصروں اور تقریروں کا سننا تو درست ہے' گانا سننا اور غلط چیزوں کا سننا منع ہے' یہ آلہ اصالتاً خبروں کو بہت جلد پھیلانے کے لیے موضوع ہے' مگر اس میں گانا بجانا بھی بہت کثرت سے ہوتا ہے جو ممنوع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ١٥ ص ٣٦٨)

ریڈیو پر معاوضہ لے کر تلاوت کرنا

سوال: ریڈیو پر کلام الٰہی کی تلاوت کرنا معاوضہ لے کر یا بلا معاوضہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فی حد ذاتہ تو جائز ہے لیکن اگر اس کے کسی مرحلے میں قرآن پاک کی توہین کا شائبہ ہو تو پھر ناجائز ہوگی۔ (کفایت المفتی ج ٩ ص ٢٠٢)

تجارت کو فروغ دینے کیلئے ریڈیو بجانا

سوال: آلات لہو ولعب' ریڈیو باجے وغیرہ سننا و بجانا مطلقاً حرام ہے یا گھر میں بیوی بچوں اور اپنی طبیعت بہلانے کے لیے یا ہوٹل و دکان میں کثرت گاہک کے لیے گانا و بجانا' جب کہ گرد و پیش کے ہوٹلوں اور دکانوں میں آلات مذکورہ ہونے کے سبب لوگ بکثرت ہوٹل میں آئیں اور ہمارے یہاں نہ ہونے کی وجہ سے لوگ کم ہونے سے تجارت پر برا اثر پڑے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (از نائب مفتی) آلات لہو ولعب کا بجانا مطلقاً ناجائز ہے اور ناجائز چیز کے ذریعے کسی طرح کا مفاد دنیاوی حاصل کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔

(از مفتی اعظم) آلات لہو ولعب کا استعمال تجارتی فروغ کے لیے جائز نہیں ہوسکتا ہے۔ (کفایت المفتی ج ٩ ص ١٩٣) "اگر خریداروں کی قلت ہی مقدر ہے تو ریڈیو سے بھی کثرت نہ ہوگی اور گنہگار مزید ہوگا" (م ع)

گانا سننے کے جواز پر ایک استدلال

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ گانا سننا جائز ہے اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں چند لڑکیاں گا رہی تھیں اور آپ سن رہے تھے' اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطانی

کام کیا' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو' جواب سے مشرف فرمائیں؟

جواب: چھوٹی بچیاں اگر کچھ پڑھیں' جو نہ گانے کے قواعد راگ وغیرہ سے واقف ہوں نہ ان کی طرف سے کسی کو شہوت ہو' نہ وہ پردہ کے قابل ہوں تو ان پر بڑی عورتوں کو قیاس کرنا جس کی آواز میں فتنہ ہو' صورت میں بھی فتنہ ہو اور ان سے پردہ بھی ضروری ہو بالکل غلط ہے' ہرگز قابل استدلال نہیں۔" مستدل صاحب بچیوں کے جملے بھی غور سے پڑھ لیتے تو یہ بیجا جرأت نہ ہوتی" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۳۶۹)

دف اور رقص کے متعلق ایک حدیث کا حوالہ

سوال: ایک مولوی صاحب نے ایک دن کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ناچ دیکھا ہے' کہنے لگے ایک عورت خدمت رسالت میں آئی اور کہنے لگی میں نے منت مانی ہے کہ آپ صحت یاب ہوں گے تو میں آپ کے سر پر دف بجاؤں گی اور ناچوں گی' آپ نے فرمایا تو اپنی منت پوری کر لے' کیا مولوی صاحب کے ذکر کیے ہوئے اس مضمون کی کوئی حدیث ہے؟

جواب: جس واقعہ کا مولوی صاحب نے ذکر فرمایا ہے وہ حدیث مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۵۳ اور ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰ اور ابوداؤد میں مروی ہے مگر ان میں صرف یہ ذکر ہے کہ اس نے صرف دف بجانے کی منت ماننے کا ذکر کر کے دف بجانے کی اجازت مانگی' ناچنے کا ذکر کسی روایت میں نہیں ہے' مولوی صاحب سے ناچنے کے ذکر کا حوالہ دریافت کرنا چاہیے' بہرحال اس واقعہ میں طرز بیان غیر محتاط ہو جائے تو ہو جائے مگر اس قدر واقعہ صحیح ہے کہ دف بجانے کی اجازت مانگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور اس نے دف بجایا اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر اس نے دف سرین کے نیچے رکھ لیا اور اس پر بیٹھ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۹۳)

گانے بجانے سے برکت جاتی رہتی ہے

سوال: سنا گیا ہے کہ جس گھر میں کثرت سے گانا بجانا بذریعہ انسان' گراموفون' باجہ اور ریڈیو ہو اس گھر کی خیر و برکت جاتی رہتی ہے؟ جواب: ہاں یہ صحیح ہے کہ گانا بجانا اور خصوصاً ایسے گانے جو شریعت اور اخلاق شریفہ کے خلاف ہوں خیر و برکت کو زائل کر دیتے ہیں' ایک روایت

میں ہے کہ گانا دلوں میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ (کفایت المفتی ج۹ص۱۸۹)

ساز کے بغیر گیت سننے کا شرعی حکم

سوال۔ اگر کوئی شخص بغیر ساز و موسیقی کے سراپا جبرا گیت گاتا ہے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز ہیں؟ یا عورت انفرادی یا اجتماعی' سراپا جبرا کہ اس کو اس عورت کے محرم سنتے ہوں' گیت گائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کو اس کے غیر محرم بھی سنتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ جب کہ یہی گیت ریڈیو ٹیپ ریکارڈ میں ساز و موسیقی کے ساتھ گایا جاتا ہے۔ اب اگر ان تمام صورتوں میں دف بجا کر گیت گایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہمارے بہت سارے رُفقاء مبتلا ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے ہیں تو اس مسئلے کی وضاحت منظر عام پر لانا ضروری ہے۔

جواب۔ ساز اور آلات کے ساتھ گانا حرام ہے' خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت اور تنہا گائے یا مجلس میں' اسی طرح جو اشعار کفر و شرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے۔ البتہ مباح اشعار اور ایسے اشعار جو حمد و نعت یا حکمت و دانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں' ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر عورتوں اور مردوں کا مجمع نہ ہو تو دوسروں کو بھی سنانا جائز ہے۔ اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اشعار ترنم سے پڑھے۔ (جبکہ کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے۔ آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت و دانائی پر مشتمل نہیں' بلکہ ان سے نفسانی خواہشات ابھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ قطعی حرام ہیں' عورتوں کیلئے بھی اور مردوں کیلئے بھی۔ حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

مزامیر کو حلال جاننے والا فاسق ہے

سوال: جو شخص مزامیر کے ساتھ سماع کو حلال سمجھتا ہو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مزامیر سننا ناجائز اور حرام ہے اس کو حلال سمجھنے والا فاسق ہے۔ "توبہ لازم ہے" (م ع) (کفایت المفتی ج۹ص۱۹۱)

عورتوں کو عورتوں میں گیت گانا

سوال: عورتیں عورتوں میں گیت گا سکتی ہیں یا نہیں؟ جواب: شادی یعنی نکاح کے موقع پر دف بجانا جائز ہے اور عورتوں کو عورتوں میں گیت گانا دو شرطوں سے جائز ہے' ایک شرط یہ ہے کہ غیر محرم مردوں کے کان میں ان کی آواز نہ پہنچے' دوسرے یہ کہ گیت میں فحش مضمون اور ناجائز کلام نہ

ہو۔" جہاں ایک شرط بھی مفقود ہوگی ناجائز ہی کہا جائے گا" (م ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۹۴)

شادی میں رنگین کاغذ کے گیٹ بنوانا

سوال: شادی میں گیٹ رنگین کاغذ کے بنوانا کیسا ہے؟

جواب: شادی میں محض نمائش وفخر کے ہر کام سے بچنا چاہیے' مروجہ طریقہ پر گیٹ بنوانا بھی اس میں داخل ہے۔ "یعنی ناجائز ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۹۴)

موسیقی والی گھڑی گھر یا مسجد میں لگانا

سوال: ایک دیواری گھڑی چل رہی ہے جس میں گھنٹہ بجتے وقت موسیقی کے طور پر بہت ہی سریلی آواز میں چند گھنٹیاں بجتی ہیں' اس کے بعد اصل گھنٹہ بجتا ہے' ایسی موسیقی والی گھڑی گھر یا مسجد میں لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جواب: ایسی گھڑیوں کو رکھنا ممنوع ومکروہ ہوگا۔ "استعمال نہیں کرنا چاہیے' گھنٹہ گھڑی کا مقصود وقت بتانا ہے نہ کہ ساز وغیرہ" (م ع) (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۸۱)

کیا موسیقی روح کی غذا اور ڈانس ورزش ہے؟

سوال: کیا یہ درست ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے؟ کیا رقص وموسیقی کو "فحاشی" کہنا درست ہے؟ ہم جب بھی رقص وموسیقی کے لیے لفظ "فحاشی" استعمال کرتے ہیں تو لوگ یوں گرم ہوتے ہیں جیسے ہم نے کوئی گناہ کبیرہ کر دیا ہو۔ ۲۔ کیا لوک رقص اور دوسرے ڈانس اسلام کی رو سے جائز ہیں؟ ۳۔ عموماً لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر ڈانس ورزش کے خیال سے کیا جائے' خواہ وہ کسی بھی قسم کا ڈانس ہو تو جائز ہے؟ کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ تو صحیح ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے مگر شیطانی روح کی غذا ہے' انسانی روح کی نہیں' انسانی روح کی غذا ذکر الٰہی ہے۔ ۲۔ رقص حرام ہے۔ ۳۔ یہ لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص اور ڈانس کو "ورزش" کہہ کر وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام "شربت" رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۲۹)

عیدین میں باجا' بانسری' تاشا وغیرہ بجانا

سوال: بروز عیدین تاشا' باجا یا فوج پیدل خواہ سوار ہتھیار بند اپنے ہمراہ لے کر نماز عیدگاہ میں جانا جیسا کہ ریاست رام پور میں دستور ہے تو یہ امر برائے شوکت دین اسلام جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فوج پیدل وسوار سلاح بند کا جانا مباح ہے' شوکت اسلام اس سے کافی ہے' ڈھول

تاشہ سے شوکت نہیں ہوتی اور نہ ترک محرمات شرعی سے کچھ حرج ہوتا ہے۔" بلکہ ترک محرمات لازم ہے"(م'ع) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷۰)

بغیر باجے کے راگ وغیرہ سننا

سوال: سمع' غنا اور راگ یہ تینوں ایک ہی چیز ہیں یا غیر اور یہ تینوں چیزیں بلا مزامیر کے سننا جائز ہیں یا نہیں؟ جب کہ گانے والا ان کو موافق قواعد موسیقی کے گائے؟

جواب: یہ تینوں الفاظ ایک معنی رکھتے ہیں' بلا مزامیر راگ سننا جائز ہے' اگر گانے والا محل فساد نہ ہو اور مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو اور موافق موسیقی کے ہونا کچھ حرج نہیں۔" قدرے تفصیل پہلے گزر چکی"(م'ع)

ساز کے بغیر گیت سننے کا شرعی حکم

سوال: اگر کوئی شخص بغیر ساز و موسیقی کے سراً یا جہراً گیت گاتا ہے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟ یا عورت انفرادی یا اجتماعی' سراً یا جہراً کہ اس کو اس عورت کے محرم سنتے ہوں' گیت گائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کو اس کے غیر محرم بھی سنتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ جبکہ یہی گیت ریڈیو' ٹیپ ریکارڈر میں ساز و موسیقی کے ساتھ گایا جاتا ہے' اب اگر ان تمام صورتوں میں دف بجا کر گیت گایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہمارے بہت سارے رفقاء مبتلا ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے ہیں تو اس مسئلے کی وضاحت منظر عام پر لانا ضروری ہے۔

جواب: ساز اور آلات کے ساتھ گانا حرام ہے' خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت اور تنہا گائے یا مجلس میں' اسی طرح جو اشعار کفر و شرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے۔ البتہ مباح اشعار اور ایسے اشعار جو حمد و نعت یا حکمت و دانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور اگر عورتوں اور مردوں کا مجمع نہ ہو تو دوسروں کو بھی سنانا جائز ہے۔ اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اشعار ترنم سے پڑھے (جبکہ کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے۔ آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت و دانائی پر مشتمل نہیں بلکہ ان سے نفسانی خواہشات ابھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے اس لیے یہ قطعی حرام ہیں' عورتوں کے لیے بھی اور مردوں کے لیے بھی۔ حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۳۳)

منگنی میں باجہ لے جانا

سوال: منگنی میں باجا لے جانا ضروری ہے' والدین بھی کہتے ہیں کہ اگر میں باجا نہیں لے گیا تو لوگ دھوکہ باز کہیں گے' اب میرے لیے مشکل ہے' والدین مجبور کرتے ہیں؟

جواب: باجا بجانا اور سننا اور باجے کی محفل میں شریک ہونا سب منع ہے اور ناجائز کام میں کسی کی اطاعت نہیں' والدین ہوں یا کوئی اور ہو۔" ایسے موقعہ پر **فلاتطعهما** صاف ارشاد ربانی ہے" (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ص ۳۹۰)

کبوتر بازی ناجائز ہونے کی وجوہات

سوال: امام صاحب نے اپنے وعظ میں کبوتر بازی کے بارے میں بہت سخت سست کہا اور زید کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ وہ مسجد کے نزدیک کبوتر بازی کرتا ہے' اس کو توبہ کرنی چاہیے' اس فعل کی وجہ سے پہلی قومیں غارت کی گئی ہیں' کبوتر بازوں نے کہا کہ امام نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ کبوتر بازی کی وجہ سے پہلی قوموں پر عذاب آیا ہے اور امام کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے' لہٰذا قرآن وحدیث کا جو حکم ہے' اس سے ہم کو آگاہ کیا جائے؟

جواب: کبوتر بازی جس طرح کہ آج کل کی جاتی ہے یہ سخت ناجائز اور حرام ہے' اس میں کتنی ہی باتیں شریعت کے خلاف ہیں' اول کوٹھوں پر چڑھنا اور پڑوس کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرنا' دوسرے تالیاں بجانا' سیٹیاں بجانا اور شور مچانا کہ یہ سب باتیں لہو ولعب کی غرض سے کرنا سخت گناہ ہے' تیسرے دوسروں کے کبوتر پکڑ لینا اور پھر ان کو واپس نہ کرنا بلکہ بیچ کر اپنے کام میں لانا یہ بھی حرام ہے۔ چوتھے اپنے شور وشغب سے جماعت اور نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالنا اور ان کے خیالات کو پریشان کرنا یہ بھی سخت گناہ اور معصیت ہے اور ان سب باتوں کا مجموعہ خدا کا عذاب نازل کرنے کے لیے سبب بن سکتا ہے' دنیا میں نہ آئے تو آخرت میں مواخذہ ہونا شرعی قاعدے سے ثابت ہے۔" لیکن کبوتر بازی کی وجہ سے کسی قوم پر عذاب آنا منصوص نہیں' امام صاحب کو ایسا نہیں کہنا چاہیے" (م'ع) (کفایت المفتی ج ۹ص ۱۸۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کا نقشہ

سوال: ایک جگہ کلمہ شہادت کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اس سے باقاعدہ انسانی تصویر بن گئی ہے' اس تصویر کے متعلق کہا جاتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے؟

جواب: جاندار کی تصویر کسی بھی طرح بنانا اور کسی کے لیے بھی بنانا حرام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنانا تو براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے منع فرمایا لہٰذا آپ ہی کی تصویر بنائیں گے معاذ اللہ نیز فرضی تصویر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا بھی بہتان ہے جس کی سزا جہنم ہے۔ "یہ کسی دشمن اسلام کی سازش ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۱۲ ص ۳۶۷)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر گھر میں رکھنا

سوال: حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر گھر میں رکھنا کیسا ہے اور ان کا فروخت کرنا اچھا ہے یا نہیں؟ اور آگ میں جلا دینا مناسب ہے یا نہیں؟

جواب: کسی نبی یا ولی کی تصویر گھر میں رکھنا حرام ہے اس کو جلا دے۔ "یہی حکم عام تصویروں کا ہے جب وہ کسی جاندار کی ہوں" (م ع) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷۷)

اخبارات میں علماء کرام کی تصاویر

سوال: آج کل اخبارات میں علماء کرام کی تصاویر آ رہی ہیں اس فعل سے لوگ حجت پکڑتے ہیں تو اس فعل سے حجت پکڑنا اور اخبارات ورسائل میں تصاویر کا آنا کیسا ہے؟

جواب: ایسی تصویر سے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ شرعی مسائل کا ثبوت ادلہ اربعہ سے ہوتا ہے اور یہ کوئی سی بھی دلیل نہیں یہاں یہ بات بھی تحقیق طلب ہے کہ جن لوگوں کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں ان کو اس کا علم بھی ہے اور علم ہے تو وہ اس کو جائز بھی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا بلکہ وہ بھی ناجائز ہی کہتے ہیں۔ "بالفرض اگر جائز بھی کہہ دیں تب بھی جائز نہیں" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۵ ص ۲۰۸)

علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا، تصویر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا

سوال: میرا مسئلہ "تصاویر" ہیں آپ نے تصاویر کے موضوع بے حیائی کی سزا پر خاصا طویل و مدلل جواب دیا لیکن جناب اس سے فی زمانہ جو ہمیں تصاویر کے سلسلے میں مسائل درپیش ہیں ان کی تشفی نہیں ہوتی کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جانداروں کی تصویر کشی حرام قرار دی گئی ہے جبکہ اس دور میں تصاویر ہمارے اردگرد بکھری پڑی ہیں ٹی وی وی سی آر اخبارات اور رسائل کی صورت میں۔ لہٰذا میرا مسئلہ یہی ہے کہ تصاویر ہمارے لیے ہر صورت میں حرام ہیں یا کسی صورت میں جائز بھی ہو سکتی ہیں؟ جیسے کہ بعض مجبوریوں کے تحت یعنی تعلیمی اداروں کالج

یونیورسٹیوں میں امتحانی فارموں پر (خواتین مستثنیٰ ہیں لیکن لڑکے تو لگاتے ہیں) شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ پر اگران مجبوریوں پر بھی شریعت کی رو سے تصاویر جائز نہیں تو پھر آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں خود میں نے امام کعبہ کوٹی وی پر تراویح پڑھاتے دیکھا تھا (اگر آپ کہیں کہ اس میں قصور فلم بنانے والوں کا ہے تو جناب! کعبۃ اللہ میں علماء اس غیر شرعی فعل سے منع کرنے کا پوراحق رکھتے ہیں اوراس مقدس جگہ یقیناً ان کا حکم چلے گا) اس کے علاوہ آئے دن جید علمائے دین اخبارات دٹیلی ویژن پر نظر آتے ہیں اور پھر خود آپ ایک اخبار کے توسط سے مسائل کا حل بتاتے ہیں اس اخبار میں تصاویر بھی ہوتی ہیں اب یہ تو ممکن نہیں کہ لوگ اسلامی معلومات کا صفحہ پڑھ لیں اور غیر ملکی باتصویر اہم خبریں چھوڑ دیں لہٰذا تصاویر کے سلسلے میں یہ اہم ضرورتیں ہیں۔ا۔اب آپ یہ بتایئے کہ کیا ہم تعلیم حاصل نہ کریں؟ کیونکہ دوسری صورت میں ابتدائی جماعت سے ہی باتصویر قاعدہ پڑھایا جاتا ہے (الف) سے انار اور (ب) سے بکری والا؟ ۲۔ پاسپورٹ کی تصویر کی وجہ سے بیرون ممالک جانا چھوڑ دیں (لوگ حج کے لیے بھی جاتے ہیں)؟ ۳۔ اخبارات ورسائل اورٹی وی وغیرہ سے کنارہ کشی کرلیں؟ تو پھرٹی وی پر جناب طاہر القادری کی اور پروگرام "تفہیم دین" کی اسلامی تعلیمات سے کیسے مستفید ہوں گے؟ اور اخبار میں آپ کی مفید معلومات سے؟ میری خواہش ہے کہ آپ میرے خط کو قریبی اشاعت میں جگہ دیں تاکہ ان سب لوگوں کا بھی بھلا ہو جو تصاویر کے مسائل سے دوچار ہیں میری تحریر میں کہیں کوئی تلخی محسوس کریں تو اپنی بیٹی سمجھ کر معاف فرمائیں؟

جواب: یہ اصول ذہن میں رکھیے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے خواہ (خدانخواستہ) ساری دنیا اس میں ملوث ہو جائے۔ دوسرا اصول یہ بھی ملحوظ رکھیے کہ جب کوئی برائی عام ہو جائے تو اگرچہ اس کی نحوست بھی عام ہوگی مگر آدمی مکلف اپنے فعل کا ہے۔ پہلے اصول کے مطابق کچھ علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا اس کے جواز کی دلیل نہیں نہ امام حرم کا تراویح پڑھانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے۔ اگر طبیب کسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو بیماری "بیماری" ہی رہے گی اس کو "صحت" کا نام نہیں دیا جاسکتا اور دوسرے اصول کے مطابق جہاں قانونی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانی پڑے یا تصویر میں آدمی ملوث ہو جائے تو اگر وہ اس کو برا سمجھتا ہے تو گناہگار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے توقع ہے کہ وہ اس پر مواخذہ نہیں فرمائیں گے لیکن جن لوگوں کے اختیار میں ہو کہ اس برائی کو مٹائیں اس کے باوجود وہ نہیں مٹاتے تو وہ گنہگار ہوں گے امید ہے ان اصولی باتوں سے آپ کا اشکال حل ہو گیا ہوگا۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۷۴٬۷۵)

اخباروں کی تصویروں کا حکم

سوال: اخباروں کے اندر جو فوٹو ہوتے ہیں اور مکان میں وہ اخبار رکھے رہتے ہیں ان کا مکان میں رکھنا کیسا ہے؟ جواب: فوٹو اور تصویریں قصداً مکان میں رکھنا حرام ہے اور بلا قصد کسی اخبار یا کتاب میں رہ جائے تو یہ حرام نہیں مگر مکروہ یہ بھی ہے۔ ''اور رحمت کے فرشتے روکنے کے لیے کافی ہے'' (م ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۳۹)

تصویر بنانے اور رکھنے میں فرق

سوال: ایک شخص نے اپنی تصویر کھنچوائی اور وہ تصویر اعضائے باطنہ سے خالی ہے اور اس قدر اعضاء ظاہری پر شامل ہے جس سے حیات متصور ہوتی ہے اور اتنی چھوٹی ہے کہ ناظر کو بلا غور وخوض تفصیل اعضاء کی ظاہر نہیں ہوتی اور وہ اس کو جائز جانتا ہے تو یہ شرعاً جائز ہے یا حرام اور اس کو جائز کہنا کیسا ہے؟

جواب: تصویر بنانے کا حکم جداگانہ ہے اور تصویر رکھنے اور استعمال کرنے کا حکم جداگانہ ہے' تصویر بنانے اور بنوانے کا حکم تو یہ ہے کہ وہ مطلقاً حرام ہے خواہ تصویر چھوٹی بنائی جائے یا بڑی کیونکہ منع کی علت دونوں حالتوں میں یکساں ہے اور علت ممانعت مضاہات لخلق اللہ (یعنی باری تعالیٰ کے فعل تخلیق کا مقابلہ کرنا) ہے اور استعمال کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر چھوٹی ہو اور اس کے اعضاء ظاہر نہ ہوں تو اس کو ایسے طور پر رکھنا کہ تعظیم کا شبہ نہ ہو جائز ہے' یا ضرورت کی وجہ سے استعمال کی جائے جیسے سکہ کی تصویر تو جائز ہے باقی بڑی تصویریں بلا ضرورت استعمال کرنا یا ایسی صورت سے رکھنا کہ تعظیم کا شبہ ہونا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۳۴۳)

ترکیب نماز تصویروں کے ساتھ شائع کرنا

سوال: میں نے گاؤں کے غریب مسلمانوں کی دینی تعلیم سے سرفرازی حاصل کرنے کے لیے کنٹری زبان ہی میں ترتیب الصلوٰۃ معہ ترکیب الصلوٰۃ لکھی ہے اس میں قیام' رکوع وسجود جماعت وغیرہ کی تصویریں لے کر شائع کرنا چاہتا ہوں تاکہ نماز کی ترکیب اچھی طرح ذہن نشیں ہو جائے؟

جواب: تصویریں اور وہ بھی مذہبی تعلیم کی کتاب میں ہرگز نہ ہونی چاہئیں' اول تو قیام ورکوع وغیرہ سمجھانے کے لیے تصویروں کی ضرورت نہیں' دوسرے یہ کہ اگر اس کو لازمی سمجھا جائے تو تصویر بغیر سر کی صرف گردن تک بنائی جائے' سر نہ ہو تو وہ تصویر کے حکم میں نہ ہو گی۔ ''ساری دنیا میں بلا تصویر بھی نماز کی ترکیب سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری ہے' وہ آسان بھی ہے اور صحیح بھی' ایسا دروازہ کیوں کھولا

جائے جس سے بہت سی برائیاں داخل ہونا شروع ہوجائیں"۔(م ع)(کفایت المفتی ج ۹ص ۲۳۸)

تصویر کشی سے متعلق علمائے مصر سے سوال وجواب

مصر سے واپسی کے وقت کافی تعداد میں علماء وعمائدین مصر جو پہنچانے کے لیے تشریف لائے تھے مصر کے عام قاعدے کے مطابق ان کی خواہش ہوئی کہ وفد کا فوٹو لیا جائے' حضرت مفتی صاحب نے منع فرمایا' علماء مصر کا ایک گروہ فوٹو کو جائز قرار دیتا ہے' ان حضرات نے بحث شروع کردی۔ بحث مختصر مگر بہت دلچسپ تھی' سوال وجواب کے جملے اب تک ذہن میں ہیں' جہاں تک حافظہ کام کررہا ہے سوال وجواب کے الفاظ یہ تھے۔

علماء مصر:

اَلتَّصْوِیْرُ الْمَمْنُوْعُ اِنَّمَا هُوَالَّذِیْ یَکُوْنُ بِصُنْعِ الْاِنْسَانِ وَمُعَالَجَةِ الْاَیْدِیْ وَهٰذَا لَیْسَ کَذَالِکَ اِنَّما هُوَ عَکْسُ الصُّوْرَةِ

ترجمہ:''ممنوع تو وہ تصویر ہے جو انسان کے عمل اور ہاتھوں کی کاری گری سے ہو' فوٹو میں کچھ نہیں کرنا پڑتا' یہ تو صورت کا عکس ہوتا ہے۔''

حضرت مفتی صاحب:

کَیْفَ یَنْتَقِلُ هٰذَا الْعَکْسُ مِنَ الزجَاجةِ اِلَی الْوَرَقِ؟

ترجمہ:''یہ عکس کیمرہ کے لینس سے کاغذ پر کس طرح منتقل ہوتا ہے؟''

علماء مصر:

بَعْدَ عَمَلٍ کَثِیْرٍ ترجمہ:''بہت کچھ کاریگری کرنا پڑتی ہے۔''

حضرت مفتی صاحب:

اَیُّ فَرْقٍ بَیْنَ مُعَالَجَةِ الْاَیْدِیْ وَصُنْعِ الْاِنْسَانِ وَالْعَمَلِ الْکَثِیْرِ؟

ترجمہ:''انسان کے عمل' ہاتھوں کی کاریگری اور بہت کچھ کاری گری میں کیا فرق ہے؟''

علماء مصر:

نَعَمْ هُوَشَیْءٌ وَّاحِدٌ ترجمہ:''کوئی فرق نہیں' سب کا ایک ہی مفہوم ہے''

حضرت مفتی صاحب:

اِذًا حُکْمُهَا وَاحِدٌ ترجمہ:''لہٰذا حکم بھی سب کا ایک ہی ہے''

علمائے مصر حضرت مفتی صاحب کی حاضر جوابی سے بے حد متاثر ہوئے اور کچھ ایسے خاموش ہوئے کہ جواب نہ دے سکے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۵۱۲)

اپنا فوٹو اپنے پاس رکھنا

سوال: اگر کوئی شخص اپنا فوٹو بنوا کر اپنے پاس رکھے یا کہیں بھیجے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۰۸) "جب بلا ضرورت ہو" (م'ع)

تصاویر برکت کیلئے گھر میں رکھنا

سوال: مکان وغیرہ میں برکت وخوبصورتی کے لیے علماء کرام و بزرگان دین کی تصاویر کو رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: ایسی تصویر کا گھر میں خوبصورتی و برکت کے لیے رکھنا شرعاً حرام ہے' اس سے برکت نہیں ہوتی بلکہ نحوست ہوتی ہے کیونکہ ملائکہ رحمت کا آنا موقوف ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۰۸) "جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے' یاد رہے کہ برکت کے کام کرنے سے برکت آتی ہے' محض کاغذوں سے برکت نہیں آتی' اس زمانہ میں سخت دھوکہ ہے کہ لوگ محض کاغذوں میں برکت سمجھنے لگے" (م'ع)

درختوں میں بھی حیات ہے پھر ان کی تصویر کیوں جائز ہے؟

سوال: تصویر کھنچوانا کیا حکم رکھتا ہے؟ اور انسان اور جانوروں کی تصویر میں کیا فرق ہے؟ انکشافات جدیدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ درخت بھی جاندار ہیں تو کیا اس کا حکم بھی انسان اور جانوروں کے مساوی ہے؟ جواب: تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ناجائز ہے' خواہ دستی ہو یا عکسی' دونوں تصویریں ہیں اور تصویر کا حکم رکھتی ہیں' تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے خواہ انسان ہو یا حیوان' مکانات کے نقشے درختوں کی تصاویر ناجائز نہیں' تحقیقات جدیدہ سے درختوں میں جس قسم کی حیات دریافت ہوئی ہے وہ انسان وحیوان کی حیات سے مختلف ہے' دونوں زندگیوں کا تفاوت بدیہی اور مشاہد ہے' پس حکم کا اختلاف کچھ بعید نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۳۴) "دونوں کا حکم الگ الگ ہے" (م'ع)

جاندار کی تصویر بنانا کیوں ناجائز ہے؟

سوال: جانداروں کی تصویریں بنانا کیوں منع ہے؟ جواب: بے جان چیزوں کی تصویر دراصل نقش ونگار ہے اس کی اسلام نے اجازت دی ہے اور جاندار چیزوں کی تصویر کو اس لیے منع فرمایا ہے کہ یہ بت پرستی اور تصویر پرستی کا ذریعہ ہے' حدیث میں ہے کہ "جاندار کی تصویر بنانے والوں سے

قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالو۔" (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۶)

شیر کی کھال کیا تصویر کے حکم میں ہے؟

سوال: شکاری لوگ شیر، چیتے وغیرہ کی کھال اس طرح نکالتے ہیں کہ پورا سر اس کے ساتھ رہنے دیتے ہیں اور اس چمڑے کو جس کے ساتھ پورا سر مع آنکھ وغیرہ کے ہوتا ہے گھر میں رکھتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح حیوان کے سر کو رکھنا جائز ہے یا تصویر کی طرح اس کا رکھنا بھی جائز نہ ہوگا؟

جواب: یہ تصویر کے حکم میں نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۸۳) "لیکن عام طور پر مقصود نمائش ہوتی ہے جو درست نہیں جیسا کہ اگلے فتوے میں مذکور ہے" (م'ع)

شیر کی کھال میں گھاس بھر کر اس کو شیر بنانا

سوال: اس زمانے میں بڑے گھرانوں میں شیر کی کھال میں گھاس بھر کر اس کو شیر کی شکل بنا دیتے ہیں اور مکان میں بطور نمائش رکھتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: گھاس وغیرہ بھر کر اس طرح شیر کی صورت بنانا اس کا رکھنا اس کی نمائش کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۴۴)

تصویر اور فوٹو میں فرق کیا ہے؟

سوال: تصویر اور فوٹو میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ فوٹو رکھنا شرعاً کیسا ہے؟ جواب: حکم کے اعتبار سے ہر دور میں کچھ فرق نہیں، فوٹو بالکل تصویر کے حکم میں ہے، حیوان "جاندار" کا فوٹو رکھنا شرعاً ناجائز ہے، بے جاندار درخت وغیرہ کا فوٹو رکھنا اتارنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۹۰)

کیا فوٹو تخلیق ہے؟ اگر ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو شکل نظر آتی ہے

سوال: فوٹو گرافی تخلیق نہیں ہے، اگر تخلیق ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو آدمی کی شکل نظر آتی ہے؟ دوسرے فلم کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہونے کی ضرورت اور ٹی وی ایسے شروع ہوئے ہیں کہ ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہیں، اس ضرورت کو سمجھتے ہوئے اس کو اچھے مصرف میں استعمال کیا جائے، اس کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟

جواب: فلم اور تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے حرام ہیں اور ان کو بنانے والے ملعون ہیں، ایک ملعون چیز اسلام کی اشاعت کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے؟ فوٹو کو "عکس" کہنا خود فریبی ہے کیونکہ اگر انسانی عمل سے اس عکس کو حاصل نہ کیا جائے اور پھر اس کو پائیدار نہ بنایا جائے تو

فوٹو نہیں بن سکتا' پس ایک قدرتی اور غیر اختیاری چیز پر ایک اختیاری چیز کو قیاس کرنا خود فریبی ہے۔ ''فلمی صنعت'' کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ یہ انسان کی بنائی ہوئی چیز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۶۱)

تصویر دار کاغذ کو جلانا

سوال: جس کاغذ میں کسی انسان کی تصویر بنی ہو تو اس کو جلانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر محض تصویر ہے تو اس کو جلانا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۷۶) ''یا اور کسی طرح تصویر کو ختم کر دیا جائے'' (م'ع)

فوٹو بطور یادگار رکھنا

سوال: فوٹو یا تصویر کو آرائش کے لیے رکھا جائے مناسب ہے یا نہیں؟ یا صرف یادگار کے لیے نصف فوٹو رکھا جائے؟ بہت سی کتابوں میں بھی تصاویر ہوتی ہیں' کیا ان کا رکھنا درست ہے؟

جواب: جاندار کا فوٹو پورا ہو یا نصف' یادگار کے لیے آرائش کے لیے بہرصورت ناجائز ہے' اگر کتابوں میں تصاویر ہوں جیسے لغت کی کتاب المنجد میں ہے اور وہ کتابیں بند ہیں تو گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۵۹) ''رکھنے کی نہ کہ ایسی کتابیں تیار کرنے کی'' (م'ع)

دفاتر میں محترم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں کرنا

سوال: بہت سی سرکاری عمارتوں مثلاً عدالتوں' سکولوں' کالجوں' ہسپتالوں' پولیس اسٹیشنوں اور دوسرے سرکاری محکموں میں خاص طور پر اہم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں جن میں قائداعظم محمد علی جناح' علامہ اقبال کی تصویریں نمایاں طور پر شامل ہیں اور وہ مستقل طور پر آویزاں ہیں' کیا اسلامی نقطہ نظر سے سرکاری محکموں میں اس طرح تصویریں لگانا کہاں تک درست ہے؟ اور اس کے بارے میں کیا احکامات ہیں؟ جواب: دفتروں میں محترم شخصیتوں کے فوٹو آویزاں کرنا مغربی تہذیب ہے' اسلام اس کی نفی کرتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۶۰)

صرف آنکھ اور دانت کی تصاویر

سوال: ہم بغرض تجارت منجن یا سرمہ بنا کر فروخت کرنا چاہتے ہیں' تو کیا منجن کے لیبل پر صرف دانت کی تصویر اور سرمہ کے لیبل پر صرف آنکھ کی تصویر لگانا جائز ہوگا؟ جواب: صرف دانت اور صرف آنکھ کی تصویر درست ہے' جب کہ بقیہ چہرہ نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۳۹۳)

تصویریں الٹنے سے قباحت دور نہ ہوگی

سوال: اگر کسی کے یہاں تصویریں لگی ہیں اس کے یہاں کیا علماء کا جانا اس کمرہ میں بیٹھ کر ناشتہ کرنا کھانا کھانا اور منع نہ کرنا گناہ ہے یا نہیں؟ اگر تصویریں الٹ دی جائیں تو کیا قباحت دور ہو جائے گی؟

جواب: علماء کے ذمہ اپنی حیثیت کے مطابق نہی عن المنکر لازم ہے۔ اس کا ترک کرنا گناہ ہے تصویریں الٹنے سے قباحت دور نہ ہوگی البتہ کچھ مستور ہو جائے گی۔ (فتاوی محمودیہ ج ۵ ص ۱۱۴) ''اگر علماء کو تصاویر کا اس مکان میں ہونا معلوم نہ ہو سکے یا الٹنے کی وجہ سے یا ان کی طرف نظر نہ کرنے کی وجہ سے تو وہ کیسے گناہگار ہوں گے۔'' (م ع)

تصویر مٹانے کی ترکیب

سوال: ایک عورت نے ریشم میں اپنے فوٹو کھنچوا رکھے ہیں لیکن اب اس کو توجہ ہوئی تو وہ کیا کرے جلادے یا استعمال میں لائے؟ جواب: اگر کپڑے کو رنگ لیا جاوے جس سے فوٹو ''تصویر'' باقی رہے تو پھر استعمال درست ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۲ ص ۴۰۳) ''اور اگر دھاگہ سے تیار کردہ ہیں جیسے پھول نکالے جاتے ہیں تو ان دھاگوں کو نکالا جا سکتا ہے'' (م ع)

شناختی کارڈ فوٹو کے ساتھ

سوال: آج کل حکومت نے شناختی کارڈ کو ہر شخص کے لیے ضروری قرار دیا ہے جس کے پاس نہیں ہوگا وہ جاسوس سمجھا جائے گا اس حکم کی پابندی کرنا کیسا ہے؟

جواب: جب ایک ملک میں شہری بن کر رہنا ہے تو وہاں کے قانون پر عمل کرنا ہوگا قانون کی خلاف ورزی مستقل جرم ہے جس کی سزا نا قابل برداشت ہے۔

جس طرح قانونی مجبوری کی وجہ سے بعض ملازمین کو بیمہ کرانا پڑتا ہے جس میں قمار بھی ہے اور سود بھی نیز رشوت دیئے بغیر بھی دفع ظلم یا وصولیابی حق کی کوئی صورت نہیں اسی طرح شرعی جواز کے باوجود قلب میں شدید انکار کے ساتھ اس شناختی کارڈ کو بھی برداشت کیا جائے اور استغفار بھی کرتے رہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ معذور قرار دیں گے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۷ ص ۳۶۶)

شناختی کارڈ جیب میں بند ہو تو مسجد جانا صحیح ہے

سوال: بعض لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ انسان کی تصویر مسجد میں لے جانا گناہ ہے تو ہم نماز کے لیے جاتے ہیں ہماری جیب میں شناختی کارڈ ہوتا ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم گناہ

کرتے ہیں اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں ہمیں بتائیں؟

جواب: شناختی کارڈ جیب میں بند ہو تو مسجد میں جانا صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۶۱)

چار انگل کی لنگوٹی باندھ کر تماشا کرنا

سوال: ہمارے یہاں نٹ لوگ تماشا کرتے ہیں' یہ لوگ چار انگل کی لنگوٹی باندھ کر کھیلتے ہیں' ڈھول بجتا رہتا ہے اور اس پر انعام مانگتے ہیں' کیا یہ جائز ہے؟

جواب: لوگوں کے سامنے ستر کھولنا' تماشا کرنا' ناچنا' ڈھول بجانا اور اس پر انعام مانگنا سب ناجائز ہے' تماشا کرنے والے ہوں یا دیکھنے والے ہوں اور اس پر پیسے دینے والے سب گنہگار ہیں' سب کو توبہ لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۹۲) "اور یہ کمائی حرام ہے" (م'ع)

مداری کا کھیل دیکھنا دکھانا

سوال: مداری کا کھیل دکھانا' مثلاً سر بدن سے الگ کر دینا' ڈبہ سے کوئی چیز نکال کر دکھانا' چاقو مارنا وغیرہ یہ کھیل دکھانا دیکھنا کیسا ہے؟ جواب: چونکہ اس میں خداع اور دھوکہ ہے' اس لیے یہ فعل جائز نہیں۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) "اور نفع کچھ ہے نہیں" (م'ع)

ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا

سوال: ٹیلی ویژن پر کرکٹ میچ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اسلام ایک سنجیدہ و پاکیزہ مذہب ہے' شریفانہ زندگی گزارنا سکھاتا ہے' کھیل تماشوں' بیہودہ مشاغل جن سے دینی و دنیوی کوئی غرض صحیح اور مفید مطلب وابستہ نہیں ہوتا' صرف وقت گزاری اور وہی وقتی' نفسانی مزہ و دلچسپی ہونا' ناعاقبت اندیشی اور محض خیالی مستی اس کا حاصل ہو' ایسے کاموں کی ناپسندیدگی اور ناروا ہونا بتلاتا ہے اس لیے ہر لہو و لعب ولغو کو ممنوع قرار دیتا ہے' کرکٹ کا کھیل دیکھنا اور سننا ایسے ہی لغو لہو و لعب میں سے ہے' نیز دین سے آزاد لوگوں کے مجمعوں کی طرف رجحان اور قلبی میلان' ان سے اختلاط' دلچسپی ان کا ذکر' مدح تعریف وغیرہ بہت سے امور کے باعث بھی ممانعت میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور ٹی وی خود آلہ لہو ہے' اس کا استعمال و اشتغال خود واجب الترک ہے' پھر اس میں غیر محارم کی عریاں و نیم عریاں تصاویر بھی آتی ہیں جو صاحب صورت کی پوری حکایت ہوتی ہے حالانکہ اجنبیہ کے تو کپڑوں کو بھی شہوت و لذت سے دیکھنا حرام ہے اور ناجائز سے تلذذ' اضاعت وقت' آخرت سے غفلت میں اضافہ' سینما' گانا وغیرہ بہت سی چیزوں کی طرف مفضی ہونا بھی اس کے ناجائز

ہونے کوہوً کدوشبت کر دیتا ہے اس لیے قطعاً اجازت نہیں ہو سکتی۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

کفار کے تہواروں میں کرتب دکھانا

سوال: غیر مسلموں کے تہوار مثلاً دیوالی دسہرہ میں مسلمان کوئی کرتب یا کمال مثلاً لاٹھی گھمانا بتلا کران سے انعام حاصل کرتے ہیں اوران کے ساتھ باجا بھی بجاتے ہیں تو یہ انعام کا لیناان سے درست ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)'' گانے بجانے کی کمائی حلال نہیں''(م ع)

غیر مسلم سے تہوار کے دن ہدیہ لینا

سوال: غیر مسلم اپنے تہواروں کے موقع پر مسلمانوں کواگر کوئی تحفہ یا ہدیہ دیں تو لینادرست ہے یا نہیں؟ جواب: درست ہے۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)'' کچھ چڑھاوے کی تو ہے نہیں''(م ع)

ہندوؤں کومردہ جلانے کیلئے لکڑی دینا

سوال: غیر مسلم اپنے جنازوں کے جلانے کے لیے مسلمانوں سے لکڑیاں مانگتے ہیں توان کو لکڑیاں دینادرست ہے یا نہیں؟ جواب: درست ہے۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)
''ضرورت مند غیر مسلم کی اعانت کرنا بھی محمود ہے''(م ع)

ٹی وی والے کے یہاں کا طعام کھانا

سوال: امام صاحب ایک شخص کے یہاں مستقل کھانا کھاتے ہیں اب وہ شخص ٹیلی ویژن لے آیا امام صاحب نے فہمائش کی اس نے کہا کہ فروخت کردوں گا فی الحال ٹی وی گھر میں ہے آیا امام صاحب وہیں کھانا کھاتے رہیں یا نہیں؟ جواب: اگرایسا ہی اندیشہ ہے تو کھاناان کے یہاں سے منگا کر اپنے حجرہ ومکان میں کھا سکتے ہیں ان کے یہاں نہ جایا کریں۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)'' تا کہ وہ اس ام الخبائث کو گھر سے نکال دیں۔''(م ع)

کھیل تماشوں کوامداد کا ذریعہ بنانا

سوال: آج کل امداد بہار کے لیے بعض سکولوں میں گیدھیرنگ کیے جاتے ہیں اور لڑکے تماشا بتلاتے ہیں اس میں مسلمانوں کے لڑکے بھی ہوتے ہیں اسی طرح کے تماشوں میں بطور ایکٹر مسلمان لڑکوں کوکام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: یہ طریقہ امداد کا درست نہیں ہے لہو ولعب

اور کھیل تماشوں کو امداد کا ذریعہ بنانا موجب شرم ہونا چاہیے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۹۸)

کیرم کھیلنے کا حکم

سوال: خاکسار کو کسی کھیل کا شوق نہیں ہے شطرنج سینما وغیرہ سب سے محفوظ ہوں پڑھنے لکھنے اور گھر کے کام میں مصروف رہتا ہوں میرے استاد کہتے ہیں کہ جاؤ دماغ کی تفریح کرو لہٰذا دو چار روز سے محلہ میں کیرم کھیلنے چلا جاتا ہوں اور کچھ ورزش کر لیتا ہوں کیرم کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تاش شطرنج سے بہتر ہے تاش شطرنج سے مجھے خود نفرت ہے؟

جواب: اگر کیرم میں بازی (یعنی ہار جیت کی کوئی قیمت) نہ لگائی جائے محض تفریح کی غرض سے تھوڑی دیر کھیل لیا جائے اور اس کی وجہ سے کسی ضروری اور مذہبی کام میں خلل نہ آئے تو آپ کے حالات کے اعتبار سے مباح ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۰۰)

مردوں کو ہنڈولے میں جھولنا

سوال: واسطے فرحت طبع کے ہنڈولے میں جھولنا کیسا ہے؟ جواب: تھوڑی سی دیر کو جھولنا مباح ہے زیادہ مشغولی ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۶۲) "یہ اباحت فی نفسہ ہے اور اگر ہنڈولا ایسی جگہ ہے جہاں فواحش کی کثرت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے بھی منع کیا جائے گا" (م ع)

روپے کو بطور زیور ہار بنا کر گلے میں ڈالنا

سوال: جس روپے اٹھنی چونی وغیرہ میں تصویر ہے اس کو عورتوں کے گلے میں ڈالنا اس کو گلے یا کمر میں رکھنا اور نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: گلے میں ڈالنا درست نہیں اور پاس رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے کیونکہ اول میں ضرورت نہیں ثانی میں ضرورت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۳۵) "اپنے مال کی حفاظت ہے" (م ع)

بچہ کو جھنجنے سے بہلانا

سوال: نابالغ بچہ کو جھنجنے سے بہلانا کیسا ہے؟ جبکہ تصویر والے نہ ہوں یہ مزامیر میں تو شامل نہیں؟

جواب: یہ مزامیر میں شمار نہیں اس کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۵۸)

کشتی چلانے میں مقابلہ کرنا

سوال: بعض جگہ کشتیاں چلائی جاتی ہیں اس غرض سے کہ دیکھیں کون اپنی کشتی آگے نکالے

جو آگے نکلے اس کو انعام دیا جاتا ہے اور بعض مرتبہ بغیر انعام کے بھی کشتیاں چلائی جاتی ہیں کہ دیکھیں کون کشتی آگے نکالے شرعاً یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: اگر محض لہو ولعب کے لیے ایسا کرتے ہیں تو شرعاً ممنوع ہے اگر اس سے مقصود یہ ہے کہ جہاد میں بسا اوقات دریائی سفر اور کشتیاں چلانے کی نوبت آتی ہے اس کے لیے مشق کر لی جائے تو یہ ممنوع نہیں بلکہ پسندیدہ ہے بشرطیکہ انعام کوئی تیسرا دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۰۳) "مقابلہ کرنے والے آپس میں شرط نہ ٹھہرائیں ورنہ قمار ہوگا" (م،ع)

نعت یا حمد کے اشعار بلند آواز سے پڑھنا

سوال: نعت یا حمد کی غزل عاشقانہ کہ جس میں کوئی کذب اور لغو نہ ہو بلند آواز سے کہ جس میں تشبیب وفراز "موسیقی" بھی ہو طبعی یا کسبی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: ایسے اشعار کا پڑھنا بحسن صوت درست ہے اگر اس سے کوئی مفسدہ پیدا نہ ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۶۹)

کیا قوالی جائز ہے؟

سوال: قوالی جو آج کل ہمارے یہاں ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ جبکہ بڑے بڑے ولی اللہ بھی اس کا اہتمام کیا کرتے تھے اور اس میں سوائے خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے کچھ بھی نہیں اگر جائز نہیں تو کیا ہے؟ اور ہمارے اسلامی ملک میں فروغ کیوں پا رہی ہے؟

جواب: نعتیہ اشعار کا پڑھنا سننا تو بہت اچھی بات ہے بشرطیکہ مضامین خلاف شریعت نہ ہوں لیکن قوالی میں ڈھول باجا اور آلات موسیقی کا استعمال ہوتا ہے یہ جائز نہیں اور اولیاء اللہ کی طرف سے ان چیزوں کو منسوب کرنا ان بزرگوں پر تہمت ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۳۷)

کیا قوالی سننا جائز ہے جبکہ بعض بزرگوں سے سننا ثابت ہے؟

سوال: قوالی کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ اور راگ کا سننا شرعاً کیسا ہے؟ جواب: راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ ہمارے لیے دین ہے اگر کسی بزرگ کے بارے میں اس کے خلاف منقول ہو اول تو ہم نقل کو غلط سمجھیں گے اور اگر نقل صحیح ہو تو اس بزرگ کے فعل کی کوئی تاویل کی جائے گی اور قوالی کی موجودہ صورت قطعاً خلاف شریعت اور حرام ہے اور بزرگوں کی طرف اس کی نسبت بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ (حوالا بالا)

ہاتھی کا پہلا سوار

سوال: ہاتھی پر سب سے پہلے کون شخص سوار ہوا؟ جواب: باوجود تلاش کے معلوم نہ ہو سکا' البتہ حیات الحیوان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھی کا وجود ذوالقرنین کے زمانے میں تھا۔ ''اس علم پر کوئی اسلامی مسئلہ موقوف بھی نہیں' ہاں یہ سوال ہونا چاہیے کہ ہاتھی کی سواری کا کیا حکم ہے؟ سو ہاتھی پر سواری کرنا مباح ہے'' (م'ع) (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۵۵۵)

تالی بجانے کا حکم

سوال: تالی کے لہو ولعب میں داخل ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: تالیاں بجانا لہو ولعب میں داخل ہے' شریعت مقدسہ نے عورتوں کو جب کہ وہ نماز پڑھ رہی ہوں اور کوئی ضرورت پیش آئے' اجازت دی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ پر مار کر اپنا نماز میں مشغول ہونا ظاہر کردیں اس کی یہ صورت تعلیم فرمائی کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں کیونکہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر مار کر بجانا لہو ولعب کی صورت اور رقاصوں کا فعل ہے' نیز اظہار مسرت کے موقعوں میں تالیاں بجانا کر کفار یورپ کا خاص طریقہ ہے۔ لہٰذا اہل اسلام کو اول اس وجہ سے کہ لہو ولعب کی صورت ہے' دوم اس وجہ سے کہ کفار یورپ کی مشابہت ہے' تالیاں بجانے سے باز رہنا چاہیے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۰۱)

صرف فتح پانے والی جماعت کو انعام دینا

سوال: فٹ بال کھیلنے والے دو فریقوں میں سے فقط فتح پانے والی جماعت کو بطور انعام کے کوئی چیز کوئی شخص دے تو ایسی صورت میں یہ کیسا ہے؟

جواب: صرف ایک فریق کو انعام دینا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۸۹)

گھوڑے کی ریس کا حکم

سوال: آج کل ایک کھیل ریس کا نکلا ہے اس میں گھوڑوں پر بازی لگائی جاتی ہے' گھوڑے کسی دوسرے شخص کے ہوتے ہیں اور بازی لگانے والے دیگر اشخاص ہوتے ہیں اس پر انعام مقرر ہوتا ہے اور بازی لگانے والا پہلے پانچ دس روپے کا ٹکٹ خریدتا ہے اگر اس کا گھوڑا آگے نکل گیا تو اس کو کئی ہزار کی رقم ملتی ہے' اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کھیل کے لیے اپنے گھوڑے رکھے اور اپنی ہی سوار' تو وہ شخص کیا گنہگار ہوگا؟

یہ گھوڑے والا بازی نہیں لگاتا' صرف اپنے گھوڑے اور سوار اس کام کے لیے دیتا ہے اس کو بھی سرکار انعام دیتی ہے' بعض لوگ اس کھیل کو قمار کہتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسابقت خیل ہے' رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھوڑوں کی ریس پر انعام دیا کرتے تھے' گھوڑے والے شخص پر مواخذہ نہیں ہے جو بازی کھیلتے ہیں وہ گنہگار ہیں جیسے کوئی کسی کو کرائے پر مکان دے' پھر کرایہ دار چاہے اس میں عبادت کرے یا اور کوئی کام کرے؟ جواب: ہاں گھوڑے کا مالک جو خود بازی نہیں لگاتا وہ قمار بازی کا گنہگار نہیں ہے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ریس محض قمار بازی کے لیے کرائی جاتی ہے اور وہ بھی اس میں ایک قسم کی شرکت کرتا ہے۔ پس بحیثیت وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وہ اس فعل میں شرکت کی وجہ سے کراہت کا مرتکب ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۸۴)

کیمرے کی تصویر کا حکم

سوال: میں آپ کا کالم "آپ کے مسائل اور ان کا حل" اکثر پڑھتا ہوں' بہت دنوں سے ایک بات کھٹک رہی تھی' آج ارادہ کیا کہ اس کا اظہار کردوں۔ مسئلہ ہے "تصویر بنانا یا بنوانا" اس سلسلے میں تین الفاظ ذہن میں آتے ہیں' تصور' مصور' تصویر' سب سے پہلے انسان کے تصور میں ایک خاکہ آتا ہے' چاہے وہ کسی کے بارے میں ہو' یہ خاکہ مصور کے ذہن میں آتا ہے' جس کو وہ قلم کے ذریعے یا برش سے کاغذ یا کینوس پر اور اگر وہ بت تراش ہے تو ہتھوڑا اور چھینی سے پتھر یا دیوار پر منقش کرتا ہے' مصور یا بت تراش کے عمل کے نتیجے میں تصویر بنتی ہے' جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔

فوٹو کھنچوانا ایک دوسرا عمل ہے اس کو "تصویر بنوانا" کہنا ہی غلط ہے' یہ عکس بندی ہے یعنی کیمرے کے لینز پر عکس پڑتا ہے اور اس کو پلیٹ یا ریل پر محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ کیمرے کے اندر کوئی "چغد" بیٹھا ہوا نہیں ہے جو قلم یا برش سے تصویر بنائے' یہ عکس بالکل اسی طرح شیشے پر پڑتا ہے جیسے آئینہ دیکھتے ہیں' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئینہ دیکھنے کو بھی حرام قرار دیا ہے؟ آئینہ دیکھنے میں نہ تصور کام کرتا ہے نہ مصور' یہ تو عکس ہے جو خود بخود آئینے پر پڑتا ہے۔

کارٹون کو آپ تصویر بنوائی کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ اس میں مصور کا تصور کارفرما ہے اور یہ اس لیے بھی حرام ہے کہ اس میں تضحیک اور تمسخر کا پہلو نمایاں ہے' اس کو تو دیکھنا بھی درست نہیں ہے۔ آپ اخبار دیکھیں اس میں ہر خبر کے ساتھ عکس بندی ہوتی ہے' مولانا فضل الرحمٰن' مولانا شاہ احمد نورانی کی فوٹو آتی ہیں' تو کیا یہ حضرات بھی گناہ کبیرہ انجام دے رہے ہیں؟

۲..... پروگرام "اقرأ" کے بارے میں ایک لڑکے نے پوچھا کہ ٹی وی دیکھے یا نہ دیکھے؟

آپ نے منع کردیا کہ وہ ٹی وی نہ دیکھے اس لیے کہ اس میں تصویر نظر آتی ہے آپ کو خدا کا خوف نہ آیا کہ آپ نے اس کو قرآن شریف کی تعلیم سے روک دیا۔

۳.....اسی طرح آپ نے کھیلوں کے بارے میں سمجھا ہے کہ یہ "لہو ولعب" ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے کیا کرکٹ فٹ بال ہاکی اسکواش یہ سب لہو ولعب ہیں؟ آپ کے ذہن میں "ورزش برائے صحت جسمانی" کا کوئی تصور ہی نہیں ہے؟

۴.....ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ موسیقی روح کی غذا ہے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب دیا: "موسیقی روح کی غذا ہے مگر شیطانی روح کی" یہ جو درگاہوں پر قوالیاں ہوتی ہیں یہ سب شیطانی روحیں ہیں؟ مجھے بچپن میں پڑھی ہوئی گلستان کی ایک کہانی یاد آئی۔ ایک مرتبہ آپ ہی جیسے ایک مولانا حضرت سعدیؒ سے موسیقی کے بارے میں الجھ گئے بحث کرتے ہوئے دونوں آبادی سے باہر نکل گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چرواہا ایک ٹیلے پر بیٹھ کر بانسری بجا رہا ہے اور اونٹ اس کے سامنے وجد میں ناچ رہا ہے سعدیؒ کی نظر اونٹ اور چرواہے پر پڑی تو مولانا سے کہنے لگے: مولانا! آپ سے تو یہ اونٹ سمجھدار معلوم ہوتا ہے۔

۵.....آخر میں آپ سے گزارش ہے کہ براہ کرم "تصویر اور عکس بندی" "کھیل اور ورزش" "موسیقی اور وجدان" کا فرق سمجھنے کی کوشش کریں تعلیم یافتہ لوگ خصوصاً نوجوان آپ کے خیالات سے کیا تاثر لیتے ہوں گے؟

جواب: ۱.....کیمرے کے اندر جو "جن" بیٹھا ہوا ہے وہ مشین ہے جو انسان کی تصویر کو محفوظ کر لیتی ہے جو کام مصور کا قلم یا برش کرتا ہے وہی کام یہ مشین نہایت سہولت اور سرعت کے ساتھ کر دیتی ہے اور اس مشین کو بھی انسان ہی استعمال کرتے ہیں۔ یہ منطق کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آتی کہ جو کام آدمی ہاتھ یا برش سے کرے تو وہ حرام ہو اور وہی کام اگر مشین سے کرنے لگے تو وہ حلال ہو جائے! اور پھر آنجناب فوٹو کے تصویر ہونے کا بھی انکار فرماتے ہیں حالانکہ عرف عام میں بھی فوٹو کو "تصویر" ہی کہا جاتا ہے اور تصویر ہی کا ترجمہ "فوٹو" ہے۔ الغرض! آپ نے ہاتھ کی بنائی ہوئی اور مشین کے ذریعے اتاری ہوئی تصویر کے درمیان جو فرق کیا ہے یہ صرف ذریعے اور واسطے کا فرق ہے مآل اور نتیجے کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔ اور حدیث نبویؐ "المصورون اشد عذاباً یوم القیامۃ" میں ہاتھ سے تصویر بنانے والے اگر شامل ہیں تو مشین کے ذریعے بنانے

والے بھی اس سے باہر نہیں اور جن کو "اشد عذابا" فرمایا ہو وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں یا صغیرہ کے؟ اس کا فیصلہ آپ خود ہی فرما سکتے ہیں؟ میرے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کا رسالہ "التصویر لاحکام التصویر" ملاحظہ فرمالیجے۔

جواب:۲.....قرآن کریم کی تعلیم سے کون مسلمان روک سکتا ہے؟ مگر تصویر سے بھی قطع نظر جو آلہ لہو ولعب اور فحاشی کے لیے استعمال ہوتا ہو اسی کو قرآن کریم کے لیے استعمال کرنا خود سوچئے کہ قرآن کریم کی تعظیم ہے یا توہین؟ اگر آپ ایسے کپڑے میں جو گندگی کے لیے استعمال ہوتا ہو قرآن کریم کو لپیٹنا جائز نہیں سمجھتے تو جو چیز معنوی نجاستوں اور گندگیوں کے لیے استعمال ہوتی ہے اس کے ذریعے قرآن کریم کی تعلیم کو کیسے جائز سمجھتے ہیں؟ قطع نظر اس سے کہ تصویر حرام ہے یا نہیں؟ ذرا غور فرمایئے! اسکرین کے جس پردے پر قرآن کریم کی آیات پیش کی جارہی تھیں' تھوڑی دیر بعد اسی پر ایک رقاصہ وفحاشکا رقص پیش کیا جانے لگا' کیا مسلمانوں کے دل میں قرآن کریم کی یہی عظمت رہ گئی ہے؟ اور اگر کوئی شخص قرآن کریم کی اس اہانت سے منع کرے تو آپ اس پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ اسکے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے' سبحان اللہ! کیا ذہنی انقلاب ہے.....!

جواب:۳.....یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ "لہو ولعب" کھیل کود ہی کا نام ہے اس لیے اگر میں نے کھیلوں کو لہو ولعب کہا تو کوئی بے جا بات نہیں کہ آپ "ورزش برائے صحت جسمانی" کے فلسفے کو لے بیٹھے حالانکہ "کھیل برائے ورزش" کو میں نے بھی ناجائز نہیں کہا' بشرطیکہ ستر نہ کھلے اور اس میں مشغول ہو کر حوائج ضروریہ اور فرائض شرعیہ سے غفلت نہ ہو جائے لیکن دور جدید میں جو کھیل کھیلے جارہے ہیں جن کے بین الاقوامی مقابلے ہوتے ہیں اور جن میں انہماک اس قدر بڑھ گیا ہے کہ شہروں کی گلیاں اور سڑکیں تک "کھیل کے میدان" بن گئے ہیں آپ ہی فرمائیں کہ کیا یہ سب کچھ "ورزش برائے صحت جسمانی" کے مظاہرے ہیں؟ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ دور جدید میں کھیل ایک مستقل فن اور چشم بد دور ایک "معزز پیشہ" بن چکا ہے اس کو "ورزش" کہنا شاید اپنے ذہن وعقل سے ناانصافی ہے اور اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ "ورزش" ہی ہے تو ورزش کے لیے بھی حدود وقیود ہیں یا نہیں؟ جب ان حدود وقیود کو توڑ دیا جائے تو اس "ورزش" کو بھی ناجائز ہی کہا جائے گا۔

جواب:۴.....موسیقی کو "شیطانی روح کی غذا" صرف میں نے نہیں کہا بلکہ "الشعر من مزامیر الشیطان" تو ارشاد نبوی ہے اور گانے والیوں اور گانے کے آلات کے طوفان کو علامات قیامت میں ذکر فرمایا ہے۔ آلات موسیقی کے ساتھ گانے کے حرام ہونے پر فقہاء وصوفیاء سبھی کا اتفاق ہے اور اسی میں گفتگو ہے'

آدمی بہرحال آدمی ہے وہ سعدیؒ کا اونٹ نہیں بن سکتا کیونکہ سعدیؒ کا اونٹ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں جبکہ یہ ظلوم وجہول مکلف ہے۔ آلات سے تاثر میں بحث نہیں بحث اس میں ہے کہ یہ تاثر اشرف المخلوقات کے شایان شان بھی ہے یا نہیں؟ اور حکیم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاثر کی تحسین فرمائی ہے یا تقبیح؟

جواب:۵...... مجھے توقع ہے کہ آپ "فاروقی بصیرت" سے کام لیتے ہوئے ان حقائق پر غور فرمائیں گے اور حلال وحرام کے درمیان فرق وامتیاز کی کوشش کریں گے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۷۵ تا ۷۹)

اجرت اور کرایہ

آٹا پسائی کی اجرت

سوال: ہمارے یہاں آٹا پسائی کا یہ دستور ہے کہ ایک من اناج پر ایک کلو چنگی کاٹتے ہیں اور ۸۰ پیسہ اجرت کے ہیں کیا یہ چنگی گاہک کی رضامندی سے جائز ہے؟

جواب: آٹا پسینے کی اجرت میں یہ آٹا لینا درست نہیں اگر اتنی مقدار غلہ گاہک کی رضامندی سے کاٹ لیا جائے تو درست ہے۔ "یعنی مؤخر کو مقدم قبل العمل کر دیا جائے" جائز صورت پر عمل ہو جائے گا" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۵۹)

آٹا چھاننے کی اجرت کا حکم

سوال: پسا ہوا آٹا چھاننے کی اگر اجرت یوں ٹھہرائی جائے کہ نصف سیر آٹا دیں تو یہ صورت قفیز طحان میں ناجائز وہ صورت ہے جہاں یہ شرط ہو کہ اسی آٹے میں سے دیں گے لیکن اگر مطلقاً آٹا ٹھہرا لیا گیا تو کوئی حرج نہیں جائز ہے۔ پھر خواہ اسی میں سے دے دے۔ پس صورت مسئلہ میں جب آٹا چھاننے کی اجرت آٹا ٹھہرا تو یہ شرط تو ہوتی نہیں کہ اسی آٹے میں سے دیا جائے گا البتہ عادت یہی ہے کہ اسی میں سے دے دیتے ہیں لیکن المعروف کالمشروط کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی عادت ہے کہ اگر ویسا ہی دوسرا آٹا دے دیا جائے تو عذر نہیں کیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ۸۰ آنے میں سے لینا شرط یا حکم شرط میں نہیں بلکہ اتفاقی بات ہے اب اگر بلا شرط ۸۰ آنے میں سے دے دیا جائے جب بھی جائز ہوگا کیونکہ شرط کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہاں خلاف کرنے سے مطالبہ کیا جا سکے۔ (مقالات حکمت ص ۳۶۳)

آٹے کا اُدھار

سوال: عموماً چکی پر جب کرنٹ نہیں ہوتا تو لوگ سیر دو سیر آٹا لے جاتے ہیں اور غلہ رکھ جاتے ہیں

جب ان کا غلہ پس جاتا ہے تو وہ آٹا منہا کرلیا جاتا ہے اور کردہ اور پسائی لے لی جاتی ہے' آیا یہ صورت درست ہے؟ جواب: اس طرح قرض میں آٹا منہا کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص۴۰۸)

جانور کی جفتی کی اجرت

سوال: آج کل نر جفتی کے لیے بلا اجرت نہیں چھوڑتے' کیا یہ امیر وغریب سب کے لیے ناجائز ہے یا کسی کی تخصیص ہے؟ جواب: اس میں سب کا حکم برابر ہے۔ "یعنی سب کے لیے ناجائز ہے" (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۱۷ص۳۶۴)

دلالی کی اجرت دونوں طرف سے لینا

سوال: کچھ لوگ دلالی "ایجنٹ" کا کام کرتے ہیں' دیکھا جاتا ہے کہ وہ بائع اور مشتری دونوں سے کمیشن لیتے ہیں' کیا دلال کے لیے دونوں سے کمیشن لینا جائز ہے؟

جواب: دلال شرع میں اجیر کا نام ہے اور دلالی شرع میں اجرت کا نام ہے اور اجیر جس کا کام کرتا ہے اسی سے اجرت پانے کا مستحق ہے پس دلال اگر بائع کا کام کرتا ہے تو بائع کا اجیر ہے اور بائع سے اجرت پانے کا مستحق ہے اور اگر مشتری کا کام کرتا ہے تو مشتری سے اجرت پانے کا مستحق ہے اور یہ جائز نہ ہوگا کہ عمل تو صرف ایک کا کرے اور اجرت دونوں سے لے اسی کا نام ڈبل اجرت ہے جس کو ناجائز کہا جاتا ہے۔

ہاں اگر کوئی شخص دونوں کا کام کرتا ہے تو الگ الگ کام ہونے کی بناء پر دونوں سے متمیز عمل کی اجرت لے سکتا ہے۔ (نظام الفتاویٰ ج۱ص۲۹۷)

جزار کی امامت اور اجرت جائز ہے

سوال: بکری وغیرہ کو اجرت پر ذبح کرنے والا قصائی اگر امام بن جائے تو اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: بالکل صحیح ہے اور ذبح شاۃ وغیرہ پر اجرت لینا شرعاً ممنوع نہیں۔ "عمل ذبح کوئی ناجائز فعل نہیں" (م'ع) (فتاویٰ عبدالحیٔ ص۵۳۹)

دیوی دیوتاؤں کی تصویروں کو فریم کرنا کیسا ہے؟

سوال: زید نقشوں اور تصویروں کو شیشے میں لگانے اور طغریٰ بنانے کا کام کرتا ہے جس میں کفار کی دیوی' دیوتاؤں کی تصویریں بھی آتی ہیں' اب سوال یہ ہے کہ زید ایسی تصویروں کی فریم بنا کر اجرت لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: عمل اور محنت کی اجرت تو فی نفسہ جائز ہے لیکن یہ عمل اعانت علی المعصیت کی وجہ سے

مکروہ اور قابل ترک ہے۔" اور ایمانی غیرت کے بھی خلاف ہے" (م،ع) (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۷۲)

ہندوؤں کی نعش کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجرت

سوال: یہاں کافروں کی نعش کو مسلم اداروں کی موٹریں ہسپتال سے لے کران کے مکان تک پہنچاتی ہیں اور یہ کام اجرت پر ہوتا ہے' یہ کیسا ہے؟ جواب: اس میں کوئی قباحت نہیں' نعش کو اٹھانے اور ہاتھ لگانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۵۵)

فلم سازوں کو کمرہ کرائے پر دینا

سوال: میرے ایک دوست کا گیسٹ ہاؤس ہے' اس میں مسافر آ کر کرایہ پر رہتے ہیں' ان مسافروں میں کبھی چند مسافر ایسے بھی ہوتے ہیں جو فلم ساز یا قوال ہوتے ہیں' ان کے ساتھ اجنبی عورتیں بھی ہوتی ہیں اور وہ مخلوط رہتے ہیں اور اپنا پروگرام بناتے ہیں' ایسے لوگوں کو کمرہ کرائے پر دینا کیسا ہے؟

جواب: جانتے ہوئے ایسے بدکاروں کو کمرہ کرایہ پر دینا اعانت علی المعصیت ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔" ہرگز نہیں دینا چاہیے ورنہ یہ بھی گناہ میں ان کا شریک ہوگا" (م،ع) (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۷۳)

جتنے کرائے پر مکان لیا ہے' اس سے زائد کرایہ دینا

سوال: میں مکہ مکرمہ جا کر کوئی فلیٹ چھ آٹھ ہزار ریال کرائے پر لے لوں اور زمانہ حج میں پندرہ ہزار میں حجاج کرام کو دیدوں' تو یہ آٹھ ہزار کا منافع جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: جو صورت آپ چاہتے ہیں یہ تو حدود حرم سے باہر کسی اور جگہ بھی درست نہیں' جتنی رقم کسی جگہ بھی کرایہ مکان کی آپ ادا کریں اتنی رقم پر دوسرے کو دے سکتے ہیں' اگر اس سے زائد رقم لیں گے تو اس کو صدقہ کرنا ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۳۶۹)

ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی مکروہ اور خلاف مروت ہے

احقر نے سوال کیا کہ بہت سی کمپنیاں نقد اور اُدھار کی قیمتوں میں فرق رکھتی ہیں کہ ایک سو روپے من ہو تو اُدھار ایک سو دس روپے من دیتے ہیں' یہ بظاہر ایک حیلہ سود کھانے کا ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ فتویٰ تو جواز ہی کا دینا چاہیے۔ (کمافی الہدایہ) مگر یہ کہہ دیا جائے کہ تشبہ بالربا کی وجہ سے مکروہ ہے دوسرے خلاف مروت ہے۔ (مجالس حکیم الامت ص ۲۵۲) (اشرف الاحکام ص ۱۷۸)

کرایہ دار دکان میں اگر خنزیر کا گوشت بیچے

سوال: وقف کی دکان ایک غیر مسلم کرایہ دار کو دی ہے وہ اس میں خنزیر کا گوشت فروخت کرتا ہے'

دکان گاؤں سے فاصلے پر ہے اور اس کا کرایہ وقف قبرستان کے مقدمہ میں خرچ ہو رہا ہے' کیا حکم ہے؟

جواب: جب دکان کرایہ پر دی ہے اور یہ شرط نہیں کی کہ اس میں خنزیر کا گوشت فروخت کیا جائے پھر کرایہ دار جو بھی فروخت کرے وہ اس کا اپنا عمل ہے اور اس کو اس سے روکا بھی نہیں جا سکتا کیونکہ اس کے مذہب میں خنزیر کی خرید و فروخت کرنا صحیح ہے' نیز شہر سے باہر دوسرا کرایہ دار بھی میسر نہیں آ سکتا اور اس کی آمدنی وقف کے مقدمہ میں بھی خرچ ہو رہی ہے۔ ان حالات میں مجبوراً اس کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۳۳۲)

خنزیر کی خرید و فروخت کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب! کیا اسلام میں خنزیر کی خرید و فروخت کی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: اسلام نے چونکہ خنزیر کو نجس العین اور حرام قرار دیا ہے اور خنزیر سے ہر قسم کے انتفاع اور اس کی خرید و فروخت کو بھی ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اس لیے کسی مسلمان کے لیے اسلامی نقطہ نظر سے خنزیر کو ذریعہ آمدن بنانا قطعاً زیبا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شرعاً خنزیر جب عقد میں خواہ مبیعہ ہو یا ثمن ہو تو عقد باطل ہے۔ لہٰذا خنزیر کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے تاہم جب اسلامی ملک میں ذمی رہائش پذیر ہوں تو ان کو آپس میں اس کی خرید و فروخت کی گنجائش موجود ہے۔

لما قال العلامة مرغيناني: اذا كان احد العوضين او كلاهما محرّماً فالبيع فاسد كالبيع بالميتة والدم والخمر والخنزير. (الهداية ج۳ ص۵۳ باب البيع الفاسد) (قال العلامة طاهر بن عبدالرشيد: ولو باع الخمر والخنزير كان باطلاً باعها من مسلم اولمسلم. (خلاصة الفتاوىٰ ج۳ص ۱۴ كتاب البيوع' الباب الرابع فى البيع الفاسد واحكامه) وَمِثْلُهُ فى الهندية ج۳ص ۱۲۶ كتاب البيوع ' الباب الحادى عشر فى احكام البيع الغير الجائز) (فتاوىٰ حقانيه ج ۶ ص ۵۱)

مسافر خانہ کی آمدنی

سوال: ہمارے مسافر خانے میں اکثر و بیشتر شہر ہی کے عیاش لوگ آ کر روم بک کرا لیتے ہیں اور اپنے ساتھ کوئی بھی لڑکی لے کر دو یا تین گھنٹہ رہ کر چلے جاتے ہیں اور بک کرانے والے کہتے ہیں کہ ہم دونوں میاں بیوی ہیں تو ایسی صورت میں مسافر خانہ کی آمدنی حلال ہے یا حرام؟

جواب: مسافر خانہ بنانا اور اس کا کرایہ لینا درست ہے اس کوشش کے باوجود کہ وہاں برائی نہ ہونے پائے پھر بھی اگر آنے والے برائی کریں تو مسافر خانہ والوں پر اس کا گناہ نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۴۹۲)

کرایہ ادانہ کرنے کی صورت میں سامان اٹھالینا

سوال: ایک شخص نے اپنے بھائی کو کھڈی کے لیے روپیہ قرض دیا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ دیتا رہے گا لیکن چار ماہ بعد جب قرض ادا نہ ہوا تو وہ کھڈی اٹھا کر لے گئے' دو چار ماہ کا کرایہ بھی ان سے وصول کیا' تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ جواب: صرف اپنا دیا ہوا قرض روپیہ وصول کرنے کا حق ہے' اس سے زائد وصول کرنا جائز نہیں' وہ سود ہے خواہ کسی نام سے ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۴۰۲)

کرایہ میں حقوق العباد کی رعایت کا حکم

سوال: جہاز اور ریل میں بارہ برس تک کے بچے سے نصف کرایہ لیتے ہیں' ہمارے ساتھ ایک تیرہ (۱۳) برس کا لڑکا ہے اس کو ہم نے کرایہ دے کر ٹکٹ ماسٹر کے پاس بھیجا' اس نے صورت دیکھ کر آدھے کرایہ کا ٹکٹ دیا' اس معاملہ میں ہم کو مواخذہ آخرت کے خوف سے پورا کرایہ دلوانا ضروری ہے یا نہیں؟ جواب: ضروری ہے۔ (مقالات حکمت ص ۳۱۹) (اشرف الاحکام ص ۲۳۱)

تعویذات وعملیات

کیا تعویذ میں اثر ہے؟

سوال: کیا عامل کے جائز تعویذ کے استعمال سے اپنے معتروم فید مقاصد کی تکمیل ہو جائے' پھر اعتقاد رکھنا جائز ہے یا مسنون طریقہ اور دعاء سے مقاصد کی تکمیل کا آرزومند رہنا شرعاً درست ہے؟

جواب: حقیقی نفع وضرر تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ وقدرت میں ہے' مگر جس طرح غذا اور دوا میں اللہ تعالیٰ نے اثر رکھا ہے اسی طرح تعویذات میں بھی اثر رکھا ہے لیکن کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرح نفع و ضرر کا مالک تصور کر لینا جائز نہیں' فقط دعا پر اعتماد کر لینا اعلیٰ مقام ہے جس کو نصیب ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۳۷۷) "اس باب میں عوام کے عقائد بہت خراب ہیں ایسے میں علمی عملی ہر طرح اصلاحی اقدامات کی ضرورت ہے" (م'ع)

تعویذ کے ذریعے جنات کو جلانا

سوال: اگر بچہ یا عورت پر جن کا شبہ ہوتا ہے تو اس جن کو جلا دیتے ہیں' آیا جن کو جلا کر مار ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟ جواب: اگر کسی تدبیر سے پیچھا نہ چھوڑے تو درست ہے' بہتر ہے کہ اس تعویذ میں یہ لکھ دے "اگر نہ جائے تو جل جائے" (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۸۸)

چوری برآمد کرنے کیلئے عملیات

سوال: چور معلوم کرنے کے لیے ایک آیت بیضہ مرغ پر لکھتے ہیں اور پھر کوئی سورۃ پڑھ کر اس پر ایک بچہ کی نظر ڈلواتے ہیں' وہ لڑکا انڈے میں دیکھ کر بتلاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں چیز کو لیے ہوئے ہے اس ترکیب سے بعض چوروں کا پتہ چل گیا ہے' شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ اس ترکیب پر یقین نہ کرے' قرائن کا اتباع کرے حالانکہ یقین یا ظن غالب پیدا ہونے کے لیے ایسا ہو رہا ہے؟

جواب: یہ عمل اس لیے ہے کہ جس کا اس طرح پتہ چلے اس کی تحقیق بطریق شرعی کریں لیکن عوام اس حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں' اس لیے میرے نزدیک بالکل جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۸۸)

"عوام تو عوام خواص کو بھی حد سے آگے بڑھتے دیکھا ہے' ایسی حالت میں منع کی صورت ہی راجح ہے" (م'ع)

چور یا گم شدہ چیز معلوم کرنے کیلئے منتر اور ٹوٹکے معتبر ہیں یا نہیں؟

سوال: چور یا گمشدہ چیز معلوم کرنے کے بارے میں بعض ٹوٹکے اور منتر حیلے وغیرہ شرعاً درست ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ معتبر ہیں یا نہیں؟ جواب: اس قسم کے اعمال شرعاً حجت نہیں ہیں ان پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۲۷۶)

جھاڑ پھونک نہ کرنا افضل ہے

سوال: ناجائز یا جائز جھاڑ پھونک جیسا کہ اکثر دستور ہے کہ قرآن شریف کی آیت سے جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور میں مطلق نہیں کرتا تو یہ میرا خیال خراب تو نہیں اور کلام الٰہی کو کلام الٰہی جانتا ہوں؟

جواب: جھاڑ پھونک جائز تو ہے مگر افضل یہی ہے کہ نہ کیا جائے' آپ کا عقیدہ ٹھیک ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۸۸) "جائز جھاڑ پھونک کرنے والوں پر نکیر یا ان کی تحقیر نہ ہو" (م'ع)

ناچاقی دور کرنے کیلئے شوہر پر تعویذ کرنے کا حکم

سوال: زید کی بہن عمر کے نکاح میں عرصہ ۱۰ یا ۱۲ سال سے ہے اور ہر طرح فرمانبردار اور اطاعت گزار ہے لیکن عمر اسے ہمیشہ مارتا پیٹتا ہے اور تکلیف اور آزار پہنچاتا ہے' زید اور اس کی بہن صبر سے کام لیتے ہیں مگر اس ظالم پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا' طلاق حاصل کرنا چند وجوہات کی بناء پر مشکل ہے اس صورت میں عملیات سے عمر کو مطیع کرنا یا سرزنش کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یا اور کوئی صورت ہو تو بتلا دیں؟

جواب: سب سے اچھا راستہ تو یہ ہے کہ عمر کے لیے خوش خلقی کی دعا کیجئے اور نرمی اور فہمائش سے راہ راست پر لانے کی کوشش کی جائے لیکن اگر یہ چیزیں کارگر نہ ہوں تو کسی دیندار اور پابند شرع عامل سے ایسے

تعویذ وغیرہ لینے میں کوئی حرج نہیں جن سے شوہر کے دل میں بیوی کی محبت پیدا ہو جائے لیکن تعویذات و عملیات کے ذریعہ سے نقصان پہنچانا ہرگز جائز نہیں سخت گناہ ہے۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۲۸۰)

کسی عورت کیلئے تعویذ کرنا تا کہ وہ نکاح پر راضی ہو جائے

سوال: بیوہ عورت کو کوئی عمل پڑھ کر نکاح کے لیے آمادہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کوئی عمل قرآن یا غیر قرآن سے پڑھ کر؟ جواب: عمل باعتبار اثر کے دو قسم کے ہیں ایک یہ کہ جس پر عمل کیا جائے وہ مغلوب الحبت والعقل ہو جائے ایسا عمل اس مقصود کے لیے جائز نہیں جو شرعاً واجب نہ ہو جیسے نکاح کرنا کسی معین مرد سے کہ شرعاً واجب نہیں اس کے لیے ایسا عمل جائز نہیں۔

دوسرے یہ کہ مطلوب کو اس مقصود کی طرف توجہ بلا مغلوبیت ہو جائے پھر بصیرت کے ساتھ اپنے لیے مصلحت تجویز کرے ایسا عمل ایسے مقصود کے لیے جائز ہے پھر اس حکم میں قرآن و غیر قرآن مشترک ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۸۹) "بشرطیکہ غیر قرآن میں استمداد لغیر اللہ نہ ہو" (م ع)

بے پردہ خاتون سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم

سوال: مندرجہ ذیل طریقے سے جھاڑ پھونک کرنا یا اس سے استفادہ کرنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ ایک غیر شادی شدہ بالغ خاتون جنہوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ ان کے اعلان کے مطابق کوئی ولی یا سائیں بابا کا سایہ ان پر ہو گیا ہے اور اس ولی یا سائیں بابا نے خاتون کو یہ حکم دیا ہے کہ ان کے حکم سے تم انسانیت کی خدمت کرو یہ بات ظاہر نہیں ہوئی کہ یہ سائیں بابا زندہ ہیں یا مردہ؟ بلکہ خاتون سے جب بھی اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرماتی ہیں کہ انہیں یہ بتانے کی اجازت نہیں طریقہ علاج یہ ہے کہ یہ خاتون بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ بیٹھ جاتی ہیں اور ہر آنے والے سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کا حال پوچھتی ہیں مریض اپنا حال بتاتا ہے خاتون کے سامنے پھولوں کا ہار ٹنگا ہوا ہوتا ہے جس کے متعلق خاتون کا کہنا ہے کہ وہ ولی یا سائیں بابا اس ہار کے سامنے براجمان ہوتے ہیں جنہیں صرف وہ خاتون ہی دیکھ سکتی ہیں کوئی دوسرا شخص اس ولی یا سائیں بابا کی آواز نہیں سن سکتا خاتون مریض کا حال اس ہار کی طرف رخ کر کے دہراتی ہیں اور تھوڑی دیر منتظر رہتی ہیں گویا انہیں کوئی خاموش پیغام مل رہا ہے پھر مریض کو بتاتی ہیں کہ سائیں بابا نے کہا ہے کہ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا سائل کو دو باتیں از روئے شرع غلط محسوس ہوئیں:

۱......اسلام میں پردہ بنیادی حکم ہے' مگر یہ خاتون صرف بے پردہ ہی نہیں بلکہ پوری طرح میک اپ کر کے مجلس میں بیٹھتی ہیں اور ہر ایک سے بے حجابانہ گفتگو کرتی ہیں' مزید یہ کہ جب پردے کی طرف توجہ دلائی گئی تو فرماتی ہیں کہ سائیں بابا نے ان کو اس کی اجازت دے رکھی ہے بلکہ بے پردگی کا یہ عالم ہے کہ ان کی مکمل میک اپ میں تصویریں اخبارات اور رسائل میں چھپتی ہیں۔

۲......مریضوں سے سوال وجواب کے درمیان یہ بتانا کہ "سائیں بابا نے یہ فرمایا ہے کہ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا" گویا براہ راست علم غیب کا دعویٰ ہے جبکہ علم غیب صرف اللہ کو ہے۔

مجھے فتویٰ کی ضرورت اس لیے بھی پڑی ہے کہ میری بچی کافی دنوں سے بیمار ہے' علاج جاری ہے' مسنون دعائیں پڑھ کر دم کرتا ہوں یا کسی کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جائز طریقے سے علاج کرتے ہیں تو ان کے پاس بھی حاضر ہوتا ہوں' مذکورہ خاتون کی شہرت سن کر ارادہ ہوا کہ میں بھی اپنی بچی کو لے کر ان کے پاس جاؤں مگر ان کا طریقہ دیکھ کر مجھے الجھن ہوگئی' لہٰذا مذکورہ خاتون کے بارے میں شرعی فتویٰ کیا ہے؟ خاتون کا دعویٰ روحانیت اور یہ اعلان کرنا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے کسی ولی یا سائیں بابا کا سایہ ہو گیا ہے اور وہ ان کے حکم سے انسانیت کی خدمت کر رہی ہیں جبکہ دوسری طرف طریقہ غیر شرعی ہے' نیز یہ کہ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ یہ قوت روحانی یا سائیں بابا کا سایہ ان پر ان کے کسی خاص عملیات یا ریاضت کی وجہ سے حاصل ہوا؟ تو جواب نفی میں ملا' خاتون کا کہنا ہے کہ انہوں نے کوئی عمل یا ریاضت نہیں کی' براہ کرم جواب دیں کہ اس خاتون کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: مذکورہ خاتون سے علاج کروانا اور اس غرض سے اس کے پاس جانا جائز نہیں اور جن دو غلط باتوں کا سائل نے ذکر کیا ہے وہ بلاشبہ غلط اور گناہ ہیں اور اس کی غیب کی بتلائی ہوئی باتوں پر بحیثیت غیب یقین کرنا کفر ہے' مذکورہ خاتون کا بے پردہ بناؤ سنگھار کے ساتھ مردوں کے سامنے بیٹھنا شریعت کے بالکل خلاف ہے اور اس خلاف شریعت عمل پر سائیں بابا کی طرف سے اجازت کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ یا تو ان کا دعویٰ غلط ہے یا انہیں کوئی شیطان بہکا رہا ہے' ایسی صورت میں ان کی باتوں کا یقین کر کے ان پر عمل کرنا جائز نہیں اور نہ ایسے لوگوں سے علاج کرانا درست ہے۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۱ص ۴۷۷)

سانپ کے کاٹے پر منتر پڑھنا

سوال: سانپ یا بچھو کے کاٹے پر منتر پڑھنا کیسا ہے اور اس کے کوئی منتر حدیث میں مذکور ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے' بشرطیکہ قرآن وحدیث کی بیان کردہ دعا کے ساتھ ہو لیکن نامعلوم المعنی منتر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ اس میں احتمال کفر ہے اگر بوقت شب یہ کلمات کہہ لے تو بچھو کے کاٹے کا اثر

نہ ہوگا: "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ" نیز اگر کوئی شخص اول شب میں یہ دعا پڑھ لے تو سانپ وبچھو اور چور کے شر سے محفوظ رہے۔ "عَقَدْتُ ذَنَبَ الْعَقْرَبِ وَلِسَانَ الْحَیَّةِ وَیَدَالسَّارِقِ بِقَوْلِ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" "اور بھی بعض دعائیں احادیث میں وارد ہیں ان کو بھی پڑھا جاسکتا ہے" (م ع) (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۵۵۶)

سانپ کے کاٹے کو غیر مسلم سے جھڑوانا

سوال: کافر سے سانپ کاٹے کا جھڑوانا کیسا ہے؟ جبکہ ان میں کلمات کفر بھی ہوتے ہیں دیوی دیوتاؤں کے نام ہوتے ہیں اگر کوئی کافر صرف بھگوان یا رام کا نام لے تو کیا یہ تاویل درست ہے کہ وہ بھی خدا کا نام ہے خواہ کسی بھی زبان میں ہو؟ جواب: جس رقیہ میں کلمات کفر ہوں یا ایسے کلمات ہوں جن کے معنی معلوم نہ ہو وہ رقیہ جائز نہیں ہندو اپنی جھاڑ پھونک میں اپنے دیوی دیوتاؤں سے استمداد کرتا ہے جس کا کفر ہونا ظاہر ہے اور بھگوان اور رام خداوند قدوس کے نام نہیں ہیں ان کے مفہوم سے خدا کی ذات منزہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۳۲) "اس لیے ہندو سے جھاڑ پھونک کرانے سے احتراز چاہیے" (م ع)

خون سے تعویذ لکھنا

سوال: اگر مرغ، کبوتر، فس یا اس طرح کے کسی جانور کے خون سے تعویذ لکھا جائے اور آسیب وغیرہ دور کرنے کے لیے اس کو استعمال کیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ شیطان کا نام لکھنے یا کسی اور کا نام لکھنے میں فرق ہے یا نہیں؟ جواب: حروف کا بھی شریعت میں احترام لازم ہے اگرچہ ان کے مجموعہ سے کوئی قابل اہانت نام "شیطان، فرعون، ہامان وغیرہ کا" حاصل ہو جائے بعض عامل خون سے تعویذ لکھتے ہیں اور علماء اس کو صحیح کہتے ہیں کہ اضطرارا ناجائز چیز بھی جائز ہو جاتی ہے جب کہ وہ جائز طریقہ پر دفع نہ ہو سکے مگر یہ بات کہ اضطرار کا واقع اسی پر منحصر ہے بغیر حجت قاطعہ کے قابل تسلیم نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۷۱)

مرغ کے خون سے تعویذ لکھنا

سوال: مرغ کے خون سے تعویذ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیاض یعقوبی پر اس کو ناجائز تحریر فرمایا ہے اور شامی جلد اول میں نکسیر کے لیے سورہ فاتحہ یا اخلاص کو جائز لکھا ہے اور یہی ان کے نزدیک مفتی بہ ہے، صحیح کیا ہے؟

جواب: فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۹۵ کتاب الحظر والاباحت میں آیات قرآنیہ واسماء الٰہیہ کو

نجاست سے لکھنا حرام قرار دیا ہے مگر حالت اضطرار میں جس طرح کلمہ کفر کا تلفظ مباح ہے اسی طرح اس کی بھی اجازت ہے اس عمل کا نہ کرنا اور مرجانا بہتر ہے فقہاء کے جائز فرمانے کا یہی مطلب ہے اور ناجائز فرمانا علی الاصل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۹ص ۳۹۳)

نظر بد کے لیے مرچیں جلانا

سوال: بھینس وغیرہ کو نظر بد لگ جانے پر عورتیں عام طور پر مرچ یا سات کپڑوں کی کترین جانور کی طرف سات مرتبہ یا کچھ کم وبیش اشارہ کر کے جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیتی ہیں اس طریقہ سے نظر جھاڑنا کیسا ہے؟ جواب: نظر بد اتارنے کے لیے مرچیں وغیرہ پڑھ کر آگ میں جلانا درست ہے جب کہ کوئی خلاف شرع چیز ان پر نہ پڑھی جائے مثلاً کسی دیوی دیوتا کا نام یا اس کی دہائی یا کسی جن وشیطان سے استعانت وغیرہ۔ "سات مرچوں پر یہ آیت شریفہ پڑھ کر دم کریں "وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ الی آخر السورة" پھر جلتی آگ میں ڈال دیں نظر بد دفع کرنے کے لیے مجرب ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۱۵ص ۳۵۰)

عورتوں کو عامل سے تعویذ لینا

سوال: کیا عورتوں کو عامل سے تعویذ لینا اور کاہنوں سے جھاڑ پھونک کرانا شرعاً درست ہے؟

جواب: نامحرم سے دور رہنا چاہیے کاہن کے پاس جا کر اس سے تخلیہ باتیں پوچھنا تو زیادہ خطرناک ہے تعویذ وغیرہ کی ضرورت ہو تو عامل سے اپنے شوہر کے ذریعہ یا کسی اور محرم بھائی وغیرہ کے ذریعہ منگا لیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۵ص ۲۸۳)

امارد کی تسخیر کے لیے تعویذ کرانا

سوال: ایک صاحب کو ایک لڑکے سے تعلق شدید ہو گیا ہے وہ لڑکا وطن چلا گیا اور وہ صاحب نہایت مضطرب ہیں کہتے ہیں کہ خودکشی کر لوں گا اور عجب نہیں کہ ایسا کر لیں ایسی حالت میں اس کے واپس آنے کے لیے عمل و تعویذ جائز ہے یا نہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ میری نہایت پاک محبت ہے؟

جواب: ایسی محبت میں خبث خفی ضرور ہوتا ہے اس لیے اس کی اعانت ناجائز ہے ایک شخص کی مصلحت سے دوسرے شخص کو پریشان کرنا اگر محبت پاک مان لی جائے تب بھی ناجائز ہے اگر پاک محبت ہے تو محب کو چاہیے کہ محبوب کے پاس جائے نہ کہ محبوب کو بلائے اگر یہ شخص اس بلا سے نجات کی کوشش کریں تو زیادہ ضروری بات ہے اگر وہ ایسا چاہیں تو مجھ سے خط و کتابت کر لیں۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ص ۸۶)

عملیات وتعویذات کے شرعی احکام

(از افادات: حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

عملیات تعویذات اور علاج کا فرق

تعویذ اور علاج میں میرے نزدیک تو کوئی فرق نہیں دونوں ہی دنیوی فن ہیں عوام اس میں فرق سمجھتے ہیں کہ تعویذ کرنے والے کی بزرگی کے معتقد ہوتے ہیں اور کسی ڈاکٹر، طبیب کو بزرگ نہیں سمجھتے۔

عوام کی وجہ فرق یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ڈاکٹر کے علاج کو دنیوی کام سمجھتے ہیں اور عامل کے علاج کو دینی کام خیال کرتے ہیں۔ اور عوام کا یہ خیال اس وجہ سے ہے کہ عملیات کا تعلق امور قدسیہ سے ہے یہ سب جہالت اور حقیقت سے بے خبری ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت)

جھاڑ پھونک کا ثبوت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے ہاتھوں میں کچھ دم کرتے اور پڑھتے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وما لک نے۔ (التیسیر)۔

فائدہ: اگر چہ اہل طریق بزرگان دین کے نزدیک یہ مقصود نہیں مگر مخلوق کو نفع پہنچانے کی غرض سے جو شخص اس کی درخواست کرتا ہے اس کی دل شکنی نہیں کرتے۔ اس حدیث سے اس کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے نفس کیلئے بھی (جھاڑ پھونک کرنے میں) کچھ حرج نہیں۔

اور راز اس میں یہ ہے کہ اس میں ایک قسم کا افتقار وانکسار اور اظہار عبدیت واحتیاج ہے یا آپ نے بیان جواز کیلئے کیا ہو۔ (الکشف عن مہمات التصوف)

حیث لدغته ویمسحها ویعوذها بالمعوذتین. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرمارہے تھے آپ نے اپنے ہاتھ کو زمین پر رکھا تو بچھو نے آپ کو ڈس لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوتے سے مارڈالا۔ پھر نمک اور پانی منگا کر ایک برتن میں کیا اور جس جگہ بچھو نے ڈنک مارا تھا۔ اس جگہ پانی ڈالتے جاتے اور پونچھتے جاتے اور معوذتین (سورۂ فلق سورۂ ناس پڑھ کر) دم فرماتے جاتے۔

جھاڑ پھونک احادیث کی روشنی میں

شفاء امراض کے وہ عملیات جو احادیث پاک میں وارد ہیں

اسمائے الٰہیہ اور ادعیہ ماثورہ (یعنی وہ دعائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان) سے جھاڑ پھونک بھی جائز ہے۔ عام امراض کے واسطے (حدیث میں) یہ علاج وارد ہے۔

۱۔ مریض پر داہنا ہاتھ پھیرا جائے اور یہ پڑھے: اَذْھِبِ الْبَأ سَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ ھُوَالشَّافِی لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقْمًا. (بخاری و مسلم)

۲. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کرنا۔ (مسلم)

۳۔ تکلیف کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاء پڑھنا مسلم شریف کی روایت میں آیا ہے۔ بسم اللہ تین بار اور اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ من شَرِّمَا اَجِدُوَاُحَاذِرُ. (مسلم)

۴۔ یہ دعا بھی مسلم شریف کی روایت میں آئی ہے، یعنی پڑھ کر دم کرے: بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شیءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ. (مسلم)

۵۔ یہ دعا بھی ابوداؤد اور ترمذی میں آئی ہے: اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمَ اَنْ یَشْفِیَکَ. سات مرتبہ۔

۶۔ بخار اور دوسرے امراض کیلئے یہ دعا ترمذی شریف میں ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّکُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ. (ترمذی)

۷۔ بخار کیلئے یہ آیت بھی لکھی جاتی ہے: قُلْنَا یَانَارُکُوْنِی بَرْدًاوَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ.
اور جاڑا بخار (ملیریا) کیلئے یہ آیت: بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّی لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.

تنبیہ: اگر تعویذ میں کوئی آیت لکھنا ہو تو باوضو لکھنا چاہیے۔ اور دوسرا بھی باوضو ہاتھ میں لے۔ البتہ جس کاغذ پر وہ آیت لکھی ہے اگر وہ دوسرے کاغذ میں لپیٹ دیا جائے تو بے وضو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہے۔ اسی طرح اگر طشتری (پلیٹ) وغیرہ میں آیت لکھی جائے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (احکام المرض۔ زوال السنۃ عن اعمال السنۃ)

بے ہوش کو ہوش میں لانے کیلئے بابرکت پانی استعمال کرنے کا ثبوت

عن جابر قال مرضت فاتانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

يعودني وابوبكر وهما ماشيان فوجد انى قد اغمى على فتوضا النبى صلى الله عليه وسلم ثم صب وضوء ه على فافقت الحديث اخرجه الخمسة الاالنسائي. (تيسير كلكة)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا، میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عیادت کیلئے پیادہ تشریف لائے اور مجھ کو بے ہوش پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو (کا بچا ہوا) پانی مجھ پر ڈال دیا میں ہوش میں آ گیا۔ (روایت کیا اس کو بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد نے)۔

فائدہ: اکثر اہل محبت وعقیدت کا معمول ہے کہ مقبولان الٰہی (اللہ کے نیک بندوں) کے ملبوسات یا ان کی استعمال کی ہوئی چیزوں سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اس حدیث میں صراحۃً اس کا اثبات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا پانی ان پر ڈالا جس کی برکت سے وہ ہوش میں آ گئے۔ (التکشف عن مہمات التصوف، حدیث ۳)

عہد صحابہ میں شفاء امراض کیلئے اشیاء متبرکہ کو دھوکر پانی پلانے کا ثبوت

عن عثمان بن عبدالله بن وهب قال فارسلني اهلي الىٰ ام سلمة بقدح من ماء وكان اذا اصاب الانسان عين اوشي بعث اليها محضحضة لها فاخرجت من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت تمسكه فى جلجل من فضة محضحضة له فشرب منه قال فاطلعت فى الجلجل فرأيت شعرات حمراء. (رواہ البخاری)

ترجمہ: عثمان بن عبداللہ بن وہب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے گھر والوں نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پیالہ پانی دے کر بھیجا۔ اور یہ دستور تھا کہ جب کسی انسان کو نظر وغیرہ کی تکلیف ہوتی تو حضرت ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ بھیج دیتا ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال تھے جن کو انہوں نے چاندی کی نلکی میں رکھ رکھا تھا۔ پانی میں ان بالوں کو ہلا دیا کرتی تھیں اور وہ پانی بیمار کو پلا دیا جاتا تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے جھانک کر جو نلکی کو دیکھا تو اس میں چند سرخ بال تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ایک صحابیہ کے پاس نلکی میں بال رکھے ہوئے تھے جس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جاتا تھا کہ بیماروں کی شفاء کیلئے اس کا دھویا ہوا پانی پلایا جاتا تھا۔ (وعظ الحبور النور الصدور، میلاد النبی)

دوسری دلیل

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ تعالی عنهما انها اخرجت جبة طیالسیة کسروانیة لها لبنة دیباج وفرجیها مکفوفین بالدیباج وقالت هذه جبة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وکان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یلبسها ونحن نغسلها للمرضی نستشفی بها.(رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیلسانی کسروی جبہ نکالا۔ جس کے گریبان اور دونوں چاک پر ریشم کی سنجاف لگی ہوئی تھی اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ (کرتہ کی طرح کا لباس) ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا۔ ان کی وفات کے بعد میں نے اسے لے لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنا کرتے تھے ہم اس کو پانی میں دھو کر وہ پانی بیماروں کو شفاء حاصل کرنے کیلئے پلا دیتے ہیں۔ (وعظ الحبور ملحقہ میلاد النبی)

فاقہ سے حفاظت کیلئے

سورۂ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا۔ (چنانچہ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھا کرے اس کو فاقہ کبھی نہیں پہنچے گا۔ (بیہقی، جزاء الاعمال)

نماز میں سورۂ واقعہ فاقہ سے بچنے کیلئے پڑھنا

سوال: دو رکعت نماز میں سورۂ واقعہ پڑھتا ہوں اور اس میں نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو بخشے اور اس کے ضمن میں یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رات کو سورۂ واقعہ ایک دفعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہیں رہے گا۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ دونوں نیتیں کیسی ہیں؟

الجواب: کچھ حرج نہیں۔ فاقہ کے دفع کا ارادہ اس لئے کرنا کہ رزق میں اطمینان ہونے سے دین میں اعانت ہوگی۔ یہ دین ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاصیت بیان فرمانا اس

کے پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے (تربیت السالک)۔

قرآن مجید کو تعویذ گنڈوں میں استعمال کرنا

فرمایا اصل تو یہ ہے کہ اللہ میاں کا کلام تعویذ گنڈوں کیلئے تھوڑا ہی ہے وہ تو عمل کرنے کیلئے ہے گو تعویذ گنڈوں میں اثر ہوتا ہے مگر وہ ایسا ہے۔ جیسے دوشالے (قیمتی چادر شال) سے کوئی کھانا پکالے۔ سو کام تو چل جائے گا مگر اس کیلئے وہ ہے نہیں۔ اور ایسا کرنا دوشالے کی ناقدری ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھو ہاں کبھی کسی وقت کرلے تو اس کا مضائقہ بھی نہیں۔ یہ نہیں کہ مشغلہ ہی یہی کرلے۔ کہ سب چیز کا تعویذ ہی ہو۔

بعض لوگ قرآن مجید کو ناجائز اغراض میں بطور عملیات کے استعمال کرتے ہیں اور غضب تو یہ ہے کہ بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ صاحب ہم کوئی غلط عمل تو نہیں کرتے قرآن کی آیتیں پڑھتے ہیں۔

پہلی بات تو یہی ہے کہ اگر جائز اغراض میں بھی عملیات کے طور پر غلو کے ساتھ قرآن کا استعمال ہو یعنی نہ علم سے غرض نہ عمل سے اور واجب قرآن کی آیتیں ڈھونڈی جائیں تو اسی غرض سے کہ اس سے دنیا کا فلاں کام ہو جاتا ہے اور اس سے فلاں مطلب نکلتا ہے۔ جیسے بعض رؤساء کے یہاں صرف اسی غرض سے (یعنی برکت وغیرہ کیلئے) قرآن رکھا رہتا ہے اور بعض لوگوں کے یہاں نہایت (چھوٹے) قرآن پاک کا) تعویذ بنا ہوا رکھا رہتا ہے جب کوئی بیمار ہوا اس کے گلے میں ڈال دیا (یہ سب اگرچہ جائز ہیں لیکن چونکہ غلو کے ساتھ ہیں اس لئے غیر مرضی (قابل ترک ہیں)۔

البتہ اگر قرآن مجید کے علوم اور اس کے احکام کی اتباع کو اصلی کام سمجھ کر اس پر کاربند ہوں اور کسی موقع پر کسی جائز کام کیلئے کوئی آیت پڑھ لے یا لکھ لے تو ناجائز نہیں (اصلاح انقلاب)

تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر دم کرنا

ختم کے روز ایک اور خرابی ہوتی ہے وہ یہ کہ اس روز حافظ جی کا مصلی کیا ہوتا ہے۔ پنساری کی دوکان ہوتی ہے کہ اجوائن کی پڑیاں رکھی ہیں کہیں سیاہ مرچیں۔ کوئی ان صاحبوں سے پوچھے کہ حافظ صاحب نے تمہاری اجوائن ہی کیلئے قرآن پڑھا تھا؟

یاد رکھو! کہ اجوائن وغیرہ پر دم کرانا یہ دنیا کا کام ہے دین کے کام کی غایت (مقصد) دنیا کو بنانا بہت نازیبا ہے اور تعویذ و نقش لکھنا اس کے حکم میں نہیں، کیوں کہ وہ خود دنیا ہی کا کام ہے تو اس کی غایت دنیا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وہ تو ایسا ہے جیسے حکیم جی کا نسخہ لکھنا عبادت نہیں

ہے اس پر اگر اجرت بھی لے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور قرأت قرآن (یعنی قرآن پڑھنا خصوصا تراویح میں) عبادت ہے اس کا ثمرہ آخرت میں ملے گا۔

الغرض اجوائن وغیرہ پر (ختم کے روز) قرآن کو دم کرانا یہ دین کی غایت کو دنیا بنانا ہے اور بہت بے ادبی ہے اور قرآن کو اس کے مرتبہ سے گھٹانا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ناجائز ہے لیکن پیٹ بھر کے بے ادبی ہے۔ (التہذیب، حقوق وفرائض)

عملیات وتعویذات نہ کرنیکی فضیلت

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگونی نہیں لیتے، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

مراد یہ ہے کہ جو جھاڑ پھونک ممنوع ہے وہ نہیں کرتے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ جھاڑ پھونک بالکل نہ کرے۔ اور بدشگونی یہ کہ مثلاً چھینکنے کو یا کسی جانور کے سامنے سے نکل جانے کو منحوس سمجھ کر وسوسہ میں مبتلا ہو جائیں۔ موثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہیں اس قدر وسوسہ نہ کرنا چاہئے۔ (فروغ الایمان)

احادیث سے افضل اور اکمل حالت یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس کو (یعنی عملیات وتعویذات کو) نہ کیا جائے اور محض دعا پر اکتفا کیا جائے۔

اور ترک رقیہ (یعنی جھاڑ پھونک نہ کرنے) کی فضیلت ترک دوا سے بھی زائد ہے کیوں کہ عوام کیلئے تداوی (علاج معالجہ) میں مفسدہ کا احتمال بعید ہے اور جھاڑ پھونک میں نہیں۔ (اتحمی فی احکام الرقی)

سوال: مجھ کو ایک شبہ ہو گیا ہے اس کا حل فرمائیں۔ وہ یہ کہ ناجائز جھاڑ پھونک یا جائز جھاڑ پھونک جیسا کہ اکثر دستور ہے کہ قرآن شریف کی آیت سے جھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ اور میں بالکل نہیں کرتا۔ البتہ کلام الٰہی کو کلام الٰہی جانتا ہوں۔ میرا یہ عقیدہ اور خیال خراب تو نہیں ہے؟

الجواب: آپ کا عقیدہ ٹھیک ہے (عملیات تعویذات) جائز تو ہیں مگر افضل یہی ہے کہ نہ کیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ)

کیونکہ ظاہر ہے کہ مختلف فیہ سے (یعنی جس مسئلہ کے جائز یا ممنوع ہونے میں اختلاف ہو اس میں) احتیاط افضل ہے۔

واما رقية النبی صلی الله عليه وسلم لنفسه فيحتمل اظهار العبودية والافتقار واما بغيره فيحتمل كونه للتشريع وبيان الجواز.

واما رقية جبرئيل عليه السلام للنبی صلی الله عليه وسلم فيحتمل الدعاء لان القران كما يختلف دعاء وتلاوة للجنب بالنية كذلك يختلف دعاء ورقية بالنية. (التقی فی احكام الرقی)

جھاڑ پھونک دعا تعویذ سے تقدیر بھی بدل سکتی ہے یا نہیں

حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا دوا اور جھاڑ پھونک تقدیر کو ٹال دیتی ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

فائدہ: یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جائے گا۔ یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے۔ (حیوۃ المسلمین روح پنجم)

بزرگ اور تعویذ

آج کل سب سے بڑا بزرگ وہ سمجھا جاتا ہے جو خوابوں کی تعبیر دیتا ہو یا جیسا کوئی تعویذ مانگے ویسا وہ تعویذ دے دیتا ہو۔ اور اگر کوئی کہہ دے کہ بھائی ہم تو تعویذ گنڈے جانتے نہیں تو بیا تو اسے کہیں گے کہ یہ جھوٹا ہے۔ بھلا کوئی بزرگ بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جو تعویذ نہ جانتا ہو؟ اگر اسے سچا سمجھیں گے تو کہیں گے کہ ارے یہ بزرگ وزرگ کچھ نہیں اگر بزرگ ہوتے تو تعویذ لکھنا نہ جانتے؟ پھر اگر تعویذ دیا اور (اس سے فائدہ نہ ہوا) مثلاً بیمار اچھا نہ ہوا تو تعویذ دینے والے کی بزرگی ہی میں شک ہونے لگتا ہے کہ اگر یہ بزرگ ہوتے تو کیا تعویذ میں اثر نہ ہوتا۔ حالانکہ اچھا ہو جانا (اور تعویذ سے فائدہ ہو جانا) کچھ بزرگی کی وجہ سے تھوڑی ہوتا ہے بلکہ جس کی قوت خیالیہ قوی ہوتی ہے اس کے تعویذ میں زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بہت زیادہ قوت خیالیہ رکھتا ہو تو اس کے محض سوچنے ہی سے جاڑا بخار اتر جاتا ہے چاہے وہ کافر ہی ہو بزرگی کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ لیکن آج کل لوگ تصرفات کو بڑی بزرگی سمجھتے ہیں کہ ایک نگاہ دیکھا تو دھڑ سے نیچے گر گیا۔ بزرگی تو نام ہے اتباع شریعت، اتباع سنت کا خواہ کوئی تصرف وکرامت ظاہر نہ ہو۔ (آثار الربع، ملحقہ التبلیغ)

یہ ساری خرابی بزرگوں کے اخلاق کی ہے کہ چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے کچھ نہ کچھ خواب کی تعبیر ضرور دے دیتے ہیں، اور کوئی نہ کوئی تعویذ ضرور لکھ دیتے ہیں تاکہ درخواست کرنے والا

ہماری بزرگی کا معتقد رہے۔ یہ بات خیر الحمدللہ اہل حق میں نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال کر کے کہ اس کا دل نہ ٹوٹے لاؤ کچھ کر دیں (یعنی کچھ نہ کچھ تعویذ دے ہی دیں) اس میں اہل حق بھی محتاط نہیں۔ الا ماشاءاللہ۔ اور صاف جواب اس لئے نہیں دیتے کہ اس کا دل ٹوٹے گا۔ سو اب چونکہ ہر تعویذ کی درخواست پر اور کچھ تو جواب ملتا نہیں (بلکہ تعویذ ہی ملتا ہے) اس لئے ان چیزوں کو بھی لوگ بزرگی میں داخل سمجھنے لگے۔ یہ اخلاق کی خرابی ہوئی۔

میں کہتا ہوں کہ اگر دل شکنی کو بھی دل گوارہ نہ کرے اور صاف جواب نہ دے سکیں تو کم از کم ایک بات تو ضروری ہے وہ یہ کہ یوں کہہ دیا کریں کہ اس کا تعلق دین سے تو کچھ نہیں ہے لیکن خیر تمہاری خاطر سے تعویذ دیئے دیتا ہوں باقی اثر ہونے کا میں ذمہ دار نہیں۔ اور اگر اثر ہو بھی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس میں میرا کچھ دخل نہ ہوگا۔ اگر اتنا بھی کریں تو غنیمت ہے۔ مگر بزرگوں کے یہ اخلاق کہ کسی کا جی برا نہ ہو اگرچہ برا نہ ہونے میں اتنی وسعت (اور اس کا اتنا لحاظ) ہے تو پھر حق واضح ہو چکا۔ اسمیں جی برا ہونے کی کیا بات ہے۔ نرمی سے کہہ دو۔ سمجھا کر کہہ دو۔ (آثار المرلع، التبلیغ)

فرمایا مجھ سے جو تعویذ مانگتا ہے لکھ تو دیتا ہوں لیکن یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھے آتا نہیں کہ اگر کہیں اثر نہ ہو تو خواہ مخواہ اللہ کے نام کو بے اثر نہ سمجھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نام ان باتوں کیلئے تھوڑی ہے وہ تو دل کے مراض کیلئے ہے۔ (حسن العزیز)

تعویذ گنڈوں میں اجازت کی ضرورت

تعویذ گنڈوں کے بارے میں لوگوں کے خصوصاً عوام کے عقائد بہت خراب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر ایک غلط خیال یہ پھیل رہا ہے کہ (کسی عمل تعویذ وغیرہ سے) نفع کی شرط اجازت کو سمجھتے ہیں۔ خود بعض لوگ مجھ کو لکھتے ہیں کہ اعمال قرآنی آپ کی کتاب ہے آپ اس کی اجازت دے دیں۔ میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھے خود کسی عامل کی اجازت نہیں۔ ایسے شخص کا اجازت دینا کیسے کافی ہو سکتا ہے؟ اس کا کوئی جواب ہی نہیں آتا۔ (ملفوظات حکیم الامت)

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے دو طریقے اور وظیفہ و دعا کا فرق

خدا تعالیٰ سے مانگنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو دنیا کے واسطے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا اور دعا کے ذریعہ سے مانگنا یہ مذموم نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو شان عبدیت ہے۔

اور ایک ہے وظیفہ پڑھ کر مانگنا یہ مذموم (برا) ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ وہ یہ

کہ دعا کر کے مانگنے میں ایک ذلت کی شان ہوتی ہے اور یہ اس مقصود کے موافق ہے جو بندوں کے پیدا کرنے سے اصل مقصود ہے۔ (یعنی یہ کہ اللہ نے انسان کو عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے)۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ ''کہ دعا عبادت کا مغز ہے''۔

دعا میں ایک خاصہ ہے جس کی وجہ سے دعا کر کے دنیا مانگنا جائز ہے اور وظیفہ میں وہ بات نہیں اس لئے وہ مذموم ہے۔ دعا کی حقیقت وہ ہے جو عبادت کی روح ہے یعنی تذلل اور اظہار احتیاج۔ دعا کا یہ رنگ ہوتا ہے جس سے سراسر عاجزی اور محتاجگی ٹپکتی ہے۔ اور وظیفہ میں یہ بات نہیں بلکہ اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ وظیفہ پڑھ کر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وظیفہ کے زور سے ہمارا مقصود ضرور حاصل ہوگا۔ تو ایسی حالت میں عاجزی ومحتاجگی کا اظہار کہاں۔ پس دنیا کے واسطے وظیفہ پڑھنا اور دنیا کے لئے دعا کرنا برابر نہیں۔

اگر کوئی دنیا کے واسطے دعا مانگے اور یوں کہے کہ اے خدا مجھے سو روپے دے دیجئے تو یہ جائز ہے۔ بلکہ اس میں بھی وہی ثواب ہے جو آخرت کے لئے دعا کرنے میں ہے۔ بشرطیکہ دعا ناجائز کام کیلئے نہ ہو۔ کیوں کہ دنیا کیلئے ہر دعا جائز نہیں بلکہ جو شریعت کے موافق ہو وہی جائز ہے۔ مثلاً کوئی شخص ناجائز ملازمت کے لئے دعا مانگے تو یہ جائز نہیں (البتہ جائز دعا مانگنے میں ثواب بھی ہے) اور دنیا کے واسطے وظیفہ پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔ (تفصیل الدین)

عملیات وتعویذات اور دوا وعلاج کا فرق

عملیات بھی دوا کی طرح ایک ظاہری تدبیر ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ عملیات میں فتنہ ہے، اور دوا میں فتنہ نہیں۔ وہ فتنہ یہ ہے کہ عامل کی طرف بزرگی کا خیال ہوتا ہے۔ اور طبیب (ڈاکٹر) کی طرف بزرگی کا خیال نہیں ہوتا۔ عوام عملیات کو ظاہری تدبیر سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ آسمانی اور ملکوتی چیز سمجھ کر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عملیات اور تعویذ گنڈوں کے متعلق عوام کے عقائد نہایت برے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ)

عملیات قرآنی سے فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے عقیدہ میں خرابی

عملیات وتعویذ کے سلسلہ میں ایک مفسدہ اور مرتب ہوتا ہے وہ یہ کہ جب اثر نہیں ہوتا۔ تو جاہل یوں کہتا ہے کہ اللہ کے نام میں تاثیر نہیں۔ بعض اوقات اس سے نعوذ باللہ قرآن وحدیث کے صحیح ہونے اور حق تعالیٰ کے صادق الوعد ہونے میں شبہ کرنے لگتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس

مفسدہ سے بچنا اور بچانا دونوں امر واجب ہیں پس ایسے لوگوں کو ہرگز ہرگز تعویذ نہ دیا جائے۔ اور جہاں ایسا احتمال ہو تو صاف صاف کہہ دے کہ یہ عملیات بھی طبی (ڈاکٹری) دواؤں کی طرح ہیں موثر حقیقی نہیں۔ نہ اس پر اثر مرتب ہونے کا اللہ ورسول کی طرف سے حتمی وعدہ ہوا ہے نہ اللہ کے نام اور کلام کا یہ اصلی اثر ہے۔ (انتہیٰ)

تعویذ سے فائدہ نہ ہونے کی صورت میں عوام کیلئے ایک مفسدہ

بعض لوگوں کو تعویذ کے بارے میں عقیدہ میں غلو ہوتا ہے کہ ضرور نفع ہوگا اور اگر نفع نہ ہوا تو اسماء الٰہیہ سے غیر معتقد ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ تعویذ پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں وہ منصوص نہیں۔ اور نہ ان کا کہیں وعدہ ہے۔ یہ سب گڑبڑ جاہل عاملوں کی بدولت پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ سے عوام کے عقائد بہت خراب ہو رہے ہیں جن کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت)

استخارہ کا بیان

استخارہ کی حقیقت

استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کے مصلحت یا خلاف مصلحت ہونے میں تردد ہو۔ تو خاص دعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اس کے دل میں جو بات عزم (پختگی کے ساتھ اس میں خیر سمجھے۔ اس کی غرض تردد ختم کرنا ہے نہ کہ کسی واقعہ کو معلوم کر لینا۔ (انتہیٰ)

استخارہ کا صرف اتنا اثر ہوتا ہے کہ جس کام میں تردد ہو کہ یوں کرنا بہتر ہے یا یوں؟ یا یہ کہ کرنا بہتر ہے یا نہیں؟ تو اس مسنون عمل سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ ا۔ دل کا کسی ایک بات پر مطمئن ہو جانا۔ ۲۔ اور اس مصلحت کے اسباب میسر ہو جانا خواب آنا بھی ضروری نہیں۔ (اصلاح انقلاب)

استخارہ کی حقیقت وضرورت اور اس کا مسنون طریقہ

ا۔ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لے اور اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ میاں سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ شادی کرے یا سفر کرے یا کوئی کام کرے تو استخارہ کے بغیر نہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمانی نہ ہوگی۔

۲۔استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کر استخارہ کی دعا پڑھے (استخارہ کی دعا لکھی ہوئی ہے اس دعا میں) جب ھذا الامر پر پہنچے جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کیلئے استخارہ کرنا چاہتا ہے اس کے بعد پاک وصاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیے۔

۳۔اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ ضرور اس کام کی اچھائی اور برائی معلوم ہو جائے گی۔

۴۔اگر حج کیلئے جانا ہو تو یہ استخارہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں۔(بہشتی زیور)

استخارہ کی فاسد غرض

بعض لوگ استخارہ کی یہ غرض بتلاتے ہیں کہ اس سے کوئی گزشتہ واقعہ یا ہونے والا واقعہ معلوم ہو جائے گا،سو استخارہ شریعت میں اس غرض کیلئے منقول نہیں۔ بلکہ وہ تو محض کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کا تردد (شک) رفع کرنے کیلئے ہے۔ نہ کہ واقعات معلوم کرنے کیلئے۔ بلکہ ایسے استخارہ کے ثمرہ پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔(اغلاط العوام)

استخارہ کا غلط طریقہ

۵۔استخارہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ارادہ بھی کر لو پھر برائے نام استخارہ بھی کر لو۔استخارہ تو ارادہ سے پہلے کرنا چاہیے تاکہ ایک طرف قلب کو سکون پیدا ہو جائے۔اس میں لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں ۔استخارہ اس شخص کیلئے مفید ہوتا ہے جو خالی الذہن ہو ورنہ جو خیالات ذہن میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں ادھر ہی قلب مائل ہوتا ہے اور وہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ بات استخارہ سے معلوم ہوئی ہے۔

استخارہ کے مقبول ہونے کی علامت

فرمایا استخارہ میں صرف یکسوئی کا حاصل ہونا استخارہ کے مقبول ہونے کی دلیل ہے۔اس کے بعد اس کے مقتضی پر عمل کرے۔اگر کئی مرتبہ استخارہ کرنے پر بھی یکسوئی نہ ہو (یعنی ایک جانب اطمینان) نہ ہو تو استخارہ کے ساتھ استشارہ بھی کرے۔یعنی اس کام میں کسی سے مشورہ بھی لے۔ استخارہ میں ضروری نہیں کہ یکسوئی ہو ہی کرے۔(الکلام الحسن)

استخارہ کا مسنون طریقہ

امام بخاریؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو کسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا مثلاً کسی سفر کے متعلق تردد ہو کہ اس میں نفع ہوگا یا نقصان یا اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌلِّی فِی دِیْنِی وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ .وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِی فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّی وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِی الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِی بِهٖ .

هٰذا الامر کی جگہ اپنے کام کا نام بھی لے مثلاً هذا السفر یا هذا النکاح کہے یا هذا الامر کہہ کر دل میں سوچ لے۔ (جزء الاعمال)

استخارہ کے ذریعہ چور کا پتہ یا خواب میں کوئی بات معلوم کرنا

یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح استخارہ سے گزشتہ واقعہ نہیں معلوم ہوتا اسی طرح آئندہ واقعہ کہ فلاں بات یوں ہوگی معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کوئی استخارہ کو اس غرض کیلئے سمجھے ہوئے ہے تو وہ اپنے غلط خیال کی اصلاح کرے کہ یہ بالکل باطل اعتقاد ہے۔ مثلاً کسی کے یہاں چوری ہو جائے تو اس غرض کے لئے استخارہ کرنا نہ تو جائز ہے اور نہ ہی مفید ہے کہ چور کا پتہ معلوم ہو جائے۔

اور بعض بزرگوں سے جو بعض استخارے اس قسم کے منقول ہیں جس سے کوئی واقعہ صراحۃً یا اشارۃً خواب میں نظر آ جائے سو وہ استخارہ نہیں ہے بلکہ خواب نظر آنے کا عمل ہے۔ پھر اس کا یہ اثر بھی لازمی نہیں۔ خواب کبھی نظر آتا ہے کبھی نہیں۔ اور اگر خواب نظر آ بھی گیا تو وہ محتاج تعبیر ہے۔ اگرچہ صراحت کے ساتھ نظر آئے۔ پھر تعبیر جو ہوگی وہ بھی ظنی ہوگی یقینی نہیں۔ اس میں اتنے شبہات ہیں۔ پس اس کو استخارہ کہنا مجازاً ہے اگر ان بزرگوں سے یہ نام منقول ہے ورنہ اغلاط عامہ میں سے ہے۔ (اصلاح انقلاب)

اور خواب یا بے خودی حجت شرعیہ نہیں، پس اس سے نہ غیر ثابت، ثابت ہو سکتا ہے، نہ راجح

مرجوح، نہ مرجوح راجح سب احکام اپنے حال پر رہیں گے (خواب کی بناء پر کسی کو چور سمجھنا یا کسی سے بدگمان ہونا درست نہیں)۔ (بوادر النوادر رسالہ عبور البراری)

کشف الہام بھی حجت شرعیہ نہیں

(بہت سے امور) جو صرف مکشوف ومشہور ہیں۔ ان کے حجت نہ ہونے پر شرعی دلائل موجود ہیں۔ کشف حجت کے کسی درجہ میں بھی نہیں بس اتنا ہے کہ اگر وہ کشف شریعت کے خلاف نہ ہو تو وہ خود صاحب کشف یا جو صاحب کشف کا اتباع کئے ہو اس کو عمل کر لینا جائز ہے۔ (حسن العزیز)

کشف قلوب (یعنی کسی کے دل کا حال معلوم کر لینے) کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بالقصد، جس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر اس کے خطرات (دل کی باتوں) پر اطلاع حاصل کی جاتی ہے یہ جائز نہیں۔ یہ تجسس ہے (جس کی ممانعت قرآن پاک میں آئی ہے) تجسس اس کو کہتے ہیں کہ جو باتیں کوئی چھپانا چاہتا ہو اس کو دریافت کرے۔

دوسری صورت یہ کہ بلاقصد کسی کے مافی الضمیر کا انکشاف ہو جائے (یعنی از خود دل کی حالت معلوم ہو جائے) یہ کرامت ہے۔ (دعوات عبدیت)

فراست اور ادراک کا حکم

فراست بھی ایک قسم کا کشف ہے اور وہ بھی کشف کی طرح حجت شرعیہ نہیں۔ (التشرف)

سنا ہے کہ ایک شخص صرف شکل دیکھ کر نام بتلا دیتا تھا۔ اور اگر دو آدمیوں کا نام مشترک ہو جاتا تو وہ بھی بتلا دیتا تھا۔ شیخ عبدالحقؒ نے لکھا ہے کہ ایک شخص ہمارے زمانہ میں ایسا صاحب فراست ہے کہ صرف صورت دیکھ کر نام بتلا دیتا ہے لیکن ایسا ادراک شرعی دلیل کے بغیر حجت نہیں۔ (التشرف)

فراست

فراست بھی ایک علم ہے۔ افلاطون فراست کا ماہر تھا ممکن ہے کہ اصل میں یہ علم صحیح ہو مگر اس کے قواعد صحیح دلیل سے ثابت اور منقول نہ ہونے کی وجہ سے غیر معتبر کہا جائے۔ جس طرح رمل بھی فی نفسہٖ ایک صحیح علم تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ بعض انبیاء اس کو جانتے تھے۔ اسی طرح نجوم (ستاروں) میں بھی احتمال ہے مگر چونکہ اس کے قواعد مندرس ہو گئے (یعنی مٹ گئے) اسی لئے شریعت نے اسے ناجائز قرار دیا۔

بس ایسے ہی علم فراست بھی شاید علوم سماویہ میں سے ہو اور بطور کشف کے بزرگوں کو اب بھی

ہوتا ہے۔ اسی طرح کتابوں میں جو اس کے متعلق لکھا ہے وہ بھی کبھی کبھی صحیح نکلتا ہے۔ غرض فراست بھی ایک علم ہے بزرگوں کو بکثرت ہوتا ہے۔ خدا نے اخلاق کے موافق ہاتھ پاؤں پیدا کئے ہیں۔ کہ دیکھتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ایسے اخلاق ہیں۔ چنانچہ افلاطون کو تصویر دیکھنے سے اس کے اخلاق کا پتہ چل جاتا تھا۔

افلاطون فراست کا ماہر تھا۔ ایک پہاڑ پر اکیلا رہتا تھا۔ ایک مصور (تصویر بنانے والا) نوکر رکھا تھا کبھی کبھی تو اس سے ملاقات ہو جاتی اور کسی سے بہت کم ملتا تھا اگر کوئی ملنے کا قصد کرتا تھا تو اس کی تصویر منگا کر اس کے اخلاق معلوم کر لیتا تھا۔ اگر ملنے کے قابل ہوتا تھا تو ملتا تھا ورنہ جواب دے دیتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص کی تصویر دیکھ کر کہا کہ یہ ملنے کے قابل نہیں اس نے کہلا بھیجا کہ افلاطون کی رائے صحیح ہے۔ پہلے میں ایسا ہی تھا مگر اب میں نے اپنے اخلاق درست کر لئے ہیں۔ افلاطون کی فراست نے اس کی بھی تصدیق کی اس کے بعد افلاطون نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ اور اس سے ملا۔ (روح الجواب، برکات رمضان)

قیافہ کی حقیقت

ایک مرتبہ مولانا یعقوب صاحب نے علم قیافہ کا حاصل بیان کیا تھا کہ باطنی نفس پر حق تعالیٰ کسی ظاہری ہیئت کو علامت بنا دیتے ہیں تا کہ ایسے شخص سے احتیاط ممکن ہو۔ یہ حاصل ہے علم قیافہ کا۔ مگر ایسے امور و علامات کوئی حجت شرعیہ نہیں۔ (الافاضات الیومیہ)

قرآنی سورتوں کے موکلوں کا کوئی ثبوت نہیں

بعض لوگوں نے موکلوں کے نام عجیب عجیب گھڑے ہیں۔ کلکائیل، دردائیل اور اسی طرح سکے وزن پر بہت سے نام ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ ان ناموں کو سورہ فیل کے اندر ٹھونسا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ يَا كَلْكَائِيل اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ يَا دُرْدَائِيل.

یہ سخت واہیات ہے۔ اول تو یہ نام بے ڈھنگے ہیں نہ معلوم کلکائیل کہاں سے ان لوگوں نے ا ہے۔ بس یہ لوگ رات دن کل کل ہی میں رہتے ہوں گے۔ پھر ان کو قرآن میں ٹھونسنا یہ بے ڈھنگا پن ہے اور نہ معلوم یہ موکل ان لوگوں نے کہاں سے تجویز کئے ہیں۔ یہ سب محض ن ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ اس کا مصداق معلوم ہوتے ہیں۔ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطَانٍ۔ (تعیم التعیم)

محبت کے تعویذ کی ایک شرط

فرمایا کسی کو اگر محبت کا تعویذ دیا جائے تو اس کیلئے یہ شرط ہے کہ اس کو اتنا مسخر اور مغلوب نہ کردے کہ وہ مغلوب اور بے اختیار ہو کر کام کرے۔ کیوں کہ یہ حرام ہے۔ (الکلام الحسن)

تسخیر خلائق یعنی مخلوق کو تابع کرنے کا عمل کرنا جائز نہیں

بعض لوگ تسخیر کیلئے عمل کیا کرتے ہیں یہ حرام ہے۔ (التھذیب ملحقہ حقوق وفرائض)

حضرت والا کی (یعنی حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی اتنی مقبولیت وشہرت اور اس جاہ کو دیکھ کر بعض لوگوں کو یقین کے ساتھ یہ خیال ہو گیا اور بکثرت ایسے خطوط آئے کہ تسخیر کا جو عمل آپ پڑھتے ہیں ہم کو بھی بتلا دیجئے (جس سے مخلوق ٹوٹ پڑے) حضرت والا نے لکھ دیا کہ نہ میں نے کوئی عمل پڑھا، اور نہ مجھے کوئی ایسا عمل آتا ہے، اور نہ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ مگر لوگوں کو یقین نہیں آیا۔ (مجالس الحکمۃ)

کیا بزرگان دین تسخیر خلائق یعنی مخلوق کو مسخر کرنیکا عمل کرتے ہیں

بعض لوگوں کو بزرگوں پر شبہ ہو جاتا ہے کہ ان کو تسخیر کا (یعنی مخلوق کو تابع کرنے کا) عمل آتا ہے اور انہوں نے کوئی ایسا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف جھکے چلے آتے ہیں۔ میں اس کی نفی نہیں کرتا بلکہ آپ کو اس کی حقیقت بتلاتا ہوں غور سے سنو! کہ واقعی انہوں نے تسخیر کا عمل کیا ہے وہ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے بندہ خدا کا محبوب ہو جاتا ہے۔ پھر مخلوق کے دلوں میں بھی اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو ندا ہوتی ہے کہ میں فلاں کو چاہتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر زمین میں اس کیلئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے یعنی اہل قلب کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔

حضرت شاہ فضل الرحمٰن پر بھی بعض لوگوں کو ایسا گمان تھا (کہ انہوں نے تسخیر کا عمل کیا ہے مولانا کو کشف ہوتا تھا ان کو اس خطرہ پر اطلاع ہو گئی۔ فرمایا استغفر اللہ بعض لوگوں کا ایسا خیال کہ اہل اللہ (بزرگ) عملیات سے لوگوں کو مسخر کرتے ہیں۔ اسے یہ بھی خبر ہے کہ عملیات

باطنی نسبت ختم ہو جاتی ہے وہ ایسا کبھی نہیں کرتے۔ (افتاء الحجوب تسلیم ورضا)

تعویذ کن باتوں کیلئے ہوتا ہے

ایک صاحب نے تعویذ مانگا جو بیمار تھے۔ فرمایا تعویذ اصل میں ان باتوں کیلئے ہے جن کی دوا نہیں ہے۔ جیسے آسیب اور نظر بد۔ اور جن کا علاج ہے ان کا علاج کرانا چاہیے۔ ان صاحب نے اصرار کیا تو فرمایا۔ سورۂ فاتحہ (الحمدللہ پوری سورۃ) پڑھ کر پانی پر دم کر لیا کرو اور پی لیا کرو۔ کیوں کہ پڑھنے میں زیادہ اثر ہے۔

اور حدیث سے بھی تعویذ (صرف) چھوٹے بچوں کیلئے ثابت ہے۔ جو پڑھ ہی نہیں سکتے۔ بڑوں کیلئے کہیں ثابت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی کہ جو بچے یاد کرنے کے قابل ہوتے تھے ان کو یہ دعا سکھاتے تھے: اعوذ بکلمات اللہ التامات الخ۔ اور جو پڑھنے پر قادر نہ تھے ان کے گلے میں یہ دعا لکھ کر ڈال دیتے تھے۔ مگر اب عام عادت تعویذ ہی مانگنے کی ہوگئی ہے۔ (حسن العزیز)

ایک شخص نے کنٹھ کا تعویذ مانگا۔ فرمایا کہ کنٹھ مادی مرض ہے اس کا علاج کرنا چاہیے۔ تعویذ کا اثر طبی موقعوں پر اکثر نہیں ہوتا۔ مثلاً بخار کبھی تو بدخوابی فکر رنج یا کوئی چیز کھانے سے ہو جاتا ہے۔ یا جاڑا بخار مادہ ضعیف سے ہوتا ہے تب تو ایک ہی تعویذ سے آرام ہو جاتا ہے۔ اور جہاں مادہ قوی ہوتا ہے وہاں کچھ نہیں ہوتا۔ کیوں کہ عادت کے خلاف ہے۔ قوی مادہ کا علاج طب سے ہی کرنا چاہیے۔ (حسن العزیز)

مرغ کے خون سے تعویذ لکھنا

بعض لوگ خون سے تعویذ لکھتے ہیں اور بعض لوگ اس کیلئے طالب سے مرغا لیتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں کہ اس کے خون سے تعویذ لکھا جائے گا) سو (یاد رکھو) شریعت میں بہنے والا خون پیشاب کی طرح ناپاک ہے۔ اس سے تعویذ لکھنا کس قدر بری بات ہے۔ اور ایسا تعویذ اگر بازو پر باندھا ہو یا جیب میں پڑا ہو تو نماز بھی درست نہ ہوگی۔ اور اس بہانہ سے مرغا لینا یہ خود دھوکہ دینا ہے جس کی وجہ سے اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے۔ (التقی فی احکام الرقی)

طریقہ استعمال میں تعویذ کی بے ادبی چوراہے یا راستہ میں تعویذ دفن کرنا

بعض تعویذوں کے استعمال کا طریقہ ایسا بتلایا جاتا ہے جس میں ان کی بے ادبی ہوتی ہے۔ روایت مذکورہ سے (فی درالمختر قبیل فصل النظر والس یکرہ کتابۃ الرقاع فی لیام

النیروز والزاقها بالابواب لان فیه اهانة لسم اللّٰه تعالیٰ واسم نبینه صلی اللّٰه علیه وسلم) اس کا ممنوع ہونا ثابت ہے۔مثلاً کوئی تعویذ کسی کے آنے جانے کی جگہ دفن کیا جاتا ہے تاکہ اس کے اوپر آمد ورفت ہو۔یا کوئی تعویذ جلایا جاتا ہے۔اسی طرح اور جس طریقہ سے بے حرمتی و بے تعظیمی ہوتی ہو سب ناجائز ہے۔(اتقی)

حضرت علی کے نام کا تعویذ

ایک اور بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ شیعہ تو عام طور سے اور بہت سے سنی بھی نادعلی (یعنی یاعلی) کا مضمون چاندی کے تعویذ پر نقش کرا کر بچوں کے گلوں میں ڈالتے ہیں۔تو یاد رکھو نادعلی کا مضمون بھی شرک ہے۔اس کو چھوڑنا چاہیے اس لئے کہ وہ مضمون یہ ہے کہ:

نادعلیا مظهر العجائب تجده عونا لک فی النوائب

کل هم وغم سینجلی بنبوتک یامحمد وبولا یتک یاعلی یاعلی یاعلی

ترجمہ: علی کو پکارو جو مظہر العجائب ہے۔وہ ہر مصیبت میں تمہاری مدد کرے گا غم والم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نبوت سے اور اے علی تمہاری ولایت سے ختم ہو جائے گا۔

بعضے سنی بھی اسے بڑے شوق سے گلے میں ڈالتے ہیں سو یہ جائز نہیں ہے۔(اصر فضائل صبر وشکر)

شریر لڑکے کے لئے تعویذ

ایک عورت آئی اور کہا کہ میرا لڑکا شرارت بہت کرتا ہے کوئی تعویذ دے دو میں نے کہا کہ اس کا تعویذ ڈنڈا ہے۔تھوڑے دنوں میں یہ بھی کہنے لگیں گے کہ کوئی ایسا بھی تعویذ دو کہ جس سے روٹی نہ کھانا پڑے۔آپ سے آپ پیٹ بھر جایا کرے۔

میرا دل ان تعویذوں سے بہت گھبراتا ہے۔چار ورق کا خط لکھنا مجھ کو آسان ہے مگر تعویذ کی دو لکیریں کھینچ دینا مشکل ہے۔میں تعویذوں کو حرام نہیں کہتا لیکن ہر جائز سے رغبت ہونا بھی تو ضروری نہیں ہے۔

آنکھوں کی روشنائی کیلئے کسی بزرگ کے مزار کی مٹی کا سرمہ

فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے اور لکھا ہے کہ میں آنکھوں کا مریض ہوں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے مرید نے کہا ہے کہ مولانا کے قبر کی مٹی سرمہ کی جگہ آنکھوں میں لگاؤ۔میں نے جواب لکھا کہ کہیں رہی سہی بقیہ بینائی بھی نہ جاتی رہے۔اور فرمایا لوگوں میں کس قدر غلو ہے۔(ملفوظات حکیم الامت)

آسیب کی حقیقت

آسیب کی حقیقت صرف یہ ہے کہ خبیث شیاطین تصرف کرتے ہیں اور جھوٹ موٹ کسی کا نام لے دیتے ہیں۔ (امدادالفتاوی)

عورتوں پر آسیب دو وجہ سے ہوتا ہے

فرمایا عورتوں پر جو آسیب کا اثر ہو جاتا ہے اس کے دو سبب ہوتے ہیں۔ کبھی جن کا غصہ۔ اور کبھی اس کی شہوت۔ جیسا کہ بعض عورتوں نے بیان کیا کہ اس نے ہمبستری کا ارادہ کیا۔ (العلام الحسن)

شیاطین کا تصرف

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان رہتا ہے ممکن ہے کہ وہی شیطان ہوتا ہو جس کا لوگوں پر اثر ہوتا ہو۔ (جو اس کی بداعمالی یا کسی کوتاہی کی وجہ سے اللہ کی مشیت سے اس پر مسلط کر دیا جاتا ہو) اور جس شخص پر مسلط تھا اسی کا نام لے دیتا ہو۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرا کوئی شیطان ہوا کیوں کہ شیطان کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے: **یجری من الانسان مجری الدم او کما قال علیه السلام** (کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح جاری رہتا ہے) اس لئے یہ بھی ممکن ہے۔

الغرض یہ جنات اور شیاطین کا اثر ہوتا ہے اور وہ بھی شریر جنات کا (لیکن لوگ اس کو روح یا کسی بزرگ کا سایہ آنا سمجھتے ہیں) مردہ روحوں کا اثر جیسا کہ مشہور ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ (مجالات حدلت)

کسی کے اوپر کسی بزرگ کا سایہ یا روح آنیکی تحقیق

کسی کے اوپر کسی مردہ روح (یا کسی بزرگ کی روح اور سایہ آنا) جیسا کہ عوام میں مشہور ہے صحیح نہیں۔ کیوں کہ قرآن میں ہے کہ کافر موت کے بعد کہتا ہے:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا اِنَّهَا کَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ (سورۃ مؤمنون)

ترجمہ: اے میرے رب مجھ کو پھر واپس بھیج دیجئے تا کہ جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک کام کروں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک بات ہی بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے اور ان لوگوں کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک۔ (بیان القرآن)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت اور قیامت کے درمیان وہ ایسی حالت میں رہتے ہیں کہ ان کو دنیا

میں آنے کی تمنا ہوتی ہے لیکن برزخ درمیان میں حائل ہے اور وہ دنیا میں آنے سے باز رکھتا ہے۔

اور عقلاً بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر مردہ تنعم (یعنی نعمت اور راحت) میں ہے تو اسے یہاں آکر کسی کو لپٹتے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر عذاب میں مبتلا ہے تو عذاب کے فرشتے اس کو کیوں کر چھوڑ سکتے ہیں کہ وہ دوسروں کو لپٹتا پھرے۔ (مجادلات معدلت ملحقہ دعوات عبدیت)

کسی وبا، طاعون یا زلزلہ کے وقت اذان پکارنا

سوال: دفع وبا (مثلاً طاعون) کے واسطے اذان دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو لوگ استدلال میں حصن حصین کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ **اذا تغیلت الغیلان نادی بالاذان** پیش کرتے ہیں ان کا یہ استدلال درست ہے یا نہیں؟ اور اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ اور ایسے ہی یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ شیطان اذان سے اس قدر دور بھاگ جاتا ہے جیسے (مدینہ کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے) اور طاعون اثر شیطان سے ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب: اس باب میں دو حدیثیں معروف ہیں ایک حصن حصین کی مرفوع حدیث **اذا تغیلت الغیلان نادی بالاذان**۔

دوسری حدیث صحیح مسلم کی، حضرت سہل سے مرفوعاً مروی ہے۔ **اذا سمعت صوتا فنادہا بالصلوٰۃ فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذانودی للصلوٰۃ ولی الشیطان ولہ حاص۔**

اور حصن حصین میں مسلم کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ یہی حدیث ہے۔ اور دونوں حدیثیں مقید ہیں **اذا تغلیت** و **اذا سمعت صوتا**۔ کے ساتھ اور جو حکم مقید ہوتا ہے کسی قید کے ساتھ اس میں قید نہ پائے جانے کی صورت میں وہ حکم اپنے وجود میں مستقل دلیل کا محتاج ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ طاعون میں دونوں قیدیں نہیں پائی جاتیں کیوں کہ نہ اس میں شیطان کا تشکل و تمثل (یعنی صورتیں نمودار ہوتی) ہیں اور نہ ان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ صرف کوئی باطنی اثر ہے (جس کی وجہ سے طاعون ہوتا ہے) پس جب اس میں دونوں قیدیں نہیں پائی گئیں تو مذکورہ دونوں حدیثوں سے اس میں اذان کا حکم بھی ثابت نہ ہوگا۔

اور دوسری شرعی دلیل کی حاجت ہوگی (اور دوسری کوئی ایسی دلیل ہے نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طاعون یا اس جیسی وبا کے وقت اذان پکاری جائے)۔

(اور قیاس بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ اذان حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح پر مشتمل ہے اس لئے

غیر صلوٰۃ کے لئے اذان کہنا غیر قیاسی حکم ہے۔ قیاس سے ایسے حکم کا تعدیہ نہیں۔ اس لئے وہ دلیل شرعی کوئی نص ہونا چاہیے۔ محض قیاس کافی نہیں اور طاعون میں کوئی نص موجود نہیں۔

الغرض نفس الامر میں یہ حکم غیر قیاسی ہے۔ پس اس قیاس سے زلزلہ وغیرہ کے وقت بھی اذان کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

(خلاصہ کلام یہ کہ) اس بات میں حدیث تغیل سے استدلال کرنا درست نہیں اور یہ اذان (جو طاعون یا زلزلہ کے وقت دی جائے) احداث فی الدین (یعنی بدعت) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طاعون عمواس میں (جو صحابہ کے زمانہ میں ہوا) شدت احتیاط کے باوجود کسی صحابی سے منقول نہیں کہ طاعون کے لئے اذان کا حکم دیا ہو یا خود عمل کیا ہو۔ (بوادر النوادر) واللہ اعلم۔

ہمزاد کا صحیح مفہوم

''ہمزاد'' کا لفظ تراشا ہوا ہے، البتہ جنات کا کسی عمل سے مسخر ہونا صحیح ہے۔ (امداد الفتاوی)

ہمزاد وغیرہ کوئی چیز نہیں محض قوت خیالیہ کے اثر سے کوئی روح خبیث شیطان مسخر ہو جاتا ہے۔ (حسن العزیز) ہمزاد سے مراد یہ نہیں کہ اس کے ساتھ اس کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو بلکہ انسان کے مقابلہ میں ایک شیطان بھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے جو صرف تولد (پیدائش) میں اس کا مشارک (یعنی شریک) ہے اسی بناء پر اس کو ہمزاد کہہ دیا۔ نہ عمل میں شریک ہے، نہ زمان تولد میں۔ (امداد الفتاویٰ)

جنات کو جلانے کا شرعی حکم

سوال: اگر کسی بچہ یا عورت پر جن کا شبہ ہوتا ہے تو عاملین جنات کو جلا دیتے ہیں۔ آیا جنات کو جلا کر مار ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: اگر کسی تدبیر سے پیچھا نہ چھوڑے تو درست ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس تعویذ میں یہ عبارت لکھ دے کہ اگر نہ جائے تو جل جائے (یعنی جلانے سے پہلے اس کو آگاہ کر دے کہ اگر تم نہ جاؤ گے تو میں جلا دوں گا۔ پھر بھی اگر کئی بار کہنے کے بعد نہ جائے تو جلانے کی اجازت ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

متفرقات

اول غلاف کعبہ کس نے دیا؟

سوال: خانہ کعبہ پر جو غلاف کعبہ پڑا رہتا ہے وہ کس مقصد سے پڑا رہتا ہے؟ اور غلاف کعبہ سب سے اول کس نے چڑھایا؟ جواب: اول غلاف کعبہ کو پہنانے والا اسعد حمیری ہے اور مقصود اس سے تعظیم ہے۔ ''کہ شعائر اسلام کی جس قدر تعظیم ہوگی بندہ کے لیے اسی قدر بھلائی ہوگی۔ ''ذَالِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ الآیة'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۳۱۶)

سفینہ نوح میں کتنے آدمی تھے؟

سوال: حضرت نوح کی کشتی میں وقت طوفان شمار میں کس قدر مرد و عورت تھے؟

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیخ حسین بن محمد نے نقل کیا ہے کہ کل ۸۰ تھے اور مقاتل سے نقل کیا ہے کہ کل ۷۲ تھے نصف مرد نصف عورتیں اور بھی بعض اقوال الخمیس ص ۷۰ ج ا میں ہیں۔ ''اگر تعداد کا علم نہ ہو کچھ حرج اور گناہ نہیں'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۲۲)

کسی تاریخ یا دن سے بدشگونی لینا

سوال: گھر والوں کو تاریخ یا دن کا شک ہو تو اس کو بدشگونی سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ چلا جائے یا صحیح طریقہ پر اصلاح کرے تاکہ خدانخواستہ کچھ ہو گیا تو ان کا شک قوی ہو جائے گا اور یہ ایمان کے خلاف ہوگا کیونکہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ بدشگونی اور بیماری کا لگنا کوئی چیز نہیں اور دوسری جگہ ہے کہ جذامی سے ایسے بچو جیسے شیر سے؟

جواب: کسی دن یا تاریخ کو منحوس سمجھیں تو اس کی اصلاح لازم ہے ''نہ کہ انہیں کا اتباع'' جذامی سے احتیاط کا حکم اس لیے بھی ہے کہ اس کے ظاہری اسباب کی وجہ سے اگر کسی کو جذام ہو گیا تو وہ جذام کو بالذات متعدی نہ سمجھنے لگے جس سے بچنا مقصود ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۷۵)

بدھی طرہ باندھنے کا حکم

سوال: اگر نوشہ سہرا اور بدھی طرہ پہنے ہو تو نکاح جائز ہوگا یا تجدید نکاح لازم ہے؟ اور بعض لوگ

نکاح کے وقت سہرا کھول دیتے ہیں یا سر سے لپیٹ دیتے ہیں' یہ ٹھیک ہے یا بے فائدہ ہے؟

جواب: اصل یہ ہے کہ سہرا' بدھی طرہ یہ کفار کی رسمیں ہیں' وہ لوگ سنہرے رو پہلے تاروں کا سہرا بدھی بناتے ہیں' مسلمانوں نے پھولوں کا سہرا بنانا اختیار کیا۔ پس اگر کوئی شخص باوجود اس علم کے کہ سہرا بدھی کفار کی رسم ہے اسے اچھا بلکہ ضروری سمجھے تو اس پر رسوم کفریہ کے پسند کرنے کی وجہ سے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور تجدید اسلام کے بعد تجدید نکاح بھی کرے لیکن اگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کفار کی رسم ہے یا معلوم بھی ہو مگر وہ ان پر اس حیثیت سے عامل ہو کہ بہت سے مسلمان کرتے ہیں تو ان اشیاء کا مرتکب اگرچہ ارتکاب بدعت کی وجہ سے یا التزام مالا یلزم کر کے گنہگار تو ہوگا لیکن کافر نہیں ہو سکتا اور جب کافر نہیں ہوا تو جدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں' تکفیر مسلم میں چونکہ فقہاء نے سخت احتیاط کا حکم دیا ہے اس لیے سہرا بدھی طرہ باندھ کر نکاح کرنے والے کو کافر نہ کہنا چاہیے' اگرچہ اس فعل سے منع کرنا تو ضروری ہے لیکن جب تک وجہ کفر مصرح نہ ہو حکم کفر نہ دینا احوط ہے' نکاح کے وقت سہرا کھول دینا ہی بہتر ہے تاکہ اگر بالکل بند نہ ہو تو جتنی مقدار ممکن ہو اتنا ہی ہو جائے۔ مَالَایُدْرَکُ کُلُّهٗ لَایُتْرَکُ کُلُّهٗ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۷۸)

سر پر سہرا اور گلے میں ہار ڈالنا

سوال: بوقت شادی نوشہ کے سر پر جو سہرا ڈالتے ہیں جائز ہے یا ناجائز؟ اور گلے میں سہرا ڈالا جا سکتا ہے یا نہیں؟ جواب: سہرا سر پر ڈالا جاتا ہے اگر اس کو گلے میں ڈال دیا جائے تو وہ سہرے کے حکم میں نہیں رہتا' سر پر سہرا ڈالنا ناجائز ہے کہ وہ ہندوؤں کی رسم ہے' گلے میں ہار ڈالنا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۷۷)

''پسندیدہ یہ بھی نہیں' جیسے بعض لوگ دینی تقریب میں ہار کی رسم ادا کرتے ہیں'' (م'ع)

شربت پلانے' کھچڑا پکانے وغیرہ کی رسم

سوال: زید کہتا ہے کہ شربت پلانا' کھچڑا پکانا' نیا کپڑا پہننا' آنکھوں میں سرمہ لگانا' یہ سب سنت ہے' کھچڑا اس وجہ سے سنت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر جا کر لگی تو کشتی سے اتر کر کھچڑا پکایا یہی دن عشرہ محرم کا تھا؟

جواب: کھچڑا پکانے کی کوئی سند نہیں' یہ بالکل بے اصل ہے' البتہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنا اور اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے کی فراخی کرنا مسنون (عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر

کھانے پینے میں فراخی کرنا مباح ہے' مسنون نہیں'' (م' ع) ہے۔ سرمہ لگانے کی روایت ضعیف ہے' بعض نے اسے موضوع بھی کہا ہے' نیا کپڑا پہننے کی کوئی روایت نہیں اور جو کام روافض کرتے ہیں ان میں ان کی مشابہت اہل سنت کو نہیں کرنی چاہیے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۷۷)

سوالات کے پرچے حل کرنا

سوال: بمبئی سے سوالات کا ایک پرچہ شائع ہوتا ہے' داخلہ بذریعہ فیس ہوتا ہے جس کی مقدار چار آنہ ہے' کل مقدار انعامات آٹھ ہزار روپے ہوتی ہے اور پہلا انعام صحیح جواب کے لیے چار ہزار روپے ہوتا ہے' اگر متعدد آدمیوں کے جواب صحیح ہوں تو یہ رقم ان میں برابر تقسیم کی جاتی ہے' بقیہ چار ہزار روپیہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جن کی ایک سے چار تک غلطیاں ہوتی ہیں' صورت مسئولہ میں یا تو رقم جاتی رہتی ہے یا کم و بیش رقم مل جاتی ہے تو اس میں شریک ہونا اور رقم کا وصول کرنا کیسا ہے؟

جواب: مہذب زمانے کے مہذب طریقوں میں سے یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ چار چار آنے کی فیس کے ذریعے سے بیس ہزار روپے حاصل کر لیا اور اس میں سے آٹھ ہزار انعاموں کی شکل میں تقسیم کر دیا۔

کروڑوں کی آبادی میں سے ستر اسی ہزار ایسے آدمی نکل آنے دشوار نہیں جو چار آنے دے کر یہ توقع قائم کر لیں کہ کوئی بیش قدر انعامی رقم ہاتھ آ جائے گی اور اگر بالفرض قسمت نے مدد نہ کی تو صرف چار آنے ہی کا تو نقصان ہوگا۔ بہر حال یہ قمار ہے اور قمار بنص قرآنی حرام ہے۔ اگر کسی کو انعامی رقم حاصل ہو جائے تو اس بناء پر کہ وہ اصل مالکوں کو واپس نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی کوئی سبیل نہیں' اس رقم کو محتاجوں پر تقسیم کر دے' اگر کوئی ادارہ ایسے مقابلہ میں شریک ہونے والوں پر کوئی فیس داخلہ مقرر نہ کرے اور پھر بھی انعام تقسیم کرے تو یہ قمار نہ ہوگا اور اس میں شرکت جائز ہوگی اور حاصل شدہ رقم کو اپنے صرف میں لانا جائز ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۲۹)

جنگل پہاڑ کی چیزیں مباح ہیں

سوال: حکام دریا و جنگل کا اہتمام کریں اور اس کے مخارج پر محصول ٹھہرا دیں تو جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جنگل پہاڑ کی اشیاء مباحہ ملک عامہ ہیں اس پر محصول لگانا حاکم کا ظلم ہے۔'' اس ظلم کا علاج یہ نہیں کہ چوری کر کے خود کو مجرم بنانا شروع کر دے'' (م' ع) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۶۵)

قاضی کو عیدین میں ہاتھی پر سوار کرنا

سوال: قاضی کو ہاتھی پر سوار ہو کر روز عیدین نماز کو جانا برائے تزکیہ دین متین جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قاضی اگر فیل پر سوار ہو کر جائے تو درست ہے کہ سواری فیل کی جائز ہے اور مباح چیز سے شوکت حاصل کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی اور محذور شرعی نہ پایا جائے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۵۹۶)

باطل کا مقابلہ حسن تدبیر سے کیا جائے

سوال: ہمارے یہاں کچھ لوگ علماء حق حضرت تھانوی وغیرہ کو برا کہتے ہیں' بہشتی زیور کو غلط بتلاتے ہیں' ایسے موقع پر اگر کسی کو جوش آ جائے اور مقابل کو قتل کر دے یا خود ہی اس کے ہاتھ سے مر جائے تو شہادت ہوگی یا نہیں؟ جواب: قتل کرنا اور سزا میں پھانسی چڑھ جائے یہ اصل علاج نہیں' ان کو صحیح راستہ دکھلانا' حسن تدبیر سے' بزرگوں سے ان کی ملاقات کرائی جائے' ان کے صحیح حالات بتلائے جائیں' ان کی دینی خدمات دکھلائی جائیں اور اللہ سے دعا بھی کی جائے' کوئی ایسا اقدام کہ جس سے آدمی خود بھی فتنہ میں مبتلا ہو اور اس سے دوسری جگہ بھی فتنہ ہو ہرگز نہ کیا جائے۔ "جوش کی جگہ ہوش سے کام لینے کی ضرورت ہے"(مع)(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۶۱)

ایک مخصوص "گمنام خط" کی تعمیل کا حکم

سوال: عرصہ سے گمنام خط آئے ہیں' ان کی تعمیل جائز ہے یا نہیں؟ نقل خط گمنام "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ" پس جس وقت یہ خط ملے فوراً گیارہ جگہ لکھ کر تقسیم کر دو' چالیس روز میں فائدہ ہوگا' اگر ایسا نہ کرو گے تو البتہ نقصان ہوگا' اپنا نام و پتہ نہ لکھنا یہ ایک بزرگ کی ہدایت ہے؟

جواب: ان خطوط کے مضمون کو صحیح سمجھنا اور ان کی تعمیل کرنا سخت گناہ ہے' اول تو یہ معلوم نہیں کہ ان کا کاتب کون ہے' اکثر گمنام آتے ہیں بلکہ ان میں لکھا ہوتا ہے کہ لکھنے والا نام ظاہر نہ کرے' غالب گمان یہ ہے کہ اس کارروائی کی ابتداء کسی دشمن اسلام نے کی ہے۔ مقصود یہ تھا کہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے سینکڑوں پیسے روزانہ ضائع کرا دیے جائیں' دوسرے اس سے عقائد خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ مثلاً جس کے پاس یہ خط پہنچا اور اس نے اس پر عمل نہ کیا اور تقدیری طور پر چالیس روز کے اندر اسے کوئی تکلیف پہنچی تو اسے یقین ہو جائے گا کہ تعمیل نہ کرنے سے یہ نقصان پہنچا اور پھر وہ اس ناجائز بات کو اپنے ذمہ لازم کر لے گا اور اگر اس نے تعمیل بھی کر دی اور پھر اسے چالیس روز میں

کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ نقصان ہو گیا تو اس کو آیتوں سے بدگمانی پیدا ہو گی' تیسرے اگر فائدہ کے خیال سے لکھنا جائز بھی مان لیا جائے تاہم اس کی تعمیل نہ کرنے کی صورت میں دھمکی دینا' نقصان سے ڈرانا کیا حکم رکھتا ہے' مباح کے ترک کرنے پر کوئی وعید نہیں ہوتی' بہر حال کسی مسلمان کو اس کی تعمیل کرنا اور اس کے مضمون کو صحیح سمجھنا جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ج۹ ص۳۶)

نوٹ: گمنام خط میں جو آیت لکھی ہے وہ بھی محض غلط اور سرتا سر خطا ہے جس سے اس گمان کو تقویت ملتی ہے کہ لاریب یہ تحریک کسی جاہل مطلق اور دشمن اسلام کی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ (ناصر)

ڈاک ٹکٹ جن پر مہر نہ لگی ہوان کو دوبارہ کام میں لانا

سوال: زید محکمہ وقف میں ملازم ہے جہاں باہر سے بکثرت ڈاک آتی ہے اور بعض ٹکٹ مہر کی زد سے بچ جاتے ہیں' کیا زید ان ٹکٹوں کو اپنے یا وقف کے مفاد میں دوبارہ استعمال کر سکتا ہے؟

جواب: دوبارہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ ''ٹکٹ کا جو کام تھا وہ پورا ہو چکا' یہی حکم ہے ریل' بس وغیرہ کے ٹکٹ کا'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۷ اص۳۹۸)

ڈاک خانہ میں روپیہ جمع کرانے کا حکم

ایک صاحب نے عرض کیا کہ ڈاک خانہ میں روپیہ جمع کر دیا جائے اور سود نہ لیا جائے اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ بینک والے اس روپیہ کو بجنسہ محفوظ تھوڑا ہی رکھتے ہیں' اس روپیہ پر دوسروں سے سود لیتے ہیں تو اس جمع کرنے میں اعانت ہوئی معصیت کی اور اس کا کوئی نفع نہ ہوا اور بینک والوں کو فائدہ پہنچا اور اس کے سر پر مفت کا گناہ بار رہا۔ باقی اگر غلطی سے روپیہ جمع ہو چکا ہو تو اخف الحسرین یہی ہے کہ غرباء پر تقسیم کر دیا جائے۔ (الافاضات الیومیہ ج۸ ص۱۴۶) (اشرف الاحکام ص۲۳۶)

سرکاری افسران ماتحت ملازمین کی تنخواہ سے کچھ بچالیں' اس کا حکم

سوال: زید' عمر' بکر سرکاری ملازمین ہیں ان کو فی کس چار چار خدمت گار سرکار کی طرف سے ملے ہوئے ہیں مگر وہ نو خدمت گاروں سے کام چلا رہے ہیں تو اس صورت میں ان کو تین خادموں کی نوکری بچ جاتی ہے تو یہ پیسہ ان کے لیے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر سرکار نے بارہ آدمیوں کی تنخواہ دے کر اختیار دیدیا کہ خواہ تم کم میں کام نکالو تم کو اختیار ہے تب تو ایسا کرنا ان کو جائز ہے اور وہ روپیہ ان ہی کی ملک ہے اور اگر ایسا اختیار نہیں دیا تو جس قدر تنخواہ بچی ہے وہ ملک سرکار کی ہے' اس کو واپس کرنا واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ ص۱۴۰)

اسراف کی تعریف

سوال: جس کے پاس پانچ سو روپیہ ہوں اور تمام کو تقریب شادی میں خرچ کر دے تو یہ اسراف بیجا ہے یا نہیں؟ جواب: بے محل خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے اور اسراف ممنوع ہے اگر سب مال خرچ کرنے کے بعد محتاج ہو گیا اور اس کے پاس کچھ نہیں رہا تو اسراف ہے۔ ''اس میں پانچ سو اور پانچ ہزار کی قید نہیں'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۴۱)

ناجائز مال جہیز میں دینا

سوال: ایک شخص کے پاس کچھ زمین کاشت کے لیے اور ایک باغ ہے اور اپنا ذاتی روپیہ کچھ بینک میں جمع ہے اور باقی روپیہ سے عام لوگوں سے سود لیتا ہے اس نے اپنی لڑکی کے جہیز میں جو چیزیں دی ہیں ان کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور اس لڑکی کا گھر میں رکھنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی اور مانع شرعی موجود نہ ہو تو صورت مسئولہ میں اس لڑکی کو نکاح میں رکھنا جائز ہے اور مال میں تفصیل یہ ہے کہ اگر جہیز کا مال بطریق ملازمت یا زراعت حاصل کر کے دیا ہے تو اس کا استعمال لڑکی کو اور لڑکی کی اجازت سے اوروں کو بھی جائز ہے۔ اگر یقیناً معلوم ہو کہ وہ جہیز سود وغیرہ کے پیسہ کا ہے تو اس کا استعمال ناجائز ہے لڑکی کو بھی اور شوہر وغیرہ کو بھی اور اگر مال مخلوط ہے تو غلبہ کا اعتبار ہوگا اگر حلال غالب ہے تو وہ مال جائز ہے اور اگر حرام غالب ہے تو ناجائز ہے۔ ''کیا جہیز لینا ضروری ہے جب شبہ ہے جہیز واپس کر دیں اور منکوحہ رکھیں'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۴۱)

دوسرے کی چیز کا استعمال کرنا

سوال: کسی شخص کو کوئی شئی جو کہ ملکیت میونسپلٹی کی ہے ملی ہوئی ہے وہ کچھ بیکار سمجھ کر دوسرے کو دے دیتا ہے وہ دوسرا اسے استعمال میں لاتا ہے تو یہ اس صورت میں اپنے کو مالک سمجھے یا نہیں؟

جواب: اگر میونسپلٹی کی طرف سے محض استعمال کے لیے ملی ہے اس شخص کو مالک نہیں بنایا گیا تب تو اس کو حق نہیں کہ کسی کو دے اور کسی کو مالک بنا دے نہ دوسرے کو اس کا لینا درست ہے اگر عاریتہً نہیں ملی بلکہ میونسپلٹی نے اس کو مالک بنا دیا ہے تو اس کو جائز ہے کہ جس کو چاہے دے اور دوسرے شخص کو اس کا لینا اور مالک بننا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۵۳)

''خواہ قیمتاً مالک بنے یا ہبۃً'' (م ع)

خاندانی شرافت کہاں تک معتبر ہے؟

سوال: مسلمانوں میں خاندانی اونچ نیچ مثلاً شیخ' سید' مغل' پٹھان یہ لوگ نور باف نداف وغیرہ کو نیچ ذات کہتے ہیں' اصلیت کیا ہے؟ جواب: خاندانی شرافت بعض احکام میں معتبر ہے' مثلاً سید کو زکوٰۃ لینا درست نہیں' اوروں کو درست ہے' نکاح کے مسائل میں کفایت کا ایک حد تک اعتبار ہے' اس خاندانی شرافت کے ساتھ اگر نیک اعمال اور اتباع سنت کی بھی توفیق ہو جائے تو یہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ محض خاندانی شرافت بغیر نیک اعمال کے کچھ زیادہ وقیع نہیں اور کسی شخص کو محض خاندانی شرافت نہ ہونے کی وجہ سے اگر چہ اس کے اعمال اچھے ہوں حقیر سمجھنا حرام ہے' کسی طرح اس کی اجازت نہیں۔ ''پیشے' قبیلے' خاندان دنیا میں پہچان کے لیے ہیں'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۹ص ۴۱۰)

پھانسی کی سزا کا شرعی حکم

سوال: پاکستان کے قانون میں قاتل کو پھانسی کی جو سزا دی جاتی ہے شریعت کی رو سے یہ قصاص شمار ہوتا ہے یا نہیں؟ جواب: شریعت نے قصاص لینے کی جو شرائط مقرر کی ہیں موجودہ قانون کے مطابق پھانسی کی سزا میں وہ مفقود ہیں اس لیے پھانسی کی سزا کو شرعاً تعذیر تو کہا جا سکتا ہے اسے قصاص کہنا صحیح نہیں' قصاص میں بنیادی تین شرطیں ہیں۔

(۱) قاتل سے قصاص لینا حقیقتاً مقتول کے ورثاء کے سپرد ہے' ورثاء چاہیں تو قصاص لیں چاہیں تو دیت قبول کریں اور چاہیں تو معاف کر دیں۔

(۲) عین قصاص لینے کے وقت ورثاء کا حاضر ہونا لازمی ہے۔

(۳) احناف کے نزدیک ایک شرط یہ بھی ہے کہ قصاص تلوار سے لیا جائے جبکہ آج کل پھانسی کی صورت میں یہ تینوں شرطیں نہیں پائی جاتیں۔

لما قال العلامة علاؤ الدين الكاسانيؒ: فَوَلَايَة استيفاء القصاص تثبت باسباب منها الوراثة وجملة الكلام فيه ان الوارث لايخلوا ...... فان كان الكل كباراً فلكل واحدٍ مّنهم ولاية استيفاء القصاص حتٰى لوقتله احدهم صار القصاص متوفىٰ ...... الّا ان حضور الكل شرط جواز الاستيفاء وليس للبعض ولاية الاستيفاء مع غيبة البعض لان فيه احتمال استيفاء ماليس بحق له لاحتمال العفو من الغائب وفى فصل آخر. فالقصاص لايستو فى الّا بالسّيف عندنا. (بدائع

الصنائع ج۷ ص ۲۴۴، ۲۴۵ کتاب الجنایات)

تاہم قاتل کو پھانسی دینا اگر قصاص نہ بھی ہو تو پھر بھی اس کا اجراء ونفاذ ناجائز نہیں بلکہ قاتل کو سزا دینے کے لیے پھانسی کا اقدام ایک مستحسن فعل ہے۔

(وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله: "وللكبار القود" اى اذا قتل رجل له ولى كبير وصغير كان للكبير ان يقتل قاتله ..... لو كان الكل كباراً ليس للبعض ان يقتص دون البعض ولا ان يوكل باستيفائه لان فى غيبة المؤكل احتمال العفو فالقصاص ليحقه من يستحق ماله. (ردالمحتار ج۵ ص۳۸۳ كتاب الجنايات) وَمِثْلُهُ فى الفتاوىٰ الهندية ج۶ ص۷ كتاب الجنايات' الباب الثالث) (فتاوىٰ حقانيه ج ۲ ص ۳۲۸)

بھوک ہڑتال اور پتلا جلانا

سوال: بھوک ہڑتال کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس میں کسی مسلمان کی موت واقع ہو جائے تو وہ موت کیسی ہوگی؟ ہڑتال یا غیر ہڑتال میں کسی مسلم یا غیر مسلم کا پتلا بنا کر پورے علاقے میں نکال کر ناگفتہ بہ نعرے لگانا کیسا ہے؟ جواب: بھوک ہڑتال اس حد تک کہ جان تلف ہو جائے شرعاً جائز نہیں' جان بچانے کے لیے تو حرام چیز کی حرمت بھی مرتفع ہو جاتی ہے اور حالت اضطرار میں اس کا کھانا واجب ہو جاتا ہے' پھر حلال چیز کے ہوتے ہوئے اس کو نہ کھا کر جان دے دینا کیسے جائز ہوگا' یہ بحث الگ ہے کہ بھوک ہڑتال کرنے والوں نے اپنی قدر ومنزلت حکومت کے دل میں اس قدر پیدا کردی ہے کہ وہ ان کے سامنے جھک کر ان کے مطالبات کو پورا کردے گی یا پورا نہیں کرے گی۔ ابوبکر جصاص رازی نے اس موت کے خودکشی ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ پتلا بنانا اور اس کو جلانا غیر مسلموں کا طریقہ ہے' اس سے بچنا واجب ہے۔" ان دونوں میں شرکت بھی جائز نہیں"(م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۱۵ ص۳۶۵)

شیرینی کی تحقیق کرنا

سوال: اگر کوئی شخص مٹھائی تقسیم کرے اور لوگ اس کو دریافت کیے بغیر "کیسی ہے" "لیں" تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ میرا بیٹا اس بیماری سے اچھا ہو جائے تو میں مسجد میں مٹھائی تقسیم کروں' تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

جواب: اگر شبہ ہو تو تحقیق کرے کہ یہ مٹھائی کیسی ہے اگر شبہ نہ ہو تو بلاوجہ تحقیق نہ کرے دل چاہے لے دل چاہے نہ لے بیٹے کے اچھے ہونے پر مٹھائی خدا کے واسطے تقسیم کرنے کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے تو یہ نذر ہے اور نذر کے مستحق غرباء ہیں۔ ''مسجد میں اسکا دینا جائز نہیں نذر پوری نہیں ہوگی اکثر عوام نذر کی شیرینی اپنی جہالت سے ہر چھوٹے بڑے غنی فقیر سب کو تقسیم کرتے ہیں اس لیے تحقیق کر لینا بہتر ہے'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۶۸)

ختنہ کے موقع پر گڑ تقسیم کرنا

سوال: زید و بکر کی برادری کے سب کام شادی و غمی وغیرہ برادرانہ طریقہ پر انجام پاتے ہیں قومی پنچایت بھی ہے اور بری رسمیں بھی انجام پاتی ہیں مثلاً کسی بچہ کی ختنہ ہو تو اور رسومات کے علاوہ پاؤ پاؤ بھر گڑ فی گھر تقسیم ہوتا ہے اور کوئی تقسیم نہ کرے تو اس کو برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے اس قصور کی معافی مانگے تو اس سے جرمانہ وصول کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ ان رسومات کو چھوڑ دو بکر کہتا ہے کہ ترک سے برادری کا نظام بگڑتا ہے؟ جواب: زید کا خیال صحیح ہے اور جس قوم کی پنچایت بنی ہوئی ہے وہ بڑی خوش نصیب ہے مگر یہ خوش نصیبی تب ہی ہے کہ پنچایت قوم کی دینی اور دنیوی فلاح پر نظر رکھے اور فیصلے شریعت کے مطابق کرے بیشک فضول رسمیں اگرچہ فی حد ذاتہ مباح بھی ہوں مگر ان کے التزام سے قوم اور بالخصوص قوم کے بے مایہ افراد تباہ ہوتے ہیں ان کا چھوڑنا ضروری ہے اور نظام کیوں بگڑنے لگا؟ جب پنچایت کا فیصلہ ہو کہ فلاں رسم نہ کی جائے اور قوم اس فیصلے کے ماتحت اس رسم کو ترک کر دے تو یہ تو نظام کی درستی اور خوبی کی بات ہوگی اس کو نظام کا بگڑنا کون کہہ سکتا ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۸۴)

معصیت بنفسہ کیا ہے؟

سوال: کون سی چیز بنفسہ معصیت ہے (یعنی کسی عارض کی وجہ سے نہیں بلکہ بالذات معصیت ہو)؟

جواب: جو شئی اصالتاً معصیت ہے محض کسی عارض کی وجہ سے معصیت نہ ہو جیسے زنا کہ محض حق غیر کی بناء پر معصیت نہیں ورنہ بلا شوہر والی عورت سے بحالت رضامندی درست ہوتا اور شوہر والی عورت سے باجازت شوہر درست ہوتا اور جو روپیہ زید کے پاس ہے اس کی حرمت حق زید کی بناء پر ہے اگر اس روپیہ کو زید کی رضامندی سے کسی اپنے حق کے عوض میں وصول کرے تو جائز ہے بلا حق بلا اجازت لینا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۳۰۴)

حیلہ کرنے سے استعمال حرام کے مواخذہ سے نہ بچ سکے گا

سوال: کیا شریعت کا کوئی ایسا مسئلہ بھی ہے کہ حرام رقم کسی حیلہ شرعی سے جواز کی صورت میں آسکے؟

جواب: حرام رقم تو پاک نہیں ہوتی' یعنی حلال نہیں ہوتی' وہ حیلہ یہ ہے کہ کسی نیک کام میں خرچ کرنے کے لیے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر خرچ کردی جائے' یہ قرض لی ہوئی رقم نیک کام میں لگانا جائز ہے' پھر اس غیر مسلم کو قرضہ ادا کرنے کے لیے حرام رقم دیدی جائے تو اس کا اثر اس نیک کام میں خرچ کی ہوئی رقم پر نہ پڑے گا مگر یہ واضح رہے کہ حرام رقم کا یہ استعمال جو اس نے اپنا قرضہ ادا کرنے میں کیا ہے اس شخص کو استعمال حرام کے مواخذہ سے نہ بچا سکے گا۔ ''یعنی حرام رقم حرام ہی رہے گی'' (م ع) (کفایت المفتی ج۹ص۲۶۲)

برابر کے انتقام کی ایک صورت

سوال: وہ کونسا گناہ ہے جس میں برابر کا بدلہ لیا جا سکتا ہے؟

جواب: مثلاً کسی نے آپ کا ایک روپیہ چھین لیا تو آپ بھی اس کا کسی طرح ایک روپیہ وصول کر لیجئے' اگرچہ اس میں تعریضاً کذب کی نوبت آئے۔ ''اگر کسی نے گالی دی تو بدلہ میں گالی دینا جائز نہیں'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۹ص۴۰۳)

کیا انتقام زدوکوب سے بھی ہو سکتا ہے؟

سوال: بدلہ لینا محض زبانی الفاظ سے ہے یا دستی زدوکوب سے بھی جائز ہے؟

جواب: اگر ظالم نے زبان سے کچھ کہا تو اس کا انتقام زبان سے درست ہے' اس شرط کے ساتھ کہ وہ لفظ کہنا حرام نہ ہو' مثلاً ایک نے ماں باپ کی گالی دی اور زانی کہا تو اس کے عوض میں اس کے ماں باپ کو زانی کہنا درست نہیں' اگر ہاتھ سے اس نے ظلم کیا ہے تو اس کو بھی اسی طرح اسی قدر ہاتھ سے انتقام درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۹ص۴۰۳)

معافی میں تقسیم ہو سکتی ہے؟

سوال: میرا حقیقی بھائی تقریباً ۳۲ ہزار روپیہ میرا کھا گیا ہے' بوقت موت مجھے بلا کر غلطی کی معافی مانگی' میں نے کہا تمام غلطیوں کو معاف کرتا ہوں مگر روپیہ پیسہ و جائیداد میں معاف نہیں کرتا تو جائیداد اور روپیہ پیسہ کا معاملہ معاف ہوا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں جائیداد و روپیہ کی معافی نہیں ہوئی۔ (فتاویٰ احیاء العلوم

ج ا ص ۳۴۸) ''ایذا رسانی کی معافی ہوئی ہاں اگر صاحب جائیداد اپنے بھائی کے مرنے کے بعد بھی معاف کردے تو اب بھی روپیہ پیسہ وغیرہ معاف ہو جائے گا'' (م'ع)

بھینس سے لاٹھی مار کر دودھ حاصل کرنا

سوال: جب بھینس دودھ نہیں دیتی تو اس کو لاٹھیوں سے مار کر یا کسی اور طرح زبردستی دودھ لیتے ہیں' تو کیا اس طرح زبردستی دودھ لینا جائز ہے؟ جواب: اگر کوئی اور صورت دوا وغیرہ سے لینے کی نہ ہو تو بقدر ضرورت و تحمل سختی درست ہے' بلاضرورت اور تحمل سے زائد سختی نہیں کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص.....) ''ایسی دوائیاں موجود ہیں کہ ان کے ذریعے دودھ حاصل کیا جاسکتا ہے ان کا استعمال ہونا چاہیے نہ کہ لاٹھیوں کا'' (م'ع)

گورنمنٹ کی امداد لینا کیسا ہے؟

سوال: ضلع بھروچ میں زلزلہ آنے سے مکان' مسجد و مدرسہ کو ناقابل برداشت نقصان پہنچا ہے' گورنمنٹ کی طرف سے امداد مل رہی ہے تو کیا مال امداد مسجد و مدرسہ کے استعمال میں آسکتی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں سرکار کی طرف سے جو رقم ملتی ہے وہ سرکاری امداد ہے وہ لی جاسکتی ہے جس کو ضرورت نہ ہو وہ حاجت مند کو دے دے' اسی طرح مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں لینا درست ہے' بہتر تو یہ ہے کہ بطور قرض رقم لے کر مسجد و مدرسہ میں خرچ کریں اور سرکاری امدادی رقم سے قرض ادا کر دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۰۵) ''تاکہ ذرا بھی شبہ باقی نہ رہے'' (م'ع)

بعد عشاء دنیوی باتوں میں مشغول رہنا

سوال: مسجد میں مجلس جما کر رات کے بارہ بجے تک دنیوی باتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں دنیوی باتیں کرنا حرام ہے' مسجد کے باہر بھی اتنی دیر تک غیر ضروری باتوں میں مشغول رہنا برا ہے' اس لیے کہ عشاء کے بعد جلد سونے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۵۱) ''تاکہ صبح سویرے بیدار ہونے میں آسانی ہو'' (م'ع)

جھنڈے کو سلامی دینا

سوال: ۱۵ اگست کے دن پرچم کشائی کے وقت سلامی دی جاتی ہے تو سلامی دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی شخص سرکاری ملازم ہے تو کیا کرے؟

جواب: یہ محض سیاسی چیز ہے اور حکومتوں کا طریقہ ہے' اسلامی حکومتوں میں بھی ہوتا ہے' بچنا اچھا ہے'

اگر فتنہ کا ڈر ہو تو بادل نخواستہ کرنے میں مواخذہ نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۶ص۲۸۸) "اسلامی حکومتوں میں تو ایسا ہونا دشوار ہے جہاں مسلمانوں کی حکومت میں ایسا ہوتا ہے" (م ع)

سیاہ وسفید رنگ کے جھنڈے کا ثبوت

سوال: جمعیت علمائے اسلام کا جماعتی جھنڈا جو کہ سیاہ وسفید رنگ پر مشتمل ہے اس سے وابستہ علماء اس جھنڈے کو علم نبوی کی شبیہ سمجھتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ بھی ایسا ہی تھا' تاریخ یا غزوات کی روشنی میں یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جنگوں میں مختلف رنگ کے جھنڈے استعمال کیے ہیں' کسی ایک رنگ کے جھنڈے کا مستقل استعمال کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تاہم بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "نمرۃ" کا جھنڈا استعمال کیا ہے جس کا رنگ سیاہ اور سفید تھا کیونکہ "نمرۃ" سفید اور سیاہ رنگ سے مرکب ہوتا ہے۔

لما قال ابن منظوم: والنمرة شملة فيها خطوط بيض و سود (لسان العرب ج۱۴ ص۲۹۰) وعن يونس بن عبيد مولٰى محمد بن القاسمؒ: قال بعثني محمد بن القاسم الى البراء بن عازب اسئالهٗ عن راية رسول الله صلى الله عليه وسلّم فقال كانت سودا مربّعة من نمرة. (ترمذی ج۱ ص۲۹۷ ابواب الجهاد' باب في الرايات) (وعن يونس بن عبيد مولٰى محمد بن القاسمؒ: قال بعثني محمد بن القاسم الى البراء بن عازب اسئالهٗ عن راية رسول الله صلى الله عليه وسلّم فقال كانت سودا مربّعة من نمرة. (سنن ابي داؤد ج۱ ص۳۴۹ كتاب الجهاد باب في الرايات والالوية)(فتاوىٰ حقانيه ج ٦ص ۳۲۰)

جو پانی بتوں کے نام پر چڑھایا جائے؟

سوال: موسم گرما میں اکثر اہل ہنود جگہ جگہ پانی پلایا کرتے ہیں' اس کے متعلق ایسا سنا ہے کہ وہ پانی دیوتاؤں کے نام پر پلاتے ہیں' تو اس پانی کا مسلمانوں کو پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر محقق ہو جائے کہ دیوتاؤں کے نام کا ہے تو "مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کے حکم میں ہے۔ لہٰذا ناجائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ص۹۷) "محض سن لینا تحقیق کے لیے کافی نہیں" (م ع)

بیل وغیرہ کو خصی کرنا

سوال: جانور جیسے بیل' بھینسا' بکرا' کتا وغیرہ کو لوگ خصی کر دیتے ہیں تو ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟
جواب: اگر ضرورت ہو تو درست ہے۔ ''گناہ اور منع نہیں گو واجب بھی نہیں'' (م'ع)
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۶)

بیل کو بجار بنا کر چھوڑنا

سوال: زید کے پاس ایک بیل ہے جو کہ اب بوڑھا ہو گیا ہے' اس بیل سے زید نے آٹھ نو سال خوب کمایا ہے مگر اب مزدوری کے قابل نہیں رہا' زید کا یہ خیال ہے کہ جس طرح اس بیل نے مجھ کو آرام دیا میں بھی آخری وقت میں اسے آرام پہنچاؤں' لوگوں کا خیال ہے کہ اس بیل کو مسجد میں ملا کو دیدو' وہ اس کو بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلے گا' اب بتایا جائے کہ اس کا تھان پر کھڑا رہنا بہتر ہے یا ملا کو دیدیا جائے یا بجار بنا کر چھوڑ دیا جائے؟
جواب: بجار بنا کر چھوڑ دینا تو ناجائز ہے' باقی اس کو باندھ کر کھلانا یا فروخت کر دینا یا ذبح کر کے کھالینا یا کسی کو بطور صدقہ یا ہدیہ دے دینا یہ سب جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ص ۲۷۰)

مال مشکوک سے نفع حاصل کرنا

سوال: مال مشکوک سے نفع حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر مال مشکوک اس طرح ہو کہ ایک طریقہ سے حلال ہونا اور ایک طریقہ سے حرام ہونا معلوم ہو تو اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں اور اگر شک اس وجہ سے ہو کہ دونوں قسم کے مال مخلوط ہو گئے آپس میں کوئی امتیاز نہیں رہا تو پھر صدقہ کر دینا چاہیے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۴۸۸) ''یہ بہتر ہے ورنہ اگر مال حلال غالب ہو یا حرام حصہ نکال دیا جائے تو استعمال پھر درست ہے'' (م'ع)

چنگی اور ریل کے کرائے سے چوری کرنا

سوال: چنگی اور ریل کے کرائے سے چوری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اپنے مال کو ریل میں لائے اور کرایہ نہ دے' یا خود آئے یا گارڈ وغیرہ کے ساتھ جائے اور اپنا مال لائے اور چنگی سے چھپا کر لائے تا کہ چنگی نہ دینی پڑے یا ہے تو بڑھیا مال پٹی میں اور لکھوا دیا گھٹیا تا کہ چنگی کم لگے؟
جواب: جھوٹ بولنا بھی ناجائز ہے اور چوری کرنے سے آبروریزی بھی ہوتی ہے اس سے بچنا بھی واجب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۴۱۰) ''اس لیے دونوں باتیں غلط ہیں'' (م'ع)

ٹیکس سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو شادی شدہ بنانا

سوال: میری سالانہ تنخواہ ۴۰۰۰ روپے ہے جس پر شادی شدہ کے لیے ۷۵ ٹیکس لگتا ہے اور غیر شادی شدہ کے لیے دوسو روپے میں غیر شادی شدہ ہوں اگر گورنمنٹ کو شادی شدہ بتلا کر ۱۲۵ ٹیکس نہ دوں تو جائز ہے یا نہیں؟ جواب: یہ روپے تو آپ ہی کے ہیں کسی غیر سے آپ نے نہیں لیے اپنے روپے غیر کو دینے سے بچائے بے جا لینے والے کو نہیں دیئے آپ کے لیے درست ہیں لیکن غلط بیانی کر کے اپنے کو قانونی خطرہ میں ڈالنا کوئی دانشمندی نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۹۱) ''کسی دوسرے طریق سے بھی اپنے روپے کی حفاظت کی جا سکتی ہے جس میں یہ کذب نہ ہو'' (م ع)

علماء کا ممبر اسمبلی بننا

سوال: علمائے کرام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کے لیے ممبر بن کر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جواز جو حلفیہ عہد وفاداری ان سے لیا جاتا ہے اس کا کیا حل ہو سکتا ہے کیا انگریزوں کے اس عہد نامے پر دستخط کر دینے سے مطمئن بالاسلام ہو کر کچھ حرج لازم نہیں آتا؟ مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟

جواب: ہندوستان میں حکومت کا معاملہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے اس لیے اس کے متعلق احکام دینا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے میرا خیال ہے کہ علماء ومشائخ اسمبلیوں میں ممبر بن کر جائیں تو بہتر ہے اس کے لیے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں۔ اسمبلی میں جس عہد نامے پر دستخط کیے جاتے ہیں اس میں اتباع شریعت کے پختہ عہد کے ساتھ دستخط کیے جا سکتے ہیں پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لیے مضر ہے کیونکہ حقیقی پاکستان نہ تو مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع جو پاکستان کے مانگنے والے مانگتے ہیں وہ تمام ہندوستان سے اسلام کی شوکت مٹا کر ایک چھوٹے سے قطع میں محدود کر دینا ہے اور اس میں بھی مخالف قوی پارٹی موجود ہے اور باقی ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دینا ہے یہ صورت مضر اور یقیناً مضر ہے۔ ''یہ تقسیم ہند سے پہلی بات ہے اب علماء کرام کو ممبر اسمبلی میں حصہ پانے کے لیے مساعی نہیں ہونا چاہیے جو لوگ دجل وفریب میں پھنسے وہ اپنے کام سے بھی رہ گئے مسلمانوں میں اسلامی روح زندہ کی جائے تب ایک وقت آ سکتا ہے جو مسلمان اپنے پیشواؤں کی قدر پوری پوری کرنے لگیں۔'' (م ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۳۴۴)

ووٹ کی شرعی حیثیت

سوال: مروجہ طریقہ انتخاب میں ووٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: عصر حاضر میں ووٹ کی مختلف حیثیتیں ہیں:

(۱) اس کی حیثیت شہادت اور گواہی کی ہے ووٹر جس ممبر کو ووٹ دے رہا ہوتا ہے وہ اس بات کی گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ میں اس کو ملک وقوم کے لیے مفید اور خیرخواہ سمجھتا ہوں۔

(۲) اس کی حیثیت مشورہ کی سی ہے ووٹر حکومت اور نظم ونسق کے سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ سیاسی امور میں کون زیادہ بہتر ایماندار اور دیانتدار ہے۔

(۳) اس کی حیثیت سفارش کی ہے کہ ووٹر اس امیدوار کے لیے ایک اہم عہدہ سنبھالنے کے لیے سفارش کرتا ہے۔

(۴) اس کی حیثیت وکالت کی ہے ووٹر اپنے لیے حکومت کے گھر میں وکیل نامزد کرتا ہے کہ یہ شخص (امیدوار) حکومت سے میرے مسائل حل کرائے گا۔

(۵) ووٹ کی حیثیت سیاسی بیعت کی ہے ووٹر اپنے ووٹ کے ذریعے مقامی امیدوار کے واسطہ سے سربراہ مملکت کی بیعت کرتا ہے۔ اس بیعت میں یہ ضروری نہیں کہ براہ راست سربراہ مملکت یا خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کی جائے بلکہ بیعت خط وکتاب کے ذریعے بھی ہو سکتی ہے اور اسی طرح سربراہ مملکت کی جانب سے مقرر شدہ نمائندہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا بھی خلیفہ کی بیعت شمار ہوتی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے فرمایا کہ لوگوں سے میرے لیے بیعت لے لو۔

عن عبادة بن الصامتؓ: يقول قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم و نحن في مجلس تبايعوني على ان لاتشركوا بالله شيئًا. (صحيح بخاري ج۲ ص ۱۰۷۱ كتاب الاحكام) وعن عبدالله بن دينارٍ قال شهدت ابن عمرؓ حيث اجتمع الناس على عبدالملك كتب انى اُقر بالسمع والطاعة لعبد الله عبدالملك امير المؤمنين على سنة الله وسنة رسول الله مااستطعت وان نبى قد اقروا بمثل ذلك. (صحيح بخاري ج۲ ص ۱۰۶۹ كتاب الاحكام)

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے اپنے حق رائے دہی (ووٹ کے استعمال) کا معاملہ بڑا

نازک اور اہم ہے اگر کسی نے نااہل شخص کو ووٹ دے دیا تو یہ ووٹ شہادت زور غلط سفارش اور غلط مشورے میں داخل ہوگا اور اس قسم کے غلط افعال کا ارتکاب قرآن اور حدیث کے صریح مخالف ہے۔

لما قوله تعالٰی: نمبر ۱: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ. (الحج آیت نمبر ۳۰. ۳۱)

نمبر ۲: مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا. (النساء آیت نمبر ۸۵)

وقال عليه الصّلٰوة والسّلام: المستشار مؤتمن (ترمذی ج۲ ص۱۰۵)

وعن تميم الداریؓ ان النّبی صلی الله عليه وسلّم قال الدِّيْن النصيحة قلنا لمن قال لِلّٰهِ ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم. (صحيح بخاری ج ۱ ص ۵۴ كتاب الايمان' صحيح مسلم ج ۱ ص ۵۴ كتاب الايمان)

(ووٹ کی شرعی حیثیت کے لیے دیکھئے (۱) جواہر الفقہ ج۲ ص۲۹۶ تا ۳۰۱ (۲) جدید فقہی مسائل ج۱ ص۲۶۵ تا ۲۶۶ متفرقات وَمِثْلُهٗ فی النسائی ج۲ ص۱۶۴ کتاب الامارۃ) (فتاویٰ حقانیہ ص۳۰۲)

عورت کے ووٹ دینے اور ممبر اسمبلی بننے کا حکم

سوال: موجودہ دور فتن میں مسلم عورتوں کا ووٹ دینا یا مسلم عورتوں کا کونسل و میونسپلٹی میں بطور امیدوار کھڑا ہونا کیسا ہے؟ جواب: عورتوں کا ووٹ دینا منع نہیں ہے ہاں ووٹ دیتے وقت شرعی پردہ کا لحاظ رکھنا لازم ہوگا اور بطور امیدوار کھڑا ہونا عورتوں کے لیے اچھا نہیں ہے کیونکہ اس میں ضروریات شرعیہ کی رعایت کے ساتھ کونسل یا اسمبلی کی شرکت عورتوں کے لیے مشکل ہے۔ (کفایت المفتی ج۹ ص۳۷۱)

نوٹ: لیکن عورتوں کے لیے ووٹ ڈالنے کا جواز جب ہے کہ پولنگ اسٹیشن پر عورتوں کے لیے پردہ کا انتظام ہو اور غیر محرم مرد منتظم نہ ہو بلکہ پیپر دینے لینے والی عورتیں کام کرتی ہوں اور غیر محرم مرد نہ ہوں تو عورتیں نہ جائیں بلکہ مطالبہ کریں کہ ان کے لیے زنانہ منتظم مقرر کیے جائیں۔" اور ایسا ہوتا نہیں تو جواز کا حکم بھی مرتفع ہے" (م ع) (کفایت المفتی ج۹ ص۳۸۰)

پیسہ لے کر ووٹ دینا

سوال: یہاں ممبروں کے انتخاب میں ممبر دس روپے فی رائے دے رہے ہیں' دوسرا اس کے

مقابلے میں پندرہ روپے فی رائے دے رہا ہے' کیا یہ روپیہ لینا رشوت ہے؟

جواب: رائے دینے والوں پر فرض ہے کہ وہ اس شخص کو رائے دیں جو نیک اور سمجھدار اور ملک وقوم کا خیر خواہ ہو' روپیہ لے کر غیر مستحق کو رائے دینا حرام ہے' ملک وقوم کی خیانت اور غداری ہے اور مستحق کو پیسہ لے کر رائے دینا رشوت ہے' اگر مستحق کو رائے دینے والا خود پیسہ نہ مانگے اور وہ خود دے دے تو خیر مباح ہوسکتا ہے لیکن غیر مستحق کو رائے دینا کسی طرح بھی حلال نہیں۔

''رائے دینا ایک قسم کی شہادت دینا ہے'' (م ع) (کفایت المفتی ج۹ص۳۷۴)

ووٹ دیتے وقت شخصیت یا پارٹی کو ترجیح دینا

سوال: عصر حاضر میں انتخابات کے وقت اہل حلقہ کسی امیدوار مثلاً زید کو صالح' دیندار اور مدبر سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی اس کے مقابلہ میں ووٹ بکر کو دیتے ہیں جو کہ مرتبہ میں زید سے تھوڑا سا کم ہے' اہل حلقہ کا یہ اقدام شرعاً کیسا ہے؟ جواب: انتخابات میں ووٹ دیتے وقت اہل اور صالح ترین آدمی کو ترجیح دینا ضروری ہے تاہم اگر صالح آدمی کے متعلق یہ یقین ہو کہ وہ اسمبلی میں پہنچ کر صدارتی انتخابات یا وزارت عظمیٰ کے انتخاب میں کسی فاسق فاجر کو ووٹ دے گا تو اس صورت میں اسے ترجیح نہیں دی جائے گی بلکہ جو شخص آگے کسی دیندار صدارتی امیدوار کو ووٹ دے گا اس کو صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے انتخابات میں ترجیح دینی ضروری ہے۔

قال العلامة الحاکم نیسا بوریؒ: عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن استعمل رجلاً من عصابة وفی تلک العصابة من ھو ارضٰی لِلّٰہِ منه فقد خان اللّٰہ و خان رسوله وخان المؤمنین (المستدرک علی الصحیحین ج۴ص۹۲) (وعن حذیفة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایمارجل استعمل رجلاً علٰی عشرة انفس علم ان فی العشرة افضل ممن استعمل فقد غش اللّٰہ وغش رسوله وغش جماعة المؤمنین. (کنزالعمال ج۶ص۱۹ حدیث نمبر۱۴۶۵۳) وَمِثْلُهٗ فی کنزالعمال ج۶ص۲۵ حدیث نمبر۱۴۶۸۷) (فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۳۰۶)

بیوی کو ووٹ ڈالنے سے منع کرنا

سوال: ووٹنگ کے دوران ایک شخص اپنی بیوی کو ووٹ ڈالنے سے منع کرتا ہے اور بیوی اپنے

خاوند کے خوف کی وجہ سے ووٹ ڈالنے سے محروم ہوجاتی ہے' شریعت کی رو سے بیوی کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ جواب: ووٹ ایک قسم کی شہادت ہے اور شہادت کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی فرض کفایہ' موجودہ حالات میں ووٹنگ کا جو نظام ہے اس میں ووٹر زیادہ ہوتے ہیں اس لیے ووٹ ڈالنا زیادہ سے زیادہ فرض کفایہ کے حکم میں داخل ہوگا اور فرض کفایہ میں یہ قاعدہ ہے کہ ضرورت کے تحت اگر چند لوگ ووٹ کا حق استعمال کریں تو اوروں کا ذمہ فارغ ہوجاتا ہے اس لیے اگر خاوند بیوی کو ووٹ ڈالنے سے منع کرے تو شرعاً کسی پر مواخذہ نہیں' نہ خاوند پر اور نہ بیوی پر بلکہ عورت کے لیے عزت اور حیاء اسی میں ہے کہ خاوند کی بات مان کر ووٹ ڈالنے سے احتراز کرے۔

لما قال العلامة ابن نجيم المصريؒ: ان الشهادة فرض كفاية اذا قام بها البعض سقط عن الباقين وتعين اذا لم يكن الاّ شاهدان. (البحرالرائق ج۷ص۵۷ كتاب الشهادة) (وقال الامام عبدالرحمن بن على الجوزى القرشيؒ: انما يلزم الشاهدان لايأبى اذا دعى لاقامة الشهادة اذا لم يوجد من يشهد غيره. فامّا ان كان قد تحملها جماعة لم تتعين عليه وكذلك فى حال تحملها لانه فرض على الكفاية كالجهاد فلايجوز لجميع الناس الامتناع منه. (زادالمسير فى علم التفسير ج ۱ ص ۳۹ ۳سورة البقرة) (فتاوىٰ حقانيه ج ۲ص ۳۰۶ تا ۳۰۷)

رشتہ داری کی بنیاد پر ووٹ دینے کا حکم

سوال: کسی امیدوار کو اچھے برے کی تمیز کیے بغیر محض برادری اور رشتہ دار ہونے کی وجہ سے ووٹ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: اہل اور حقدار کے بجائے صرف رشتہ داری اور برادری کی وجہ سے کسی امیدوار کو ووٹ دینا عصبیت اور جاہلیت کے مترادف ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصبیت کی دلدل میں پھنسنے والوں سے بے زاری کا اظہار فرمایا ہے۔

لما ورد فى الحديث: وعن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات ميتة جاهلية ......ومن قاتل تحت رأية عمية يدعوا الى عصبية او يغضب لعصبية فقتل فقتلةُ جاهلية. (سنن النسائى ج۲ص ۱۵۶ كتاب المحاربة' باب التغليظ فيمن قاتل تحت راية عمية) (لمافى

الحدیث: وعن فسیلة قالت سمعت ابی یقول سالت النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللّٰہ امن العصبیة ان یحب الرجل قومہ قال لا ولکن من العصبیة ان یعین الرجل قومہ علی الظلم. (سنن ابن ماجہ ص۲۸۳ باب العصبیة) وَمِثْلُہٗ فی کنزالعمال ج۳ص ۵۱۰ رقم حدیث ۷۶۵۷) (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۳۰۷)

دیندار امیدوار کے حق میں ووٹ دینے کی قسم توڑنا

سوال: زید نے انتخابات کے موقع پر عمرو کے بارے میں قسم اٹھائی کہ میں اپنا ووٹ عمرو کو دوں گا لیکن کچھ دن بعد عمرو کے مقابلہ میں بکر انتخابات کیلئے کھڑا ہو گیا اور تمام اہل محلّہ کے نزدیک بکر اور عمرو سے دینی اور دنیوی دونوں اعتبار سے اچھے کردار کا مالک ہے اب زید کہتا ہے کہ میں نے جو قسم اٹھائی ہے اسے بکر کے حق میں توڑ سکتا ہوں یا نہیں؟ جواب: بکر چونکہ دیندار اور دیانتدار ہونے کی وجہ سے ووٹ کا صحیح حق دار ہے اس لیے زید کو چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے اور اپنا ووٹ بکر کے حق میں استعمال کرے تو شرعاً اس کا ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

لماروی امام نسائیؒ: عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حلف علٰی یمین فرأی غیرھا خیراً منھا فلیأت الّذی ھو خیر و لیکفر عن یمینہ (سنن النسائی ج۲ص ۱۴۱ کتاب الایمان والنذور' باب من حلف علٰی یمین فرأی خیراً منھا) (وقال الامام ابوالبرکات عبداللّٰہ بن احمد بن محمود النسفیؒ: ومن حلف علٰی معصیة ینبغی ان یحنث و یکفر. (کنزالدقائق ص۱۵۵ کتاب الیمین) وَمِثْلُہٗ فی سنن النسائی ج۲ص ۱۴۱ کتاب الایمان والنذور' باب من حلف علٰی یمین فرای خیراً منھا) (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۳۰۷)

مسلمانوں اور مرزائیوں کی متحدہ جماعت کو ووٹ دینے کی شرعی حیثیت

سوال: ایک مسلم پارٹی کا قادیانیوں سے انتخابی اتحاد ہوا ہے ایسی متحدہ جماعت کو ووٹ دینا مسلمانوں کے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قادیانی چونکہ مرتد اور خارج من الاسلام ہیں ان سے اتحاد کرنے سے اگرچہ کسی وقتی مصلحت کی بناء پر کچھ معمولی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں لیکن ان کے ارتداد اور کفر کی وجہ سے ان کے جو مذموم مقاصد ہیں اتحاد کی صورت میں وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لیے قادیانیوں سے اتحاد کرنے میں فائدہ کم اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ یہودیوں سے اتحاد کیا تھا لیکن اس سے کوئی اسلامی شعائر متاثر نہیں ہوا تھا۔

تاہم صورت مسئولہ کے مطابق اگر مسلمان کسی نیک مقصد کی تکمیل کے لیے قادیانیوں سے اتحاد کر لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بنیادی طور پر کفار اور مشرکین سے اتحاد کرنا ممنوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَايَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰة ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَه' وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ o (سورة آل عمران آيت نمبر ۲۸)

لیکن جہاں کہیں مسلمانوں کو کفار اور مشرکین سے دینی اور دنیوی فائدہ ہو تو ایسی صورت میں ان سے اتحاد کرنا مرخص ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ منورہ میں آنے کے بعد یہودی کے دو مشہور قبائل بنو نضیر اور بنو قریظہ سے اتحاد کیا تھا اور صلح حدیبیہ بھی اسی قسم کے اتحاد اور معاہدہ کی ایک کڑی تھی۔ اسی طرح آج بھی حالات کو دیکھا جائے گا کہ اگر مسلمانوں اور اسلام کو کفار کے ساتھ اتحاد کرنے میں کوئی معقول فائدہ ہو تو ان سے اتحاد کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

لما قال الامام شمس الدين السرخسيؒ: ولان رسول الله صلى الله عليه وسلم صالح اهل مكة عام الحديبية علىٰ ان وضع الحرب بينه وبينهم عشر سنين فكانَ ذٰلک نظراً للمسلمين لمواطئة كانت بين اهل مكة واهل خيبر وهي معروفة ولان الامام نصب ناظراً ومن النظر حفظ قوة المسلمين اولاً فربما ذٰلک في الموادعة اذا كانت للمشركين شوكة. (المبسوط للسرخسی ج۱۰ ص۸۶ كتاب السير) (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۳۰۸، ۳۰۹)

شیعہ امیدوار کو ووٹ دینا

سوال: ایک شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں ممبری کا ووٹ دینا جائز ہے یا

نہیں؟ جب کہ اس کا مقابلہ اہل سنت پابند صوم وصلوٰۃ سے ہے؟

جواب: اپنی نمائندگی کے لیے ایسے شخص کو ووٹ دینا چاہیے جو اہل اسلام کی مذہبی' معاشرتی' سیاسی صحیح ترجمانی کر سکے اور جو شخص اسلام کے خلاف کسی ایسے شخص کو رائے دے جس سے یہ توقع نہ ہو بلکہ اس میں مضرت کا اندیشہ ہو وہ غلطی پر ہے اور اس اعانت کی وجہ سے گنہگار ہوگا جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو گالیاں دے اس سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ ''کہ مسلمانوں کی صحیح ترجمانی کرے گا'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۶۹)

کھڑے کھیت کی اندازے سے تقسیم کرنا

سوال: زید کے والدین اور قبیلہ والے موروثی زمین میں کاشتکاری کرتے ہیں' موروثی زمین مثل بٹائی ہے' یعنی نصف زمین دار کی اور نصف حصہ کاشتکار کا اور پھر کھڑے کھیت میں تخمینا غلہ طے کر لیتے ہیں' آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ جواب: موروثی زمین ناجائز ہے اور کھڑے کھیت کا تخمینہ کر کے غلہ طے کرنا اور طے شدہ وصول کرنا بھی درست نہیں بلکہ آدھا آدھا طے ہے تو پورا پورا تول کر تقسیم کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۰۸)

خودرو گھاس کاٹنا

سوال: اگر کوئی شخص دوسرے کی مملوکہ ڈول سے بلا اجازت گھاس کاٹے تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص اپنی زمین میں گھاس کو محصور کر دے تو دوسرے لوگوں کو بلا اجازت کاٹنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس میں خودرو یا غیر خودرو کا فرق ہے یا نہیں؟ جواب: خودرو گھاس کسی کی ملک نہیں' اگرچہ مملوک زمین میں پیدا ہوا اس لیے اس کو بغیر مالک زمین کی اجازت کے کاٹنا اور جانور کو چرانا جائز ہے' البتہ مالک زمین کو یہ اختیار ہے کہ دوسرے شخص کو اپنی زمین میں آنے سے منع کر دے اور اس کے بعد دوسرے شخص کو یہ بھی حق ہے کہ مالک سے کہے کہ یا مجھے آنے کی اجازت دے یا مجھے گھاس کاٹ کر دے کیونکہ گھاس مباح الاصل ہے' جس میں ہر شخص کو حق ہے۔ لہٰذا میرا بھی حق ہے اور وہ تیری زمین میں ہے اور جو گھاس بویا گیا ہو اسے بغیر مالک کی اجازت کے کاٹنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۶۸)

دوسرے کی زمین میں پانی کی نالی بنانا

سوال: زید کے گھر کا پانی بارش وغیرہ کا عمر کے گھر کے صحن میں سے ہو کر شارع عام میں چلا جاتا ہے اور یہ صورت کافی عرصہ سے چلی آرہی ہے اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ عمر اس نالی کو

روکنا چاہتا ہے؟ جواب: اگر پانی کا راستہ قدیم سے ہے تو عمر کو اس کے روکنے کا حق نہیں۔ "اگر وہ نالی کی جگہ عمر کی ملک قدیم سے ہے اور عمر کی اجازت سے پانی زید کا نکلتا رہا تو عمر کو پانی روک دینے کا حق ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۹۰)

عمل پر ثواب ملے گا' گو نیت مستحضر نہ ہو

سوال: ہم بہت سے کام کرتے ہیں جن میں کچھ نیت نہیں ہوتی' محض کام کا ارادہ ہوتا ہے آیا اس میں ثواب ہوگا یا نہیں؟ جواب: گو جزئیاً ارادہ ثواب کا نہ ہو مگر کلیاً تو ہوتا ہے وہ کافی ہے دوسرے ثواب کا مدار نیت عمل پر ہے' گو اس کے ساتھ ثواب کا بالاستقلال ارادہ نہ ہو البتہ اگر عمل ہی کی نیت نہ ہو جیسے بارش میں بدن تر ہو گیا تو وضو ہو گیا مگر ثواب نہیں ہوگا اور اگر قصداً وضو کیا' گو ثواب کی نیت سے نہیں کیا مگر شرط یہ ہے کہ دنیا کی کسی غرض سے نہیں کیا تو ثواب ہوگا۔ (امدادالفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۸)

طاعون میں استقلال کے بعد فرار سے استقلال کا ثواب باطل نہ ہوگا

سوال: اگر کوئی دفعہ مقام متاثرہ پر استقلال سے رہ کر ایک دفعہ بھاگے تو اس کو جہاد سے بھاگنے والے کے مانند گناہ ہوگا یا نہیں؟ اور احادیث میں جس طاعون کا ذکر ہے یہی موجودہ زمانہ کا طاعون ہے یا یہ مصنوعی طاعون ہے کیونکہ اس میں وہ علامات اور اثرات نہیں پائے جاتے ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں؟

جواب: طاعون موجودہ بھی طاعون ہے اور ہر وہ بیماری جو وبائی کیفیت رکھتی ہے اس کا حکم بھی طاعون کا ہے اور طاعون و وبا کے مقام پر خدا تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے مقیم رہنے کا ثواب شہادت کا موجب ہے۔ طاعون کے خوف سے بھاگنا اور یہ سمجھنا کہ بھاگ کر طاعون سے محفوظ رہیں گے یہ ناجائز ہے اور اسی کو جہاد سے بھاگنے والے کے مشابہ فرمایا گیا ہے۔ ایک مرتبہ بھاگے تو ایک ہی مرتبہ کا گناہ ہوگا پہلے کے قیام کا ثواب باطل نہ ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۵۲)

کسی جانور کا شوقیہ پالنا

سوال: کسی جانور چرند یا پرند کا پالنا گناہ ہے یا نہیں؟ اور بصورت گناہ اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ اور شکار کرنا کیسا ہے؟ جواب: جانور پالنا بطور شوق کے درست ہے بشرطیکہ اس کو تکلیف نہ دے' مجتبیٰ شرح قدوری میں ہے: "لَابَأْسَ بِحَبْسِ الطُّيُوْرِ وَالدُّجَاجِ فِيْ بَيْتِهٖ وَلٰكِنْ يَعْلِفُهُمَا انتهى شکار کرنا جائز ہے بشرطیکہ محض تلعب و ایذائے حیوانات مقصود نہ ہو اور بعضوں نے حرفہ پیشہ بنالینا مکروہ لکھا

ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ بزازیہ میں ہے: "اَلصَّیْدُ مُبَاحٌ اِلَّا لِلتَّلَهِّی اَوْحِرْفَةٌ انتهٰی" اور حواشی اشباہ للحموی میں ہے: "فِیْهِ نَظْرٌ لِاَنَّهٗ نَوْعُ اکْتِسَابٍ بِمَا هُوَ مَخْلُوْقٌ لِذَالِکَ وَالْاِکْتِسَابُ مُبَاحٌ فَصَارَ کَالْاِحْتِطَابِ انتهٰی" (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۵۲۳)

دفع بلا کیلئے کیے گئے بعض افعال کا حکم

سوال: محلہ میں ہیضہ پھیلا' تو لوگ اذان دیتے اور لی خمسۃ الخ قافلہ بنا کر پڑھتے ہوئے گھومے' سات روز بعد پچاس ساٹھ روپے چندہ کیے' مسجد کے درخت سے ناریل توڑے' کھیر پکائی' امام صاحب نے کھڑے ہو کر حضرت ہارون کے نام پر فاتحہ پڑھ کر وہ کھانا تقسیم کیا تو ناریل کا توڑنا' لوگوں کا چندہ دینا' اس کے کھانے کو کھانا اور اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دفع وبا ہیضہ کے لیے امور مذکورہ خلاف شرع ہوئے' خلاف سنت بدعت' معصیت بلکہ بعض تو موہم شرک ہوئے ان سے توبہ کرنا لازم ہے' اگر امام صاحب نے ناواقفی میں فعل مذکور کیا تو اب معلوم ہونے کے بعد توبہ کرلیں ورنہ ضد کرنے کی صورت میں وہ منصب امامت کے لائق نہیں رہیں گے۔ "مسجد کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ لیاقت نہ رہنے پر منصب سے سبکدوش کردیں' غیر ذمہ دار حضرات کی نماز میں کچھ نقص نہیں ہوگا" (م'ع) (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

طاعون اور وباء کے وقت کیا کرنا چاہیے

سوال: اگر محلہ میں وبا لگے تو اس وقت محلہ کے لوگوں کو کیا کرنا چاہیے؟ حدیث سے جو ثابت ہو تحریر فرمائیں؟ جواب: وباء کے وقت توبہ و استغفار کی کثرت' گناہوں اور حق تلفیوں سے بچنا اور اعمال و اخلاق کی اصلاح ان کو شریعت کے مطابق بنانا اور مریضوں کی عیادت و خدمت انجام دینا ہی دفع بلاء و وباء میں نافع و موثر ہے' یہی حدیث سے ثابت ہے۔ "اپنی بستی میں اگر طاعون پھیلے تو طاعون کی وجہ سے بستی نہیں چھوڑنا چاہیے اور طاعون زدہ بستی میں جانا نہیں چاہیے" (م'ع) (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

میت نے خواب میں بتایا کہ میں زندہ ہوں

سوال: ایک عورت مرنے کے بعد مختلف رشتہ داروں کے خواب میں آئی اور مطالبہ کیا کہ میں زندہ ہوں' مجھے نکال لیا جائے' وفات ولادت کے سلسلہ میں ہوئی تھی' شرعاً کیا حکم ہے؟ شوہر کا ارادہ قبر کھودنے کا ہو رہا ہے؟ جواب: بچہ پیدا ہوتے میں جس کا انتقال ہو جائے وہ شہید ہے مگر خواب کی بناء پر اس کی قبر کھودنا درست نہیں' قبر میں رکھنے کے بعد برزخ کے امور شروع ہو جاتے ہیں' بعض دفعہ احوال

اچھے نہیں ہوتے تو میت کے متعلق بدگوئی ہوتی ہے' بعض دفعہ ہیبت ناک احوال دیکھ کر قبر کھودنے والے پر وبال آ جاتا ہے' وہ پاگل یا بے چین ہو جاتا ہے اس لیے ہرگز قبر نہ کھودی جائے۔'' خواب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اس عورت کو شہادت کی زندگی ملی ہے'' (م'ع) (فتاوی محمودیہ ج۱۴ص ۳۲۷)

سونے کے بعد اُٹھ کر ہاتھ دھونا

سوال: سو کر اُٹھنے کے بعد اگر ہاتھ پر نجاست کا شک ہو تو ہاتھوں کا دھونا مسنون ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ہاتھ پر نجاست کا شک نہ ہو تب بھی سونے کے بعد وضو یا غیر وضو میں ہاتھ دھونا مسنون ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۲۶۲)

سماع اور غنا میں کیا فرق ہے؟

سوال: سماع اور گانے میں کیا فرق ہے اور کونسا جائز ہے' اگر جائز نہیں تو کس لیے؟ اکثر مشائخ اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر گانا ہوتا ہے اور پیروں کے گھروں میں پورے سازوں کے ساتھ گانا کرایا جاتا ہے' کیا یہ جائز ہے' اگر ہے تو کس لیے؟

جواب: سماع کے معنی سننے کے ہیں' عرف میں اس سے مراد گانا سننا ہوتا ہے اور غنا کے معنی گانے کے ہیں' پس سماع گانا سننے کو اور غنا ''گانا'' گانے کو کہتے ہیں' مزاروں پر اور مشائخ کے گھروں پر جو گانا سازوں کے ساتھ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے۔ آلات غنا کی حرمت میں علماء محققین کے اندر اختلاف نہیں' ہاں غنا بلا مزامیر بعض علماء مباح قرار دیتے ہیں مگر اباحت کے لیے بہت سی شرائط ہیں جو عام طور پر مجالس غنا میں پائے نہیں جاتے اس لیے عموماً مجالس غنا و محافل سماع ناجائز ہوتی ہیں۔'' ان میں شرکت جائز نہیں'' (م'ع) (کفایت المفتی ج۹ص ۱۸۸)

تین محبوب چیزوں کی تفصیل

سوال: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مجھے دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں' خوشبو' عورت' نماز' اس کی تفصیل فرمائیں؟

جواب: خوشبو دل و دماغ کو معطر کرتی ہے' عقل میں اضافہ کرتی ہے اس لیے خوشبو محبوب ہے' عورتیں مردوں کے لیے عفت و پاک دامنی اور اُمت میں اضافہ کا ذریعہ ہیں' اس لیے عورتیں محبوب ہیں اور نماز اسلامی رکن اور دین کی بنیاد ہے اور نماز کے وقت دربار خداوندی میں حاضری ہوتی ہے اس لیے نماز محبوب ہے۔'' اور تین چیزوں کے محبوب ہونے سے دیگر اشیاء کا مبغوض ہونا

لازم نہیں آتا'' (م'ع) (فتاویٰ رحیمیہ ج۳ص۲۰۵)

زلزلہ کی وجوہات شرعی نقطہ نظر سے

سوال: زلزلہ آنے کی کیا وجہ ہے؟ شرعی رو سے واضح فرمائیں؟

جواب: خدائے پاک نے زمین میں رگیں بنائی ہیں اور وہ فرشتوں کے ہاتھ میں دیدی ہیں' جہاں کہیں گناہوں کا بار بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ وہاں فوری عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو فرشتوں کو حکم فرماتا ہے' فرشتہ رگ کھینچتا ہے' زمین لرزتی ہے' زلزلہ آتا ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زلزلہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ زنا' شراب' رقص وسرود' گانا بجانا لوگوں کا مذاق بن جائے تو غیرت حق کو جوش آجاتا ہے' اگر معمولی تنبیہ پر توبہ کرلیں تو فبہا ورنہ عمارتیں منہدم اور عالی شان تعمیرات خاک کے تودے کردیئے جاتے ہیں' بہرحال گناہوں کی کثرت زلزلہ کا سبب ہے۔

پوچھا گیا کیا زلزلہ عذاب ہے؟ فرمایا مومن کے حق میں رحمت اور کافر کے لیے عذاب (معاذ اللہ) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحیثیت خلیفہ ہونے کے ایک فرمان نامہ لکھ کر ملکوں میں روانہ فرمایا کہ یہ زلزلہ ایک ایسی چیز ہے کہ خدائے پاک اس سے اپنے بندوں پر اپنا عتاب ظاہر فرما کر ان سے توبہ کا مطالبہ فرماتے ہیں' اس وقت صدق دل سے توبہ کرنی چاہیے' بدکاری چھوڑ دینی چاہیے اور کثرت سے صدقہ خیرات کرنی چاہیے اور مکروہ وقت نہ ہو تو نوافل میں مشغول ہونا چاہیے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعا:

وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ

اور حضرت یونس علیہ السلام کی دعا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

وغیرہ دعائیں پڑھنا چاہئیں' زیادہ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو 'اخبار زلزلہ'' مصنفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۳ص۲۰۵)۔

دفع مصیبت کیلئے صدقہ کرنا

سوال: کسی مصیبت کے آنے کے وقت صدقہ مثلاً دستور ہے کہ اگر بارش نہیں ہوتی ہے تو

اپنے محلہ سے پیسہ' گڑ' چاول وغیرہ اکٹھا کرتے ہیں' پھراس کو پکا کر گاؤں کے سبھی بچوں کو بلا امتیاز غریب وامیر کھلاتے ہیں اور خود بھی کھاتے ہیں' یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: یہ طریقہ ٹھیک نہیں' زیادہ تر اس سے اپنے گاؤں کی ناموری اور مفاخرت کی نیت ہوتی ہے اور صدقہ تو غریبوں کا حق ہے' غریبوں کی حاجتیں مخفی طریقہ سے پوری کی جائیں۔ ''غرباء کی حسب حیثیت چپکے چپکے مالی مدد کرتے رہا کریں'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۱۵ص۳۶۶)

خیرات فقیر کے بجائے کتے کو ڈالنا جائز نہیں

سوال: میں روزانہ شام کو اللہ کے نام کا کھانا ایک روٹی یا ایک پلیٹ چاول کتے کو ڈلوا دیتی ہوں' فقیر کو نہیں دیتی کیونکہ آج کل کے فقیر تو بناوٹی ہوتے ہیں' میں یہ کھانا کتے کو ڈال کر ٹھیک کرتی ہوں؟

جواب: جو فرق انسان اور کتے میں ہے وہی انسان اور کتے کو دی گئی ''خیرات'' میں ہے اور آپ کا یہ خیال کہ آج کل فقیر بناوٹی ہوتے ہیں' بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ضرورت مند اور محتاج ہیں مگر کسی کے سامنے اپنے حاجت مندی کا اظہار نہیں کرتے' ایسے لوگوں کو صدقہ دینا چاہیے' دینی مدارس کے طلبہ کو دینا چاہیے' اسی طرح ''فی سبیل اللہ'' کی بہت سی صورت ہیں' مگر آپ کے صدقے کا مستحق صرف کتا ہی رہ گیا ہے۔ (آپ کے مسائل ج۳ص۵۶۱)

بارش نہ برسنے اور قحط سالی کی کیا وجہ؟

سوال: بارش نہ برسنا اور قحط سالی کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بارش نہ برسنا احکام خداوندی کی خلاف ورزی کے باعث ہے' زنا کاری' حق تلفی' غرباء ومساکین کی امداد نہ کرنا' ناپ تول میں کمی کرنا یہ قحط سالی کے اسباب ہیں' ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل سات سال قحط میں مبتلا رہے' یہاں تک کہ مردوں اور بچوں کو کھا گئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے پہاڑوں میں جا کر تضرع وزاری کیا کرتے' پس اللہ تعالیٰ نے ان کے نبیوں کو وحی بھیجی کہ میں نہ تمہاری دعا قبول کروں گا نہ تمہارے کسی رونے پر رحم کروں گا' جب تک تم حق داروں کے حقوق ادا نہ کردو' پس انہوں نے حق ادا کیے تو مینہ برسا۔ ''پس قحط کے اسباب زنا' حق تلفی وغیرہ ہیں اور اس کا علاج حقوق کی ادائیگی توبہ استغفار ہے'' (ناصر) (فتاویٰ رحیمیہ ج۲ص۴۰۹)

بارش کیلئے پتلا بنا کر درخت میں لٹکانا

سوال: زید کی زوجہ نے ایک پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اپنے صحن کے کسی درخت میں لٹکایا اور مقصد یہ تھا کہ بارش ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

جواب: پتلا بنانا اور بارش نہ ہونے کے لیے اس کو درخت میں لٹکانا دونوں فعل ناجائز اور حرام ہیں لیکن اس کی وجہ سے زوجہ نکاح سے باہر نہیں ہوئی اور تجدید نکاح لازم نہیں۔ (کفایت المفتی ج۹ص ۲۲۱)

''اپریل فول'' یکم اپریل کو دھوکہ دہی کرنا کیسا ہے؟

سوال: اپریل فول منانا یعنی لوگوں کو جھوٹ بول کر فریب دینا' ہنسانا کیسا ہے؟

جواب: یہ نصاریٰ کی سنت ہے' اسلامی طریقہ نہیں' جھوٹ بولنا حرام ہے' حدیث شریف میں ہے اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے' ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات اس طرح کہو کہ وہ تمہیں سچا جان رہا ہو حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ''غرض اپریل فول جھوٹ' دھوکہ اور کئی دیگر برائیوں کا مجموعہ ہے جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے'' (م'ع) (فتاویٰ رحیمیہ ج۲ص ۳۵۱)

دفع ظلم کیلئے جھوٹا مقدمہ دائر کرنا

سوال: آج کل رواج ہوگیا ہے کہ کسی پر عداوۃً جھوٹا مقدمہ دائر کیا جاتا ہے اگر وہ مظلوم تنگ آکر بچنے کے لیے اس پر جھوٹا مقدمہ دائر کر دے تو کیوں جائز نہیں ہوتا جب کہ انتقام نہ لینے سے وہ اور زیادہ دلیر ہوجاتے ہیں؟ جواب: جھوٹ بولنا فی نفسہ معصیت ہے' کسی حال میں اجازت نہیں' البتہ چند مواقع میں فقہاء نے تعریض کی اجازت دی ہے' انہیں میں سے دفع ظلم بھی ہے' اگر دفع ظلم بغیر کذب کے دشوار ہو تو تعریضاً کذب مباح ہے صراحۃً حرام ہے اور بغیر ایسی ضرورت کے تعریض بھی جائز نہیں۔ ''تعریض کا مطلب ہے ایسا لفظ استعمال کرنا کہ مخاطب کا ذہن ظاہری معنی کی طرف جائے اور متکلم کی مراد دوسرے معنی ہوں یہ ظاہراً کذب ہوتا ہے حقیقتاً کذب نہیں ہوتا'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۹ص ۴۰۲)

ریلوے ملازم کا خیانت کر کے سفر کرنا

سوال: ریلوے ملازموں کو سال میں کئی مرتبہ سفر کرنے کیلئے مفت پاس ملتا ہے جہاں چاہیں بلا ٹکٹ کے جاسکتے ہیں' اب بہت سے لوگ دوسرے کی عورت کو اپنی عورت اور دوسرے کے بچہ کو اپنا

بچہ بتا کر بغیر ٹکٹ کے سفر کرتے ہیں اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ طریقہ دھوکہ خیانت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۲۶) "جس کا ناجائز ہونا ظاہر ہے" (م،ع)

قرضہ کہہ کر پیسہ کا مطالبہ کرنا

سوال: اگر زید کے والد کے ذمہ واقع میں قرض نہ ہو اور وہ بطریق توریہ یا غلط طریقہ سے قرضہ ظاہر کریں یا کسی سے کہلوا دیں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جھوٹ بولنا' دھوکہ دینا جائز نہیں مگر جب والدین زید سے کچھ مانگیں اور زید کے پاس گنجائش ہو تو ضرور دینا چاہیے' اس کا موقعہ نہ آنے دے کہ والد دھوکہ دے کر زید سے کچھ وصول کریں کہ یہ والد اور زید دونوں کے لیے شرم کی بات ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۹۱) "جب گھر میں بھی دھوکہ کا استعمال ہوگا تو باہر کیسے حفاظت ہوگی" (م،ع)

جھوٹا حلف اٹھانا

سوال: ایک شخص عدالت میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جھوٹی گواہی دیتا ہے' دوسرا شخص رمضان کے روزے بھی رکھتا ہے اور قرآن شریف اٹھا کر جھوٹی گواہی دیتا ہے اس کے برعکس مدعا علیہ قرآن پاک اٹھانے پر اپنی جائیداد کا حصہ چھوڑ دیتا ہے' ان مدعی کاذب اور مدعا علیہ کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ اور جائیداد چھوڑ دینے والے کو کیا ثواب ملے گا؟

جواب: جھوٹا حلف اٹھانا کبیرہ گناہ ہے' اس کو شرک کے برابر فرمایا گیا ہے اور اس ذریعہ سے جو مال ناحق جائیداد وغیرہ حاصل ہو اس کا کھانا بھی حرام ہے جو شخص حق پر ہونے کے باوجود اللہ پاک کے نام کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے حلف سے باز رہے اور اپنا حق چھوڑ دے اس نے بہت بڑا ایثار کیا' اس کے لیے جنت میں مخصوص نعمت کا وعدہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۲۱)

ایفاء وعدہ واجب ہے یا مستحب؟

سوال: ایفاء عہد واجب ہے یا مستحب؟ قرآن و حدیث میں نہایت تاکید ہے' کسی مقام پر اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ کہ وعدہ پورا کرو' یقیناً عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا' کسی مقام کَبُرَ مَقْتًا کہ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں' کہیں اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور حدیث میں ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں ایک ان میں سے وعدہ خلافی کرنا لیکن امام نووی اذکار ص ۱۳۹ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَقَدْاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ علی اَنَّ مَنْ وَعَدَ اِنْسَانًا شَیْئًا لَیْسَ بِمَعْنًی عَنْهُ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّفِیَ بِوَعْدِهٖ وَهَلْ ذَالِکَ وَاجِبٌ اَمْ مُسْتَحَبٌّ فِیْهِ خِلَافٌ بَیْنَهُمْ ذَهَبَ الشَّافِعِیُّ وَاَبُوْحَنِیْفَةَ وَالْجُمْهُوْرُ اِلٰی اَنَّهٗ مُسْتَحَبٌّ فَلَوْ تَرَکَهٗ فَاتَهُ الْفَضْلُ وَارْتَکَبَ الْمَکْرُوْهَ کَرَاهَةَ تَنْزِیْهِیَّةً شَدِیْدَةً وَلٰکِنْ لَایَاثِمُ وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ اِلٰی اَنَّهٗ وَاجِبٌ قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْبَکْرِ الْعَرَبِیُّ الْمَالِکِیُّ رَجُلٌ مَنْ ذَهَبَ اِلٰی هٰذَا الْمَذْهَبِ عُمَرُبْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ اه

اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خلاف وعدہ کرنے سے گنہگار نہیں ہوتا' پھر آیت اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا کا کیا معنی ہے؟

جواب: جو حضرات اس کو مستحب کہتے ہیں وہ آیت کو ان عہود وعقود پر محمول کرتے ہیں جو حقوق الٰہیہ ہوں یا وہ حقوق العباد ہوں جن کے عوض کا دوسرے نے التزام کرلیا ہے تو عاقدین کا حق بدلین کے ساتھ متعلق ہوگیا' یعنی ''مبادلات'' یا وہ حقوق العباد جن کے اخلال سے دوسرے کا ضرر ہو یعنی جنگ وصلح کے معاملات اور آیت کَبُرَ مَقْتًا کا محمل دعویٰ عمل وکذب عندالامتحان ہے اور حدیث اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ کا محمل نیت عدم ایفاء وقت الوعد ہے۔(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۸)

وعدہ خلافی کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص وعدہ خلافی کرے تو شرعاً کیا حکم ہے؟ جب کہ اس وعدہ کی کوئی حد مقرر نہ کی گئی ہو؟

جواب: وعدہ خلافی کرتے وقت یہ نیت کرنا کہ اس کو پورا نہیں کرنا ہے یہ منافق کی نشانی ہے لیکن اگر نیت تو پورا کرنے کی تھی پھر کسی عذر کی وجہ سے پورا نہیں کر سکا تو اس پر گناہ نہیں بلا عذر پورا نہ کرنا گناہ ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۹۳) ''تفصیل پہلے مسئلہ میں معلوم ہو چکی'' (م'ع)

ضمانت میں وعدہ خلافی کرنا

سوال: ولی محمد نے محمد اسماعیل کی ضمانت سے ایک بزاز کی دکان سے کپڑا لیا مگر عرصہ گزرنے کے بعد روپیہ ادا کرنے سے انکار کر دیا' کیا ولی محمد کے لیے وعدہ خلافی کرنا اور اپنے بار کو ضامن محمد اسماعیل کے سر ڈال دینا جائز ہے؟ جواب: یہ وعدہ خلافی اور دوسرے کا روپیہ استطاعت کے باوجود نہ دینا ظلم ہے' گناہ ہے یہ حق العبد ہے جس پر آخرت میں سخت پکڑ آئے گی اور دنیا میں بھی سخت وبال ہوگا' خدا سے ڈرنا چاہیے۔(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۷۲)

۵ر کلو شکر کیلئے ۲۵ ر کلو کی درخواست دینا

سوال: اگر پانچ کلو چینی کی ضرورت ہے تو درخواست پچیس کلو کی دینی پڑتی ہے تب کہیں پانچ کلو مل پاتی ہے' اگر پانچ کلو کی درخواست دیں تو بمشکل ایک کلو ہی مل پائے گی جس سے ضرورت پوری نہ ہوگی تو مذکورہ بالا صورت کذب میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں پانچ کلو کا عنوان پچیس کلو ہے اور حکومت کی نظر میں بھی اس کا معنون پانچ کلو ہی ہے تو عنوان اور معنون کا یہ فرق گویا حکومت کی طرف سے تجویز کر دیا گیا۔ ''لیکن جب صدق صحیح ہو' تدبیر صحیح ہو' یقین صحیح مضبوط ہو تو پانچ کلو کی ضرورت پانچ کلو کہنے سے پوری ہو جاتی ہے' اس حیلہ اور ظاہری کذب کی ضرورت باقی نہیں رہتی' ملاحظہ ہو ہمارا کتابچہ دعوت الصدق'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ص ۳۴۰)

کسی مقام کو شریف کہنا

سوال: لفظ شریف کا سوائے حرمین کے اور جگہ کے ساتھ ضم کرنا درست ہے یا نہیں؟ مثلاً اجمیر شریف اور دہلی شریف؟ جواب: سب جگہ درست ہے جہاں کچھ شرافت ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۶۳) ''علمی دینی نہ کہ محض دنیاوی'' (م'ع)

سوال کرنا کس کو جائز ہے؟

سوال: ایک شخص سائل ہے اور کہتا ہے کہ میرا مال چوری ہوگیا' تنگ دست ہوں' میرا کچھ پیشہ نہیں ہے' لہٰذا اس کے لیے بازار سے چندہ کرا دیا جائے تو کچھ گناہ نہیں؟

جواب: اگر اس شخص کے کہنے کا کچھ اعتبار ہو تو اس کے لیے چندہ کر دینا درست ہے اور ایسے ضرورت والے کو سوال بھی درست ہے اور اس کو دینا بھی اور جس سائل کو دینا حرام ہے وہ وہ ہے جس کو وسعت ہو اور روپیہ موجود ہو اور سوال کرے یا اس میں کمانے کی استطاعت ہو اور پیٹ بھرنے کے لیے مانگتا پھرے' اس کو سوال بھی حرام ہے اور دینا بھی حرام اور درج سوال جیسی ضرورت والے کو دینا درست ہے۔ ''قرینہ اور حال سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ سائل پیشہ ور ہے یا ضرورت مند'' (م'ع) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۸۲)

پائنچے سے پیشاب پاخانہ کرنا

سوال: آدمی کا جانگیا یا ڈھیلا پائجامہ پہن کر بغیر ازار بند کھولے ہوئے دائیں بائیں پیر اٹھا

کر پیشاب کرنا' پاخانہ کرنا' وطی کرنا کیسا ہے؟

جواب: پیشاب بھی ہو جائے گا' پاخانہ بھی ہو جائے گا' وطی بھی ہو جائے گی' شریعت کی طرف سے اس پر پابندی نہیں لیکن اس طرح کرنے سے کپڑا خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۵) ''اور تمیز و آدمیت کے خلاف ہے'' (م'ع)

پاخانے کو سکھا کر استعمال کرنا

سوال: انسان کا فضلہ سکھا کر اس سے روٹی جیسے دوسرے جانوروں کا سکھا کر پکاتے ہیں' جائز ہے یا نہیں؟ جواب: انسان کا پاخانہ کھانا پکانے میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ ''جانوروں کے گوبر کے استعمال میں بھی احتیاط سے کام لیا جائے' بعض نادان روٹی اپلے پر رکھ دیتے ہیں'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ص ۱۰۲)

بوڑھے بیل کو مالک نے چھوڑ دیا اس کا حکم

سوال: ہمارے یہاں کے اکثر ہندو ناکارہ بیل' گائے وغیرہ چھوڑ دیتے ہیں' ان سے کھیتوں کو کافی نقصان پہنچتا ہے' کانجی ہاؤس والے بھی اس کو نہیں رکھتے اور قانوناً ان کے ذبح کی بھی اجازت نہیں مل سکتی' کیا پردھان وغیرہ کی اجازت سے ذبح کیا جا سکتا ہے' ان حالات میں کیا صورت کی جائے؟

جواب: پردھان سے بھی تحریراً اجازت نہیں مل سکتی اگر وہ لوگ تعدی کرتے ہیں اور جانوروں کو باندھ کر نہیں رکھتے اور نقصان کرتے ہیں تو جو صورت حفاظت کی مناسب ہو وہ اختیار کی جا سکتی ہے' ان ہی کے مواضعات کی طرف واپس ہنکایا بھی جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ص ۳۷۵) ''وہ جانور اصل مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتے' ان کی اجازت سے ذبح بھی کیے جا سکتے ہیں'' (م'ع)

کھانے پینے میں احتیاط کرنا خلاف توکل نہیں؟

سوال: کھانے پینے میں احتیاط کرنا کہ کسی چیز کو کھائے کسی کو نہ کھائے' کسی کو نفع بخش اور کسی کو ضرر رساں سمجھے' آیا یہ خلاف توکل ہے؟

جواب: نفع و نقصان منجانب اللہ ہے' چیزوں میں نفع و نقصان' مرض و شفا کی تاثیر اللہ نے رکھی ہے' اس کے حکم کے بغیر کوئی چیز نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان' یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کوئی چیز نہ کھائے اور پرہیز برتے تو یہ خلاف توکل نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ص ۴۱۵) ''احتیاط اور پرہیز کی تعلیم احادیث میں موجود ہے'' (م'ع)

روزہ میں کس حد تک سونا حرام ہے

فرمایا: روزہ میں کوئی عمل تلاوت قرآن یا ذکر وغیرہ ضروری نہیں اگر کوئی دن بھر سوتا رہا جب بھی روزہ ہو جائے گا ہاں اس طرح سونا حرام ہے جس سے نماز فوت ہو اور نماز کے وقت بیدار ہونے کی امید نہ ہو اور اگر کسی نے ایسا کیا بھی تب بھی نماز فوت کرنے کا تو گناہ ہوگا مگر روزہ پھر بھی صحیح ہے یا کوئی شطرنج کھیلتا رہے تو روزہ پھر بھی فاسد نہ ہوگا مگر شطرنج کھیلنے کا گناہ ہوگا۔ (حسن الصوف) (اشرف الاحکام ص ۲۳۷)

اللہ نام کے کھانے میں مالدار آدمی کی شرکت کا حکم

سوال: نیاز کا کھانا اور اللہ نام کا کھانا مالدار لوگوں کے لیے کیسا ہے؟ اور اللہ نام کی تفسیر کیا ہے؟

جواب: مالدار آدمی کو ایسے "نیاز" کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اللہ نام کا کھانا عامۃً یہ کام رفع بلا کے لیے ہوتا ہے یا ایصال ثواب کے لیے اگر بنانے والے کا مقصد بھی یہی ہے تو مالداروں کو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے دوست واحباب کو کھلانا بھی اللہ کو خوش کرنے کا ذریعہ ہے اگر یہ مقصود ہے تو امیر و غریب کسی کو اس سے پرہیز کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۷۳) "مطلب یہ کہ ناجائز تو مالداروں کے لیے پہلی اور دوسری قسم بھی نہیں چونکہ صدقہ نافلہ ہے البتہ اغنیاء کو پرہیز مناسب ہے" (م'ع)

زمانہ ہیضہ میں ایک عمل اور اس کا حکم

سوال: یہاں ہیضہ شروع ہے لوگ بعد نماز امام کو یا کسی اور کو محراب میں کھڑا کر کے یٰسین پڑھواتے ہیں جب لفظ مبین آتا ہے تو سب لوگ مل کر اذان دیتے ہیں کوئی نماز پڑھتا ہے اس کو تکلیف ہوتی ہے کیا اس طریقے پر اس کا شریعت میں کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟

جواب: دفع وباء کے لیے یہ طریقہ اذانیں کہنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ وغیرہم کا تعلیم کیا ہوا نہیں ہے اگر اس کو شرعی کام سمجھا جائے یا اس پر اصرار کیا جائے شریک نہ ہونے والے پر طعن یا ملامت کی جائے تو ناجائز و بدعت ہے اور اگر شرعی حکم قرار نہ دیا جائے بلکہ مثل عملیات کے ایک عمل سمجھ کر کیا جائے تو مباح ہو سکتا ہے مگر اس شرط سے کہ نہ تو کسی پڑھنے والے کو نماز میں خلل انداز ہو نہ ہر شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ ضرور شریک ہو بلکہ کرنے والے جب دیکھیں کہ کوئی شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے اور اذانوں کی مجموعی آواز سے قرب و جوار میں بھی کسی کو تکلیف نہ ہوگی تو وہ

خود یہ عمل کریں اور جو شخص خود اپنی مرضی سے شریک ہو اور جو نہ ہو اس کو مجبور نہ کریں' طعن وملامت نہ کریں' اگر یہ شرطیں پوری نہ ہوں تو اس عمل کی اجازت نہ ہوگی۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۵۶) ''جیسا کہ ہمارے زمانہ میں شرائط مذکورہ کا وجود بہت مشکل مسئلہ ہے'' (م'ع)

مالک نے کہا باغ کا جو پھل لے لے اسی کا

سوال: زید ایک پھل کے درخت کا مالک ہے' وہ اپنے کچے پھلوں کے متعلق کہتا ہے کہ جو چاہے استعمال کرے' یعنی اپنی ملکیت سے خارج کر دیتا ہے تو کیا ان کو استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: مالک نے ان کے کچے پھلوں کو دوسروں کے لیے مباح کر دیا ہے' لہٰذا دوسرے لوگ بھی لے سکتے ہیں لیکن اپنی ملکیت سے خارج نہیں کیا نہ کسی کو مالک بنایا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۲۸) ''جب کوئی قبضہ کر لیتا ہے اس کا ہو جاتا ہے'' (م'ع)

مردار ہاتھی کے دانت کی کنگھی بنانا

سوال: مردار ہاتھی کے دانت یا مردہ گائے وغیرہ کے سینگ سے کنگھی بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے کیونکہ مردار کی ہڈی سے نفع اٹھانے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۵۰۶) ''سوائے آدمی اور خنزیر کے'' (م'ع)

ہاتھی کی سواری اور سونڈ کا پانی

سوال: ہاتھی کی سواری جائز ہے یا نہیں؟ اور ہاتھی جو گرمی کی وجہ سے سونڈ سے پانی پھینکتا ہے تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟ جواب: ہاتھی کی سواری شیخین کے قول کے موافق درست ہے اور یہی مختار ہے' سونڈ سے جو پانی نکلتا ہے وہ نجس ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۲۸) ''جس چیز پر لگے گا وہ چیز ناپاک ہو جائے گی'' (م'ع)

کلمہ طیبہ لکھ کر آویزاں کرنا

سوال: اگر کلمہ طیبہ کسی کپڑے پر' یا کاغذ پر لکھا ہو' مثلاً غلاف کعبہ کے پارچہ جات جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے' کانچ کے چوکھٹے میں لگا کر مکان میں یا مسجد میں لٹکا دیا جائے جس طرح کہ دیگر آیات کے طغرے مساجد میں لٹکائے جاتے ہیں' شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آویزاں کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ جس طرح اور کتبے مکان میں لگائے جاتے ہیں اسی طرح غلاف کعبہ کا کوئی ٹکڑا بھی چوکھٹے میں لگا کر آویزاں کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں لیکن آویزاں کرنے

سے اگر غرض یہ ہو کہ کسی ایسے طریقہ پر آویزاں کیا جائے کہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور اس کو خاص اہمیت دیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۵۲) "ورنہ اس کی اجازت ہے" (م ع)

بے موقعہ کتبہ لگانا

سوال: ایک پتھر جماعت خانے کے پتھر کے نیچے کھڑا کیا گیا اور اس پر دوسرا پتھر بچھایا گیا ہے اور یہ پتھر اس سے دو انچ باہر کو نکلا ہوا ہے جس کی وجہ سے اس نیچے والے پتھر پر قدم نہیں پڑتے' کھڑے پتھر پر ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ کندہ ہے' آیا اس میں کوئی حرج ہے' لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بے ادبی ہے؟ جواب: اس موقع پر پتھر لگانا جس میں مذکورہ سوال حروف کندہ ہیں' بیشک نامناسب ہے کیونکہ اس میں حروف والفاظ کی توہین ہے' اگرچہ ان حروف پر پاؤں نہیں پڑتا لیکن اس کی وضع ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس سے ان کی اہانت ہوتی ہے اور حروف والفاظ محترمہ کی اہانت ممنوع ہے' پاؤں اس کے اوپر والے پتھر پر پڑتے ہیں اور پاؤں رکھنے والا پاؤں اٹھاتے اور رکھتے وقت ان حروف کو دیکھتا ہے اور ان کے اوپر پاؤں لے جاتا ہے' اس لیے اس حالت میں ضرور ایک قسم کی اہانت ہوتی ہے اس سے بہتر جگہ جماعت خانہ کی اگلی دیوار کی پیشانی ہے' وہاں لگانے سے صورۃً تو تعظیم سمجھی جاتی ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۳۱)

درخت کاٹنے والے کی بخشش کا حکم

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ درخت کاٹنے والے کی بخشش نہ ہوگی جبکہ درختوں کو مالک سے بیع صحیحہ کے ساتھ خریدا ہو تو اس کا کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا واقعی اس کی بخشش نہ ہوگی؟

جواب: یہ اغلاط العوام میں سے ہے' شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) "مشرک اور کافر کی بخشش نہ ہوگی" (م ع)

نیک عمل کا ثواب پڑوسی کو

سوال: اگر کوئی نیک عمل کرے تو کیا اس عمل کا ثواب بغیر اس کے پہنچائے اس کے ہمسائے کو بھی مل سکتا ہے؟

جواب: اگر کسی درجہ میں اس کا تعاون حاصل ہے تو وہ بھی شریک ہے ورنہ شریک نہیں لیکن اچھے پڑوسی سے نفع فی الجملہ پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۹۸)

"عمل صالح کا معاون ثواب پاتا ہے خواہ وہ پڑوسی ہو یا غیر پڑوسی" (م ع)

امتحان کی کامیابی پر فنڈ سے مٹھائی تقسیم کرنا

سوال: دینیات کے امتحان میں بچوں اور حاضرین کو فنڈ کے پیسے سے مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: فنڈ میں جمع کرنے والے اس تصرف سے راضی ہیں تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۲ص۳۹۸) ''اور اگر کل یا اکثر اس عمل پر راضی نہیں تو جائز نہیں'' (م ع)

ٹھیکہ میں بچا ہوا سامان استعمال کرنا

سوال: کسی شخص نے سڑک کی مرمت کی ٹھیکیداری لی' حکومت نے اس سلسلہ میں کافی بجری سڑک کی مرمت کے لیے دی' ٹھیکیدار نے سڑک کی مرمت کرادی' مرمت کے بعد بجری بچ گئی' اب اس بجری ''پتھری'' کو حکومت کی اجازت کے بغیر کسی کا استعمال میں لانا کیسا ہے؟

جواب: کسی کو مالک کی اجازت کے بغیر استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۵ص۳۷۲) ''ٹھیکیدار کی اگر وہ ملک ہے تو اس کی اجازت کافی ہے ورنہ اس کی اجازت کا بھی اعتبار نہ ہوگا'' (م ع)

شوقیہ کتا پالنا

سوال: کتے کو علاوہ شکار یا حفاظتی اغراض کے شوقیہ پالنے کے بارے میں جب کہ کتے سے بالکل اس طرح کھیلا جائے جیسے بلیوں' مرغیوں' کبوتروں سے کیا حکم ہے؟

جواب: ناجائز ہے جس کا گھر میں رکھنا ہی محرومی ہے اس کو گود میں لے کر کھیلنا تو بہت بڑی محرومی ہے۔

سوال: اگر کتے کا جسم پالنے والے کے جسم سے مس ہو تو؟

جواب: خشک جسم کے مس کرنے سے نجاست کا حکم شریعت نے نہیں لگایا لیکن بلاضرورت معتبرہ عندالشرع مس کرنا ممنوع ہے۔

سوال: کتے کا گیلا جسم اور کتے کا لعاب دہن کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: کتے کا گیلا جسم جس چیز کو لگے گا وہ ناپاک ہوجائے گا اور کتے کا لعاب دہن بالاتفاق نجس ہے جو حکم پاخانہ کا ہے وہی لعاب کا ہے۔

(قال العلاء رحمه الله تعالیٰ ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لایفسد ماء البئر والا الثوب بانتفاضه (ص۱۳۹ج۱ درمختار) اس میں وضاحت ہے کہ پانی میں بھیگ کر گیلے کتے نے جھرجھری لی اور اس کی چھینٹیں کسی کو لگ گئیں تو اس سے بدن یا کپڑا ناپاک نہ ہوگا کیونکہ کتے

کی نجاست اس کے گوشت اور خون کی وجہ سے ہے۔ تو جب تک کتا زندہ ہے اور ناپاکی اپنے معدن کے اندر ہے جب تک اس کی ظاہر جلد پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور حضرت مفتی صاحبؒ نے کبیری کے جس جزئیہ سے استدلال کیا ہے وہ ان حضرات کا قول ہے جن کے نزدیک کتا نجس العین ہے اور یہ چونکہ مفتی بہ قول کے خلاف ہے اس لیے حجت نہ ہوگی۔ کبیری ص ۱۵۸ فصل فی البئر)

سوال: کتے کے ساتھ کھیلنے کے بعد خواہ اس کا جسم گیلا ہو یا سوکھا' نماز پڑھی جائے یا قرآن مجید کو ہاتھ لگایا جائے؟

جواب: جسم گیلا ہونے کی صورت میں جو تری لگی ہو اس سے نماز درست نہیں' جسم اور کپڑا وغیرہ پاک کرنے کے بعد نماز درست ہے' ناپاک ہاتھ یا ناپاک کپڑا قرآن مجید کو لگانا بھی جائز نہیں۔

سوال: کتا فرش' بستر' یا کرسی وغیرہ پر بیٹھے؟

جواب: کتے جیسی نجس چیز کو کرسی وغیرہ پر بٹھا کر اعزاز کرنا ناجائز ہے۔ نیز یہ اہل اسلام کا طریقہ نہیں بلکہ انگریزوں یا دوسرے کفار کا طریقہ ہے ان کے ساتھ تشبہ ناجائز ہے اور وہ چیزیں خشکی کی حالت میں ناپاک نہ ہوں گی' تری کی حالت میں ناپاک ہو جائیں گی' لعاب دہن سے ناپاک ہو جانا قطعی ہے' برکات ملائکہ سے محرومی ہر حال میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۴۷۱)

کتا نہلانے سے پاک کیوں نہیں ہوتا؟

سوال: کتا نہلانے کے بعد ناپاک کیوں ہو جاتا ہے جبکہ پانی کا کام پاک کرنا ہے؟

جواب: جس شئ میں پاک ہونے کی صلاحیت نہ ہو' پانی اس کو پاک نہیں کر سکتا' زندہ کتے کی کھال اگر اس کے اوپر کوئی ناپاکی نہ ہو پاک ہے' البتہ لعاب نجس العین ہے' اس میں پاک ہونے کی صلاحیت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۸۸)

کتا پالنا اور کتے والے گھر میں فرشتوں کا نہ آنا

سوال: میں آپ سے کتا پالنے کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اکثر کہا جاتا ہے کہ کتا رکھنا جائز نہیں ہے اس سے فرشتے گھر پر نہیں آتے' میں لوگوں کے اس نظریہ سے کچھ مطمئن نہیں ہوں آپ مجھے صحیح جواب دیں؟

جواب: کتا پالنا "شوق" کی چیز تو ہے نہیں البتہ ضرورت کی چیز ہو سکتی ہے۔ چنانچہ شوق سے کتا پالنے کی تو ممانعت ہے البتہ اگر کوئی شخص مکان کی حفاظت کے لیے یا کھیت کی یا مویشی کی حفاظت

کے لیے یا شکار کی ضرورت کے لیے کتا پالے تو اس کی اجازت ہے اور یہ صحیح ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص وقت پر آنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ مقررہ وقت پر نہیں آئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پریشانی ہوئی کہ جبرائیل امین تو وعدہ خلافی نہیں کر سکتے' ان کے نہ آنے کی کیا وجہ ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ بیٹھا تھا اس کو اٹھوایا گیا اس جگہ کو صاف کر کے وہاں چھڑکاؤ کیا گیا اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقررہ وقت پر نہ آنے کی شکایت کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی کے نیچے کتا بیٹھا تھا اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مشکوٰۃ باب التصاویر ص ۳۸۵) (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۵۹)

کیا کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا ہے' اور اس کا پالنا کیوں منع ہے

سوال: میں نے آپ کے اس صفحے میں پڑھا تھا کہ چاہے کتنا ہی اہم معاملہ ہو اگر گھر میں کتا ہو گا تو رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے لیکن یہ بتائیں کہ کیا کتے کی موجودگی میں گھر میں نماز ہو جائے گی اور قرآن کریم کی تلاوت جائز ہو گی' ہمارے گھر میں تقریب سب ہی لوگ نمازی ہیں اور صبح صبح قرآن کی تلاوت بھی کی جاتی ہے' یہ چھوٹا سا کتا جو بے حد پیارا ہے اور نجاست نہیں کھاتا ہم مجبور ہو کر لاتے ہیں۔

براہ مہربانی یہ بھی بتائیں کہ آخر ہمارے دین میں کتے جیسے وفادار جانور کو ''گھر سے کیوں نکالا گیا ہے''؟ میں نے سنا ہے کہ کتا دراصل انسانی مٹی سے بنا ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی دھنی پر شیطان نے تھوکا تھا تو وہاں سے تمام مٹی نکال کر پھینک دی گئی اور پھر اسی سے بعد میں کتا بنایا گیا' شاید اسی وجہ سے بیچارہ انسان کی طرف دوڑتا ہے' پاؤں میں لوٹتا ہے اور انسان بھی اس سے محبت کیے بغیر نہیں رہ سکتا؟

جواب: جہاں کتا ہو وہاں نماز اور تلاوت جائز ہے' یہ غلط ہے کہ کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا' کتا وفادار تو ہے مگر اس میں بعض ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو اس کی وفاداری پر پانی پھیر دیتی ہیں' ایک تو یہ کہ یہ غیر کا تو وفادار ہے لیکن اپنی قوم کا وفادار نہیں' دوسرے اس کے منہ کا لعاب ناپاک اور گندہ ہے اور وہ آدمی کے بدن یا کپڑے سے مس ہو جائے تو نماز غارت ہو جاتی ہے اور کتے کی عادت ہے کہ وہ آدمی کو منہ ضرور لگاتا ہے اس لیے جس نے کتا پال رکھا ہو اس کے بدن اور کپڑوں کا پاک رہنا از بس مشکل ہے۔ تیسرے کتے کے لعاب میں ایک خاص قسم کا زہر ہے' جس سے بچنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس برتن کو جس میں کتا منہ ڈال دے سات مرتبہ دھونے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجنے کا حکم فرمایا ہے اور یہی وہ زہر ہے جو کتے کے کاٹنے سے آدمی کے بدن میں سرایت کر جاتا ہے' چوتھے کتے کے مزاج میں گندگی ہے جس کی علامت مردار خوری ہے اس لیے ایک مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ بغیر ضرورت کے کتا پالے۔ ہاں! ضرورت اور مجبوری ہو تو اجازت ہے۔ (حوالہ بالا)

کتا کیوں نجس ہے جب کہ وہ وفادار بھی ہے

سوال: کتے کو کیوں نجس قرار دیا گیا ہے؟ حالانکہ وہ ایک فرمانبردار جانور ہے' سور کے نجس ہونے کی تو ''اخبار جہاں'' میں سیر حاصل بحث پڑھ چکی ہوں لیکن کتے کے بارے میں لاعلم ہوں' خدا کے حکم کی قطعیت لازم ہے' لیکن پھر بھی ذہن میں کچھ سوال آتے ہیں جن کے جواب کے لیے کسی عالم کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: ایک مسلمان کی حیثیت سے تو ہمارے لیے یہی جواب کافی ہے کہ کتے کو اللہ تعالیٰ نے نجس پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد یہ سوال کرنا کہ کتا نجس کیوں ہے بالکل ایسا ہی سوال ہے کہ کہا جائے کہ مرد مرد کیوں ہے؟ عورت عورت کیوں ہے؟ انسان انسان کیوں ہے؟ اور کتا کتا کیوں ہے؟ جس طرح انسان کا انسان اور کتے کا کتا ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں نہ اس میں ''کیوں'' کی گنجائش ہے اسی طرح خالق فطرت کے اس بیان کے بعد کہ کتا نجس ہے اس کا نجس ہونا بھی کسی دلیل و وضاحت کا محتاج نہیں' دنیا کا کون عاقل ہوگا جسے پیشاب پاخانہ کی نجاست دلیل سے سمجھانے کی ضرورت ہو لیکن دور جدید کے بعض وہ دانشور جن کو یہ سمجھانا بھی آج مشکل ہے کہ انسان' انسان ہے بندر کی اولاد نہیں۔ عورت عورت ہے مرد نہیں وہ اگر پیشاب کو بھی آب حیات اور دارو ئے شفا بتائیں اور گندگی میں بھی وٹامن بی اور سی کا سراغ نکال لائیں ان کو سمجھانا واقعی مشکل ہے۔ رہا یہ کہ کتا تو وفادار جانور ہے اس کو کیوں نجس قرار دیا گیا؟ اس سوال کو اٹھانے سے پہلے اس بات پر غور کر لینا چاہیے کہ کیا کسی چیز کا پاک یا ناپاک ہونا فرمانبرداری اور بیوفائی پر منحصر ہے؟ یعنی یہ اصول کس فلسفہ کی رو سے صحیح ہے کہ جو چیز وفادار ہو وہ پاک ہوتی ہے اور جو بے وفا ہو وہ ناپاک کہلاتی ہے؟

اس کے علاوہ اس بات پر غور کرنا ضروری تھا کہ دنیا کی وہ کون سی چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی خوبی اور کوئی نہ کوئی فائدہ نہیں رکھا؟ کسی چیز کی صرف ایک آدھ خوبی کو دیکھ کر اس کے بارے میں آخری فیصلہ تو نہیں کیا جا سکتا۔ بلاشبہ وفاداری ایک خوبی ہے جو کتے میں پائی جاتی ہے (اور جس سے سب سے پہلے خود انسان کو عبرت پکڑنی چاہیے تھی) لیکن اس کی ایک خوبی کے مقابلے میں

اس کے اندر کتنے ہی اوصاف ایسے ہیں جو اس کی نجاست فطرت کو نمایاں کرتے ہیں اس کا انسان کو کاٹ کھانا اس کا اپنی برادری سے برسرپیکار رہنا اس کا مردار خواری کی طرف رغبت رکھنا' گندگی کو بڑے شوق سے کھا جانا وغیرہ ان تمام اوصاف کو ایک طرف رکھ کر اس کی وفاداری سے وزن کیجئے آپ کو نظر آئے گا کہ کس کا پلہ بھاری ہے؟ اور یہ کہ کیا واقعتاً اس کی فطرت میں نجاست ہے یا نہیں؟

یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ جن چیزوں کو آدمی خوراک کے طور پر استعمال کرتا ہے ان کے اثرات اس کے بدن میں منتقل ہوتے ہیں اس لیے حق تعالیٰ شانہ نے پاک چیزوں کو انسان کے لیے حلال کیا ہے اور ناپاک چیزوں کو اس کے لیے حرام کر دیا ہے تاکہ ان کے نجس اثرات اس کی ذات اور شخصیت میں منتقل نہ ہوں اور اس کے اخلاق و کردار کو متاثر نہ کریں۔ خنزیر کی بے حیائی اور کتے کی نجاست خوری ایک ضرب المثل چیز ہے جو قوم ان گندی چیزوں کو خوراک کے طور پر استعمال کرے گی اس میں نجاست اور بے حیائی کے اثرات سرایت کریں گے جن کا مشاہدہ آج مغرب کی سوسائٹی میں کھلی آنکھوں کیا جا سکتا ہے۔

اسلام نے بلاضرورت کتا پالنے کی بھی ممانعت کی ہے اس لیے کہ صحبت و رفاقت بھی اخلاق کے منتقل ہونے کا ایک مؤثر اور قوی ذریعہ ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نیک کی صحبت و رفاقت آدمی کو نیک بناتی ہے اور بد کی رفاقت سے بدی آتی ہے۔ یہ اصول صرف انسانوں کی صحبت و رفاقت تک محدود نہیں بلکہ جن جانوروں کے پاس آدمی رہتا ہے ان کے اخلاق بھی اس میں غیر محسوس طور پر منتقل ہوتے ہیں۔ اسلام نہیں چاہتا کہ کتے کے اوصاف و اخلاق انسان میں منتقل ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ نے کتا رکھنے کی ممانعت فرما دی ہے کیونکہ کتے کی مصاحبت و رفاقت سے آدمی میں ظاہری اور نمائشی وفاداری اور باطنی نجاست و گندگی کا وصف منتقل ہوگا۔

اور اس کا ایک اور سبب یہ ہے کہ جب کتے سے "بے تکلفی" بڑھے گی تو بسا اوقات ایسا ہوگا کہ وہ آدمی کی بے خبری میں اس کے کپڑوں اور برتنوں میں منہ ڈال دے گا اور اندرونی نجاست کے ساتھ ساتھ ظاہری نجاست بھی اس کو استعمال کرنا پڑے گی۔

ایک اور سبب یہ ہے کہ سائنسی تحقیق کے مطابق کتے کے جراثیم بے حد مہلک ہوتے ہیں اور اس کا زہر اگر آدمی کے بدن میں سرایت کر جائے تو اس سے جانبر ہونا از بس مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف کتے کو حرام کر دیا تاکہ اس کے جراثیم انسان کے بدن میں منتقل نہ ہوں بلکہ اس کی مصاحبت و رفاقت پر بھی پابندی عائد کر دی جس طرح کہ ڈاکٹر کسی مجذوم اور طاعونی مریض کے ساتھ رفاقت کی ممانعت

کر دیتے ہیں۔ پس یہ اسلام کا انسانیت پر بہت ہی بڑا احسان ہے کہ اس نے کتے کی پرورش پر پابندی لگا کر انسانیت کو اس کے مہلک اثرات سے محفوظ کر دیا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۶۰ تا ۲۶۲)

مسلمان ملک میں کتوں کی نمائش

سوال: گزشتہ دنوں اخبار جنگ اور نوائے وقت میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ پاکستان میں کتوں کی نمائش ہوئی اور بڑے پیمانے پر لوگوں نے حصہ لیا اور ایک کتے نے اپنی مالکن کے ساتھ وہ حرکت کی جس سے سب شرما گئے' کیا کتوں کو پالنا اور ان کے مقابلہ حسن کا انعقاد کرانا جائز ہے؟ مفصل جواب تحریر کریں؟

جواب: استفتاء میں اخبارات کے حوالہ سے جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگوں کو کتوں سے بہت محبت ہوا کرتی تھی یہی وجہ ہے کہ ابتداءً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات دفعہ دھویا جائے' کتا ذلیل ترین اور حریص ترین حیوانات میں سے ہے جو کہ اپنے اوصاف مذمومہ کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ مخالطت رکھی جائے۔ چہ جائیکہ ان کی پرورش کی جائے اور ان کی نمائش کے لیے باقاعدہ محفل منعقد کی جائے۔ اسلام نے بلاضرورت کتا پالنے کو ممنوع قرار دیا ہے اور جس گھر میں کتا ہوتا ہے اس کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس کا مفہوم ہے کہ: ''جس گھر میں کتے اور جانداروں کی تصاویر ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے''

بہر حال یہ جانور بڑا ذلیل' حریص ہوتا ہے۔ پس جب کتے کے ایسے اوصاف ہیں تو جو شخص اسے پالتا ہے اور اس کے ساتھ محبت و مخالطت رکھتا ہے وہ بھی ان اوصاف سے متصف ہوتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے کتے کی سب سے بری صفت یہ ہے کہ وہ اپنی برادری یعنی کتوں سے نفرت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے جب ایک کتا دوسرے کتے کے سامنے سے گزرتا ہے وہ ایک دوسرے پر بھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہی حال اس شخص کا ہوتا ہے جو کہ کتا پالتا ہے یعنی اس کو بھی اپنے بھائی بندوں' انسانوں سے نفرت ہونے لگتی ہے' موجودہ دور میں اگر دیکھا جائے تو اقوام دنیا میں سب سے زیادہ کتوں سے محبت کرنے والے یہودی اور عیسائی ہیں۔ بہر حال اہل یورپ کی کتوں سے محبت کا اندازہ اس واقعہ سے خوب لگایا جاسکتا ہے کہ جب انگلستان کی مشہور خاتون ''مسز ایم سی

وکیل' بیمار ہوئی تو اس نے وصیت کی کہ اس کی تمام املاک اور جائیداد کتوں کو دے دی جائے۔ خاتون کے مرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق اب اس کی تمام جائیداد کے وارث کتے ہیں۔اس جائیداد سے کتوں کی پرورش' افزائش نسل ایک ٹرسٹ کے تحت جاری ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اغیار کی تقلید نہ کریں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنائیں جو کہ عین فطرت کے مطابق ہیں۔(آپ کے مسائل ج ۴ص ۲۶۳)

کتا رکھنے کیلئے اصحاب کہف کے کتے کا حوالہ غلط ہے

سوال:اسلام میں کتے کو گھر میں رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

دوسرے یہ کہ ایک گھر جو کہ خاصا اسلامی (بظاہر) ہے گھر کے تمام افراد نماز پڑھتے ہیں اور بعض افراد تو حج بھی کر آئے ہیں اس کے باوجود گھر میں ایک کتا ہے جو کہ گھر میں بہت آزادانہ طور پر رہتا ہے تمام گھر والے اسے گود میں لیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں' اوپر سے دوسرے افراد کو اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتا ناپاک نہیں ہے۔اس سلسلے میں وہ اصحاب کہف کے کتے کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتا گیلا ناپاک ہے سوکھا پاک ہے' اس سلسلے میں قرآن وسنت کے حوالے سے اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم لوگوں کو اس بارے میں صحیح طور پر معلوم ہو؟

جواب:اسلام میں گھر کی یا کھیتی باڑی اور مویشیوں کی حفاظت یا شکار کی ضرورت کے لیے کتا پالنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن صحیحین کی مشہور حدیث ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔مشکوٰۃ ص ۳۸۵ میں صحیح مسلم کے حوالے سے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی افسردہ اور غمگین تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ آئے نہیں۔(اس کا کوئی سبب ہوگا ورنہ) بخدا! انہوں نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔پھر یکایک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کتے کے پلے کا خیال آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے بیٹھا تھا۔چنانچہ وہ وہاں سے نکالا گیا' پھر جگہ صاف کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے وہاں پانی چھڑکا۔شام ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت فرمائی کہ آپ نے گزشتہ شب آنے کا وعدہ کیا تھا (مگر آپ آئے نہیں) انہوں نے فرمایا ہاں! وعدہ تو تھا مگر ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے

جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ اس سے اگلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا' یہاں تک کہ یہ حکم فرمایا کہ چھوٹے باغ کی حفاظت کے لیے جو کتا پالا گیا ہو اس کو بھی قتل کر دیا جائے اور بڑے باغ کی حفاظت کے لیے جو کتا رکھا گیا ہو اس کو چھوڑ دیا جائے۔

کتے سے پیار کرنا اور اس کو گود میں لینا جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔ جس چیز سے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہو اس سے کسی سچے مسلمان کو کیسے الفت ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں کتے کے منہ سے رال ٹپکتی رہتی ہے اور ممکن نہیں کہ جو شخص کتے کے ساتھ اس طرح اختلاط کرے اس کے بدن اور کپڑوں کو کتے کا نجس لعاب نہ لگے۔ اس کے کپڑے کبھی پاک نہیں رہ سکتے اور نجس ہونے کے علاوہ اس کا لعاب زہر بھی ہے جس شخص کو کتا کاٹ لے اس کے بدن میں یہی زہر سرایت کر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے۔ یہ حکم اس کے زہر کو دور کرنے کے لیے ہے۔ کتے سے اختلاط کرنا اس زمانے میں انگریزوں کا شعار ہے۔ مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۶۴'۲۶۵)

خنزیر کا خشک بال ہاتھ یا کپڑے کو لگ جائے؟

سوال: کپڑے یا جوتے وغیرہ پر خنزیر کے بالوں کا خشک یا تر برش لگ جائے تو کپڑے وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟ جواب: خشک سے نجس نہیں ہوگا' تر لگ جائے تو پھر دھو لینا چاہیے۔ ''چونکہ خنزیر کا ہر ہر جز ناپاک ہے'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۳۹۳)

برش میں سور کے بال اور ان سے رنگ روغن شدہ برتن

سوال: فی زمانہ ہر چیز پر رنگ وروغن ہو رہا ہے اور یہ رنگ وروغن برش سے ہوتے ہیں اور برش میں کم وبیش سور کے بال ہوتے ہیں' وارنش شدہ برتنوں میں کھانا یا روغن شدہ فرنیچر پر رکھی چیزیں کھانا درست ہے یا نہیں؟ جواب: سور کے بال اس میں ملے ہوئے نہیں ہیں' برتن اور فرنیچر صاف ہے تو محض اس وجہ سے کہ سور کے بال کے برش سے رنگ کیا گیا ہے اس کو ناپاک نہیں کہا جائے گا' خاص کر جب کہ برتن کو پاک صاف کر لیا گیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ سور کے بال کا استعمال ناجائز ہے۔ ''دونوں کو ایک سمجھنا غلطی ہے'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۷۳)

آلہ مکبر الصوت کا حکم

سوال: آلہ مکبر الصوت کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جس جگہ محض آواز کا پہنچانا

مقصود ہو اور اس میں صرف حاضرین کو خطاب ہی ہو اور کوئی عبادت اس کے علاوہ نہ ہو وہاں اس آلہ کا بھی استعمال جائز ہے کہ اصل مقصود کے حصول کا معین ہے جب اصل مقصود مباح ہے تو اس کا وہ معین جس کی حرمت وممانعت پر کوئی دلیل نہ ہو وہ بھی مباح ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۶۲)

ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر سے وعظ کرنا

سوال: ریڈیو یا لاؤڈ اسپیکر میں وعظ کہنا شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: وعظ سے چونکہ مقصود صرف اعلان وافہام ہی ہوتا ہے اس لیے اگر دور والے نہ سن سکیں تو مقصود فوت ہو جائے گا اس لیے لاؤڈ اسپیکر سے آواز بلند کرنا موجب کراہت نہ ہوگا۔ ''یہی حکم ریڈیو کا سمجھنا چاہیے'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۶۲)

ننگے سر ننگے پیر رہنا

سوال: ننگے سر اور ننگے پیر رہنا سنت ہے یا نہیں؟ بعض صوفی ان افعال کو سنت جان کر کرتے ہیں؟ جواب: احیاناً پابرہنہ رہنا مضائقہ نہیں ورنہ آپ علیہ السلام اکثر اوقات نعلین یا موزہ پہنتے تھے اور سر برہنہ ہونا احرام میں ثابت ہے اور احرام کے سوا بھی کبھی ہوئے ہیں، چلتے پھرتے دائماً نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۸۹)

سگے بہن بھائی کا اکٹھے ناچنا

سوال: ۱۔ کیا مذہب اسلام میں کسی سگے بہن بھائی کا ایک ساتھ ناچنا' گانا جائز ہے؟ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور سزا کیا ہے؟ ۲۔ مذہب اسلام میں سگے بہن بھائی کا تصاویر میں قابل اعتراض ہونے کی شرعی حیثیت اور سزا کیا ہے؟

جواب: اس پرفتن دور میں دینی انحطاط اور اخلاقی پستی کا عالم یہ ہے کہ معاشرے میں جو بھی برائی عام ہو جائے اسے حلال سمجھا جاتا ہے' ایک زمانہ وہ تھا کہ جو شخص گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرتا وہ ڈوم اور میراثی کہلاتا تھا اور لوگ اسے بری نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن آج جو بھی یہ پیشہ اختیار کرتا ہے وہ ''فنکار'' کہلاتا ہے اور اس کے پیشے کو ''فن وثقافت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور پھر ستم ظریفی یہ کہ جو بھی ان برائیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اسے ''رجعت پسند'' اور ''تنگ نظر'' تصور کیا جاتا ہے۔

گانے بجانے کے متعلق ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مبارک ارشادات ذیل میں ملاحظہ ہوں:

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے گانا گانے اور گانا سننے سے منع فرمایا ہے۔"

"قال علیه الصلوٰة والسلام: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل" (درمنثور ج:۵ ص:۱۵۹)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔"

"عن عمران بن حصین رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: فی هذه الامة خسف ومسخ وقذف، فقال رجل من المسلمین: یا رسول اللّٰہ! ومتٰی ذٰلک؟ قال: اذا ظهرت القیان والمعازف، وشربت الخمور" (ترمذی شریف ج:۲ ص:۴۴)

ترجمہ: "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس اُمت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، اس پر ایک مسلمان مرد نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوگا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔"

اسی طرح تصاویر کا معاملہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانداروں کی عام تصویر کشی کو حرام قرار دے کر تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب کا مستحق قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

۱:......"عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: اشد الناس عذاباً عنداللّٰہ المصورون. متفق علیه" (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ فرما رہے تھے کہ لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔"

۲:......"عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: ...... من صوّر صورةً عذب وکلّف ان ینفخ فیها ولیس بنافخ رواه البخاری" (مشکوٰۃ ص:۳۸۶)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کہ جس نے تصویر (جاندار) کی بنائی اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب میں رکھے گا جب تک وہ اس تصویر میں روح نہ پھونکے حالانکہ وہ کبھی بھی اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔"

پس جب اسلام میں اس قسم کی عام تصویر کشی حرام ہے تو فحش قسم کی تصاویر بنا کر شائع کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ اور پھر بہن بھائی کا ایک ساتھ کھڑے ہو کر اور کمر میں ہاتھ ڈال کر تصاویر نکلوانا تو بے حیائی کی حد ہے جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بہن بھائی کا رشتہ بہت ہی عزیز اور بہت ہی نازک ہے اس لیے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حکم دیا ہے:

"اذا بلغ اولادکم سبع سنین ففرقوا بین فروشھم" (کنزالعمال حدیث نمبر: ۴۵۳۲۹)

ترجمہ: "جب تمہاری اولاد کی عمریں سات سال ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرلو"

نیز فقہاء کرامؒ نے خوف فتنہ کے وقت اپنے محارم سے بھی پردہ لازمی قرار دیا ہے۔ الغرض! سوال میں جن حیا سوز واقعات کا ذکر ہے وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لیے ناقابل برداشت ہیں اور وہ اس پر احتجاج کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ فی الفور اس بے حیائی اور فحاشی کا سد باب کرے اور اس کے ذمہ دار افراد کو تعزیری طور پر سزائیں دلوائے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۳۳۸ تا ۳۴۱)

کیا کراماً کاتبین نیت پر مطلع ہوتے ہیں

سوال: کراماً کاتبین کو قلبی نیتوں اور ارادوں پر اطلاع ہوتی ہے' آیت کریم: "مَالِهٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً" سے یہی معلوم ہوتا ہے؟

جواب: حدیث میں ہے: "مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ وَاحِدَةٌ اَوْ كَمَا قَالَ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ پر اطلاع ہوتی ہے اور یہ بعید ہے کہ اس کاتب کو غیر کراماً کاتبین کہا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۸۰) "اطلاع کا طریق خواہ کچھ بھی ہوتا ہو" (م'ع)

ابلیس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہنے والا شخص کافر ہے

سوال: جو شخص ابلیس لعین کو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ جواب: حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۸۸) (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۱۷۹)

ردی کاغذوں سے برتن بنانا

سوال: کاغذ کی وہ ردی کہ جس میں خدا اور رسول خدا کے اسماء مبارکہ وغیرہ و نیز ہر قسم کی تحریر ہو اور اس کو پھاڑ کر پانی میں گلا کر اس میں کھلی یا آٹا وغیرہ ملا کر ڈلیاں وغیرہ تیار کریں تو یہ امر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جن کاغذات میں دینی احکام لکھے ہوں ان کو ایسے استعمال میں لانا جائز نہیں اور جن کاغذات میں اور مضامین ہوں ان کو ایسے استعمال میں لانا جائز ہے مگر اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ جہاں جہاں اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہو اس کو محو کر دے "مٹا دے" سیاہی پھیر دے یا زبان سے چاٹ کر لعاب نگل جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۵)

مکان کا ولیمہ

سوال: نیا مکان بنا کر اس میں وعظ کہلانا اور شیرینی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر برکت کے لیے شکریہ کے طور پر بغیر کسی غیر ثابت التزام کے ایسا کرے تو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۴۶) "جہاں عملاً التزام ہوا عتقاداً نہ سہی وہاں ترک بہتر ہے" (م ع)

حجر اسود کو بوسہ دینے پر اعتراض کا جواب

سوال: غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دے کر اس کی پوجا کرتے ہیں' ان کو کیا جواب دیا جائے؟

جواب: حجر اسود کو بوسہ محبت کی غرض سے دیا جاتا ہے' بطور عبادت و عظمت اور حاجت روا جان کر نہیں دیا جاتا' مذکورہ اعتراض کا جواب چودہ سو سال پہلے دیا جا چکا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا تھا "مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے' نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں' میرا رب تجھے بوسہ دینے کا حکم نہ کرتا تو میں بوسہ نہ دیتا" خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ طواف فرما رہے تھے' اس وقت کچھ نو مسلم دیہاتی بھی موجود تھے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو چومنے سے قبل ذرا ٹھہر گئے اور فرمایا "میں جانتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (معبود نہیں ہے) نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ چومتا"

ذرا سوچئے کہ مسلمان حجر اسود کو قابل پرستش حاجت روا اور نفع و نقصان کا مالک جانتے تو اس طرح خطاب کا کیا مطلب؟ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ بوسہ صرف جذبہ محبت میں دیتے ہیں' اپنی اولاد اور بیوی کو بھی

بوسہ دیتے ہیں کیا انہیں معبود اور حاجت روا سمجھ کر بوسہ دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۳۱)

بارش سے تر ہو کر زمین ناپاک نہیں ہوتی

سوال: کسی جنگل کی زمین بارش کی وجہ سے تر ہو گئی لہٰذا وہ جگہ ناپاک ہے یا پاک؟ ہم اس جگہ بغیر کپڑا بچھائے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب: جب وہاں کوئی نجاست نہیں تو محض بارش سے تر ہو جانے کی وجہ سے اس کو نجس نہیں کہا جائے گا' بغیر کپڑا بچھائے بھی وہاں نماز درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۳۱) ''شبہ اور وہم کی کیا ضرورت ہے'' (م'ع)

جو شخص پاکستان چلا جائے اس کے سامان کا حکم

سوال: احمد پاکستان جا کر مقیم ہو گئے' ان کا کچھ سامان ہندوستان زید کے کمرے میں ہے' اب ان کے سامان کا کیا کیا جائے؟ ان کے پاس خط لکھا تھا مگر جواب نہیں آیا؟

جواب: جو سامان وہاں موجود ہے اس کو محفوظ رکھا جائے اور مالک سے دریافت کر لیا جائے وہ اگر ہبہ' بیع صدقہ کرنے کو لکھے تو اس پر عمل کیا جائے' اگر مالک کہے تو کمرہ مالک کو دیدیا جائے یا اس سے معاملہ کر لیا جائے تاکہ وہ اس مغالطہ میں نہ رہے کہ احمد نے زید کو دے رکھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۱ص۴۷۹) ''زید کے پاس وہ سامان امانت ہے'' (م'ع)

سات آسمانوں کا وجود شرعی حیثیت سے

سوال: فیثا غورث کے نظریہ کے مطابق قواعد حرکت ارضی کو ترجیح دینا کہ جس سے آسمانوں کی جسمانیت کثیفہ کی نفی لازم آتی ہے اور اجسام کثیفہ کے باہم تداخل کا اقرار کرنا پڑتا ہے' شرعاً معذور ہے یا نہیں؟ اور جس صورت میں فیثا غورث کا نظریہ تسلیم کرنے کی بناء پر انکار سما مطلقاً تو نہیں ہوتا مگر جسمانیت کثیفہ کا انکار ضرور ہوتا ہے مذکورہ صورت کا تسلیم کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور اس نظریہ کا قائل مثل حکماء فرنگ یہ کہے کہ خدا کی حکمت کاملہ کے آثار یہ بتاتے ہیں کہ کرہ ارضیہ کے مانند اجرام سماویہ بھی مخلوق کا مسکن ہے تو اس قول کی وجہ سے اس کے عقیدے میں کوئی نقصان تو نہ آئے گا؟

جواب: اس مسئلہ میں نہ فیثا غورثی ہیئت کا اعتبار ہے اور نہ بطلیموسی کا بلکہ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام سے ثابت ہونے والی ہیئت پر ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً

''جس نے بنایا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت''

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ. اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا

''اللہ تعالیٰ نے بنائے سات آسمان اور زمین انہیں جیسی' کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ بہ تہ۔''

اس کے علاوہ قرآن کی بہت سی آیات آسمانوں کے وجود اور ان کا عدد سات ہونے پر دلالت قطعیہ کرتی ہیں' لہٰذا وجود آسمانی کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ بیہقی عبداللہ بن عمر و بن العاص سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّہٗ نَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ تَبَارَکَ مَا اَشَدُّ بَیَاضِھَا وَالثَّانِیَۃُ اَشَدُّ بَیَاضِھَا مِنْھَا ثُمَّ کَذَالِکَ حَتّٰی بَلَغَ سَبْعَ السَّمٰوٰتِ وَخَلَقَ فَوْقَ السَّابِعَۃِ الْمَاءَ وَجَعَلَ فَوْقَ الْمَاءِ الْعَرْشَ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر کی اور فرمایا بابرکت ہے وہ ذات آسمان کتنا سفید ہے اور دوسرے آسمان کی سفیدی اس سے بھی زیادہ ہے' یہاں تک کہ ہر آسمان کے اوصاف بیان کیے'' اور پھر فرمایا کہ اللہ نے'' ساتویں آسمان کے اوپر پانی پیدا فرمایا اور پانی کے اوپر عرش پیدا فرمایا'' (از ناصر)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ھٰذَا مَوْجٌ مَّکْفُوْفٌ عَنْکُمْ

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ آسمان کثیف وغلیظ ہے' ہوا کی طرح لطیف نہیں اور لطیف کہنا حدیث کا انکار ہے اب رہا آسمانوں میں مخلوق کا ہونا اس کا ثبوت شریعت سے نہیں ملتا' البتہ اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ کا مسکن ہے۔ ابن عباس کی روایت میں ہے:

قَالَ خَلَقَ فِیْ کُلِّ خَلْقًا مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ وَالْخَلْقَ الَّذِیْ فِیْھَا مِنَ الْبِحَارِ وَجِبَالِ الْبَرْدِ وَمَالَا یَعْلَمُ.

''ارشاد نبوی ہے کہ اللہ نے ہر آسمان میں ملائکہ کو پیدا فرمایا اور آسمانوں میں سمندر اور ٹھنڈے پہاڑ جیسی مخلوقات بھی ہیں اور بعض مخلوقات وہ ہیں جن کے متعلق کچھ علم نہیں۔''

اور محض عقل سے ثابت کرنا ممکن نہیں لہٰذا کہنا پڑے گا کہ اس بارے میں جو کچھ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس پر اعتقاد ویقین کرنا چاہیے۔ فیثاغورث اور بطلیموس کے وہ عقائد ومسائل کہ شریعت

ان کا انکار کرتی ہے ان پر یقین نہ ہو بلکہ اس کے مقابلے میں قرآن وحدیث کی بیان کردہ صورت کو صحیح سمجھ کر یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ قرآن وحدیث ان کے غلط نظریات کو رد کرنے کے لیے نازل کیا گیا اور ان "عقلی خیالات" کو صحیح سمجھ کر اختیار کرنا مسلمان کی شایان شان نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۴۹۱)

قصص الانبیاء معتبر کتاب ہے یا نہیں؟

سوال: کتاب قصص الانبیاء کا پڑھنا اور پڑھ کر لوگوں کو سنانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کتاب غیر معتبر ہے تو غیر معتبر ہونے کا حکم علی الاطلاق ہے یا تعیین مواضع کے ساتھ؟ اور فارغ التحصیل عالم یہ کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنائے تو کیسا ہے؟

جواب: کتاب قصص الانبیاء فارسی زبان میں ہے' تلاش کرنے کے بعد بھی فارسی نسخہ نہیں ملا' دارالعلوم اشرفیہ سے ترجمہ دستیاب ہوا ہے مگر مطالعہ کا وقت نہیں مل سکا' اتفاق سے ایک دوست نے کہا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی زیور (نمبر۱۰) میں بعنوان "بعضی کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نفع ہوتا ہے" اس میں قصص الانبیاء (کتاب قصص الانبیاء مفید ضرور ہے مگر اس کی سب روایات صحیح نہیں ہیں جیسے عوج بن عنق کا قصہ فرضی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مصنف کے پیش نظر ایسی تفاسیر بھی ہیں جو اسرائیلیات سے پاک نہیں ہیں' جیسے ثعالبی کی العرائس حاشیہ بحوالہ بالا از مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم) کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ جب حضرت محقق نے مفید بتلایا ہے تو اب مزید تحقیق کی ضرورت نہیں' تاریخ کی کتاب ہے عقائد واحکام کی نہیں ہے اور پڑھ کر سنانے والا جب عالم ہوگا تو غلط فہمی کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۳۱۹)

مجلس میں استقبال قبلہ

سوال: بعض آدمی جو پورب کی طرف رخ کر کے نہیں بیٹھتے' اگر ایسا کوئی شخص کرے کچھ ثواب ہوگا یا نہیں؟ سوال کرنے سے وہ شخص کہتا ہے کہ استدبار قبلہ لازم آئے گا؟ اس واسطے میں اس سے پرہیز کرتا ہوں؟ جواب: روایات سے مستقبل قبلہ بیٹھنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اگر ان روایات میں ضعف بھی مان لیا جاوے تب بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی کافی ہے۔" ایسا شخص ثواب پائے گا" (م'ع) (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۸۵)

قبلہ رخ تھوکنا اور پیشاب کرنا

سوال: کعبۃ اللہ کی سمت رخ کر کے یا مسجد کے زیر سایہ پیشاب کرنا اور تھوکنا کیسا ہے؟

جواب: قبلہ رخ تھوکنا نہیں چاہیے اور پیشاب کرنا تو زیادہ مکروہ ہے اس سے بچ کر مسجد کے زیر سایہ اس طرح کہ بدبو مسجد میں نہ آئے گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۷۴) ''بعض لوگ مسجد سے ملحق بیت الخلاء (فلیش) اور پیشاب خانے بنادیتے ہیں اور ان کی بدبو مسجد میں پہنچتی ہے یہ درست نہیں'' (مؔ ع)

قبلہ کی جانب پیر کر کے سونا

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سوتا ہے ہم نے ان سے کہا کہ قبلہ جہت پیر کر کے سونا گناہ ہے اس نے کہا اپنے پیغمبر بھی سوتے تھے اور سونا گناہ نہیں اور کہتا ہے کہ گاؤں کے مشرقی جانب قبرستان ہوں تو میت کو کیسے لے جاتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: بجانب قبلہ پیر پھیلا کر سونا مکروہ تحریمی قریب حرام ہے جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے وہ فاسق اور مردود الشہادۃ ہے۔ جاہل ضدی شخص دینی بحث کے قابل نہیں۔ ''جو ضرورت اور بلا ضرورت میں بھی فرق نہ کر سکے اس کی جہالت میں کیا شک کیا جاسکتا ہے۔'' (مؔ ع) (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۷۹)

بزرگوں کے القاب میں قبلہ و کعبہ لکھنا

سوال: بہشتی زیور میں القاب بزرگان میں قبلہ و کعبہ لکھا گیا ہے اور تذکرۃ الرشید میں مکروہ تحریمی لکھا ہے اس کی تاویل کیا ہے؟

جواب: بلا تاویل مکروہ تحریمی ہے اور بتاویل معنی مجازی کے جائز ہے۔ گو خلاف اولیٰ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۷۴) ''بہشتی زیور میں معنی مجازی کے لحاظ سے لکھا گیا ہے'' (مؔ ع)

ایسی پنچایت میں شرکت جس کے قوانین غیر شرعی ہوں

سوال: انصاری برادری کی پنچایت میں کچھ قوانین غیر شرعی ہیں مثلاً شادی میں کوئی ولیمہ کرنا چاہے تو پورے گاؤں کی برادری کو بلائے یا پھر پورے محلہ کی برادری کو بلائے اگر دوسرے محلہ کے ایک شخص کو بلائے خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو اس محلہ کی پوری برادری کو بلائے اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے جوا کھیلے شراب پئے اس پر کوئی پابندی نہیں تو ایسی پنچایت میں شامل رہنا بہتر ہے یا علیحدگی بہتر ہے؟

جواب: جب اس کی کوئی بات شرع محمدی کے مطابق نہیں تو پھر وہ شرعی پنچایت نہیں اس میں شرکت سے غیر شرعی باتوں کو تقویت و ترویج ہوگی جس کی شرعاً اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ

ج ۷ اص ۳۹۸) ''ایسی پنچایت سے علیحدہ رہنا چاہیے'' (م‘ع)

عائلی قوانین کی شرعی حیثیت

سوال: فیلڈ مارشل ایوب خان مرحوم نے اپنے دور حکومت میں جو عائلی قوانین نافذ کیے تھے ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: ایوب خان مرحوم نے جن عائلی قوانین کا آرڈیننس جاری کیا تھا اس کی بعض دفعات قرآن کریم اور احادیث سے مثلاً:

(۱) دفعہ نمبر ۴ قابل توجہ ہے جس کی رو سے اگر کسی شخص کے چند لڑکوں اور لڑکیوں میں سے کوئی ایک لڑکا یا لڑکی اس کی زندگی میں ہی فوت ہو جائے اور اس نے لڑکا یا لڑکی اولاد چھوڑی ہو تو اس دادا یا نانا کی وفات کے وقت شرعی قاعدہ کی رو سے صلبی بیٹوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں پوتے اور نواسے کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا جبکہ اس قانون نے ان کو حصہ دلانے کے لیے مرنے والے بیٹے یا بیٹی کو زندہ فرض کر کے ان کا حصہ ان کی اولاد کو حصہ دلوایا ہے۔ حالانکہ صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے: ''ولا یرث ولدالابن مع الابن'' یعنی کسی بیٹے کی موجودگی میں پوتا میراث نہیں لے سکتا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹۷ کتاب الفرائض)

(۲) دفعہ نمبر ۶: اس دفعہ میں ایک سے زائد بیویاں رکھنے پر کڑی پابندی عائد کی گئی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے کوئی بھی شخص ثالثی کونسل کی تحریری اجازت کے بغیر نہ تو دوسری شادی کر سکے گا اور نہ ہی مذکورہ منظوری کے بغیر کسی شادی کو اس آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ کیا جائے گا۔ حالانکہ اس کے مقابل میں قرآن مجید کا فیصلہ بہت واضح ہے۔ ''قولہ تعالیٰ: فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ'' (النساء نمبر ۳) اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر شخص کو بیک وقت چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۳) دفعہ نمبر ۷: اس دفعہ میں طلاق اور عدت کے متعلق چند قوانین بیان کیے گئے ہیں اس دفعہ کی ذیلی دفعہ نمبر ۱ کے تحت کوئی طلاق اس وقت تک مؤثر نہ ہوگی جب تک کہ چیئرمین یونین کونسل کو دیئے گئے نوٹس کی تاریخ سے نوے (۹۰) دن نہ گزر گئے ہوں چاہے ایک طلاق ہو یا ایک سے زائد چاہے مطلقہ غیر مدخول بہا ہو یا مدخول بہا۔ حالانکہ کتاب اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ جب کسی غیر مدخول بہا عورت کو طلاق دی جائے تو فوراً شوہر کے نکاح سے نکل کر بغیر عدت گزارے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔

"قوله تعالیٰ: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَالَکُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلاً. (الاحزاب نمبر۴۹)

اور جب مدخول بہا عورت کو طلاق دی جائے تو اس صورت میں بھی طلاق کا اپنا اثر فوراً ظاہر ہو کر اس عورت کو مطلقہ کہا جاتا ہے' صرف اتنا فرق ہے کہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے عدت پوری کرے گی۔

قوله تعالیٰ: وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ (الیٰ) وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِکَ اِنْ اَرَادُوْآ اِصْلَاحًا. (سورة البقره آیت نمبر ۲۲۸)

(۴) دفعہ نمبر۱۲: اس دفعہ کی منشاء یہ ہے کہ کسی لڑکی کا نکاح سولہ سال اور لڑکے کا نکاح اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے کرنا جرم ہوگا۔ حالانکہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تو اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر صرف چھ سال کی تھی اور رخصتی کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال کی تھی۔

لما فی الحدیث: عن عائشةؓ قالت تزوّجنی النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم وانابنت ست سنین و بنٰی بی وانا بنت تسع. (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۶)

(عن عروة تزوّج النّبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم عائشةؓ وهی ابنة ستٍّ وبنٰی بهاوهی ابنة تسع ومکثت عندهٗ تسعًا. (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷۵ باب من بنی بامراة وهی بنت تسع سنین: کتاب النکاح)

یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے اس وقت اس قانون کے خلاف آواز اٹھا کر اپنی ذمہ داریاں پوری کیں۔ اگرچہ اس وقت سے لے کر اب تک قائم ہونے والی ہر حکومت انہی پر عمل پیرا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۳۵۹ تا ۳۶۱)

کتاب العلم

تعلیم و تعلم، علم سے متعلق مسائل کا بیان

تعلیم نسواں کی ضرورت

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی دینی ضروریات کے لیے کافی وافی نہیں۔ دو وجہ سے اولاً پردہ کے سبب سے سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا تقریباً ناممکن ہے اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جائے تو بعض مستورات کو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو دوسروں کے لیے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہوگئی یا کسی کے گھر میں باپ' بیٹا' بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا عادۃً ناممکن ہے تو عورتوں کی عام احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں۔ پس کچھ عورتوں کو متعارف طریقہ سے تعلیم دینا واجب ہوا (کیونکہ) واجب کا مقدمہ (ذریعہ) واجب ہوتا ہے' گو بالغیر سہی۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۶۵ ج ۱)۔ اصلاح خواتین ص ۱۲۰۔

مردوں کے مقابلہ میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم زیادہ ضروری ہے

اولاد کی اصلاح کیلئے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے کیونکہ عورتوں کی اصلاح نہ ہونے کا اثر مردوں پر بھی پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو مرد ہونے والے ہیں اور ان پر ماؤں کے اخلاق وعادات کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقل ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو گو وہ اس وقت بات نہ کر سکے مگر اس کے دماغ میں ہر بات ہر فعل

منقش ہو جاتا ہے۔اس لیے اس کے سامنے کوئی بات بھی بے جا اور تازیانہ کرنی چاہیے بلکہ بعض حکماء نے یہ لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر اس پر پڑتا ہے اس لیے لڑکیوں کی تعلیم واصلاح زیادہ ضروری ہے کیونکہ لڑکے تو بعد میں ماؤں کے قبضہ سے نکل کر استاد اور مشائخ کی صحبت میں بھی پہنچ جاتے ہیں جس سے ان کی اصلاح ہو جاتی ہے' لڑکیوں کو یہ بات میسر نہیں ہوتی وہ ہر وقت گھر میں رہتی ہیں اور ان کے لیے یہی اسلم (بہتر) ہے۔

ضرورت اس کی ہے کہ عورتوں میں بھی علم دین کی جاننے والیاں کچھ ہوں تو ان کے ذریعے سے عورتوں کی اصلاح باآسانی ہو جائے گی کیونکہ مردوں کے عالم ہونے سے عورتوں کی پوری اصلاح نہیں ہوتی۔ (التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ص ۱۶۴'۱۶۶' ج ۴)

(لڑکیوں' عورتوں کی اصلاح نہ ہونے میں) سارا قصور اللہ رحم کرے ماں باپ کا ہے کہ وہ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام واہتمام بالکل نہیں کرتے۔ (التبلیغ ص ۶۲ ج ۷)۔اصلاح خواتین ص ۴۲۱۔

عورتوں کو علم دین پڑھانے کا فائدہ

میں بقسم کہتا ہوں کہ عورتوں کو دین کی تعلیم دے کر تو دیکھو اس سے ان میں عقل وفہم وسلیقہ اور دنیا کا انتظام بھی کس قدر پیدا ہوتا ہے۔ جن عورتوں کو دین کی تعلیم حاصل ہے عقل وفہم میں وہ عورتیں کبھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتیں جو ایم اے میمیں ہو رہی ہیں' ہاں بے حیائی میں وہ ضرور ان سے بڑھ جائیں گی اور باتیں بنانے میں بھی انگریزی پڑھنے والیاں شاید بڑھ جائیں گی مگر عقل کی بات دیندار عورت ہی کی زبان سے زیادہ نکلے گی۔

شوہر صاحب بیوی میں عیب تو نکالتے رہتے ہیں مگر اس کی تعلیم کا تو اہتمام کریں۔

(التبلیغ ص ۳۱) حوالہ بالا۔

دینی تعلیم اور جدید تعلیم کا موازنہ

جس کا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علم دین کے برابر دنیا میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب وسلیقہ نہیں سکھلاتا۔ چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علم دین نے پورا اثر کیا ہو اور ایک شخص وہ لیجئے جس پر جدید تہذیب نے پورا اثر کیا ہو پھر دونوں کے اخلاق اور معاشرت اور معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان وزمین کا تفاوت پائیں گے۔ البتہ اگر تصنع وتکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اس کی یہی غلطی ہوگی کہ ایک شئی کا مفہوم اس نے غلط ٹھہرالیا اور اگر کسی کے

ذہن میں اس وقت کوئی دین دار ایسا ہو جس میں حقیقی تہذیب کی کمی ہو اس کی وجہ یہ ہو گی کہ اس نے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا۔ (اصلاح انقلاب ص ٢٧٠) اصلاح خواتین ص ٤٢٢۔

دینی تعلیم نہ ہونے کا نقصان اور انجام

اب اس تعلیم کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اور وہ تعلیم اختیار کر لی ہے جو مضر ہے جو مفید اور ضروری تعلیم تھی اس میں تو کمی ہوتی جاتی ہے بلکہ ناپید ہوتی جاتی ہے اس تعلیم کے نہ ہونے کے یہ نتائج ہیں کہ اخلاق درست نہیں ہوتے اور باوجود یہ کہ عورتوں میں محبت اور جانثاری اور ایثار کا مادہ بہت زیادہ ہے پھر بھی خاوند سے ان کی نہیں بنتی کیونکہ مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ان میں پھوہڑ پن اور بے باکی موجود ہے جو کچھ زبان میں آجائے بے دھڑک بک ڈالتی ہیں جس سے خاوند کو تکلیف پہنچتی ہے اور خانہ جنگیاں پیدا ہو جاتی ہیں' زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ (التبلیغ وعظ کساء النساء ص ٨٢ ج ٧) حوالہ بالا۔

تعلیم نسواں میں مفاسد کا شبہ اور اس کا جواب

بعض حضرات کی تو رائے یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم مضر ہے۔ (کیونکہ بہت سے مفاسد کا ذریعہ اور پیش خیمہ ہے جس کا سد باب ضروری ہے) مگر اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی نے اپنے گھر والوں کو کھانا کھلایا' اتفاق سے بیوی بچہ سب کو ہیضہ ہو گیا' اب آپ نے رائے قائم کی کہ کھانے پینے سے تو ہیضہ ہو جاتا ہے اس لیے کھانا پینا سب بند اور دل میں ٹھان لی کہ کھانے پینے کے برابر کوئی چیز بری نہیں۔ سو تعلیم سے اگر کسی کو ضرر پہنچ گیا تو یہ تعلیم کی بد تدبیری سے ہے نہ کہ تعلیم سے۔ (العاقلات الغافلات حقوق الزوجین ص ٣٠٦)

(اگر مفاسد کا اعتبار کیا جائے تو) اس میں عورتوں کی کیا تخصیص ہے اگر مردوں کو پیش آئیں وہ بھی ایسے ہی ہوں گے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جائے بلکہ اہتمام کیا جائے۔ (اصلاح انقلاب ص ٢٦٨) حوالہ بالا۔

مردوں پر عورتوں کی تعلیم ضروری اور واجب ہے

مرد عورتوں کی تعلیم اپنے ذمہ ہی نہیں سمجھتے۔ (حالانکہ) آپ حضرات کے ذمہ ان کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ مردوں پر واجب ہے کہ ان کو احکام بتلائیں۔ حدیث میں ہے کہ "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ" (یعنی تم سب ذمہ دار ہو تم سے قیامت میں تمہاری ذمہ داری کی چیزوں سے سوال کیا جائے گا)۔

مرد اپنے خاندان میں اپنے متعلقین میں حاکم ہیں۔ قیامت میں پوچھا جائے گا کہ محکومین کا کیا حق ادا کیا۔ محض نان نفقہ ہی سے حق ادا نہیں ہوتا کیونکہ یہ کھانا پینا دنیا کی زندگی تک ہے آگے کچھ بھی نہیں اس لیے صرف اس پر اکتفا کرنے سے حق ادا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا

''کہ اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ یعنی ان کی تعلیم کرو' حقوق الٰہی سکھلاؤ' ان سے تعمیل بھی کراؤ۔''

تو گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کے معنی یہی ہیں کہ ان کو تنبیہ کرو' بعض لوگ بتلا تو دیتے ہیں مگر ڈھیل چھوڑ دیتے ہیں' کہتے ہیں کہ دس دفعہ تو کہہ دیا نہ مانیں تو ہم کیا کریں۔ سچ تو یہ ہے کہ مردوں نے بھی دین کی ضرورت کو ضرورت نہیں سمجھا' کھانا ضروری' فیشن ضروری' ناموری ضروری مگر غیر ضروری ہے تو دین دنیا کی ذرا سی مضرت کا خیال ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر دین کی مضرت پہنچ گئی تو کیسا بڑا نقصان ہوگا۔ پھر اگر وہ مضرت ایمان کی حد میں ہے تب تو چھٹکارا بھی ہو جائے گا مگر نقصان (عذاب) پھر بھی ہوگا۔ گو دائمی نہ ہو اور اگر ایمان کی حد سے بھی نکل گئی تب تو ہمیشہ کا مرنا ہو گیا اور تعجب ہے کہ دنیا کی باتوں سے تو بے فکری نہیں ہوتی مگر دین کی باتوں سے کس طرح بے فکری ہو جاتی ہے۔ (حقوق الزوجین مطبوعہ پاکستان ص ۳۵' دعوات عبدیت ص ۱۷۰)

(خلاصہ یہ کہ حدیث کے بموجب) بڑا چھوٹے کا نگراں ہوتا ہے اور اس سے باز پرس ہوگی تو جس طرح ممکن ہو عورتوں کو دین مرد خود سکھا دیں یا کوئی بی بی دوسری بیبیوں کو سکھا دے اور سکھانے کے ساتھ ان کا کاربند بھی بنا دے اس کے بغیر براءت نہیں ہو سکتی۔ (دعوات عبدیت ص ۸۱ ج ۱۷)۔ اصلاح خواتین ص ۴۲۳۔

عورتوں کو دینی تعلیم نہ دینا ظلم ہے

اب تو حالت یہ ہے کہ گھر جا کر سب سے پہلے سوال کرتے ہیں کہ کھانا پکایا نہیں' اگر کھانا تیار ہوا نمک تیز ہو گیا تو اب گھر والوں پر نزلہ اتر رہا ہے۔ غرض آج کل مردوں کو نہ عورتوں کے دین کی فکر ہے نیا کی فکر ہے۔ بس اپنی راحت کی فکر ہے' رات دن عورتوں سے اپنی خدمت لیتے رہتے ہیں' کبھی ہے کی اور کبھی کپڑا سینے کی' نہ ان کے دین کی فکر نہ دنیا کی' نہ آرام کی نہ راحت کی ان کو جاہل بنا رکھا یاد رکھو! یہ بڑا ظلم ہے جو تم نے عورتوں پر کر رکھا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ خود بھی کامل بنیں اور عورتوں

کو بھی کامل بنائیں جس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ "پہلے علم دین حاصل کرو پھر عمل کا اہتمام کرو"۔ (التبلیغ وعظ ستماع والاتباع ص ۴۳ ج ۴)۔ اصلاح خواتین ص ۴۲۴۔

حدیث طلب العلم

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" دینی تعلیم کے واسطے زیادہ صریح تھی مگر اس میں مسلمۃ کی زیادتی ثابت نہیں بلکہ ناواقفوں نے اپنی طرف سے لفظ مسلمۃ حدیث میں اضافہ کر دیا ہے گو معنی صحیح ہے مگر لفظاً صحیح نہیں۔ تو میں نے اس مسئلہ میں عورتوں کی تعلیم کو عموم آیت سے مستنبط کرنا چاہا کیونکہ آیات واحادیث کا عموم وخصوص دونوں حجت ہیں۔ (التبلیغ ص ۲۷۶ ج ۴)۔ حوالہ بالا۔

عورتوں کو عربی درس نظامی کی تعلیم

میں عورتوں کی تعلیم کا مخالف نہیں مگر یہ کہتا ہوں کہ تم ان کو مذہبی تعلیم دو اور زیادہ ہمت ہو تو عربی علوم کی تعلیم دو اور اس کے لیے زیادہ ہمت کی قید اس لیے ہے کہ عربی کے لیے زیادہ فہم اور زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ (ایضاً ص ۲۲۶ ج ۱۴)

درحقیقت بات یہی ہے کہ مرد تو تمام علوم کے جامع ہو سکتے ہیں عورتیں (عادۃً) نہیں ہو سکتیں۔ جامعیت کے لیے بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے جو عورتوں میں نہیں ہے مگر آج کل سب کو عقل کا ہیضہ ہو رہا ہے آزادی کا زمانہ ہے ہر ایک خود مختار ہے۔ چنانچہ عورتیں بھی کسی بات میں مردوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتیں، ہر علم وفن کی تکمیل کرنا چاہتی ہیں، تصنیفیں کرتی ہیں، اخبارات میں مضامین بھیجتی ہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ صحیح نہیں کہ ہر علم مفید ہے اور نہ ہر شخص میں ہر علم کے حاصل کرنیکا حوصلہ ہے۔ جامعیت (یعنی تمام علوم منقول ومعقول منطق فلسفہ وغیرہ) مردوں کا حوصلہ ہے، عورتوں کو انکی ریس کرنا حوصلہ سے باہر بات کرتا ہے۔ اس جامعیت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو صفات عورتوں میں ہونی چاہئیں وہ بھی باقی نہیں رہیں گی۔ چنانچہ رات دن اسکا تجربہ ہوتا جاتا ہے۔ (التبلیغ وعظ کساء النساء ص ۶۷، ۶۸ ج ۷)

عورتوں کے لیے (بہتر یہ ہے کہ) ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کر دیں تا کہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکی پڑھتی ہیں، میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لیے اکثر کے لیے مناسب نہیں۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۳ ج ۱)۔ اصلاح خواتین ص ۴۶۵۔

لڑکیوں کو حفظ قرآن کی تعلیم

لڑکا ہو یا لڑکی جب سیانے ہو جائیں ان کو علم دین پڑھائیں، قرآن شریف بڑی چیز ہے کسی

حالت میں ترک نہ کرنا چاہیے۔ یہ خیال نہ کریں کہ وقت ضائع ہوگا۔ اگر قرآن شریف پورا نہ ہو آدھا ہی ہو یہ بھی نہ ہو اخیر کی طرف سے ایک ہی منزل پڑھادی جائے اس میں چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی۔ ایک منزل پڑھانے میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے۔ قرآن شریف کی یہ بھی برکت ہے کہ حافظ قرآن کا دماغ دوسرے علوم کے لیے ایسا مناسب ہو جاتا ہے کہ دوسرے کا نہیں ہوتا' یہ رات دن کا تجربہ ہے۔ (حقوق الزوجین وعظ العاقلات الغافلات)۔ حوالہ بالا۔

عورتوں کو کون سے علوم اور کتابیں پڑھائی جائیں

میں کہتا ہوں ان کو مذہبی تعلیم دی جائے' فقہ پڑھایئے' تصوف پڑھایئے' قرآن کا ترجمہ و تفسیر پڑھایئے جس سے ان کی ظاہری' باطنی اصلاح ہو۔ عورتوں کے لیے تو بس ایسی کتابیں مناسب ہیں جن سے خدا کا خوف جنت کی طمع اور شوق دوزخ سے ڈر اور خوف پیدا ہوا۔ اس کا اثر عورتوں پر بہت اچھا ہوتا ہے اس لیے میں پھر کہتا ہوں کہ عورتوں کو وہ تعلیم جس کو پرانی تعلیم کہا جاتا ہے بقدر کفایت ضرور دینا چاہیے وہی تعلیم اخلاق کی اصلاح کرنے والی ہے جس سے ان کی آخرت اور دنیا سب درست ہو جائے۔ عقائد صحیح ہوں' عادات درست ہوں' معاملات صاف ہوں' اخلاق پاکیزہ ہوں۔ (التبلیغ ص ۶۳)

ضرورت ہے کہ بچیوں کو نئی تعلیم وانگریزی وغیرہ کے بجائے پرانی تعلیم (یعنی اسلامی تعلیم) دیجئے تاکہ وہی تعلیم ان کے رگ وپے میں رچ جائے' پھر آپ دیکھیں گی وہ بڑی ہو کر کیسی باحیا' سلیقہ شعار' دیندار اور سمجھدار ہوں گی۔ (ایضاً ص ۸۰)۔ اصلاح انقلاب ص ۴۲۶۔

اصولی بات

یہ امر زیر بحث ہے کہ کون سی تعلیم ہونا چاہیے۔ مختصر یہ کہ دین کی تعلیم ہو ہاں گھر کا حساب کتاب یا دھوبی کے کپڑے لکھنے کی ضرورت ان کو بھی واقع ہوتی ہے سو اتنا حساب و کتاب بھی سہی (ضروری ہے) اور اگر محض اس ضرورت سے آگے کمال حاصل کرنے کے لیے ان کو تعلیم دی جاتی ہے سو کمال بھی جب ہی معتبر ہوتا ہے جب کہ مضرت نہ ہو۔ ہم تو مشاہدہ کرتے ہیں کہ نئی تعلیم سے مضرت پہنچتی ہے۔ اس وجہ سے ان کی تعلیم میں یہ امور تو ہرگز نہ ہونے چاہئیں' اسی طرح ہر وہ تعلیم جس سے دینی ضرر پیش آئے (وہ بھی نہ ہونا چاہیے) البتہ دینی تعلیم مضر ہو ہی نہیں سکتی جبکہ اس کے ایسے فضائل اور منافع دیکھے بھی جاتے ہیں تو پھر وہ کیسے مضر ہو سکتی ہے۔ (حقوق الزوجین ص ۳۰۷)۔ حوالہ بالا۔

عورتوں کا کورس اور نصاب تعلیم

ضروری ہے کہ عورتوں کی تعلیم کا کورس کسی محقق عالم سے تجویز کراؤ اپنی رائے سے تجویز نہ کرو۔ (التبلیغ ص ۲۳۳ ج ۱۲)

لڑکیوں کیلئے نصاب تعلیم یہ ہونا چاہیے کہ پہلے قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جائے، پھر دینی کتابیں سہل زبان میں جن میں دین کے تمام اجزاء کی مکمل تعلیم ہو میرے نزدیک بہشتی زیور کے دسواں حصہ ضرورت کیلئے کافی ہیں۔ بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کیلئے مفید ہے۔ اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقی کا مطالعہ ہمیشہ رکھیں، مفید کتابوں کے مطالعہ سے کبھی غافل نہ رہیں۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۳ ج ۱)

عورتوں کے پاس ایسی کتابیں پہنچاؤ جن میں دین کے پورے اجزاء سے کافی بحث ہو۔ عقائد کا بھی مختصر بیان ہو وضو اور پاکی ناپاکی کے بھی مسائل ہوں۔ نماز روزہ حج، زکوٰۃ، نکاح بیع وشراء کے بھی مسائل ہوں، اصلاح اخلاق کا طریقہ بھی مذکور ہو آداب اور سلیقہ (و تہذیب) کی باتیں بھی بیان کی گئی ہوں۔ یہ بات مردوں کے ذمہ ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے ان سے بھی مواخذہ ہوگا۔ (حقوق الزوجین ص ۱۰۲) اصلاح خواتین ص ۴۲۷۔

عورتوں کے نصاب کا خاکہ وخلاصہ

بہشتی زیور کی اہمیت افادیت خصوصیت

عورتوں کے نصاب میں چند رسالے ایسے ہونے چاہئیں جن میں (۱) عقائد ضروریہ ہوں (۲) دینیات کے مسائل طہارت نماز روزہ (زکوٰۃ حج) اور نکاح طلاق (وحقوق) اور بیع وشراء وغیرہ کے ضروری احکام ہوں۔ (۳) اور کچھ قیامت کے واقعات (احادیث وغیرہ) ہوں۔

(۴) نیک بیبیوں (عورتوں) کی مختصری تاریخ سیرت حالات وواقعات ہوں۔

(۵) اور کچھ سلیقہ کی باتیں سینے پرونے (کھانے پکانے) وغیرہ کی جو خانہ داری کیلئے ضروری ہیں۔

(۶) کچھ بیماریاں اور ان کے علاج کا بھی بیان ہونا چاہیے کہ بال بچے والے گھر میں اس کی بھی ضرورت ہے۔ یہ ہے نصاب کامل جس کی تعلیم نسواں کے لیے ضرورت ہے۔ ان سب کے لیے بہشتی زیور کے مکمل حصے بہت کافی ہیں اور اگر بہشتی زیور ناپسند ہو تو اور کوئی رسالہ جن میں یہ مضامین ہوں جمع کر لینا چاہیے یا بہشتی زیور ہی میں جو ناپسند ہوں خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ حذف کر دیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ جو عبادت کاٹی جائے یا بڑھائی جائے اسے حاشیہ پر ظاہر کر دیا جائے کہ اصل میں یوں تھا اور اب عبارت یوں بنائی گئی ہے اور کوئی مضمون شرع کے خلاف نہ ہو۔

یا یہ کہ آپ اپنی عبارت میں کوئی ایسی کتاب لکھ دیجئے' میں اپنے دوستوں کو ایک اشتہار دیدوں گا کہ وہ بہشتی زیور کو ترک کر دیں اور یہ نئی کتاب جو اس کے ہم مضمون ہے بجائے اس کے لے لیں یا پھر دوسرے علماء کے رسائل کا انتخاب کر لو۔ مگر اسی شرط سے کہ ان میں عبادات معاملات تربیت وترغیب اور اخلاق وتہذیب کے مضامین اور معاشرت کی ضروری باتیں بھی ہوں۔ (وعظ اصلاح الیتامیٰ ملحقہ حقوق وفرائض ص۲۰۲) حوالہ بالا۔

دنیاوی فنون اور دستکاری کی تعلیم

یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے عورتوں کے لیے ہرگز زیبا نہیں۔ البتہ دنیاوی فنون میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دستکاری یہ مناسب ہے (بلکہ آج کل ضروری ہے کہ اگر کسی وقت کوئی سرپرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے تو کما سکے۔ (اصلاح انقلاب ص۲۷۰ ج۱)۔ اصلاح خواتین ص۳۶۸۔

لڑکیوں کو انگریزی اور جدید تعلیم

تعلیم سے میری مراد ایم اے، بی اے نہیں ہے یہ ایم اے بن کر کیا کریں گے، یہ میمیں ہیں اور بی اے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ بی تو خود ہیں، اے بڑھانے کی کیا ضرورت ہے، آج کل یہ بھی ایک رواج چلا ہے کہ عورتوں کو بھی ایم اے بی اے بناتے ہیں کیا ان کو نوکری کرنا ہے جو اتنی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کی جائیں۔ (التبلیغ ص۲۶ ج ۷) حوالہ بالا۔

جدید تعلیم کا ضرر

یہ جدید تعلیم تعلیم نہیں بلکہ تجہیل ہے اور عورتوں کے لیے تو نہایت ہی مضر ہے یہ تعلیم تو جہل سے بھی بدتر ہے، جہل میں اتنی خرابیاں نہیں جتنی اس تعلیم میں ہیں، عورتوں کے لیے تعلیم کا وقت بچپن کا وقت ہے مگر آج کل شہروں میں بچپن ہی سے لڑکیوں کو نئی تعلیم دی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس تعلیم کے آثار و نتائج ان کے رگ و پے میں سرایت کر جاتے ہیں پھر دوسری کوئی تعلیم ان پر اثر کرتی ہی نہیں، لڑکیوں کی مثال بالکل کچی نرم لکڑی کی سی ہے اس کو جس صورت پر قائم کر کے خشک کرو گے تمام عمر ویسی ہی رہے گی۔ جب بچپن ہی سے نئی تعلیم دی گئی، نئے اخلاق سکھائے گئے نئی وضع نئی قطع، نیا طرز معاشرت ان کی نظروں میں رہا تو وہ اسی میں پختہ ہوگئیں، بڑی ہو کر ان کی اصلاح کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ (التبلیغ ص۸۰ ج ۷)

بعض عورتیں بھی میموں کی تقلید کی حرص کرنے لگی ہیں۔ چنانچہ سر پر ایک کنگھا لگاتی ہیں جس سے بال بکھرتے نہیں اور بال بھی انگریزی رکھتی ہیں۔ مگر اب سنا ہے کہ میمیں چٹیا کاٹنے لگی ہیں، بس تم بھی چٹیا کاٹنے لگو تو وہ لعنت کا کلمہ صادق آجائے گا جو عورتیں کوسنے کے وقت کہا کرتی ہیں کہ تیری ناک چٹیا کاٹوں گی۔ (ایضاً ص۲۲۰ ج۱۴ و ص۶۵ ج ۷)۔ اصلاح خواتین ص۴۲۹۔

جدید تعلیم بے حیائی کا دروازہ ہے

افسوس ہے کہ ایک فطری اچھی خصلت کو بگاڑا جا رہا ہے، دیہات میں دیکھیے کہ بھنگن و چمارن سے بھی خطاب کیجئے تو وہ منہ پھیر کر اول تو اشارہ سے جواب دے گی۔ مثلاً راستہ پوچھئے تو انگلی اٹھا کر بتائے گی اور اگر بولنا ہی پڑے تو بہت تھوڑے سے الفاظ میں مطلب ادا کر دے گی نہ اس میں القاب ہوں گے نہ آداب نہ ضرورت سے زیادہ الفاظ نہ آواز نرم ہوگی بلکہ اس طرح بولے گی جیسے کوئی زبردستی بات کرتا ہے، دیہات والوں میں طبعی اخلاق موجود ہوتے ہیں، انحراف کے اسباب وہاں نہیں پائے

جاتے' حیا عورت کے لیے ایک طبعی امر ہے اور عورت کے لیے یہ طبعی بات ہے کہ غیر مردوں سے میل جول نہ کرے اور کوئی ایسی بات قول یا عمل میں اختیار نہ کرے جس سے میل جول یا کشش پیدا ہو اور یہی شریعت کی تعلیم ہے۔ قرآن مجید کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی مردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے نفرت پائی جائے نہ کہ محبت والفت۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ الخ یعنی کسی سے نرم لہجہ سے بات نہ کرو' شریعت فطرت کے بالکل موافق ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل طبعی اخلاق سے بعد (دوری) ہوگیا ہے اور جو باتیں بری سمجھی جاتی تھیں وہ اچھی سمجھی جانے لگیں حتیٰ کہ اس قسم کے مضامین اور ایسے خیالات و جذبات جن سے خواہ مخواہ میلان پیدا ہو' آج کل ہنر سمجھے جانے لگے ہیں اس سے بہت ہی پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ اثر اس نئی تعلیم کا ہے اللہ محفوظ رکھے۔ (التبلیغ ص ۴۳ و ۷۹) ۔حوالہ بالا۔

یورپ اور امریکہ والوں کا اقرار

آج کل یورپ اور امریکہ سے زیادہ عورتوں کی تعلیم میں کوئی قوم آگے نہیں مگر یورپ تو عورتوں کی تعلیم سے پریشان ہوگیا کیونکہ وہ اب مقابلہ کرتی ہیں اور مردوں کے برابر حقوق طلب کرتی ہیں۔ اب ان کا بھی فتویٰ یہی ہے کہ عورتوں کو دنیا کی تعلیم نہ دینی چاہیے۔ (ایسی جدید تعلیم یافتہ عورتوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ) مردوں کی یہ مجال نہیں ہوتی کہ عورتوں سے خدمت لے سکیں۔ روز خلع وطلاق کا بازار گرم رہتا ہے اور عورتیں ہر دن عدالت پر کھڑی رہتی ہیں' پھر چاہے خطا عورت ہی کی ہو مگر فیصلہ اکثر مرد کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ عام طور پر حکام عورتوں ہی کو مظلوم سمجھتے ہیں۔ (التبلیغ ص ۲۲۸ ج ۱۴) ۔اصلاح خواتین ص ۴۳۰۔

عورتوں کو منطق وفلسفہ پڑھانا

ایک جنٹ صاحب نے اپنے تجربہ کی بناء پر کہا تھا کہ میں نے یہ تجویز پاس کی ہے کہ عورتوں کو جامع معقولات ومنقولات نہیں بنانا چاہیے۔ معقولات (منطق وفلسفہ) تو صرف مردوں ہی کو پڑھنا چاہیے' عورتوں کو صرف منقولات پڑھانا چاہیے۔ (التبلیغ ص ۲۶ ج ۷ یعنی قرآن وحدیث' فقہ)

مجھ سے ایک جنٹلمین صاحب ملے جو علوم عربیہ میں بڑے قابل تھے وہ کہتے تھے کہ میں گھر میں لڑکوں کو تو سب علوم پڑھاتا ہوں دینیات بھی اور فلسفہ بھی۔ مگر لڑکیوں کو سوائے دینیات کے کچھ نہیں پڑھاتا کیونکہ عورتوں کی اصلاح صرف علوم دینیات پر اکتفا کرنے میں ہے۔ علوم زائدہ پڑھانے میں انکی سلامتی نہیں تجربہ سے یہ زوائد ان کیلئے مضر ثابت ہوئے۔ (التبلیغ ص ۷۰ ج ۱۴) ۔حوالہ بالا۔

عورتوں کو تاریخ پڑھانا

اگر کمال حاصل کرنے کے لیے ان کو تعلیم دی جاتی ہے تو بھلا یہ بھی کوئی کمال ہے کہ فلاں راجہ مرگیا' فلاں بادشاہ فلاں سنہ میں ہوا تھا' فلاں جگہ اتنے دریا ہیں' فلاں موقع پر اتنے گاؤں ہیں' کلکتہ ایسا شہر ہے' ممبئی میں اتنی تجارت ہوتی ہے۔ (حقوق الزوجین ص ۳۰۶)

عورتوں کی تعلیم کے لیے دینی مسائل سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں۔ اگر تاریخ پڑھائی جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور محض بزرگوں کے حالات پڑھانے چاہئیں جس کا اثر ان کے اخلاق پر بھی اچھا ہو مگر آج کل تو ان کو دنیا بھر کے قصے پڑھائے جاتے ہیں جس کا بہت ہی برا نتیجہ ہوتا ہے۔ (التبلیغ ص ۱۸۱ ج ۲۱)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۱۔

عورتوں کو جغرافیہ پڑھانا

بعض لوگ عورتوں کو جغرافیہ پڑھاتے ہیں' میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے کیا نفع' اگر یہ ضرورت بتلائی جائے کہ ان میں روشن دماغی پیدا ہوگی تو میں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ جی ہاں بجا ہے اور یہی مصلحت ہے کہ اگر بھاگنے کا ارادہ کریں تو کوئی دقت بھی نہ ہو کیونکہ جغرافیہ سے ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اُدھر غازی آباد جنکشن ہے' اُدھر لکھنؤ ہے' یہاں سے دہلی اتنی دور ہے اور اس کا راستہ یہ ہے اور دہلی میں اتنے سرائے اور اتنے ہوٹل ہیں جس طرف کو چاہو چلے جاؤ اور جہاں چاہو ٹھہر جاؤ۔ بتلاؤ عورتوں کو جغرافیہ پڑھنے سے بھاگنے میں آسانی ہوگی یا نہیں؟ اس کے سوا اور کوئی نفع ہو تو میں سننا چاہتا ہوں' بیان کے بعد ایک صاحب آئے اور کہا میں اپنی مستورات کو جغرافیہ پڑھاتا تھا مگر آج معلوم ہوا کہ حماقت ہے۔ اب لڑکیوں کو جغرافیہ نہیں پڑھاؤں گا۔ میں کہتا ہوں کہ جغرافیہ اور تاریخ سلاطین کے کام کی ہے' سب مردوں کو ان علوم کا پڑھانا فضول ہے۔ (التبلیغ ص ۱۶۹ ج ۱۴)

ایک جنٹ صاحب اپنے تجربہ کی بناء پر کہتے تھے کہ تاریخ اور جغرافیہ سے عورتوں کو کچھ نفع نہیں۔ آج کل کے نوجوانوں پر علماء کا قول حجت نہیں مگر ایسے لوگوں کا قول تو ضرور حجت ہے جو انکے ہم خیال تھے اور تجربہ کے بعد دوسری رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے۔ (التبلیغ ص ۶۷ ج ۷)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۱۔

عورتوں کیلئے جغرافیہ اور دنیاوی غیر ضروری امور سے بے خبر ہونا ہی کمال ہے

قرآن شریف میں عورتوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ غافل ہوں' ان کے لیے تو دنیا سے بے خبر ہونا ہی کمال ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ......الخ اس میں غافلات سے مراد غافلات عن الذمائم نہیں ہے غافلت عن الذمائم تو مردوں کے لیے بھی مدح ہے مگر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی تعریف میں تو اس کو بیان فرمایا ہے' مردوں کی مدح میں کہیں یہ لفظ نہیں آیا' اس سے میں یہ سمجھا ہوں کہ عورتوں کے لیے بے خبری ہی مناسب ہے کہ ان کو دنیا کی اور دنیا کی برائیوں کی خبر ہی نہ ہو۔ عورتوں کے لیے یہی بہتر ہے اور اسی میں سلامتی ہے اور جس دن عورتوں کو دنیا کی ہوا لگ گئی پھر ان کے دین کی سلامتی اور خیر نہیں' غافلات کا مطلب یہ ہے کہ وہ چالاک نہیں ہیں' نشیب وفراز سے بے خبر ہیں تو عورتوں کا تو کمال یہی ہے کہ وہ اپنے گھر اور اپنے شوہر کے سوا تمام دنیا سے بے خبر ہوں اور یہ وصف عورتوں میں فطری ہوتا ہے مگر لوگ اس کو بگاڑ دیتے ہیں۔ (التبلیغ ص ۸۲ ج ۲۱ وص ۱۶۸ ج ۱۴)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۲۔

ناولیں اخبار اور اِدھر اُدھر کی کتابیں پڑھنا

بعض لوگ عورتوں کو ناول اور فحش قصوں کی کتابیں پڑھاتے ہیں یا پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں اس سے جس قدر فتنہ برپا ہوتا ہے حیاداروں پر مخفی نہیں۔ (التبلیغ ص ۱۳۴ ج ۱۴)

عورتوں کو اگر تعلیم دی جائے تو سب سے پہلے ناولوں اور خراب قصوں کا داخلہ اپنے گھر میں بند کر دُان ناولوں کی بدولت شریف گھرانوں میں بڑے بڑے قصے ہو چکے ہیں۔ (التبلیغ ص ۸۲ ج ۲۱)

آج کل عورتیں کرتی یہ ہیں کہ اردو کی کتابیں خرید لیں' ناول خرید لیے' معجزہ آل نبی خرید لیا' (ایک رسالہ کا نام ہے) خدا جانے یہ کس نے گھڑا ہے۔ حضرت علیؓ کی اس میں اہانت ہے' عورتیں شوق سے منگاتی ہیں' سمجھتی ہیں کہ اس میں بڑا ثواب ہے' بزرگوں کے قصے ہیں اور بہت سے اس قسم کے قصے ہیں۔ ساپن نامہ درخت کا معجزہ ایک جہل رسالہ چھپا ہے اس میں بیہودہ قصے ہیں اور پھر تعریف یہ کہ بعض قصوں کی نسبت لکھ دیا ہے کہ جو ان قصوں کو پڑھے گا اس پر دوزخ حرام ہو جائیگی۔ (حقوق الزوجین ص ۲۱)

بس عورتوں کو دین تو پڑھائیں مگر جغرافیہ' فلسفہ ہرگز نہ پڑھائیں' باقی اخبار اور ناول پڑھانا تو عورتوں کیلئے زہر قاتل ہے۔ یہ نہایت سخت مضر ہے اس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے۔

اب تو غضب یہ ہے کہ عورتیں ناول پڑھتی ہیں جس سے اخلاق بہت ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ ان ناولوں کی بدولت شرفاء کے گھروں میں بھی بڑے بڑے شرمناک واقعات ہو چکے ہیں مگر اب بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان ناولوں سے تو وہ پرانی کتابیں قصہ گل بکاولی و چہار درویش وغیرہ کتابیں جن میں فرضی قصے کہانیاں ہیں وہ غنیمت ہیں۔ اگرچہ میں ان کے دیکھنے سے بھی سختی سے منع کرتا ہوں مگر واللہ ان ناولوں سے وہ ہزار درجہ بہتر ہیں۔ ان کے برابر

وہ اخلاق کو خراب نہیں کرتیں' قصے گو ان میں بھی خرافات ہیں مگر اختلاط کی تدبیریں اور وصول الی المقصود کے حیلے ان میں ایسے ہیں جو نہایت دشوار ہیں مثلاً شہزادہ کا گل بکاؤلی کے باغ میں پہنچنا کیسا ہوا کہ راستہ میں ایک دیو ملا' اس کو اس نے ماموں بنایا' اس کو رحم آیا اور اس نے باغ میں پہنچادیا' اسی طرح اور بھی تمام صورتیں ہیں جو انسان کے قبضہ کی نہیں خدا ہی چاہے تو ان طریقوں سے مقصود میسر آسکتا ہے اور ان کمبخت ناولوں میں تو ایسی سہل ترکیبیں لکھی ہیں جن سے ہر شخص کام لے سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ عاشق نے کسی جلاہن یا کسی نائن کو لالچ دیا کہ میں تجھ کو اتنے روپے دوں گا تو فلاں لڑکی سے مجھے ملادے' اب یہ ترکیب ایسی آسان ہے کہ جس کے پاس روپیہ ہو وہ اس سے بآسانی کام نکال سکتا ہے کیونکہ ایسی عورتیں بہت جلد لالچ میں آجاتی ہیں نہ ان میں دین ہے نہ حیا' نہ کسی کی آبرو کا ان کو خیال' ان کے ذریعے سے گھروں میں کچھ واقعات ہو جانا بڑی بات نہیں اس لیے میں ان ناولوں کو گل بکاؤلی وغیرہ سے بھی بدتر جانتا ہوں۔

خدا کے واسطے اپنی عورتوں کو ان ناپاک کتابوں سے بچاؤ اور ناول کو ہرگز اپنے گھر میں نہ گھسنے دو' اگر کہیں نظر بھی پڑے تو فوراً جلادو' یہ نہایت سخت مضر ہے۔ اس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے۔ (حقوق الزوجین ص ۱۰۱ و ص ۳۱)۔ حوالہ بالا۔

لڑکیوں کیلئے شعروشاعری اور نظمیں پڑھنا

بعض عورتیں نعت کی کتابیں منگاتی ہیں اور ان میں کہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتی ہے کہیں حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے ان کتابوں میں بہت سے اشعار خلاف شریعت ہوتے ہیں جن کا پڑھنا بھی جائز نہیں۔ (حقوق الزوجین ص ۳۱۵)

بعض جگہ ہم نے دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو اشعار یاد کرائے جاتے ہیں وہ ان کو گاتی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ تصوف کے اشعار ہیں ان سے اخلاق کی درستی ہے۔ شعر اشعار کا پڑھنا عورتوں کے لیے ٹھیک نہیں بلکہ فتنہ ہے۔ (التبلیغ ص ۸۲ ج ۷)

اجنبی عورت یا امرد مشتہی سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرارت ہو تو اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔ (دعوات عبدیت ص ۱۲۹ ج ۱)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۴۔

لڑکیوں وعورتوں کولکھنا سکھانا

رہا لکھنا (سکھانا) تو یہ نہ واجب ہے نہ حرام ہے۔ اس کو لڑکیوں کی حالت دیکھ کر تجویز کیا

جائے جس لڑکی میں بے باکی نہ معلوم ہو جھیپ اور حیا و شرم ہو اس کو لکھنا سکھا دو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ضروریات زندگی کے لیے اس کی بھی حاجت پیش آتی ہے۔

اور جس میں بے باکی اور آزادی ہو اور خرابی کا اندیشہ ہو تو نہ سکھاؤ (کیونکہ) مفاسد سے بچنا جلب مصالح غیر واجب سے (ایسے منافع جو واجب نہ ہو) اہم ہے ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھائیں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لیے کیسا ہے۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۳ ج ۱ التبلیغ ص ۲۳۱ ج ۱۴)۔ حوالہ بالا۔

ضروری احتیاط اور ہدایات

اور سکھلانے کے بعد بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک احتیاط یہ کی جائے کہ لڑکیوں کو منع کیا جائے کہ کسی عورت کے خاوند کے نام اس عورت کی طرف سے بھی خط نہ لکھیں۔ بعض لوگ طرز تحریر سے معلوم کر لیتے ہیں کہ لکھنے والی عورت ہے اور طرز تحریر ہی سے اس کی طبیعت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ لکھنے والی کی طرف میلان ہو جاتا ہے جب سفر سے آتے ہیں تو خط لکھنے والے کے لیے بھی ہدایا اور تحائف لاتے ہیں اور اس طرح میل جول پیدا کر کے فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ نیز لڑکیوں کو یہ بھی تاکید کر دیں کہ جو خط لکھیں اسے اپنے گھر کے مردوں کو دکھلا کر دیا کریں تاکہ ان کے دل میں کسی طرح کا شبہ اور وہم پیدا نہ ہو۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ لفافہ پر پتہ عورتیں اپنے قلم سے نہ لکھیں بلکہ مردوں سے لکھوایا کریں کیونکہ بعض دفعہ ٹکٹ میلا ہو جانے کی وجہ سے بھی سرکاری مقدمہ قائم ہو جاتا ہے تو عورتوں پر دارو گیر نہ ہو ایک جگہ ایسا قصہ ہو چکا ہے۔ (التبلیغ ص ۲۳۳ ج ۱۴)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۵۔

عورتوں کو لکھنا سکھانے میں افراط و تفریط

آج کل بعض لوگ تو کتابت کو عورتوں کیلئے مطلقاً حرام سمجھتے ہیں۔ یہ بھی غلو ہے اور بعض نے اس کو اتنا جائز کر دیا کہ اخباروں میں عورتوں کے مضامین چھپتے ہیں جس میں صاحب مضمون کا پورا نام اور پتہ درج ہوتا ہے ہر طرف افراط اور غلو ہے۔ تنگی کریں گے تو حرام سے اُدھر نہ رہیں گے اور وسعت دیں گے تو پردہ داری سے ادھر نہ رہیں گے۔ (ایضاً ص ۲۳۳ ج ۱۴ امداد الفتاویٰ)۔ حوالہ بالا۔

لڑکیوں کو آزاد عورت سے تعلیم ہرگز نہ دلانا چاہیے

مستورات کو باہر پھرنے والی عورتوں سے بھی بہت بچانا چاہیے۔ خصوصاً شہروں میں جو یہ

رواج ہے کہ لڑکیوں کو میمیں گھر پر آ کر پڑھاتی ہیں اس کو سختی سے بند کر دینا چاہیے۔ میں کانپور میں سنا کرتا تھا کہ آج فلاں عورت بھاگ گئی اور کل فلاں کی بیٹی بھاگ گئی یہ صرف اسی کا نتیجہ تھا کہ عورتوں کو پڑھانے کے لیے میم گھر پر آتی تھی تو یہ ہرگز نہ چاہیے۔ (حقوق الزوجین ص ۳۲)

آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد بے باک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں اور یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق وجذبات کا آدمی پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی اور بے باکی ان لڑکیوں میں بھی آئے گی۔

اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر جو (وصف) عورت کا ہے وہ حیا اور انقباض طبعی ہے یہی تمام خیر کی مفتاح ہے جب یہ نہ رہا تو پھر اس سے نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے ہر چند کہ (اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت) عام ہے لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم بہ نسبت مردوں کے عورت کے لیے زیادہ ہے اس لیے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہے۔ اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور مکتب کی لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے قریب مضرتیں واقع ہوں گی۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۱)۔ حوالہ بالا۔

زنانہ سکول اور مدارس سے متعلق

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی رائے

اس تقریر سے دو جزئیوں کا حکم معلوم ہو گیا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے۔ ایک لڑکیوں کا عام زنانہ سکول بنانا اور عام مدارس کی طرح اس میں مختلف اقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا۔ گو معلمہ مسلمان ہی ہو اور بیا تا ڈولیوں ہی میں ہو اور گو یہاں آ کر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دکھلا دیا ہے اور تجربہ کرا دیا ہے کہ یہاں ایسے امکانات جمع ہو جاتے ہیں جن کا ان کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے اور یہ صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے اور اگر استانی بھی کوئی آزاد یا بیکار مل گئی تو کریلہ اور نیم چڑھا کی مثال صادق آ جاتی ہے۔ اور دوسری جزئی یہ کہ اگر کہیں مشن کی مہم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار نگرانی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانہ سے اختلاط ہو تب تو نہ آبرو کی خیر ہے نہ ایمان کی۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۱)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۶۔

زنانہ اسکول میں تعلیم کا ضرر

آج کل زنانہ اسکول کے ذریعے سے یا زنانہ مدارس کے ذریعے سے تعلیم دینا توسم قاتل ہے میں مدارس نسواں کو پسند نہیں کرتا خواہ کسی عالم ہی کے تحت میں ہوں۔ تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو ورنہ اگر تم نے میرا کہنا نہ مانا تو بعد میں پچھتاؤ گے' بس اسکولوں اور مدرسوں کو چھوڑ دو' عورتوں کو گھر ہی میں رکھ کر تعلیم دو۔ اگر عربی تعلیم دو تو سبحان اللہ ورنہ اردو ہی میں دینا چاہیے۔ میرا ایک وعظ حقوق البیت ہے اس کے اخیر میں اس پر مفصل کلام کیا گیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

شرفاء نے کبھی اس کو پسند نہیں کیا کہ لڑکیوں کے لیے زنانہ مدرسہ ہو قصبات میں عموماً لڑکیاں لکھی پڑھی ہوتی ہیں مگر سب اپنے اپنے گھروں پر تعلیم پاتی ہیں' مدرسہ میں کسی نے بھی تعلیم نہیں پائی' گھروں میں تعلیم پانے سے لڑکیوں کا کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ پڑھانے والی بھی نیک اور پردہ نشیں ہوتی ہے اور لڑکیاں بھی پردہ ہی میں رہ کر تعلیم پاتی ہیں۔ باقی یہ جو آج کل زنانے سکول ہوئے ہیں تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بہت ہی مضر ہیں۔ رہا یہ کہ کیوں مضر ہیں؟ چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب اسکول میں پردہ کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے اور پردہ کے ساتھ لڑکیوں کو بند گاڑی میں پہنچایا جاتا ہے تو پھر ان کے مضر ہونے کی کیا وجہ ہے۔ تو ہمیں اس کی علت کی خبر نہیں مگر تجربہ یہی ہے کہ اسکولوں کی تعلیم عورتوں کو بہت ہی مضر ہوتی ہے اس سے ان میں آزادی اور بے حیائی اور پردہ سے نفرت کا مضمون پیدا ہو جاتا ہے اور (عورت کا سب سے بڑا وصف) حیاء ہے اور یہی مفتاح ہے تمام خیر کی اگر یہ نہ رہا تو پھر اس سے نہ کوئی خیر متوقع اور نہ کوئی شر مستبعد اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت (جب تم میں حیا نہ رہے سو جو چاہو کرو)۔ (حقوق البیت ص ۳۲)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۷۔

یہ میری رائے ہے فتویٰ نہیں ہے

یہ میری سمجھ میں کسی طرح نہیں آتا کہ زنانہ مکتب قائم کیا جائے جیسے مردانے مکتب باقاعدہ ہوتے ہیں اس باب میں واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان واقعات نے یقین دلا دیا ہے کہ ایسے مکتبوں کا حال اچھا نہیں ہوتا اور امتحان ہو جانے کے بعد ہمیں وجہ بیان کرنیکی ضرورت نہیں لیکن یہ میری رائے ہے میں فتویٰ نہیں دیتا ہوں اگر تجربہ سے دوسری تجویز مفاسد سے خالی ہو تو اس پر عمل کیا جائے مگر عورتوں کو تعلیم ضرور دینا چاہیے لیکن مذہبی تعلیم نہ کہ تعلیم جدید۔ (الغافلات الغافلات ص ۳۲۳)۔ حوالہ بالا۔

زنانہ اسکول میں مفسدہ کی وجہ اور اصل بنیاد

تعلیم نسواں کا مسئلہ بڑا مشکل ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ جہاں لڑکیوں کا مدرسہ ہوتا ہے وہاں مفاسد بھی ضرور پیدا ہوتے ہیں کہیں آنکھ لڑ گئی کہیں اور بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں ایسے واقعات بہت ہوتے ہیں اس کا اثر یہ ہوا کہ بڑے بوڑھوں کا طبقہ تو خود تعلیم نسواں کے مخالف ہو گیا حالانکہ یہ بھی غلطی ہے کیونکہ اس میں تعلیم کا قصور نہیں بلکہ منتظمین اور طرز تعلیم کا قصور ہے۔

زنانہ اسکول میں مفسدہ کی بنیاد اور اصل خرابی کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کا اختلاط ہوتا ہے (داخلہ یا امتحان) کے وقت سیکرٹری اور دوسرے ممتحنوں کے سامنے سیانی سیانی لڑکیاں آتی ہیں اس سے ان کا دل کھل جاتا ہے دیدہ پھٹ جاتا ہے تو یہ بڑی خرابی کی بات ہے۔ سیکرٹری کو چاہیے کہ اس سے احتراز رکھے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ اکثر ایسے مدارس ان ہی لوگوں کے زیر اہتمام ہیں جو علم دین سے بالکل بے بہرہ ہیں اور اسی وجہ سے ان کا طرز تعلیم بھی اچھا نہیں اور نصاب بھی ناقص ہے۔ سیکرٹری اگر دین دار کامل ہو (متقی پرہیزگار) ہو تو معلمہ بھی اس سے مرعوب ہوگی پھر کسی خرابی کا اندیشہ نہیں۔ (اصلاح الیتامیٰ ص ۲۰۴ حقوق وفرائض)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۸۔

زنانہ اسکول قائم کرانے کی شرائط اور بہتر شکل

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے قائم کردہ زنانہ سکول کی صورت

میں نے تھانہ بھون میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ قائم کیا ہے' لڑکیاں ایک معلمہ کے گھر جمع ہو جاتی ہیں (وہی گھر گویا لڑکیوں کا مدرسہ ہے) اور میں ان کی خدمت کر دیتا ہوں۔ لیکن میں نے یہاں تک احتیاط کر رکھی ہے کہ میں خود کسی کو لڑکی بھیجنے کی ترغیب نہیں دیتا' یہ انہیں معلمہ سے کہہ دیا ہے کہ یہ سب تمہارا کام ہے تم جتنی لڑکیوں کو بلاؤ گی تنخواہ زیادہ ملے گی۔ اس مدرسہ میں ماہواری امتحان بھی ہوتا ہے۔ سو لڑکیاں کبھی تو امتحان دینے کے لیے گھر پر چلی آتی ہیں اور میری اہل خانہ (بیوی) یا میرے خاندان کی کوئی بی بی ان کا امتحان لے لیتی ہے۔ (امتحان میں نہیں لیتا) اور کبھی لڑکیوں کو نہیں بلایا جاتا بلکہ ممتحنہ (امتحان لینے والی) وہیں چلی جاتی ہیں اور امتحان لے لیتی ہیں صرف امتحان کا نتیجہ میرے سامنے پیش ہو جاتا ہے اور باقی ان پر میرا نہ کوئی اثر اور نہ دخل' نمبر ممتحنہ دیتی ہیں ان نمبروں پر انعام میں تجویز کرتا ہوں۔

الحمدللہ اس طرز پر مدرسہ برابر چلا جارہا ہے اور ایک بات بھی کبھی خرابی کی نہیں ہوئی۔
(الغرض) لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام یا تو اس طور پر ہو کہ لڑکیاں جمع نہ ہوں اپنے اپنے گھروں پر یا محلہ کی بیبیوں سے تعلیم پائیں لیکن آج کل یہ عادت بہت مشکل ہے یا اگر ایک جگہ جمع ہوں تو پھر یہ انتظام ہو کہ مردانہ سے سابقہ نہ رکھیں اور اپنی مستورات سے نگرانی کرائیں ان سے خود بات چیت تک بھی نہ کریں۔ دوسرے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ سیکرٹری بضرورت متقی بن جائے چاہے وہ آزاد خیال ہو مگر اسے مولوی کی شکل بنانا چاہیے تا کہ معلمہ پر اس کے اس صوری تقویٰ کا اثر پڑے۔ میری دانست میں تعلیم نسواں کے یہ اصول ہیں آگے اور لوگ اپنے تجربوں سے کام لیں کچھ میرے خیالات کی تقلید ضروری نہیں۔ (اصلاح الیتامیٰ حقوق وفرائض ص ۴۰۱،۴۰۲)۔ حوالہ بالا۔

لڑکیوں عورتوں کی تعلیم کے طریقے

(۱) اصل طریقہ لڑکیوں (کی تعلیم) کیلئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آئیں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جائے جو تنخواہ نہ لے تو یہ تعلیم زیادہ بابرکت ثابت ہوتی ہے اور بدرجہ مجبوری اسکا بھی یعنی تنخواہ دیکر تعلیم کرانیکا مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھادیا کریں۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۲)

(۲) رہی لڑکیوں کی تعلیم سو اگر گھر کے مرد ذی علم ہوں تو وہ پڑھادیں ورنہ اگر مستورات پڑھی ہوئی ہوں تو وہ خود پڑھادیں ورنہ دوسری نیک بیبیوں سے پڑھوائیں۔

(حقوق الزوجین ص ۳۲۵)۔ اصلاح خواتین ص ۴۳۹۔

شادی شدہ عورتوں کی تعلیم کا طریقہ

سب سے بہتر اور آسان طریقہ تو یہ ہے کہ مرد خود تعلیم حاصل کریں پھر عورتوں کو پڑھائیں اور اگر تم خود پڑھے ہوئے نہ ہو تو علماء سے مسائل پوچھ کر گھر والوں کو زبانی ہی تعلیم دو۔ اللہ تعالیٰ نے دین کتنا سستا اور آسان کر دیا ہے محض سننے سنانے سے بھی دین حاصل ہو سکتا ہے۔
(کم از کم) اتنا ہی کرلو کہ اردو میں احکام شرعیہ کے جو رسائل لکھے گئے ہیں ایک وقت مقرر کر کے اپنی مستورات کو وہ رسائل پابندی سے سنادیا کرو مگر ان رسائل کی تعیین محقق عالم سے کراؤ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو علماء سے زبانی مسائل پوچھ کر عورتوں کو بتلایا کریں۔
(التبلیغ ص ۲۲۷ ج ۱۴ و ص ۲۳۰)

(حاصل یہ کہ) عورتوں کو ان کے مرد پڑھا دیا کریں اور جب ایک عورت تعلیم یافتہ ہو جائے تو پھر وہ بہت سی عورتوں کو تعلیم یافتہ بنا سکتی ہیں۔ (التبلیغ ص ۱۶۶ ج ۲۱)۔ اصلاح خواتین ص ۴۴۰۔

ان پڑھ جاہل عورتوں کی تعلیم کا طریقہ

آسان ترکیب یہ ہے کہ اگر عورتیں لکھ پڑھ نہ سکیں تو ان کو روزانہ دو چار مسئلے انکی ضرورت کے بتلا دیا کریں اور عقائد کی اور مواعظ و نصائح کی اور حکایات صلحاء کی کوئی کتاب انکو سنا دیا کریں' انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں بغیر لکھے پڑھے ہی وہ تعلیم یافتہ ہو جائینگی۔ (التبلیغ ص ۱۶۶ ج ۲۱)۔ حوالہ بالا۔

اگر گھر والے سننے کو تیار نہ ہوں

کتب دینیہ اپنے گھر والوں کو سناؤ زیادہ نہ ہو تو پندرہ بیس منٹ ہی سہی مگر سناتے وقت یہ بھی نہ دیکھو کہ کون سنتا ہے کون نہیں' کس بشنود یا نشنود پر عمل ہو یعنی کوئی سنے یا نہ سنے مگر تم اپنا کام کیے جاؤ' گھر میں پڑھنا شروع کر دو اور روز سنایا کرو' اٹھ کر نہ آؤ' خواہ بگڑ بگڑ پڑیں' بہت شخصوں نے بیان کیا کہ کتابیں سناتے سناتے اصلاح ہو گئی۔ کیا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کھٹائی سے بھی کم ہے' کھٹائی کا تو منہ میں اثر ہو کہ منہ میں پانی بھر آئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر نہ ہو؟ (حقوق الزوجین ص ۲۳۱)۔ حوالہ بالا۔

لڑکیوں کو مرد کے تعلیم دینے کی صورت میں ضروری ہدایت

اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں ان کو چھوڑ دے یا اپنی بی بی کے ذریعے سے سمجھوا دے اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان لگا دے تاکہ یہ مقامات ان کو محفوظ رہیں پھر وہ سیانی ہو کر خود سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو اس سے پوچھ لیں گی یا شوہر کے ذریعے کسی عالم سے تحقیق کرالیں گی۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۲)۔ اصلاح خواتین ص ۴۴۱۔

لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم کے طریقے اور ضروری ہدایت

(۱) تعلیم باقاعدہ ہونی چاہیے اسکا طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کو وہ کتابیں پڑھائیے جن میں انکی دینی ضروریات لکھی گئی ہیں انکو سبقاً سبقاً پڑھائیے انکے ہاتھ میں کتاب دیکر بے فکر نہ ہو جائیے۔

(۲) عورتیں اکثر کم فہم اور کج فہم ہوتی ہیں یا تو کتاب کے مطلب کو سمجھیں گی نہیں یا کچھ کا کچھ سمجھ لیں گی۔ اس لیے اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے گھر کا کوئی مرد بیبیوں کو اکٹھا کر کے وہ کتابیں پڑھایا کرے یا اگر وہ پڑھ نہ سکتی ہوں تو ان کو سنایا کرے مگر تعلیم کی غرض د

غایت پر نظر رہے صرف ورق گردانی نہ ہو۔

(۳) جو جو مسئلے ان کو پڑھائے جائیں یا سنائے جائیں ا ل کی نگرانی بھی کی جائے۔

(۴) یہ بھی قاعدہ ہے کہ مسئلہ پڑھنے سے یاد نہیں لکہ اس کا کار بند (عمل پیرا) ہو جانے سے خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

اور اگر کوئی بی بی میسر ہو تو وہی کتاب لے کر دوسری بیبیوں پڑھائیں یا سکھائیں۔ بہر حال کوئی صورت ہو مگر اس سے غفلت نہ ہونی چاہیے۔ پانچ دس ٹ روزانہ وقت دینے سے کار برآری ہو سکتی ہے۔ (دعوات عبدیت منازعۃ الہوی ص ۸۸ ج ۱۷)

(۵) تعلیم کے ساتھ ایک کام اور بھی کرنا چاہیے وہ یہ کہ لڑکیاں کسی تعلیم کے خلاف عمل کریں تو ان کو روکو بلکہ ان کے خلاف عمل کرنے پر یوں کرو کہ جب کبھی غیبت کریں تو کتاب منگا کر اور وہ مضمون دکھلا کر تنبیہ کرو۔ اگر اس طرح سے عمل رہا تو انشاء اللہ ایسی پاکیزہ نشوونما ہوگی جس کا کچھ کہنا ہی نہیں۔ (حقوق الزوجین ص ۳۲۵)

(۶) ایک بات کی اور ضرورت ہے کہ جو نصاب تجویز کیا جائے اس نصاب کو ایک دفعہ ختم کر کے اس کو کافی نہ سمجھیں اس کو روزمرہ کا وظیفہ سمجھئے اور کچھ نہیں چار ہی ورق سہی دو ہی سہی جیسے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے ہیں اسی طرح دو ورق اس کے بھی پڑھ لیے یا سن لیے۔ اگر تمام عمر اس میں لگا رہنا پڑے تب بھی ہمت کرنا چاہیے۔ (التبلیغ ص ۷۱ ج ۷)۔ حوالہ بالا۔

عورتیں بھی مصنف بن سکتی ہیں

ایک لڑکی کی تصنیف کردہ کتاب میرے پاس آئی جس کو میں نے پڑھا تو وہ بہت نافع معلوم ہوئی۔ اس میں کوئی نقصان کی بات نہ تھی مگر آخر میں مصنفہ کا پورا نام اور پتہ لکھا ہوا تھا' فلانی فلاں محلہ کی رہنے والی' میں حیران ہوا کہ اگر تصدیق کرتا ہوں تو پورا پتہ لکھنے کے لیے بھی سند ہو جائے گی کیونکہ نام اور پتہ وغیرہ سب لکھا ہوا ہے اور تصدیق نہیں کرتا تو سوال ہو سکتا ہے کہ اس میں کون سی بات مضرت کی تھی جس کی وجہ سے تصدیق نہ کی۔ اسی تردد میں تھا ایک ترکیب سمجھ میں آ گئی وہ یہ کہ میں نے مصنفہ کا نام کاٹ دیا اور اس کے بجائے لکھ دیا راقمہ اللہ کی ایک بندی اور تقریظ میں لکھ دیا یہ کتاب نہایت عمدہ ہے اور سب سے زیادہ خوبی اس میں یہ ہے کہ یہ ایسی بی بی کی تصنیف کردہ ہے جو بڑی حیادار ہے کہ انہوں نے اپنا نام بھی اس پر نہیں لکھا یہ ترکیب نہایت اچھی رہی اس واسطے کہ اگر وہ میری تصدیق اپنی کتاب پر چھاپیں گی تو اپنا نام نہیں لکھ سکتیں اور اگر اپنا نام لکھیں گی تو میری تصدیق نہیں چھاپ سکتیں' چلو میرا پیچھا چھوٹا۔ اصلاح خواتین ص ۴۴۲۔

عورتوں کو اپنا نام و پتہ کسی مضمون یا رسالہ میں نہیں ظاہر کرنا چاہیے

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عورتوں کو اپنی تصنیف پر نام لکھنے سے کیا مقصود ہوتا ہے۔ اگر ایک مفید مضمون دوسری عورتوں کے کان تک پہنچانا ہے تو اس کے لیے نام کی کیا ضرورت ہے۔ مضمون تو بغیر نام کے بھی پہنچ سکتا ہے پھر نام کیوں لکھا جاتا ہے۔

ایک آفت نازل ہوئی ہے کہ تعلیم یافتہ عورتیں اخباروں میں مضامین دیتی ہیں اور ان میں اپنا نام اور گلی اور مکان کا نمبر بھی ہوتا ہے۔ یہ شاید اس واسطے کہ لوگوں کو ان سے خط و کتابت میں میل ملاقات میں دقت نہ ہو نہ معلوم ان کی غیرت کہاں اڑ گئی اور خدا جانے ان کے مردوں کی غیرت کہاں گئی انہوں نے اس کو کیوں کر گوارہ کر لیا۔ یوں کہیے کہ طبیعتیں ہی مسخ ہو گئیں۔

عورت کے لیے تو کسی طرح بھی نام و پتہ لکھنا مناسب نہیں' عورت کو تو کوئی تعلق سوائے خاوند کے کسی سے بھی نہ رکھنا چاہیے۔ حوالہ بالا۔

اسلام نے انسان پر کونسا علم فرض کیا ہے؟

سوال: سوال یہ ہے کہ اسلام نے ہم پر کونسا علم فرض کیا ہے؟ کیا وہ علم جو آج کل تعلیمی اداروں میں حاصل کر رہے ہیں یا کوئی اور علم ہے؟

جواب: آج کل تعلیم گاہوں میں جو علم پڑھایا جاتا ہے وہ علم نہیں بلکہ ہنر پیشہ اور فن ہے' وہ بذات خود نہ اچھا ہے نہ برا' اس کا انحصار اس کے صحیح یا غلط مقصد اور استعمال پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس علم کو فرض قرار دیا ہے جس کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور جس کے حصول کی ترغیب دی اس سے دین کا علم مراد ہے' اور اسی کے حکم میں ہوگا وہ علم بھی جو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ کی حیثیت رکھتا ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

کیا مسلمان عورت جدید علوم حاصل کر سکتی ہے؟

سوال: میں الحمدللہ پردہ کرتی ہوں لیکن میں کمپیوٹر سائنس کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں' آپ مجھے یہ بتائیے کہ اسلام میں جدید تعلیم حاصل کرنے پر کوئی پابندی تو نہیں جبکہ یہ تعلیم ایسی ہے کہ آدمی گھر بیٹھے کما سکتا ہے اس کو مرد ماحول میں ملازمت کی ضرورت نہیں پیش آئے گی جبکہ کمپیوٹر کے سامنے وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلتا' یہ ایک ایسا کام ہے کہ ہم جو فالتو وقت ٹی وی وغیرہ کے آگے گزار کر گناہ حاصل کرتے ہیں اس کے (یعنی کمپیوٹر) کے سامنے بیٹھ کر ان لغویات سے بچ

سکتے ہیں میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ وہ علم جو دنیاوی عزت حاصل کرنے کے لیے لیا جائے اس کے لیے عذاب ہے لیکن میرے دل میں یہ خیال ہے کہ ہم مسلمان عورتوں کو پردے میں رہتے ہوئے ایسے علوم ضرور سیکھنے چاہئیں کہ ہم کسی بھی طرح ترقی یافتہ قوموں سے پیچھے نہ رہیں۔ نیز اپنے پیروں پر ہم خود کھڑے ہو جائیں۔ نیز وہ لوگ جو پردہ دار عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ دقیانوسی عورتیں ہیں ان کو کیا پتہ کہ کمپیوٹر وغیرہ کیا ہوتا ہے یا یہ کہ ان کو ایسی تعلیم سے کیا واسطہ؟ امید ہے کہ آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ ایسی تعلیم کہ عورت مرد کے ماحول میں نکل کر کام کرنے کے بجائے گھر میں بیٹھ کر کمائے' یہ زیادہ بہتر ہے کہ نہیں؟ جو وقت اور جو حالات آپ دیکھ رہے ہیں آپ کی نظر میں کیا عورت کو ایسی تعلیم حاصل کرنی چاہیے کہ وہ آپ اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو جائے؟ یہ بتایئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہوگا وہی میرا انشاء اللہ فیصلہ ہوگا' اگر آپ مجھے مطمئن کر دیں تو میں آپ کی بہت مشکور رہوں گی؟

جواب: آپ کے خیالات ماشاء اللہ بہت صحیح ہیں۔ کمپیوٹر کی تعلیم ہو یا کوئی دوسری تعلیم اگر خواتین ان علوم کو باپردہ حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں لیکن تعلیم کے دوران یا ملازمت کے دوران نامحرموں سے اختلاط نہ ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

کالجوں میں محبت کا کھیل اور اسلامی تعلیمات

سوال: کیا محبت کی کوئی حقیقت ہے کہ میری مراد صرف وہ محبت ہے جس کا ہمارے کالجز اور یونیورسٹیز میں بڑا چرچا ہے اور بڑے بڑے عقلمند اسے سچ سمجھتے ہیں؟

کیا اسلام بھی اسے حقیقت سمجھتا ہے جبکہ ہمارے معاشرے میں ان لڑکیوں کو اچھا سمجھا جاتا ہے جو شادی سے پہلے کسی مرد کا خیال تک اپنے دل میں نہیں لاتیں' میں بھی اس پر یقین رکھتی ہوں اور اسکے مطابق عمل کرتی ہوں لیکن جب سے میں نے کالج میں داخلہ لیا وہ بھی بحالت مجبوری تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ایسا کرنا بہت مشکل ہے اس سلسلے میں پچھلے سات آٹھ مہینوں سے میں بہت پریشان ہوں اور ہر دوسرے روز روتی ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں' اس سلسلے میں اسلام کیا سیدھا راستہ بتاتا ہے' برائے مہربانی تسلی بخش جواب دیجئے گا' میں آپکی بہت احسان مند ہوں گی؟

جواب: اسلام میں مرد و عورت کا رشتہ محبت کی شکل نکاح تجویز کی گئی ہے اس کے علاوہ اسلام دوستی کی اجازت نہیں دیتا' ہماری تعلیم گاہوں میں لڑکے لڑکیاں جس محبت کی نمائش کرتی ہیں یہ

اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ مغرب کی نقالی ہے اور یہ منقش سانپ جس کو ڈس لیتا ہے وہ اس کے زہر کی تلخی تادم آخر محسوس کرتا ہے۔ مغرب کو اسی محبت کے کھیل نے جنسی انارکی کے جہنم میں دھکیلا ہے' ہمارے نوجوان کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

دینی تعلیم کیلئے والدین کی اجازت ضروری نہیں

سوال: آج کل گھروں میں صرف دنیاوی تعلیم ہی کی باتیں ہوتی ہیں' دین کی باتیں تو والدین بتاتے ہی نہیں' لہٰذا اگر کوئی انسان ایسے ماحول میں جانا چاہتا ہوں جہاں اس کے علم میں اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہو اور گھر والے اس کو نہ جانے دیتے ہوں تو کیا ان کی اطاعت جائز ہے؟

جواب: دین کا ضروری علم ہر مسلمان پر فرض ہے اور اگر گھر والے کسی شرعی فرض کے ادا کرنے سے مانع ہوں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد۲)

مخلوط تعلیم کتنی عمر تک جائز ہے؟

سوال: دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا جہاں تک پتہ چلتا ہے اور آج کل کے نظام تعلیم سے موازنہ کرتی ہوں تو ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں' کیا مخلوط تعلیم کا جواز شریعت میں ہے' اگر ہے تو کتنی عمر تک کے بچے بچیاں اکٹھے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر جواز شریعت میں نہیں تو پھر ذمہ دار افراد علیحدہ انتظام کیوں نہیں کرتے جبکہ علماء حق اس پر زور دیتے ہیں؟

جواب: دس سال کی عمر ہونے پر بچوں کے بستر الگ کر دینے کا حکم فرمایا گیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ بچے بچیاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ سال کی عمر تک ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں' اس کے بعد مخلوط تعلیم نہیں ہونی چاہیے۔ دور جدید میں مخلوط تعلیم بے خدا تہذیب کی ایجاد کردہ بدعت ہے جو ناگفتنی قباحتوں پر مشتمل ہے' معلوم نہیں ہمارے مقتدر حضرات اس نظام تعلیم میں کیوں تبدیلی نہیں فرماتے جبکہ جداگانہ تعلیم کا مطالبہ صرف علمائے کرام ہی کا نہیں طلبہ اور طالبات کا بھی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

مرد عورت کے اکٹھا جمع کرنے سے مخلوط تعلیم کا جواز نہیں ملتا

سوال: گزارش یہ ہے کہ روزنامہ جنگ کراچی میں ایک خاتون کا انٹرویو شائع ہوا ہے' اس کے انٹرویو میں ایک سوال و جواب یہ ہے:

سوال: پاکستان ایک اسلامی ملک ہے مگر یہاں پر اسلامی نقطہ نظر سے خواتین کیلئے تعلیمی ماحول کچھ

سازگار نہیں ہے جیسے خواتین یونیورسٹی کا قیام عمل میں نہ لانا وغیرہ اس سلسلے میں آپ کچھ اظہار خیال فرمائیے؟

ان خاتون نے جواب دیا کہ پاکستان میں ہر لحاظ سے تعلیمی ماحول خوشگوار ہے میں دراصل اس کی حمایت میں نہیں ہوں کیونکہ جب ہم نے خود مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے تو پھر یہ علیحدگی کیوں؟ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے حج، جب اس میں خواتین علیحدہ نہیں ہوتیں تو تعلیم حاصل کرنے میں کیوں علیحدہ ہوں اور ہماری قوم بڑی مہذب و شائستہ ہے، میں نہیں سمجھتی کہ خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی، جب میں نے انجینئرنگ کی، میں واحد لڑکی تھی اور ایک ہزار لڑکے تھے مگر مجھے کوئی دشواری پیش نہیں آئی، زمانہ طالب علمی میں طلبہ و طالبات ایک دوسرے کے بہت معاون و مددگار رہوتے ہیں۔ (یہ ان کا انٹرویو ہے)

حضرت اب سوال یہ ہے کہ کیا مخلوط تعلیم حج کی طرح جائز ہے، ان خاتون کا مخلوط تعلیم کو حج جیسے اہم اور دینی فریضہ پر قیاس کر کے مخلوط تعلیم کو صحیح قرار دینا کیسا ہے؟ اور کیا واقعی خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی؟ امید واثق ہے آپ تشفی فرمائیں گے؟

جواب: حج کے مقامات تو مرد عورت کے لیے ایک ہی ہیں اس لیے مرد عورت دونوں کے اکٹھے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں لیکن حکم وہاں بھی یہی ہے کہ عورتیں حتی الوسع حجاب کا اہتمام رکھیں، مردوں کے ساتھ اختلاط نہ کریں اور مرد نامحرم عورتوں کو نظر اٹھا کر نہ دیکھیں، پھر وہاں کے مقامات بھی مقدس، ماحول بھی مقدس اور جذبات بھی مقدس و معصوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف بھی غالب ہوتا ہے اس کے برعکس تعلیم گاہوں کا جیسا ماحول ہے سب کو معلوم ہے وہاں لڑکے لڑکیاں بن ٹھن کر جاتی ہیں، جذبات بھی ہیجانی ہوتے ہیں، اس لیے تعلیم گاہوں کو خانہ کعبہ اور دیگر مقامات مقدسہ پر قیاس کرنا کھلی حماقت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

بچوں کی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور اس کا طریقہ

سوال: اولاد کی تعلیم و تربیت کی کیا اہمیت ہے، کس طرح ان کی تربیت کی جائے کہ ان کے دل و دماغ میں اسلامی تعلیمات بچپن ہی سے رچ بس جائیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس اہم مسئلہ پر تحریر فرمائیں، جزاکم اللہ خیرا الجزاء؟

جواب: ایک عربی شاعر نے بہت اچھا کہا ہے:

لیس الیتیم الذی قدمات والده ان الیتیم یتیم العلم والادب

''یعنی یتیم صرف وہ بچہ نہیں ہے جس کے والد کا انتقال ہو گیا ہو بلکہ یتیم وہ بھی ہے جو علم و ادب سے محروم رہا ہو۔'' ہمارے ذہنوں میں صرف یہ بات ہے کہ بچپن میں جس بچہ کے والد کا انتقال ہو گیا ہو وہ بچہ یتیم ہے مگر شاعر یہ کہتا ہے کہ وہ بچہ بھی یتیم ہے کہ جس کا باپ زندہ ہے مگر وہ بچہ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اس کو علم و ادب سے محروم رکھا ہے۔ بچہ میں نہ نماز کا شوق پیدا ہوا نہ قرآن پاک کی تلاوت کی طرف توجہ پیدا ہوئی' بچہ نہ مدرسہ جاتا ہے نہ دوسرے اسلامی آداب کا اسے علم ہے' نہ بڑوں کا ادب واحترام جانتا ہے تو اس بچہ کے حق میں باپ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ تعلیم دینا اور علم دین سکھانا اور اسلامی آداب سے مزین کرنا بہت ضروری ہے اور والدین پر اس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے جس نے اپنی اولاد کو علم دین سے محروم رکھا اور ان کی دینی تربیت کی طرف توجہ نہیں دی اس نے اپنی اولاد کو دنیا اور آخرت کے بہت بڑی خیر سے محروم رکھا۔ قیامت میں باپ سے اولاد کے متعلق سوال ہوگا: ''ماذا علمتہ وماذا ادبتہ'' تم نے بچہ کو کیا تعلیم دی اور کیسا ادب سکھایا؟ قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ) کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔'' (سورہ تحریم' آیت ۴' پارہ ۲۸)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: لفظ اھلیکم میں اہل و عیال سب داخل ہیں' نوکر چاکر بھی اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں مگر اہل و عیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا اہل و عیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کیلئے کوشش کرے۔ الی قولہ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا کہ اہل و عیال دین سے جاہل و غافل ہوں۔ (روح) (معارف القرآن ص ۵۰۲ جلد ۸)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ اولاد والدین کے پاس اللہ پاک کی بہت عظیم امانت ہوتی ہے' والدین کو ان کی تعلیم وتربیت کا بہت ہی اہتمام کرنا چاہیے' اولاد نیک' صالح اور اطاعت گزار اور فرمانبردار ہو اس کے لیے مرد پر لازم ہے کہ دیندار' پاکباز اور شریف عورت سے نکاح کرے' اسی طرح لڑکی کے والدین پر لازم ہے کہ فاسق' فاجر' بدچلن لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کریں بلکہ دیندار' متقی' پرہیزگار لڑکے سے نکاح کریں۔

نکاح کے بعد حلال اور طیب روزی کا خاص اہتمام کریں۔ لہٰذا مرد کو چاہیے کہ اپنی آمدنی کے ذرائع کا جائزہ لے' استقرار حمل کے بعد عورت بھی خصوصاً حرام اور مشتبہ روزی سے بچے۔ اپنے خیالات نہایت پاکیزہ کرے' اخلاق حسنہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے' دین و شریعت کی اتباع کا اہتمام کرے' اس کے بہت دوررس اور بہترین نتائج ظاہر ہوتے ہیں' اولاد صالح اور نیک پیدا ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو خطبات حکیم الاسلام' صفحہ ۴۵۸ تا ۴۶۲' ج ۴' نیز تحفہ الوالد والولد' صفحہ ۴۲ تا ۴۶' مصنف مولانا محمد ابراہیم پالنپوری)

اسی طرح زوجین پر لازم ہے کہ بوقت مباشرت دعاؤں کا اہتمام کریں۔ دعاؤں کی برکت سے بچہ شیطانی اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ صحبت کے وقت مرد وعورت یہ دعا پڑھیں:

بسم اللہ اللّٰھم جنبا الشیاطن و جنب الشیطان مارزقنا

ترجمہ: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اے اللہ ہمیں شیطان سے بچانا اور جو اولاد آپ ہم کو عطا فرمائیں اس سے (بھی) شیطان کو دور رکھنا۔"

جب انزال کا وقت ہو تو دل میں یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم لاتجعلل للشیطان فیما رزقتنی نصیباً

ترجمہ: "اے اللہ جو (بچہ) آپ مجھے عنایت فرمائیں اس میں شیطان کا کچھ حصہ مقرر نہ فرما"

ہر صحبت کے وقت دعاؤں کا اہتمام کریں' بچہ کی ولادت کے بعد اسے نہلا دھلا کر سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں اسکے بعد تحنیک اور برکت کی دعا کرائیں۔ تحنیک کا مطلب یہ ہے کہ ہو سکے تو بچہ کو کسی بزرگ کے پاس لے جائیں کہ وہ بزرگ بچہ کے حق میں صلاح وفلاح کی دعا کریں اور کھجور وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر بچہ کے تالو میں مل دیں' کوشش یہ ہو کہ بچہ کے پیٹ میں سب سے پہلے یہی چیز جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بچوں کو تحنیک اور برکت کی دعا کرانے کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا کرتے تھے۔ (رواہ مسلم' مشکوٰۃ شریف' صفحہ ۳۶۲)

بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں شکریہ کے طور پر نیز آفات و امراض سے حفاظت کے لیے ساتویں دن لڑکے کے لیے دو بکرے اور لڑکی کے لیے ایک بکرا ذبح کیا جائے اور بچہ کا سر منڈوا کر بال کے ہم وزن چاندی غریبوں کو صدقہ کریں اور بچہ کے سر پر زعفران لگائیں (یعنی پورے سر پر اتنا زعفران لگائیں جو بچہ کے لیے مضر نہ ہو) اور اس کا اچھا نام رکھ دیا جائے۔ حدیث میں ہے:

ترجمہ: ''بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں مرہون ہوتا ہے۔ لہٰذا ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے۔'' (تفصیل فتاویٰ رحیمیہ' صفحہ ۹۱' ۹۴' جلد ۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔

بچہ کا نام اچھا رکھیں اور اس کو ادب سکھائیں۔ حدیث میں ہے: من ولد لہ ولد الخ

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے۔'' (مشکوٰۃ شریف' صفحہ ۲۷۱)

حدیث شریف میں ہے تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں میں سے نام رکھو' آج کل نئے نئے نام رکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام' صحابہ' صحابیات اور نیک بندوں' بندیوں کے ناموں میں جو برکت ہے وہ ان نئے نئے ناموں میں کہاں؟ نام کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے' اچھے جذبات اور نیک نیت کے ساتھ صلحاء و صالحات کے نام رکھو' انشاء اللہ برکت اور دینداری پیدا ہوگی۔

جب بچہ سمجھدار اور بڑا ہونے لگے اور اس کی زبان کھل جائے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ طیبہ سکھائیں۔ اللہ پاک اور مبارک نام اس کی زبان پر جاری کرائیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑایا تو یہ کلمات آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے: "اللّٰہ اکبر کبیراً والحمدللّٰہ کثیراً وسبحانہ اللّٰہ بکرۃً واصلاً" اور یہ آپ کا سب سے پہلا کلام تھا۔ (اخرج البیہقی عن ابن عباس کذا فی الخصائص' صفحہ ۵۵' ج ۱' بحوالہ سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۲)

لہٰذا اپنے بچوں کو یہ مبارک کلمات بھی سکھائیں اور ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیں' ان کو اسلامی آداب سکھائیں' ایک ایک ادب سکھانے پر انشاء اللہ اجر و ثواب ملے گا اور والدین کی طرف سے اپنی اولاد کو اسلامی آداب سکھانا سب سے بہتر اور افضل عطیہ اور تحفہ ہے۔

حدیث میں ہے:

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ تحفہ نہیں دیا۔'' (ترمذی شریف صفحہ ۱۷ ج ۲' باب ماجاء فی ادب الولد ابواب البر والصلۃ) نیز حدیث میں ہے: ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مرد کا اپنے بچہ کو ادب سکھانا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو) غلہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔'' (ترمذی شریف صفحہ ۱۷ ج ۲' باب ماجاء فی ادب الولد)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی قدر کیجئے۔ آپ اپنے بچہ کو ایک ادب سکھائیں گے اس پر بھی آپ کو اجرو ثواب ملتا ہے۔ مثلاً والدین نے بچہ کو سکھایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ' یہ ایک ادب سکھانا ہوا اور یہ سکھانے پر ساڑھے تین کلو غلہ خیرات کرنے کا ثواب ملے گا اور جیسے ماں باپ نے بچہ کو سکھایا' بیٹھ کر پانی پیا کرو' تین سانس میں پیو' سیدھے ہاتھ سے کھاؤ' ہاتھ دھو کر کھانا کھاؤ' اپنے آگے سے کھاؤ' دستر خوان پر کھانا گر جائے تو اسے اٹھا کر کھالو' برتن صاف کر لیا کرو' بڑوں کو سلام کرو' انکا ادب کرو' ان کے سامنے زبان درازی نہ کرو' گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرو' وغیرہ وغیرہ۔ ایک ایک ادب سکھانے پر ساڑھے تین کلو غلہ خیرات کرنے کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح بچوں کو اسلامی آداب سکھائے جائیں' ہمارا معاشرہ اور ہر مسلمان کے گھر کا ماحول اسی طرح ہونا چاہیے۔ رہن سہن' کھانے پینے' لباس وغیرہ ہر چیز میں اسلامی طریقہ اور سنت کو اختیار کرنا چاہیے' بچوں کی تربیت اسی انداز سے کرنا چاہیے۔

اس کے برعکس آج کل مسلمانوں میں خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ میں غیروں کی نقل کا طریقہ چل پڑا ہے۔ بچوں کی تربیت بھی اسی انداز پر کرتے ہیں جو غیروں میں رائج ہے۔ آپس میں ملنے جلنے کے وقت جو الفاظ اور اصطلاحات ان کے یہاں رائج ہیں جیسے گڈ مارننگ' گڈ نائٹ وغیرہ وغیرہ' وہی الفاظ مسلمان بھی اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں جو لباس غیر اپنے بچوں کو پہناتے ہیں اسی انداز کا لباس مسلمان بھی اپنے بچوں کو پہنانے لگے ہیں۔ خصوصاً جو بچے نرسری جاتے ہیں ان کی تربیت عموماً غیر اسلامی طریقہ پر ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو اس پر خاص توجہ دینا چاہیے۔ ذہنی مرعوبیت ختم کر کے اپنا اسلامی طرز معاشرہ' تمدن اور ملی تشخص قائم رکھنے کا پورا عزم اور لباس کے لیے پوری کوشش ہونی چاہیے جس طرح یہ مسلمانوں کا انفرادی مسئلہ ہے' اجتماعی مسئلہ بھی ہے۔ لہٰذا انفرادی طور پر بھی اپنے گھروں کا ماحول اور طرز معاشرت اسلامی طریقہ پر بنانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اجتماعی طور پر بھی اس کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

بچوں کا ذہن بہت صاف ستھرا ہوتا ہے انکی جیسی ذہنی تربیت کی جائیگی اسکے مطابق بچوں

کے ذہن میں وہ باتیں جمتی جائیں گی۔ اگر اسلامی انداز پر تربیت کی گئی تو انشاء اللہ وہ بڑا ہو کر بھی اسی انداز پر رہے گا اور اگر غیروں کے طریقہ پر اس کے تربیت کی گئی تو وہی طرز زندگی اس کے اندر آئے گی اس لیے بچہ کے دیندار بننے اور بگڑنے کی پوری ذمہ داری ماں باپ پر ہے۔ حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ یعنی دین اسلام اور حق بات قبول کرنے کی اسکے اندر پوری صلاحیت ہوتی ہے مگر اس کے والدین (غلط تعلیم و تربیت سے) اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی (عیسائی) بنا دیتے ہیں یا (مجوسی)۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱)

لہٰذا اگر ہم اپنی اور اپنے اہل وعیال کی آخرت بنانا اور ان کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو غیروں کے طور وطریقے چھوڑ کر خود کو بھی سچا پکا مسلمان بنانا ہوگا اور بچوں کو بھی بچپن سے ہی ضروری دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب و آداب سے روشناس کرانا ہوگا اور اپنا طرز معاشرہ اسلام اور سنت طریقہ کے مطابق بنانا ہوگا اور اپنے گھروں میں بھی سنت طریقوں اور اسلامی طرز زندگی کو اختیار کرنا ہوگا۔ نمازوں کی پابندی' قرآن مجید کی تلاوت اور سیکھنے سکھانے کا ماحول پیدا کرنا ہوگا اور صاف بات یہ ہے کہ اپنے گھروں کو ناچ گانے' ٹی وی' وی سی آر سے پاک صاف کرنا ہوگا۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس ناچ گانے کو مٹانے کیلئے تشریف لائے تھے آج وہی ناچ گانوں کے سامان مسلمانوں کے گھروں میں ہے۔ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ ٹی وی' وی سی آر اس قدر خطرناک اور نقصان دہ ہے کہ اسکی موجودگی میں کوئی تعلیم اور کوئی تربیت مؤثر نہیں ہو سکتی۔ خدارا اپنے گھروں سے اس لعنت کو دور کرو جس نے اسلامی حیا کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔

کس قدر بے حیائی کی بات ہے کہ گھر میں باپ' بیٹی' ماں' بیٹا' بھائی' بہن ایک جگہ بیٹھ کر ٹی وی پر انتہائی فحش اور حیا سوز مناظر دیکھتے ہیں' بچے بچپن ہی سے جب اس قسم کے مناظر دیکھیں گے تو ان کے اندر حیا پیدا ہوگی یا بے حیائی۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو صحیح بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حاصل یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت از حد ضروری ہے اور گھروں کا ماحول سنت طریقہ کے مطابق بنانا ضروری ہے۔ غیروں کی نقل کرنے کے بجائے اسلامی طرز زندگی کو اختیار کیا جائے۔ ہم غیروں کے الفاظ اور ان کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں اس کے بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات اور مختلف احوال کی جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ دعائیں بچوں کو یاد کرانے اور ان پر عمل کروانے کا اہتمام کیا جائے۔ ان دعاؤں میں بڑی برکتیں ہیں اور بہت جامع

دعائیں ہیں۔ بچپن ہی سے بچوں کو اگر دعائیں یاد ہو جائیں گی اور بچے ان کو پڑھنے کے عادی ہو جائیں گے تو بڑے ہو کر بھی انشاء اللہ اس پر عامل رہیں گے اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہو جائیں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

دینی تعلیم پر دنیوی تعلیم کو ترجیح دینا اور اس کے نتائج واحکام

سوال: مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ دینی علوم اور اسی طرح دنیوی تعلیم سے بھی بے بہرہ ہے اور اس کا ان کو احساس بھی نہیں ہے اور جن لوگوں کو تعلیم میں رغبت ہے ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو دنیوی تعلیم اور بڑی ڈگریوں کے حصول کو اپنی معراج سمجھتے ہیں اس کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ اس کے بالمقابل دینی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہیں اور نہ اس کا کوئی اہتمام ہوتا ہے۔ برائے نام کچھ دینی تعلیم دلادی جاتی ہے آپ سے گزارش ہے کہ دینی تعلیم کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالیں اور اہل وعیال کی رہنمائی فرمائیں؟ بینوا توجروا

جواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً جو باتیں آپ نے سوال میں درج فرمائی ہیں وہ بہت ہی قابل افسوس اور لائق اصلاح ہیں۔ فی زمانہ یہ صورت حال صرف آپ کے یہاں نہیں ہے بلکہ عام مرض ہے جو ہیضہ اور طاعون کی طرح پھیلا ہوا ہے اور مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ اس مرض میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین

یہ صورت حال ہماری نسل کی ایمان کے بقاء اور حفاظت کے لیے بہت ہی خطرناک ہے۔ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کی فکر اور اس اہم مسئلہ پر توجہ دینے کی فوری ضرورت ہے اور عملی قدم اٹھانا بھی ہوگا ورنہ ہمارے ملی تشخص کا بقاء اور ہماری نئی نسل کے ایمان کی حفاظت بڑے خطرہ میں پڑسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بری حالت اور سنگین نتائج سے پوری ملت اسلامیہ کی حفاظت فرمائیں اور دینی تعلیم کی اہمیت ہمارے دلوں میں پیدا فرمائیں۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم۔

جو باتیں سوال میں ہیں وہ حقیقت اور بالکل صحیح ہیں۔ جب ہم اپنے معاشرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو عام صورت حال یہ ہی نظر آتی ہے کہ بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم برائے نام ہی ہے اور ایک رسم کے طور پر دینی تعلیم دلادی جاتی ہے جس قدر فکر اور توجہ دنیوی تعلیم کی طرف ہے اتنی فکر دینی تعلیم کی طرف نہیں ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ہمارے معاشرہ کی نوجوان لڑکیاں بھی سکولوں اور کالجوں میں نظر آتی ہیں جب کہ یہ ہی بچیاں عام طور پر دینی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہوتی ہیں۔ نہ قرآن مجید پڑھنا آتا ہے نہ ضروریات دین سے واقفیت ہوتی ہیں۔ ان کی زندگی میں نہ دین ہے نہ دین

کی عظمت اور نہ دین پر عمل۔ دنیوی تعلیم پر اس قدر انہماک ہے کہ ایمان اور دین کی بیخ و بنیاد نکلتی جارہی ہے مگر اس کا احساس بھی نہیں۔ آج تقریباً مسلمانوں کے معاشرہ کی یہی حالت ہے۔ مرحوم اکبرالٰہ آبادی نے بالکل صحیح فرمایا ہے:

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

ہم دنیوی تعلیم سے منع نہیں کرتے مگر شکایت اور گلہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے طرز عمل سے دنیوی تعلیم کو دینی تعلیم پر فوقیت اور اہمیت دے رکھی ہے۔ دنیوی تعلیم غالب اور دینی تعلیم مغلوب ہے اور اس کی شکایت قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔'' مفسر قرآن حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی یہ بھلائی جس کا بیان اوپر کی آیات میں ہوا' تم کو کیسے حاصل ہو جب کہ آخرت کی فکر ہی نہیں بلکہ دنیائی زندگی اور یہاں کے عیش و آرام کو اعتقاداً یا عملاً آخرت پر ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ دنیا حقیر وفانی اور آخرت اس سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ پھر تعجب ہے کہ جو چیز کماً و کیفاً ہر طرح افضل ہو اسے چھوڑ کر مفضول کو اختیار کیا جائے۔'' (سورہ اعلیٰ' پارہ ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے اس عالم اسباب میں ہر چیز کا تریاق رکھا ہے جو اس کے زہریلے اور (خراب اثرات کو ختم کرتا ہے) دنیوی اور عصری تعلیم کے زہر کے لیے قرآن وحدیث دینی تعلیم اور اسلامی تربیت تریاق ہے۔ اگر ہمارے بچوں نے بنیادی تعلیم ٹھوس طریقہ پر حاصل نہ کی اور اسلامی عقائد اور احکامات کا علم بقدر فرض بھی حاصل نہ کیا اور علماء کرام سے ربط وضبط اور تبلیغی کاموں سے وابستگی نہ رکھی تو عصری (دنیوی) تعلیم ہم کو ضلالت اور ہلاکت تک پہنچا کر چھوڑے گی اور دنیا و آخرت میں اس کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ یہ بات احقر تنہا نہیں کہہ رہا ہے' ہمارے اکابر اور سربراہوں نے بھی یہ بات لکھی اور کہی ہے۔

ہندوستان کی جنگ آزادی کے مجاہد جلیل اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگ جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لیے جاہل رہنا ہی اچھا ہے۔ (خطبہ

صدارت جلسہ افتتاحیہ مسلم یجوکیشنل یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۲۰ء بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ اردو نمبر ۲۱ جلد اول)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ آج کل تعلیم جدید کے متعلق علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم جدید سے روکتے ہیں اور اس کو ناجائز بتلاتے ہیں حالانکہ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ اگر تعلیم جدید کے آثار نہ ہوتے جو علی العموم اس وقت اس پر مرتب ہو رہے ہیں تو علماء ہرگز اس سے منع نہ کرتے۔ لیکن اب دیکھ لیجئے کہ کیا حالت ہو رہی ہے جس قدر جدید تعلیم یافتہ ہیں بہ استثناء شاذ و نادر ان کو نہ نماز سے غرض ہے نہ روزے سے نہ شریعت کے کسی دوسرے حکم سے بلکہ ہر بات میں شریعت کے خلاف ہی چلتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس سے اسلام کی ترقی ہو رہی ہے۔ (فصل العلم والعمل ۸)

سرسید مرحوم لکھتے ہیں:

"اسی طرح لڑکیوں کے سکول بھی قائم کیے گئے ہیں جنکے ناگوار طرز نے یقین دلادیا کہ عورتوں کو بدچلن اور بے پردہ کرنے کیلئے یہ طریقہ نکالا گیا ہے۔" (اسباب بغاوت ہند بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۲۳/۱)

مسٹر فضل الحق وزیر اعظم صوبہ بنگال نے ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشن منعقدہ پٹنہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قسم کی تعلیم (کالج اور اسکول میں) ان کو دی گئی ہے دراصل نہ اس نے ان کو دنیا کا رکھا ہے نہ دین کا۔

اگر ایک مسلمان بچہ نے اونچی سی تعلیم کی ڈگری حاصل کر بھی لی لیکن اس کوشش میں مذہب کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو اس کا ڈگری حاصل کرنا قوم کے لیے کیا مفید ہوسکتا ہے؟ مفید اس وقت ہوسکتا ہے جب مسلمان رہ کر ترقی کرے کیا خوب کہا ہے اکبر الہ آبادی نے:

فلسفی کہتا ہے کیا پرواہ ہے اگر مذہب گیا   میں یہ کہتا ہوں بھائی یہ گیا تو سب گیا

(مدینہ اخبار سہ روزہ بجنور ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء رحیمیہ ۱۔۲۳)

مسلم لیگی اخبار منشور (دہلی) کے مدیر مسٹر حسن ریاض ۹ جون ۱۱۴۰ء کے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ "گزشتہ تیس برس سے مسلمان بچے بالعموم صرف انگریزی اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور کے جتنے تعلیم یافتہ ہیں وہ اسلامی کلچر اخلاق اور اسلامی تصورات سے بالکل نابلد ہیں۔"

ڈاکٹر ہنٹر کا قول ہے کہ "ہمارے انگریزی اسکولوں میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان ہندو یا مسلمان ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔

(مسلمانان ہند صفحہ ۱۲۳ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۳ جلد نمبر ۱)

علامہ اقبال مرحوم ایک نظم میں جس کا عنوان "فردوس جا میں ایک مکالمہ ہے" اپنا خیال یوں ظاہر فرماتے ہیں:

ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس سے ایک روز
حالی سے مخاطب ہوئے یوں سعدی شیراز
کچھ کیفیت مسلم ہندی کی تو بیان کر
درماندہ منزل ہے کہ مصروف تگ و تاز
مذہب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی رگوں میں
تھی جس کی فلک سوز کبھی گرمئی آواز
باتوں سے ہوا شیخ کی حالی متاثر
رو رو کے کہنے لگا کہ اے صاحب اعزاز
جب پیر فلک نے ورق ایام کا پلٹا
آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدہ میں تزلزل
دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز
دین ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گر و زمیں تاز
بنیاد لرز جائے جو دیوار چمن کی
ظاہر ہے کہ انجام گلستان کا ہے آغاز
پانی نہ ملا زمزم ملت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز
یہ ذکر حضور یثرب میں نہ کرنا
سمجھیں نہ کہیں ہند کے مسلم مجھے غماز
فرمانتواں یافت اذان خار کہ کشیم
دیبانتوان یافت اذاں ہشیم کہ رشیم

یہ ہیں عصری (دنیوی انگریزی) اعلیٰ تعلیم کے نتائج جس کا اعتراف ہمارے بڑوں اور قائدین قوم نے کیا ہے۔ لہٰذا اس کے غلط نتائج سے حفاظت کے لیے ہمیں تدبیر اختیار کرنا ہے اور اچھی طرح اس پر غور وفکر کرنا ہے تاکہ ہمارے موجودہ اور آئندہ آنے والی قیامت تک کی نسلوں

کے ایمان و اعمال کی حفاظت ہو سکے اور دنیا کے ہر خطہ اور ہر علاقے کے مسلمانوں کو اس کی فکر کرنا ہے اور میری یہ دعوت فکر صرف آپ حضرات کو نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر مسلمان سے ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ہمارے بچے دینی مذہبی بنیادی ضروری تعلیم پوری طرح حاصل کریں۔ اسلامی تعلیمات و احکامات کو اور ایمان کے تقاضوں کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اسلامی تمدن اسلامی اخلاق اور عادات پر بھی مضبوطی سے قائم رہیں۔ علماء کرام سے ربط وضبط اور دینی و تبلیغی کام سے پوری طرح وابستگی قائم رکھیں اور اس کے ساتھ عصری تعلیم حاصل کریں تو انشاء اللہ اس کے زہریلے اثرات سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ اکبر الہ آبادی نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے:

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ میں جھولو
بس ایک سخن بندۂ ناچیز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو علم درحقیقت وہی ہے جو انسان کے دل میں اللہ رب العزت کی معرفت اور اس کا خوف وخشیت پیدا کرے۔ انسان اپنی حقیقت کو پہچانے اور اس کے اندر عجز و تواضع اور اپنی خواہشات اور حرص ختم کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ قبر اور آخرت کی زندگی کا استحضار حاصل ہو۔ ایک فارسی شاعر نے کہا کہ جس کا مفہوم ہے کہ:

"علم حقیقت میں وہ ہے کہ جو تمہیں سیدھی راہ دکھائے گمراہی کے زنگ کو دل سے دور کردے حرص اور خواہش کو دل سے باہر نکال دے خوف وخشیت تمہارے دل میں زیادہ کردے اسے علم کہتے ہیں۔" ایک اور شعر ہے:

علم دین فقہ است تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

(علم دین فقہ تفسیر اور حدیث ہے۔ جو شخص ان علوم کو چھوڑ کر محض دنیاوی تعلیم پر اکتفا کرے اور اس پر ناز کرے تو ایسا شخص عارف نہیں بلکہ خبیث بنے گا۔) شیخ سعدی کا قول ہے:

علم کہ راہ بحق نہ نماید جہالت است

(وہ علم جو راہ حق (صراط مستقیم) نہ دکھائے وہ علم نہیں جہالت ہے)

بہرحال اپنی اولاد کو اسلامی اور دینی تعلیم دلانا از حد ضروری اور اسلامی فریضہ ہے۔ قیامت

کے دن ہم سے اس کی باز پرس ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن باپ سے سوال ہوگا کہ تم نے اس بچہ کو کیا تعلیم دی تھی اور کیا ادب سکھایا تھا۔

بچہ کے سدھرنے اور بگڑنے کی پوری ذمہ داری والدین پر ہے۔ بچہ بہت اچھی صلاحیت لے کر دنیا میں آتا ہے مگر والدین غلط تربیت سے اس کی صلاحیت کو خراب کر دیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ محسن انسانیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ (یعنی اسکے اندر دین اسلام اور صحیح طریقہ قبول کرنیکی پوری صلاحیت ہوتی ہے) مگر اسکے والدین (غلط تربیت سے) اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱)

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ ''اے ایمان والو! تم خود کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم' آیت ۸)

معارف القرآن میں ہے کہ اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی۔ آیت میں لفظ ''اھلیکم'' میں اہل وعیال سب داخل ہیں جن میں بیوی' اولاد' غلام' باندیاں سب شامل ہیں اور بعید نہیں کہ ہمہ وقتی نوکر چاکر بھی غلام اور باندیوں کے حکم میں ہوں۔

ایک روایت میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ خود کو آگ سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی مگر گھر والوں کو کس طرح ہم جہنم سے بچائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کاموں کو کرنے کا حکم اپنے اہل وعیال کو بھی دو تو یہ عمل انہیں جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

حضرات فقہاء کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لیے کوشش کرے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل و عیال دین سے جاہل و غافل ہوں۔ (روح المعانی) (معارف القرآن) لہٰذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ خود بھی ضروری دینی علم حاصل کرے اور اس پر عمل پیرا ہو اور اپنے دل میں دین و شریعت کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور نورانی سنتوں کا احترام پیدا

کرے اس پر سختی سے عمل کرے اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید سے تعلق پیدا کرے اور اپنی اولاد کو بھی دینی تعلیم قرآن وسنت سے آراستہ وپیراستہ کرے ان کو اس پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کرے۔

ماضی میں مسلمان عروج وارتقاء کی جس بلندی پر پہنچے اس کا بنیادی سبب قرآن اور اسلامی تعلیمات سے بے پناہ لگاؤ اور اس پر سختی سے عمل تھا' قرآن نے مسلمانوں کو جو تعلیمات دی تھیں' مسلمان ان پر عمل پیرا تھے ہر معاملہ میں اپنی خواہشات کو پیچھے اور شرعی احکامات کو مقدم رکھتے تھے۔ آج بھی ہمارے اندر ایسے ہی بلند جذبات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

آج تو ہم درحقیقت برائے نام مسلمان ہیں۔ اسلامی تعلیمات' اسلامی تمدن' اسلامی وضع قطع اور اسلامی اخلاق وتہذیب سے ہم کوسوں دور ہیں اور ہمارا گلہ یہ ہے دنیا میں مسلمان پریشان ہیں' ان کا کوئی اثر نہیں' دنیا کی قومیں ان کو لقمہ تر بنائے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے اندر ایمان کی حقیقت اور ایمانی قوت وحمیت ہو تو انشاء اللہ یہ حالت ختم ہوسکتی ہے' ایمان کامل اور ایمان حقیقی پر ہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو' غالب تم ہی رہو گے۔ اگر تم پورے مومن رہے۔ اس لیے اہل ایمان سے بہت واضح الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری کامیابی کا واحد راستہ صرف یہی ہے کہ قرآن مجید اور اسلامی تعلیمات سے گہری دلچسپی پیدا کریں اور اپنی اولاد اور مسلمانوں کے بچوں کو بھی دینی علوم سے آراستہ پیراستہ کریں۔ اس نعمت سے اپنے بچوں کو محروم رکھنا بہت عظیم خسران ہے۔

ایک شاعر نے خوب کہا ہے:

لیس الیتیم الذی قدمات والدہ　　　ان الیتیم یتیم العلم والادب

''وہ بچہ جس کے باپ کا انتقال ہوگیا ہو صرف وہی یتیم نہیں ہے بلکہ وہ بچہ بھی یتیم ہے جو باپ کے ہوتے ہوئے دینی علوم اور اسلامی ادب سے محروم رہا ہو۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماں باپ پر اولاد کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ان کو اسلامی تعلیمات سے خوب اچھی طرح سے واقف کریں' صرف رسمی طور پر کچھ ابتدائی دینی تعلیم دینا کافی نہیں بلکہ عصری علوم کے ساتھ دینی اسلامی تعلیمات اور تہذیب واخلاق سے بھی ان کو آراستہ کیا جائے۔ یہ ان کا ماں باپ پر بہت بڑا حق ہے جسے پورا کرنا اور اس پر پوری توجہ دینا ہمارا دینی وملی فریضہ ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنے فریضہ سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔

اسی طرح قوم کے سربراہ اور قائدین پر لازم ہے کہ جگہ جگہ اپنے علاقوں' اپنی بستی' اپنے

محلوں میں بھی مدارس اسلامیہ اور مکاتب قرآنیہ قائم کریں اور مسلمانوں کے بچے اور بچیوں کے لیے دینی تعلیم کا بہتر سے بہتر انتظام کریں اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے والدین اور اولیاء سے بھی عرض ہے کہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کی پوری نگرانی کریں۔ بچہ کو پابندی کے ساتھ مدرسہ بھیجیں۔ بچہ نے سبق یاد کیا یا نہیں اس کی بھی فکر کریں۔ ہم اسکول کی تعلیم کے لیے کس قدر متفکر رہتے ہیں' ہمیں یہ فکر بھی سوار رہتی ہے کہ بچہ اسکول گیا یا نہیں؟ اس نے اسکول کا سبق یاد کیا یا نہیں؟ اسکول لانے لے جانے کا پورا انتظام بلکہ اسکول کے ساتھ ٹیوشن کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ کاش اتنی فکر اور توجہ قرآن مجید اور دینی تعلیم کی طرف ہوتی جو ہماری اصل اور بنیادی چیز ہے۔

یاد رکھئے ہم اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم اور اسلامی تہذیب وآداب سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتے۔ اس سے انشاء اللہ ان کی دنیا وآخرت بنے گی۔ آپ کے انتقال کے بعد ایسے بچے آپ کے لیے ایصال ثواب کریں گے اور دعائے مغفرت کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کسی باپ نے اپنے بچے کو ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع غلہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں۔ ایمان پر استقامت اور صراط مستقیم پر گامزن رکھیں اور پوری نسل کے ایمان کی حفاظت فرمائیں اور ہر ایک کو اپنے اپنے وقت موعود پر حسن خاتمہ نصیب فرمائیں' اپنی رضا عطا فرمائیں اور ہمارے دلوں میں دینی علوم کی عظمت اور اس کی طرف توجہ دینے اور جگہ جگہ مکاتیب قرآنیہ اور مدارس اسلامیہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

تعلیم نسواں کی اہمیت

سوال: آج کل بڑی عمر کی لڑکیوں اور دین سے ناواقف عورتوں کی دینی تعلیم کا مسئلہ بہت اہم ہوگیا ہے' لڑکیاں عموماً اسکول اور کالج کی دلدادہ ہوتی ہیں اور ان کے ماں باپ کا رجحان بھی اسی طرف ہوتا ہے اور اسکول وکالج کا ماحول کس قدر خراب ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ لڑکیاں عموماً ضرورت دین سے ناواقف ہوتی ہیں' ان کے مخصوص مسائل سے بھی بے خبر ہوتی ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم کسی طرح اسکول کالج سے ان کی رغبت ہٹا کر دینی تعلیم کی طرف ان کو راغب کریں اور اس مقصد کے پیش نظر ہم نے محلہ میں ان کے لیے دینی تعلیم کا انتظام کیا ہے جس میں

لڑکیاں پوری پابندی کے ساتھ آمدورفت کرتی ہیں اور سند یافتہ معلمات ان کو قرآن مجید با تجوید اور ضروری مسائل کی تعلیم دیتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ امور خانہ داری' کھانا پکانا' سینا پرونا وغیرہ بھی ان کو سکھایا جائے تو اس طرح محلہ میں ان کے لیے دینی تعلیم کا انتظام شرعاً کیسا ہے؟ اس میں تعاون کرنا چاہیے یا نہیں؟ امید ہے تفصیل جواب مرحمت فرمائیں گے؟ بینوا توجروا

جواب: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ایک روایت کے مطابق (ہر مسلمان عورت) پر فرض ہے۔ (الحدیث)

مظاہر حق میں مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے اور طلب کرنا علم کا فرض ہے۔ مراد علم سے وہ علم ہے کہ جس کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً آدمی جب مسلمان ہوا تو واجب ہوا اس پر معرفت صانع کی اور اس کے صفات کی اور جاننا نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سوائے ان کے ان چیزوں کا کہ ایمان بدون ان کے صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آیا تو واجب ہوا علم احکام نماز کا سیکھنا۔ جب رمضان آیا تو واجب ہوا علم احکام روزوں کا اور جب مالک نصاب کا ہوا تو واجب ہوا علم احکام زکوٰۃ کا اور جب نکاح کیا تو حیض ونفاس اور طلاق وغیرہ کے مسائل کا علم حاصل کرنا جو شوہر و بیوی سے متعلق ہے واجب ہوا۔ اسی طرح بیع وشراء (خرید وفروخت) کرنے لگے تو اس کے مسائل سیکھنے واجب ہوں گے۔ اسی پر اول چیزوں کو سمجھ لے۔ غرض کہ جو بات پیش آئے گی اس کا حاصل کرنا بھی فرض ہوگا' اگر نہ کرے گا تو اشد گناہ گار ہوگا۔ (مظاہر حق صغیر بیسر' صفحہ ۹۴-۹۷' جلد اول)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر اتنا دینی علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے ایمان کی بنیاد توحید و رسالت اور عقائد کی اصلاح ہو سکے۔ اسی طرح اعمال یعنی نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج وغیرہ درست اور صحیح طریقہ سے ادا کر سکے اور معاملات' معاشرت اور اخلاق درست ہو جائیں۔

لہٰذا ضروری علم کا حصول صرف مردوں پر ضروری نہیں' عورتوں اور لڑکیوں پر بھی فرض ہے اور اس کی بے حد اہمیت ہے' عورتیں اگر ضروری دینی علوم سے واقف ہوں گی اور ان کا ذہن دینی علوم سے آراستہ و پیراستہ ہوگا تو وہ اپنی زندگی بھی دین کی روشنی میں صحیح طریقہ سے گزار سکتی ہیں اور اپنی اولاد نیز اپنے متعلقین کی بھی بہترین دینی تربیت کر سکتی ہیں اور بچپن ہی سے بچوں کا ذہن دین کے سانچہ میں ڈھال سکتی ہی اور ان کو دینی باتوں سے روشناس کرا سکتی ہی۔ اولاد کی تربیت میں ماں کا کردار بہت بنیادی ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر عورت پر اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے وہ اپنے رب کو پہچان سکے اور اپنے عقائد کی اصلاح کر سکے اور غلط قسم کے عقائد' رسوم ورواج سے محفوظ رہ

سکے اور اپنی عبادت نماز' روزہ وغیرہ صحیح طریقہ پر ادا کر سکے اور عورتوں کے مخصوص حیض و نفاس اور استحاضہ کے مسائل سے واقف ہو سکے۔ اس کے برعکس اگر عورت دینی علوم سے واقف نہ ہوگی اور اس کا ذہن دین کے سانچہ میں ڈھلا ہوا نہ ہوگا تو نہ وہ خود اپنی زندگی دینی تقاضوں کے مطابق گزار سکتی ہے اور نہ اپنی اولاد کی صحیح دینی تربیت کر سکتی ہے۔

والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خود کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کریں۔ ارشاد خداوندی ہے:

''اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ) کی آگ سے بچاؤ۔'' (سورہ تحریم' پارہ ۲۸)

اور دوزخ کی آگ سے بچانے کا طریقہ یہی ہے کہ ان کی دینی تربیت کریں' ضروری دینی علوم سے ان کو واقف کرانے کا پورا انتظام کریں' بچپن ہی سے ان کو نماز کا پابند بنائیں' حلال و حرام سے واقف کریں اور احکام الٰہیہ اور ضروریات دین سے باخبر کریں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی۔ لفظ اھلیکم میں اہل و عیال سب داخل ہیں جن میں بیوی' اولاد' غلام' باندیاں سب شامل ہیں اور بعید نہیں کہ ہمہ وقت نوکر چاکر بھی غلام باندیوں کے حکم میں ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی (کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل و عیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا اہل و عیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لیے کوشش کرے۔ الیٰ قولہ۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل و عیال دین سے جاہل و غافل ہوں۔ (روح)

(معارف القرآن' صفحہ ۵۰۲' ۵۰۳' جلد ۸' سورہ تحریم آیت ۸' پارہ ۲۸)

آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر اولاد کی تعلیم وتربیت لازمی ہے اور اولاد عام ہے۔ لڑکے لڑکیاں سب اولاد میں داخل ہیں۔ لہٰذا جس طرح لڑکوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہے اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم وتربیت بھی لازم اور ضروری ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح انقلاب میں تعلیم نسواں کے متعلق بہت ہی مفید مضمون بعنوان ''اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں'' تحریر فرمایا ہے۔ پورا مضمون قابل مطالعہ ہے۔ (ملاحظہ ہو اصلاح انقلاب' صفحہ ۱۹۰ تا ۲۰۱) یہ مضمون بہشتی زیور حصہ اول میں بھی اسی عنوان سے صفحہ نمبر ۹۵ تا ۱۰۷ پر چھپا ہوا ہے۔ اس مضمون میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے:

''غرض عقل اور مشاہدہ دونوں شاہد ہیں کہ بدون علم کے عمل کی تصحیح ممکن نہیں اور عمل کی تصحیح واجب اور فرض ہیں۔ تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا اوپر دعویٰ کیا گیا ہے عقلاً بھی ثابت ہوا اور سمعاً فرض ہونا اس سے اوپر بیان کیا گیا ہے تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا۔ پس ان لوگوں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو نوکری کرنا نہیں ہے تو ان کی تعلیم کیا ضروری ہے۔ محض غلط ٹھہرا۔ الیٰ قولہ۔ یہ بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی ضرورت دینیہ کے لیے کافی وافی نہیں۔ دو وجہ سے اولاً پردہ کے سبب (کہ وہ بھی اہم الواجبات ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا قریباً ناممکن ہے اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جائے تو بعض مستورات کو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ مردوں کو خود ہی اپنے دین کا اہتمام بھی نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کے لیے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق از بس دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہوگئی یا کسی کے گھر میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا خود عادتاً ناممکن ہے تو ان کی عام احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کرلیا کریں' یہی کچھ عورتوں کو بطریق متعارف تعلیم دین دینا واجب ہوا۔''

(اصلاح انقلاب' صفحہ ۱۹۴) (بہشتی زیور' صفحہ ۹۹' حصہ اول)

مندرجہ بالا حوالوں سے عورتوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کی تعلیم کی طرف توجہ دینا اور اس کا انتظام کرنا بھی ضروری ہے' عورتوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر جگہ' ہر بستی میں مقامی طور پر ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے کہ عورتیں اور لڑکیاں پردہ

کے پورے اہتمام کے ساتھ آمدورفت کریں اور ایسی قابل اعتماد رفاقت اختیار کریں کہ وہ بدنامی سے بالکل محفوظ رہیں اور ان کی عصمت' پاک دامنی' عزت و آبرو پر کوئی داغ دھبہ نہ آنے پائے اور شام تک اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔ ان کے بڑے اور اولیاء بھی ان کی تعلیم اور آمدورفت کی پوری نگرانی کریں' عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا یہ طریقہ انشاءاللہ فتنوں سے محفوظ ہوگا۔

صورت مسئولہ میں آپ نے جو باتیں لکھی ہیں اگر وہ بالکل صحیح ہوں اور لڑکیاں پردہ کے مکمل انتظام اور اہتمام کے ساتھ آمدورفت کرتی ہوں' معلمات بھی صحیح العقیدہ اور قابل اعتماد ہوں تو بہت ہی قابل مدح وستائش اور لائق مبارک باد ہیں۔ ہر مسلمان کو اپنی حیثیت کے مطابق اس میں تعاون کرنا چاہیے' لڑکیوں کے ماں باپ بھی اس کو غنیمت سمجھیں اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ پیراستہ کرنے کی فکر اور سعی کریں۔ فقط' واللہ اعلم بالصواب

مسلمان لڑکیوں کا انگلش کی اعلیٰ تعلیم لینا

سوال: مسلمان لڑکیوں کو انگلش پڑھنا کیسا ہے؟ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: انگلش میں نام اور پتہ لکھ سکے اتنا سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ کبھی شوہر سفر میں ہو اور اس کو خط لکھنے میں انگلش پتہ کی ضرورت ہو تو غیر کے پاس جانا نہ پڑے۔ لڑکیوں کو سکول اور کالج میں داخل کر کے اونچی تعلیم دلانا اور ڈگریاں حاصل کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں نفع سے نقصان کہیں زیادہ ہے۔ (اثمهما اكبر من نفعهما) تجربہ بتلاتا ہے کہ انگلش تعلیم اور کالج کے ماحول سے اسلامی عقائد و اخلاق و عادات بگڑ جاتے ہیں۔ آزادی' بے شرمی' بے حیائی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ مرحوم اکبرالہ آبادی نے فرمایا ہے:

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر انگریزی تعلیم کا آخری نتیجہ یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگ جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کیلئے جاہل رہنا ہی اچھا ہے۔ (خطبہ صدارت ۱۹۲۰ء افتتاحیہ مسلم نیشنل یونیورسٹی علی گڑھ)

اور حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل تعلیم جدید کے متعلق علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم جدید سے روکتے ہیں اور اس کو ناجائز بتلاتے ہیں

حالانکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تعلیم جدید کے یہ آثار نہ ہوتے جو علی العموم اس وقت اس پر مرتب ہورہے ہیں تو علماء اس سے ہرگز منع نہ کرتے لیکن اب دیکھ لیجئے کہ کیا حالت ہورہی ہے جس قدر جدید تعلیم یافتہ ہیں بہ استثناء شاذ و نادران کو نہ نماز سے غرض ہے نہ روزے سے نہ شریعت کے کسی دوسرے حکم سے بلکہ ہر بات میں شریعت کے خلاف ہی چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔ (فضل العلم والعمل، صفحہ ۸)

اور فرماتے ہیں مدارس اسلامیہ میں بیکار ہو کر رہنا لاکھوں کروڑوں درجہ انگریزی میں مشغول رہنے سے بہتر ہے اس لیے کہ گو لیاقت اور کمال نہ ہو لیکن کم از کم عقائد تو فاسد نہ ہوں گے اہل علم سے محبت تو ہوگی۔ اگرچہ کسی مسجد کی جاروب کشی ہی میسر ہو یہ جاروب کشی اس انگریزی میں کمال حاصل کرنے اور وکیل بیرسٹر وغیرہ بننے سے کہ جس سے اپنے عقائد فاسد ہوں اور ایمان میں تزلزل ہو اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و بزرگان دین کی شان میں بے ادبی ہو کہ جو اس زمانے میں انگریزی کا اکثری بلکہ لازمی نتیجہ ہے اور یہ ترجیح ایک محب دین کے نزدیک تو بالکل واضح ہے ہاں جس کو دین کے جانے کا علم ہی نہ ہو وہ جو چاہے کہے۔ (حقوق العلم، صفحہ ۴۳، ۶۴) اور آپ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت علی گڑھ کالج میں لڑکوں کو داخل کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں دین سے برباد نہ ہو جائیں۔ فرمایا میاں ہوگا تو وہی جو اللہ کو منظور ہوگا۔ مگر ظاہری اسباب میں یہ داخلہ بھی ایک قوی سبب ہے بربادی کا اور اس بناء پر کالج کے داخلہ سے فالج کا داخلہ اچھا ہے اس لیے کہ اس میں تو دین کا ضرر اور اس میں جسم کا ضرر ان دونوں مرضوں میں حقیقی مرض وہی ہے جو کالج میں رہ کر پیدا ہوتا ہے۔ (ملفوظات، صفحہ ۱۰۷)

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کشمیر میں بھنگی کا پیشہ مسلمان کرتے ہیں، بہت برا معلوم ہوتا ہے اب کچھ تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ تعلیم کے بعد یہ پیشہ چھوڑ دینگے۔ فرمایا کس قسم کی تعلیم؟ عرض کیا انگریزی ہی کی تعلیم کے سکول کھولے گئے ہیں۔ فرمایا کہ اگر یہ بھنگی کا پیشہ چھوٹ جائیگا تو یہ انگریزی تعلیم کا پیشہ اس سے بدتر ہے اب تک تو ظاہری نجاست تھی اور یہ باطنی نجاست ہوگی۔ اکثر یہ دیکھا ہے کہ اس تعلیم سے عقائد خراب ہو جاتے ہیں۔ (ملفوظات، صفحہ ۴۳۶، ملفوظات، صفحہ ۲۷۳، ج ۵)

(۱) ڈاکٹر ہنٹر کا قول ہے کہ ہمارے انگریزی سکولوں میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان ہندو یا مسلمان ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔ (مسلمانان ہند، صفحہ ۴۰۲)

(۲) گاندھی جی لکھتے ہیں ان کالجوں کی اعلیٰ تعلیم بہت اچھے صاف اور شفاف دودھ کی طرح ہے، جس میں تھوڑا سا زہر ملا دیا گیا ہو۔ (خطبہ صدارت مولانا شیخ الہندؒ جامعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۲۰ء)

(۳) سرسید مرحوم لکھتے ہیں اسی طرح لڑکیوں کے سکول بھی قائم کیے گئے ہیں جنکے ناگوار طرز نے یقین دلادیا کہ یہ عورتوں کو بدچلن اور بے پردہ کرنے کیلئے طریقہ نکالا گیا ہے۔ (اسباب بغاوت ہند)

(۴) سر عبداللہ ہارون سندھ کی مسلمان طلبہ کی تعلیمی کانفرنس کی صدارتی تقریر میں فرماتے ہیں تعلیم کا موجودہ طریقہ جسے لارڈ میکالے نے رائج کیا تھا ہر اس چیز کو تباہ کر چکا جو ہمیں عزیز تھی۔

(روز نامہ انجام دہلی فروری ۱۹۴۱ء)

(۵) آنریبل مسٹر فضل حق وزیر اعظم صوبہ بنگال نے ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل منعقد پٹنہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قسم کی تعلیم کالج اور سکولوں میں ان کو دی گئی ہے دراصل اس نے ان کو نہ دنیا کا رکھا ہے نہ دین کا۔ اگر ایک مسلمان بچہ نے اونچی سے اونچی تعلیم کی ڈگری حاصل کر بھی لی لیکن اس کوشش میں مذہب کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو اس کا ڈگری حاصل کرنا قوم کے لیے کیا مفید ہوسکتا ہے' مفید اس وقت ہوسکتا ہے جب مسلمان رہ کر ترقی کرے۔

کیا خوب کہا اکبر الٰہ آبادی:

فلسفی کہتا ہے کیا پروا ہے گر مذہب گیا
اور میں کہتا ہوں بھائی یہ گیا تو سب گیا

(مدینہ سہ روزہ بجنور' ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

(۶) مسلم لیگ اخبار منشور (دہلی) کے مدیر حسن ریاض ۹ جون ۱۹۴۰ء کے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ گزشتہ تیس ۳۰ برس سے مسلمان بچے بالعموم صرف انگریزی سکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور کے جتنے تعلیم یافتہ ہیں وہ اسلامی کلچر' اخلاق اور اسلامی تصورات سے بالکل ناپید ہیں۔ شریعت کا قانون ہے کہ فائدہ حاصل کرنے کے بجائے خرابی سے دور رہنا اور برائی سے بچنا ضروری ہے۔ (الاشباہ والنظائر میں ہے' صفحہ ۱۱۴)

وضو اور غسل میں غرغرہ کرنا سنت ہے لیکن حلق میں پانی چلے جانے کے خوف سے روزہ دار کے لیے غرغرہ ممنوع ہے۔ اسی طرح بالوں کا خلال سنت ہے مگر بالوں کے ٹوٹ جانے کے خوف سے حالت احرام میں خلال مکروہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت تھی مگر بعد میں خرابی پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مذکورہ فیصلہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ عورتوں نے جو حالت بنالی ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملاحظہ

فرمایا ہوتا تو (پہلے ہی) ان کو مسجد سے روک دیتے' اجازت نہ دیتے۔ (ابوداؤد شریف' صفحہ ۹۱' ج ۱)

مذکورہ قانون کے مطابق جب عورتوں کے لیے مسجد میں جا کر نماز پڑھنا ناجائز ٹھہرا تو ان کو انگریزی پڑھانا اور کالجوں میں داخل کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ جب کہ دین کا ضرر کہیں زیادہ ہے۔ مطلب یہ کہ ایسی تعلیم دلانا جس سے دین و ایمان پر برا اثر پڑتا ہے جو غیر اسلامی کلچر' غیر اسلامی اخلاق وعادات اختیار کرنے کا ذریعہ بنتی ہو ہر ایک کے لیے ناجائز ہے' لڑکی ہو یا لڑکا۔ البتہ فرق یہ کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ لڑکیوں کی فطرت اثر بد کو جلدی قبول کر لیتی ہے اور مذہبی لحاظ سے معاشی ذمہ داریاں بھی ان پر نہیں ہوتیں تو ان کو انگریزی تعلیم سے علیحدہ رہنا چاہیے اور انہیں انگریزی سکول اور کالج کی ہوا بھی نہ لگنی چاہیے' ہاں لڑکے اگر مذہبی بنیادی ضروری چیزیں پوری طرح حاصل کرلیں اور اسلامی تمدن' اسلامی اخلاق اور عادات پر بھی مضبوطی سے قائم رہیں تو بیشک ان کے لیے گنجائش ہے کہ وہ جتنی چاہیں انگریزی ڈگریاں حاصل کریں مگر موجودہ دور میں یہ گارنٹی ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ پس اسلامی عقائد اور اسلامی اخلاق وغیرہ پر مضبوطی سے قائم رہنے کا یقین نہ ہو اور اثر بد اور برے ماحول سے محفوظ رہنے کا بھی پورا اطمینان نہ ہو تو جس طرح مہلک مرض اور مفسد صحت آب و ہوا سے اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے اسی طرح مذکورہ تعلیم اور کلچر سے بھی ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ اولاد کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ان کے دین کی درستگی کی فکر دنیا کی درستگی کی فکر سے زیادہ ہو۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ:

"آدمی کا دوست وہ ہے جو اس کی آخرت کی درستگی کی کوشش کرے' اگرچہ اس کی دنیا کا کچھ نقصان ہو اور آدمی کا دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کے نقصان میں کوشش کرے' اگرچہ اس میں اس کی دنیا کا فائدہ ہو۔" واللہ اعلم بالصواب

فرائض' واجبات' مسنونات اور مستحبات کس کو کہتے ہیں؟

سوال: فرض واجب سنت مستحب مکروہ مباح حرام ان کے معنی ومطلب کیا ہیں؟

جواب: (۱) فرض جو دلیل قطعی ہیں ثابت ہو' یعنی اس کے ثبوت میں شک وشبہ نہ ہو۔ جیسے مثلاً قرآن شریف سے ثابت ہو' بلا عذر اس کا تارک فاسق اور عذاب کا مستحق ہے اور فرضیت کا منکر کافر ہے' فرض کی دو قسمیں ہیں: (الف) فرض عین (ب) فرض کفایہ

(الف): فرض عین وہ ہے جس کی ادائیگی سب کے ذمہ ضروری ہو' جیسے نماز پنجگانہ وغیرہ۔

(ب): فرض کفایہ وہ ہے جس کی ادائیگی تمام کے ذمہ نہیں' ایک دو کے ادا کرنے سے سب بری الذمہ ہوجاتے ہیں اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہوں گے۔ جیسا کے نماز جنازہ

وغیرہ۔(درمختار مع الشامی ج ۱)(۲)واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اسکا تارک عذاب کا مستحق ہے اسکا منکر فاسق ہے کافر نہیں۔(۳)سنت وہ کام جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کیا ہو اور اس کی تاکید کی ہو۔اس کی دو قسمیں ہیں:

(الف)سنت مؤکدہ(ب)سنت غیر مؤکدہ۔

(الف): سنت مؤکدہ وہ ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کی تاکید کی ہو اور بلا عذر کبھی ترک نہ کیا ہو اس کا حکم بھی عملاً واجب کی طرح ہے۔یعنی بلا عذر اس کا تارک گناہ گار اور ترک کا عادی سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہے گا۔(درمختار مع الشامی صفحہ ۲۹۵ ج ۵)

(i)سنت عین وہ ہے جس کی ادائیگی ہر مکلف پر سنت ہے جیسے کہ نماز تراویح وغیرہ۔

(ii)سنت کفایہ وہ ہے جس کی ادائیگی سب پر ضروری نہیں یعنی بعض کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گی اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہوں گے۔جیسا کہ محلّہ کی مسجد میں جماعت تراویح وغیرہ۔(السنۃ تکون سنۃ کفایۃ قولہ سنۃ عین الخ شامی صفحہ ۵۰۲ ج ۱)

(ب): سنت غیر مؤکدہ وہ ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے اکثر مرتبہ کیا ہو مگر کبھی کبھار بلا عذر ترک کیا ہو اس کے کرنے میں بڑا ثواب ہے اور ترک کرنے میں گناہ نہیں۔اس کو سنت زوائد اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔(شامی صفحہ ۹۵ ج ۱)

(۴)مستحب وہ کام ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے کبھی کبھار کیا ہو اور اس کو سلف صالحین نے پسند کیا ہو۔(شامی صفحہ ۱۱۵ ج ۱)

اسکے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں گناہ بھی نہیں۔اسکو نفل مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔"**والنفل و منه المندوب يثاب فاعله ولا يسيئى تاركه**"(شامی صفحہ ۹۵ ج ۱)

(۵)حرام وہ ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔اس کا منکر کافر ہے اور بلا عذر اس کا مرتکب فاسق اور مستحق عذاب ہے۔

(۶)مکروہ تحریمی وہ ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو بلا عذر اس کا مرتکب گنہگار اور عذاب کا مستحق اور اس کا منکر فاسق ہے۔(شامی صفحہ ۱۹۴ ج ۵)

(۷)مکروہ تنزیہی وہ ہے جسکے ترک میں ثواب اور کرنے میں عذاب نہیں مگر ایک قسم کی قباحت ہے۔

(۸)مباح وہ ہے جسکے کرنے میں ثواب نہیں اور ترک کرنے میں گناہ اور عذاب بھی نہیں۔

(شامی صفحہ ۲۹۴ ج ۵)فقط والسلام۔

تبلیغ دین

عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

سوال: عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

جواب: تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کے لیے خاص اصول وشرائط رکھے ہیں۔ ان اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کا تبلیغی جماعت میں جانا بہت ہی ضروری ہے۔ اس سے دین کی فکر اپنے اندر بھی پیدا ہوگی اور اُمت میں دین والے اعمال زندہ ہوں گے۔

خواتین کے لیے اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ گھروں میں رہیں اور بغیر ضرورت شدیدہ کے باہر نہ نکلیں کیونکہ عورتوں کے باہر نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ البتہ اگر ضرورت دین مثلاً روزہ نماز وغیرہ کے مسائل گھر میں محرم یا شوہر سے معلوم نہ ہوں تو اس کے لیے عورت حدود شرعیہ کا لحاظ کرتے ہوئے باہر نکل سکتی ہے۔ آج کل چونکہ فتنہ کا دور ہے اور بے دینی کا سیلاب تیزی سے پھیل رہا ہے۔ خاص طور سے عورت میں بے دینی بہت ہوگئی ہے اس لیے اگر عورتیں مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کرتے ہوئے گاہ بگاہ تبلیغ کے لیے نکلیں تو اس کی گنجائش ہے۔ اگر ان شرائط کی پابندی نہ کریں تو ان کا تبلیغ کے لیے جانا ناجائز ہے اور وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) عورت کے سرپرست یا شوہر کی اجازت ہو اور محرم یا شوہر ساتھ ہو۔

(۲) شوہر وبچوں اور اہل حقوق کے شرعی حقوق پامال نہ ہوں۔ (۳) کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (۴) مکمل شرعی پردہ ہو۔ (۵) زینت یا بناؤ سنگھار کر کے یا مہکنے والی خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔

(۶) جس گھر میں ٹھہریں وہاں پردہ کا مکمل انتظام ہو اور غیر محرم مردوں کا عمل دخل نہ ہو۔

(۷) دوران تعلیم عورتوں کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں۔

مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ کر کے عورتوں کا تبلیغ میں نکلنا قرآنی احکام کے خلاف نہیں۔ قرآنی احکام کے خلاف اس وقت ہوگا جب مذکورہ شرائط کی خلاف ورزی ہوگی۔ لہٰذا مذکورہ شرائط کی پوری پابندی کے ساتھ خواتین کے تبلیغ میں جانے کی گنجائش ہے۔ (ملخص)

کیا تبلیغ کیلئے پہلے مدرسہ کی تعلیم ضروری ہے؟

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تبلیغ عالموں کا کام ہے اس میں جو لوگ کچھ نہیں جانتے انکو چاہیے کہ وہ پہلے مدرسہ میں جا کر دین کا کام سیکھ لیں بعد میں یہ کام کریں ورنہ انکی تبلیغ حرام ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: غلط ہے۔ جتنی بات مسلمان کو آتی ہو اس کی تبلیغ کر سکتا ہے اور تبلیغ میں نکلنے کا مقصد سب سے پہلے خود سیکھنا ہے اس لیے تبلیغ کے عمل کو بھی چلتا پھرتا مدرسہ سمجھنا چاہیے۔

سینما میں قرآن خوانی اور سیرت پاک کا جلسہ کرنا خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق ہے

سوال: کیا سینما گھروں میں قرآن شریف رکھا جا سکتا ہے؟ اور کیا وہاں پر سیرت پاک کا کوئی جلسہ منعقد ہو سکتا ہے؟ اور کیا وہاں پر قرآن خوانی ہو سکتی ہے؟

جواب: سینماؤں میں قرآن خوانی اور سیرت کے جلسے کرنا خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۹۸۔

قرآن کریم کی عظمت اور اس کی تلاوت

دل میں پڑھنے سے تلاوت قرآن نہیں ہوتی' زبان سے قرآن کے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے

سوال: اکثر قرآن خوانی میں لوگ خاص کر عورتیں تلاوت اس طرح کرتی ہیں جیسے اخبار پڑھتے ہیں' آواز تو درکنار لب تک نہیں ہلتے' دل میں ہی پڑھتی ہیں' ان سے کہو تو جواب ملتا ہے ہم نے دل میں پڑھ لیا ہے' مرد تلاوت کی آواز سنیں گے تو گناہ ہوگا؟

جواب: قرآن مجید کی تلاوت کے لیے زبان سے الفاظ ادا کرنا شرط ہے' دل میں پڑھنے سے تلاوت نہیں ہوتی۔ (آپ کے مسائل ص ۲۴۹ ج ۳)

نابالغ بچے قرآن کریم کو بلا وضو چھو سکتے ہیں

سوال: چھوٹے بچے بچیاں مسجد' مدرسے میں قرآن پڑھتی ہیں' پیشاب کر کے آبدست نہیں

کرتے' بلاوضو قرآن چھوتے ہیں' معلم کا کہنا ہے کہ جب تک بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی تب تک وہ بلاوضو قرآن چھوسکتا ہے' چار پانچ سال کے اکثر بچے بار بار پیشاب کو جاتے ہیں' ریاح آتی رہتی ہے ان کے لیے ہر دس پندرہ منٹ پر وضو کرنا بہت مشکل کام ہے' دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کتنی عمر کے بچے بلاوضو قرآن چھوسکتے ہیں؟

جواب: چھوٹے نابالغ بچوں پر وضو فرض نہیں' ان کا بلاوضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست ہے۔(البتہ عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے)

مرد استاد کا عورتوں کو قرآن مجید پڑھانے کی عملی تربیت دینا

سوال: خواتین اساتذہ کو ناظرہ قرآن مجید کے پڑھانے کی عملی تربیت مرد اساتذہ سے دلوائی جاسکتی ہے یا نہیں جبکہ استاد اور شاگرد کے درمیان کسی قسم کا پردہ بھی حائل نہ ہو؟ نیز یہ کہ کیا اس سلسلہ میں یہ عذر معقول ہے کہ خواتین کی تربیت کیلئے خواتین اساتذہ موجود نہیں ہیں' لہٰذا مرد اساتذہ سے تعلیم دلوائی جارہی ہے؟

جواب: اگر ناظرہ تعلیم دینا اس قدر ضروری ہے تو کیا پردہ کا خیال رکھنا اس سے زیادہ ضروری نہیں' ایک ضروری کام کو انجام دینے کے لیے شریعت کے اتنے اہم اصول کی خلاف ورزی سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ناظرہ تعلیم اس قدر اہم ہے اور یقیناً ہے تو پردہ اور دیگر اسلامی اور اخلاقی امور کا خیال رکھتے ہوئے کسی دیندار' متقی اور بڑی عمر کے بزرگ سے چند عورتوں کو ناظرہ تعلیم کی تربیت اس طرح دی جائے کہ آگے چل کر وہ خواتین دوسری عورتوں کو تعلیم کی تربیت دے سکیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۲۹۶ ج۳)

نامحرم سے قرآن کریم کس طرح پڑھے

سوال: مولانا صاحب قاری صاحب سے جو کہ نامحرم ہوتا ہے' اگر کوئی لڑکی ان سے قرآن پاک حفظ کرنا چاہے تو آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ گناہ تو نہیں ہوگا؟ کیونکہ میری کزن قاری صاحب سے قرآن مجید حفظ کررہی ہے؟

جواب: نامحرم حافظ سے قرآن کریم یاد کرنا پردہ کیساتھ ہو تو گنجائش ہے بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ مثلاً دونوں کے درمیان تنہائی نہ ہو' اگر فتنہ کا احتمال ہو تو جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد۳ ص۲۹۶)

قریب البلوغ لڑکی کو بغیر پردے کے پڑھانا درست نہیں

سوال: مراہقہ لڑکی کو قرآن مجید پڑھانا کیسا ہے؟ آج کل جو حفاظ کرام یا مولوی صاحبان

مسجد میں بیٹھ کر مراہقہ لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: قریب البلوغ لڑکی کا حکم جوان ہی کا ہے بغیر پردے کے پڑھانا موجب فتنہ ہے۔ (ایضاً)

قرآن مجید ہاتھ سے گر جائے تو کیا کرے؟

سوال: اگر قرآن پاک ہاتھ سے گر جائے تو اس کے برابر گندم خیرات کر دینا چاہیے اگر کوئی دینی کتاب مثلاً حدیث فقہ وغیرہ ہاتھ سے گر جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کریم ہاتھ سے گر جانے پر اس کے برابر گندم خیرات کرنے کا مسئلہ جو عوام میں مشہور ہے یہ کسی کتاب میں نہیں' اس کوتاہی پر استغفار کرنا چاہیے اور صدقہ خیرات کرنے کا بھی مضائقہ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ناپاک کپڑے ہوں تو تلاوت کا حکم

سوال: جسم پر ناپاک کپڑے پہنے ہوئے ہوں تو اس حالت میں تلاوت' ذکر اذکار جائز ہیں یا نہیں؟ نیز ناپاک لحاف سر سے پیر تک منہ ڈھانپ کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نجاست کے قریب قرأت مکروہ ہے' نجس کپڑے پہن کر تلاوت جائز نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ تسبیح وتہلیل مکروہ نہیں ہے اور لحاف اگرچہ پاک بھی ہو تب بھی منہ ڈھانپ کر تلاوت نہ کرے۔ (جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے) لہٰذا بصورت ناپاکی تو بطریق اولیٰ منہ ڈھانپ کر تلاوت کرنا درست نہ ہوگا۔ (خیر الفتاویٰ)

قرآن کی تلاوت افضل ہے یا درود پاک بھیجنا

سوال: عبادت کے وقت میں قرآن حکیم کی تلاوت افضل ہے یا درود پاک بھیجنا افضل ہے؟

جواب: تمام اذکار میں قرآن حکیم کی تلاوت افضل ہے۔ البتہ جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ایسے اوقات میں تسبیح' دعا اور درود پاک پڑھنا تلاوت کرنے سے افضل ہے۔

جیسا کہ ''نفع المفتی والسائل'' میں اس مسئلہ کو اسی طرح وضاحت سے لکھا ہے۔ ''القرآن افضل الاذکار لانہ کلام اللہ تعالیٰ'' الخ۔ (خیر الفتاویٰ)

تلاوت محض کا ثواب ملتا ہے

سوال: کیا قرآن شریف کے محض الفاظ پڑھنے کا بھی ثواب ہوتا ہے؟ اگر ہوتا ہے اور قرآن

سے سند ہے تو تحریر فرمائیں یا حدیث کا حوالہ دیں؟

جواب: قرآن محض کا بھی ثواب ملتا ہے بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ کی جائے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "فاقرء وا ما تیسر من القرآن" (مزمل آیت نمبر)

اس میں "فاقرء وا" امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل یقیناً موجب ثواب ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یہاں مطلق قرآن کا حکم دیا گیا ہے جو قرآن با معنی اور بلا معنی دونوں کو شامل ہے۔ لہٰذا دونوں قسم کی قرآن پر ثواب ملے گا اور جو شخص تخصیص کا مدعی ہو وہ اس تخصیص پر قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرے۔

سورہ فاطر رکوع نمبر۴ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے قابل مدح اور پسندیدہ افعال کا تذکرہ فرمایا جن میں سے ایک قرآن کریم کی تلاوت بھی بتایا ہے۔ لہٰذا تلاوت قرآن حق تعالیٰ کے نزدیک ایک پسندیدہ عمل ہوا اور اس پر ثواب ملے گا۔ اس آیت میں بھی تلاوت بغیر کسی تقیید کے ہے۔ لہٰذا وہ دونوں قسم کی تلاوت کو شامل ہوگی۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶) پر ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اسے دس نیکیاں ملیں گی۔ (صفحہ ۱۹۱) پر حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم میں عربی اور عجمی دونوں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا! پڑھو سب اچھے ہو۔ (یعنی یہ ہر قسم کی تلاوت اچھی ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدوی اور عجمی سب کی قرأت کو حسن فرمایا جن میں مطالب قرآنی اور حدود الٰہی سے لاعلمی غالب ہوتی ہے اور خصوصاً عجم کہ انہیں تو قرآن کا سرسری معنی بھی معلوم ہونا محل کلام ہے بلکہ وہ تو قرآن کے صحیح تلفظ پر بھی بظاہر قادر نہ تھے۔ پس جب کہ اس کے باوجود ان کی قرأت اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے تو اس پر ثواب کیوں نہیں ہوگا جس کا یہی تو معنی ہے کہ یہ اللہ کے نزدیک حسن ہے۔

الحاصل یہ کہ بے شمار نصوص قرآن وحدیث سے متعلق قرأت پر اجر وثواب ثابت ہے جن میں بطور نمونہ یہ آیات واحادیث لکھ دی گئی ہیں اور اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ (خیر الفتاویٰ)

کتب تفسیر کو بھی بے وضو ہاتھ نہ لگایا جائے

سوال: قرآن پاک کی تفسیر وکتب حدیث وفقہ کو بغیر وضو ہاتھ لگانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ کتب کو بھی باوضو ہاتھ لگانا چاہیے۔ فتاویٰ شامی میں ہے فتح القدیر میں اس

بارے میں کراہت لکھی ہے' فرمایا کہ فقہاء کا قول ہے کہ کتب تفسیر' کتب فقہ' کتب سنن کو بغیر وضو ہاتھ لگانا مکروہ ہے کیونکہ یہ کتب قرآنی آیات سے خالی نہیں ہوتیں۔ الخ

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۴۳ ج ۳)

بوسیدہ مقدس اوراق کو کیا کیا جائے؟

سوال: قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو کیا کیا جائے؟ ہمارے لطیف آباد میں ایک واقعہ ایسا رونما ہوا کہ ایک مسجد کے مؤذن نے قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق ایک کنستر میں رکھ کر جلائے' مؤذن اپنے فالتو اوقات میں چھوٹے فروخت کرتا ہے اور محنت کر کے کماتا ہے' حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی ادا کیا ہے اور مسجد کا کام بھی خوش اسلوبی سے ادا کرتا ہے مگر قرآن پاک کے اوراق کو جلانے پر اس کے خلاف خطرناک ہنگامہ اُٹھ کھڑا ہوا' اسے فوری طور پر مسجد سے نکال دیا گیا' بعد میں پولیس نے اسے گرفتار بھی کر لیا' اب آپ از روئے شریعت یہ بتائیں کہ واقعی مؤذن سے گناہ سرزد ہوا ہے؟ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق از روئے شریعت کون کون سے طریقے سے ضائع کر سکتے ہیں؟ اس پر تفصیلی روشنی ڈالئے؟

جواب: مقدس اوراق کو بہتر یہ ہے کہ دریا میں یا کسی غیر آباد کنویں میں ڈال دیا جائے یا زمین میں دفن کر دیا جائے اور بصورت مجبوری ان کو جلا کر خاکستر (راکھ) میں پانی ملا کر کسی پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتے ہوں' ڈال دیا جائے' آپ کے مؤذن نے اچھا نہیں کیا لیکن اس سے زیادہ گناہ بھی سرزد نہیں ہوا جس کی اتنی بڑی سزا دی گئی' لوگ جذبات میں حدود کی رعایت نہیں رکھتے۔ آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۴۴۔

میت کے قریب بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: میت کے پاس بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنا کیسا ہے؟ بعض لوگ منع کرتے ہیں؟

جواب: غسل سے پہلے میت مکمل ڈھکی ہوئی نہ ہو تو پاس بیٹھ کر جہراً پڑھنا مکروہ ہے۔ کتب فقہ میں ہے کہ غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی وجہ لکھی ہے کہ اس وقت میت نجس ہوتی ہے کیونکہ موت واقع ہوتے ہی میت نجس ہو جاتی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ نجاست خبث نہیں بلکہ حدث ہے اس لیے جائز ہے۔ شامی نے لکھا ہے کہ جب میت کے قریب ہو تو مکروہ ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب میت ڈھکی نہ ہو اس وقت قریب اور آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ لہٰذا اگر ڈھکی ہو یا کھلے ہونے کی صورت میں دور بیٹھ کر پڑھا جائے تو مکروہ نہ ہوگا۔ الخ (خیر الفتاویٰ)

قرآن مجید میں مور کا پَر رکھنے کا حکم

سوال: قرآن مجید میں مور کا پَر رکھنا کیسا ہے؟

جواب: نشانی کے لیے اگر مور کا پَر رکھا جائے تو جس طرح کاغذ یا دھاگے کے نشانی جائز ہے اس کے لیے بھی کوئی امر مانع نہیں لہٰذا درست ہے۔ (ملخص)

تلاوت کے دوران اذان شروع ہو جائے

سوال: اگر ہم گھر میں بیٹھے تلاوت کر رہے ہوں اور اذان شروع ہو جائے تو تلاوت جاری رکھیں یا اذان کا جواب دیں؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ تلاوت بند کر کے اذان کا جواب دیا جائے جیسا کہ فتاویٰ شامیہ میں ہے۔ واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ)

قرآن کھلا چھوڑ دیں تو کیا شیطان پڑھتا ہے؟

سوال: لوگوں میں مشہور ہے کہ قرآن پاک کو کھلا نہیں رکھنا چاہیے ورنہ شیطان قرآن پڑھتا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: نصوص سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان قرآن نہیں پڑھ سکتا' البتہ مؤمن جنات قرآن پڑھتے ہیں۔ (لہٰذا شیطان کے پڑھنے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے)

حافظ ابن الصلاح سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بظاہر قرآن اس بات کی نفی کرتا ہے۔ البتہ فرشتے اسے سننا ضرور چاہتے ہیں اور ہمیں جنات کے بارے میں روایت پہنچی ہے کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں۔ الخ (دیکھئے لقط المرجان فی احکام الجان للسیوطی) (خیر الفتاویٰ)

"قضاء فوائت" کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے

سوال: زید کے ذمہ زندگی کی بہت سی نمازیں باقی ہیں' وہ چاہتا ہے کہ ان کی قضاء کرتا رہے مگر اس طرح کہ فرائض کے ساتھ سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ ہیں ان کی جگہ وہ قضاء نمازیں پڑھ لیا کرے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: قضاء نمازوں کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے' ہاں البتہ غیر مؤکدہ اور عام نوافل کے بجائے قضاء نمازیں پڑھ لینا بہتر ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ج۱' ص۶۵)

ایک ہی جگہ بیٹھ کر پورا قرآن مجید پڑھا تو کتنے سجدے واجب ہونگے؟

سوال: اگر کوئی شخص ایک ہی جگہ ہر نماز میں یا غیر نماز میں کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرے اور قرآن پاک کے اختتام پر وہ سجدہ تلاوت ایک کرے تو کیا ایک سجدہ کرنے سے باقی تیرہ سجدوں کی ادائیگی ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: سجدوں میں تداخل کے لیے آیت اور مجلس کا ایک ہونا شرط ہے۔ آیات یا مجالس کے تعدد ہونے کی صورت میں ان مجالس وآیات کے مطابق سجدوں کا وجوب ہوگا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ: ''تداخل کی شرط یہ ہے کہ آیت کا اور مجلس کا اتحاد ہو (یعنی ایک آیت کو بار بار پڑھا اور ایک ہی جگہ پڑھا) تو ایک ہی سجدہ کرے گا یا اگر مجلس مختلف ہوں اور آیت ایک ہی ہو یا آیت مختلف اور مجلس ایک ہوں تو اس صورت میں تداخل نہیں ہوگا۔''

مذکورہ عبارت سے پتہ چلا کہ شخص مذکور پر چودہ سجدے پورے کرنا ضروری ہیں۔ (تداخل کا مطلب ہے کہ ایک سجدہ دوسرے کے بھی قائم مقام ہوجائے۔) (فتاویٰ ہندیہ ج ۱ص ۶۹)

آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے بھی سجدہ واجب ہوجائے گا' سجدہ تلاوت واجب ہے

سوال: سجدہ کی آیت کا ترجمہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: سجدہ تلاوت واجب ہے اور عربی الفاظ کے ساتھ ساتھ سجدہ تلاوت کی آیت کا ترجمہ سننے اور پڑھنے سے بھی سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ قاضی خان' ج ۱ص ۷۵)

ٹیپ ریکارڈر وغیرہ سے آیت سجدہ سننے کا حکم

سوال: ٹیپ ریکارڈر' لاؤڈ اسپیکر یا ٹی وی پر سجدہ تلاوت سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: ٹیپ ریکارڈر سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ واجب نہیں' ٹی وی سے ٹیپ شدہ پروگرام نشر ہورہا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے' ہاں اگر براہ راست پروگرام نشر ہو رہا ہو تو سجدہ کیا جائے اور اسپیکر سے آیت سجدہ سننے پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ٹیپ ریکارڈر اور ٹی وی سے آیت سجدہ سننے پر بھی سجدہ تلاوت کیا جائے۔

سجدہ تلاوت کا طریقہ

سوال: سجدہ تلاوت ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب: اگر خارج صلوٰۃ سجدہ تلاوت ادا کرنا ہو تو اس کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں اور پھر سجدہ میں تسبیحات اور دعائیں جو چاہیں پڑھیں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھالیں' دائیں' بائیں سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (بحرالرائق ج ۲ ص ۱۲۷) (مفتی محمد انور)

سجدہ سے بچنے کیلئے آیت سجدہ چھوڑنا

سوال: میرا معمول ہے کہ دوران کام تلاوت کرتی رہتی ہوں چونکہ زبانی پڑھنا ہوتا ہے تو بسا اوقات وضو بھی نہیں ہوتا تو کیا ایسی صورت میں سجدہ سے بچنے کیلئے آیت سجدہ چھوڑ سکتی ہوں تا کہ سجدہ واجب نہ ہو؟

جواب: ایسا کرنا مکروہ ہے چونکہ سجدہ فوراً ہی واجب نہیں ہوتا بعد میں جب باوضو ہوں تو ادا کرلیا کریں۔ (فتاویٰ کبیری ج ۱ ص ۴۷۰) (خیر الفتاویٰ)

سجدہ تلاوت کا صحیح طریقہ

سوال: بہت دفعہ لوگوں کو مختلف طریقوں سے سجدہ تلاوت ادا کرتے دیکھا گیا ہے' براہ کرم سجدہ تلاوت کا صحیح طریقہ تحریر فرمائیں؟

جواب: اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلی جائیں اور سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہیں۔ اللہ اکبر کہہ اُٹھ جائیں۔ بس یہ سجدہ تلاوت ہے' کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جانا افضل ہے اور اگر بیٹھے بیٹھے کرلے تو بھی جائز ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل ص ۲۴۳ ج ۳)

قرآن مجید کو چومنا جائز ہے

سوال: ہمارے گھر کے سامنے مسجد میں ایک دن ہمارا پڑوسی قرآن شریف کی تلاوت کررہا تھا' جب تلاوت کر چکا تو قرآن شریف کو چوما تو مسجد کے خزانچی نے ایسا کرنے سے روکا اور کہا کہ قرآن شریف کو نہیں چومنا چاہیے' وضاحت کریں کہ یہ شخص صحیح کہتا ہے یا غلط؟ میں بھی قرآن شریف پڑھ کر چومتا ہوں اور ہمارے گھر والے بھی؟ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۴۳۔

جواب: قرآن مجید کو چومنا جائز ہے۔

کیا سجدہ تلاوت سپارے پر بغیر قبلہ رخ کر سکتے ہیں؟

سوال: سجدہ تلاوت قرآن پاک کیا اسی وقت کرنا چاہیے جس وقت ہی اس کو پڑھیں یا پھر دیر سے بھی کر سکتے ہیں اور کیا سپارے پر سجدہ کر سکتے ہیں جبکہ سامنے قبلہ نہ ہو' بعض لوگ ایسا کرتے ہیں

اکر قرآن پاک پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ ایک انسان چودہ سجدے کرلے آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: سجدہ تلاوت فوراً کرنا افضل ہے لیکن ضروری نہیں بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے اور قرآن کریم ختم کر کے سارے سجدے کرلے تو بھی صحیح ہے لیکن اتنی تاخیر اچھی نہیں۔ کیا خبر کہ قرآن کے ختم کرنے سے پہلے انتقال ہو جائے اور سجدے جو کہ واجب ہیں اس کے ذمہ رہ جائیں' سپارے پر سجدہ نہیں ہوتا' قبلہ رخ ہو زمین پر سجدہ کرنا چاہیے' سپارے کے اوپر سجدہ کرنا قرآن کریم کی بے ادبی بھی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

سجدہ تلاوت فرداً فرداً کریں یا ختم قرآن پر تمام سجدے ایک ساتھ

سوال: ہر سجدہ تلاوت کو اسی وقت ہی کرنا مسنون ہے یا ختم قرآن الحکیم پر تمام سجدے تلاوت ادا کر لیے جائیں' کونسا طریقہ افضل ہے؟

جواب: قرآن کریم کے تمام سجدوں کو جمع کرنا خلاف سنت ہے۔ تلاوت میں جو سجدہ آئے حتی الوسع اس کو جلد ادا کرنے کی کوشش کی جائے تاہم اگر اکٹھے سجدے کیے جائیں تو ادا ہو جائیں گے۔ (آپکے مسائل اورانکا حل)

جن سورتوں کے اواخر میں سجدے ہوں وہ پڑھنے والا سجدہ کب کرے؟

سوال: جن سورتوں کے اواخر میں سجدے ہیں اگر ان کو نماز میں پڑھا جائے تو سجدہ کیسے کیا جائے؟ یا تین سجدے کرے یا دو سجدے' یعنی نماز کے دو سجدوں کے بعد سجدہ تلاوت بھی ادا کریں' ہو جائیگا؟

جواب: سجدہ والی آیت پر تلاوت ختم کر کے رکوع میں چلا جائے تو رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت ہو سکتی ہے اور رکوع کے بعد نماز کے سجدے میں بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اس صورت میں مستقل سجدہ تلاوت کی ضرورت نہیں اور اگر سجدہ تلاوت والی آیت کے بعد بھی تلاوت کرنی ہو تو پہلے سجدہ تلاوت کرے پھر اُٹھ کر آگے تلاوت کرے۔ (آپکے مسائل اورانکا حل)

فجر اور عصر کے بعد مکروہ وقت کے علاوہ سجدہ تلاوت جائز ہے

سوال: تلاوت کا سجدہ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک یا فجر کی نماز کے بعد جائز ہے یا نہیں؟ یعنی ان دونوں اوقات میں سجدہ ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ہمیں ''اہلسنت علماء'' نے منع کیا ہے ہم خود بھی ''اہلسنت'' سے وابستہ ہیں' ہم دو آپس میں دوست ہیں' میں نے اس کو سجدہ کرنے سے منع کیا لیکن اس نے آپ کا حوالہ دیا؟

جواب: فقہ حنفی کے مطابق نماز فجر اور عصر کے بعد سجدہ تلاوت جائز ہے۔ البتہ طلوع

آفتاب سے لے کر دھوپ کے سفید ہونے تک اور غروب سے پہلے دھوپ کے زرد ہونے کی حالت میں سجدہ تلاوت بھی منع ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل)

چارپائی پر بیٹھ کر تلاوت کرنے والی کب سجدہ تلاوت کرے؟

سوال: اگر چارپائی پر بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں اور آیت سجدہ بھی دوران تلاوت آتی ہے۔ لہٰذا اس کے لیے سجدہ ادا کرنا فوراً ضروری ہے یا بعد تلاوت (جتنا قرآن پڑھے) سجدہ کرلیا جائے۔ صحیح طریقہ تحریر فرمائیں؟

جواب: فوراً کرلینا افضل ہے' تلاوت ختم کر کے کرنا بھی جائز ہے اگر چارپائی سخت ہو کہ اس پر پیشانی دھنسے نہیں اور اس پر پاک کپڑا بھی بچھا ہوا ہو تو چارپائی پر بھی سجدہ ادا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد سوم ص ۱۰۱)

تلاوت کے دوران آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے

سوال: قرآن کی تلاوت کرتے وقت جس رکوع میں سجدہ آجائے تو اس کو دل میں پڑھنا چاہیے یا کہ بلند آواز سے پڑھے؟ کہتے ہیں کہ اگر سجدہ کی آیت کوئی سن لے تو اس پر سجدہ واجب ہے' اگر سجدہ نہ کرے تو اس کا کفارہ کیا ہے اور سجدہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ مفصل بتائیں؟

جواب: سجدہ کی آیت پڑھنے سے اور پڑھتے سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے اس لیے کسی دوسرے کے سامنے سجدہ کی آیت آہستہ پڑھے تا کہ اس کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو جس شخص کے ذمہ سجدہ تلاوت واجب تھا اور اس نے نہیں کیا تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدہ کرلے۔ سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے' سجدہ میں تین بار **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھے اور تکبیر کہتا ہوا اُٹھ جائے۔ بس سجدہ تلاوت ہو گیا۔ (آپ کے مسائل جلد دوم ص ۱۰۲)

لاؤڈ اسپیکر پر سجدہ تلاوت

سوال: اگر کسی شخص نے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت قرآن پاک سن لی اور اس میں سجدہ آئے تو سننے والے پر سجدہ واجب ہے یا نہیں اور سجدہ نہ کرنے والے شخص پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے اس پر سجدہ واجب ہے اور ترک واجب گناہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

قرآنی آیات کو جلا کر دھونی لینا درست نہیں

سوال: ایک شخص اپنے مریدوں کو ایسے تعویذ دیتا ہے جن میں بسم اللہ اور دیگر قرآنی آیات ہوتی ہیں وہ کہتا ہے ان کو جلا کر ان کی دھونی لو' دریافت یہ کرنا ہے کہ قرآنی آیات کو لکھ کر اور جلا کر ان کی دھونی لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بسم اللہ اور قرآنی آیات کو بطور تعویذ گلے میں یا بازو پر پاک کپڑے یا چمڑے میں لپیٹ کر باندھنا یا لٹکانا جائز ہے۔ حتیٰ کہ جنب اور حائض کیلئے بھی (جیسا کہ شامی میں ہے) لیکن ان تعاویز کو جن میں اسما الہیہ اور آیات قرآنیہ ہوں' دھونیاں بنا کر جلانا ناجائز ہے کیونکہ یہ توہین ہے۔ (خیر الفتاویٰ)

ہاروت ماروت کا مشہور قصہ غلط ہے

سوال: ہاروت ماروت (فرشتوں کا نام ہے) کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ایک عورت پر عاشق ہوئے' اسے اسم اعظم سکھایا اور وہ عورت ناچ کے دوران اسم اعظم کی برکت سے آسمان پر چلی گئی اور اب زہرہ ستارہ کہلاتی ہے' کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: یہ ہاروت ماروت والا قصہ بالکل غلط ہے اس کی کوئی سند نہیں۔ اگرچہ بعض تفاسیر میں بھی یہ ملتا ہے لیکن ان حضرات کو اس کے نقل کرنے میں دھوکہ ہوا ہے۔ چنانچہ دوسری تفاسیر صحیحہ نے اس کا رد کیا ہے جیسے تفسیر روح البیان (صفحہ۱۹۱) میں ہے کہ اس کا مدار یہودی روایات ہیں اس لیے یہ واقعہ درست نہیں ہے۔ تفسیر خازن میں بھی اس قصہ کو کئی سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر ان کا رحجان بھی یہی ہے کہ یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس واقعہ کو بیان القرآن میں ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں اس اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ جس بات کی پوری تحقیق نہ ہو یا کوئی غلط بات مشہور ہو اس کو اس میں ذکر نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا اس قصہ کو بھی اس میں ذکر نہیں کیا گیا۔ (خیر الفتاویٰ)

علم، علماء اور مدارس کا بیان

دینی علوم

(علوم دینی و دنیوی کی تعلیم و تعلم کے احکام)

بیوی اور والدین کی اجازت کے بغیر طالب علم کیلئے سفر کرنا

سوال...... ایک شخص کے والدین اور اس کی زوجہ طلب علم کے لئے اسے سفر کرنے کی اجازت نہیں دیتے' تو اس صورت میں یہ شخص طلب علم کے لئے سفر کرے یا نہ کرے؟

جواب...... علم شرعی کی تین قسمیں ہیں۔(۱) فرض عین' (۲) فرض کفایہ۔ (۳) مندوب۔

نماز روزہ وغیرہ کے مسائل کا علم فرض عین ہے اور ضروری فرائض و روزمرہ کے معاملات کے علم سے زائد حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور علم میں گہرائی حاصل کرنا مستحب ہے۔ پس اگر سفر کی وجہ سے والدین یا اولاد کے ضیاع کا خوف ہو یعنی وہ خود غنی نہ ہوں اور ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس صورت میں طلب علم کے لئے بالکل سفر نہ کرے (خواہ فرض عین ہو یا فرض کفایہ) اور اگر ضیاع کا خوف نہ ہو تو فرض عین و فرض کفایہ کی تحصیل میں والدین و زوجہ کی اطاعت نہ کرے۔ البتہ اگر طالب علم امرد ہے اور باپ خوف فتنہ کی وجہ سے منع کرتا ہے تو بہر حال اطاعت ضروری ہے' ایسے ہی اگر ایسا سفر ہو کہ اس میں ہلاکت کا خوف ہے تو بھی والدین کی اطاعت لازم ہے۔

علم مندوب میں بہر حال والدین کی اطاعت اولیٰ ہے اور زوجہ کی اطاعت میں مختار ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۳۹۸ ج ۱)

جوان بیوی کو چھوڑ کر طلب علم کے لئے سفر کرنا

سوال...... ایک شخص کی بیوی جوان ہے اور وہ بیوی کو چھوڑ کر طلب علم کے لئے سفر اختیار کرتا ہے اور سال بھر گھر نہیں آتا کیا اس کے لئے یہ امر جائز ہے؟

جواب...... عورت کا نفقہ اور ہر چار ماہ میں ایک دفعہ جماع کرنا شوہر پر واجب ہے' پس اگر

شوہران حقوق کی تکمیل کرے تو طلب علم کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔البتہ اگر اس کے باوجود عورت کے لئے فتنہ کا گمان ہو تو سفر میں رہنا جائز نہیں (احسن الفتاویٰ ص ۳۹۹ ج ۱)

علم منطق کی تعلیم و تعلم کا جواز

سوال...... علم منطق کا سیکھنا حرام ہے یا جائز یا فرض یا واجب' یا حسن؟ اور اگر بقدر ضرورت جائز ہو تو اس ضرورت کی مقدار کیا ہے؟ اور سلم العلوم کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... علم منقول ''غذاؤں کی طرح'' مقصود ہے اور علم معقول ''دواؤں کی طرح'' ضروری ہے۔ پس جو شخص علم منقول بقدر ضرورت حاصل کرنے میں مشغول ہو اور استدلال کے باب میں اس کا ذہن بغیر علم معقول کے محفوظ نہ رہ سکے تو اس کے لئے بقدر ضرورت علم معقول ''منطق'' کے حاصل کرنے کی اجازت ہے اور اس کی مقدار ذہنوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے جس مقدار سے بھی ضرورت پوری ہو جائے تو وہی متعلم کے لئے مقدار ہے اور جس کے لئے علم منطق کی ضرورت نہ ہو اور نہ سیکھنا اس کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کے لئے تو سیکھنا علم منطق کا جائز ہے اور جس کو نقصان کا باعث بن جائے اس کے لئے مذموم ہے اور نقصان کے بقدر اس کے اندر کراہت و حرمت پیدا ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۷۷ ج ۴)

علم جفر شرعی حجت نہیں

سوال......ایک شخص علم جفر کا عامل ہے' نئے نئے شعبدے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ علم جفر بزرگان دین کو بھی حاصل تھا۔ اس علم سے ان حضرات نے کام لئے ہیں اس شخص کا قول و عمل کہاں تک درست ہے؟

جواب...... علم جفر کی نہ قرآن و سنت نے تعلیم دی نہ صحابہ کرام' حضرات تابعین اور دیگر بزرگان دین نے اس کو قابل التفات سمجھا بلکہ کتب فقہ درمختار وغیرہ میں اس کے سیکھنے کو منع فرمایا ہے' اس علم کے ذریعہ بہت سی چیزیں سامنے آ جاتی ہیں جنات اور شیاطین سے بہت سی چیزیں معلوم کی جا سکتی ہیں مگر یہ باتیں بالکل لغو ہیں' جوگی پنڈت بھی ہاتھ دیکھ کر یا صورت دیکھ کر بعض نام سن کر بہت کچھ بتانے والے آج بھی موجود ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۶ ج ۱۵)

''مگر خدا کے احکام سے بغاوت کر کے یہ چیزیں حاصل کرنا کہاں کی دانشمندی ہے اس علم کی تحصیل لاحاصل شرعی حجت نہیں'' م۔ع

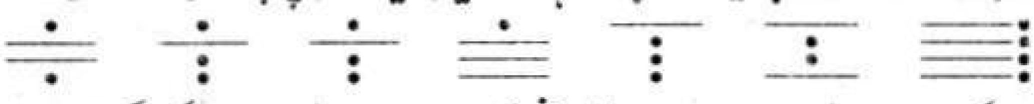
علم رمل کا سیکھنا، سکھانا حرام ہے

سوال...... احقر نے مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے علم رمل کی ایک کتاب کے دیباچہ میں دیکھا ہے جس سے علم رمل کے جواز کا حکم معلوم ہوتا ہے کیا مصنف کا یہ بیان درست ہے؟

جواب...... یہ اس مصنف کی غلطی ہے اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ایک نبی کچھ لکیریں کھینچتے تھے سو جس شخص کی لکیریں ان کے موافق ہوں جائز ہے "ختم ہوا مضمون حدیث کا" سواول تو یہ ثابت ہونا مشکل ہے کہ مراد اس سے رمل ہے گو اس میں بھی لکیریں ہوتی ہیں مگر ممکن ہے کہ کسی اور علم میں بھی یہ ہوں۔ اگر رمل ہی مراد ہو تو رمل متعارف کے ان خطوط کے موافق ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور شرط جواز یہی موافقت ہے اور وہی معلوم نہیں لہٰذا جواز کا حکم ممکن نہیں ہے اس کی تعلیم وتعلم کو حرام کہا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۶ ج ۱۵) تا کہ غیر مفید کام میں لگ کر اوقات ضائع نہ کریں۔ م ع

علم رمل کی لکیریں اور اس کا حکم

سوال مجھ کو علم رمل کا شوق ہے مگر اعتقاد "وعنده مفاتيح الغيب لايعلمهآ الاهو" پر ہے اور یہ میرا پیشہ نہیں ہے اور نہ میں اس کے ذریعہ کچھ حکم لگاتا ہوں اور نہ مجھ میں اتنی قدرت ہے مگر شوق ضرور ہے اس حدیث کے مطابق جس میں ہے کہ ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں ان کی لکیروں کے موافق ہو جائیں تو وہ جائز ہے اور وہ یہ خط ہیں جس پر اپنا شوق رکھتا ہوں۔



اس کو دائرۂ دانیال جو حضرت دانیال کا وضع کیا ہوا ہے اور دائرۂ بدوح بھی کہتے ہیں۔

جواب...... حدیث مذکورہ فی السوال تو صحیح ہے لیکن اس سے رمل کے جواز تعلیم وتعلم پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ (کفایت المفتی ص ۲۱۸ ج ۹) "اس کا مفصل جواب امداد الفتاویٰ کے حوالہ سے ماقبل میں گزر چکا"۔

علم الاعداد سیکھنا اور اس کا استعمال

سوال...... میں نے شادی میں کامیابی و ناکامی معلوم کرنے کا طریقہ سیکھا ہے جو اعداد کے ذریعہ نکالا جاتا ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے کیونکہ غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے؟

جواب...... غیب کا علم جیسا کہ آپ نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس لئے علم الاعداد کی رو سے جو شادی کی کامیابی یا ناکامی معلوم کی جاتی ہے یا نومولود کے نام تجویز کئے جاتے ہیں یہ محض اٹکل پچو چیز ہے۔ اس پر یقین کرنا گناہ ہے۔ اس لئے اس کو قطعاً استعمال نہ کیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱۰ ص ۲۷۰)

شیعوں سے علم سیکھنے کا حکم

سوال.....ایک صحیح العقیدہ عالم دین شیعوں کے مدرسہ میں فاضل عربی کی کتب پڑھ سکتا ہے کہ نہیں۔

جواب.....بہت سی وجوہ کی بنیاد پر ان سے علم حاصل کرنا درست نہیں۔

۱۔اگر وہ کتب دینیہ ہیں تو ان کا ایسے شخص سے پڑھنا جائز نہیں۔

۲۔شاگرد ہونے کی صورت میں ان کی تعظیم بھی کرنی ہوگی۔حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں۔

۳۔ان سے میل جول کی بناء پر ان سے متاثر ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔

الحاصل ان سے کچھ نفع کے ساتھ بہت سے نقصانات کا اندیشہ بھی ہے۔(خیر الفتاویٰ ص ۳۳۷ ج ۱)

"اس لئے اجازت نہیں دی جائے گی۔استاد کا رنگ طلبہ میں منتقل ہوتا ہے"۔(م ع)

لوگوں کو شرمندہ کرنے کے لئے علم پڑھنا

سوال.....اگر کوئی شخص علم محض لوگوں کو شرمندہ کرنے کے لئے پڑھے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب.....حدیث میں ایسے شخص کے بارے میں بڑی سخت وعید ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس لئے علم حاصل کرے تاکہ علماء سے مجادلہ کرے یا بیوقوفوں پر رعب جمائے یا اس کے ذریعہ لوگوں کے چہروں کو پھیر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔(احسن الفتاویٰ ص ۱۰۴ ج ۱)

"اس لئے تحصیل علم میں بھی اصلاح نیت ضروری ہے"۔(م ع)

ناخواندہ شخص کا فتویٰ صادر کرنا

سوال.....زید نے کسی دارالعلوم دینی میں تعلیم دینیات باقاعدہ حاصل نہیں کی۔نہ درسی کتابیں پڑھنے کے بعد سند حاصل کی ہے۔مگر دینی امور میں بحیثیت مفتی فتوے صادر کرتا ہے۔کیا ایسی ناقابل اطمینان صورت میں زید فتویٰ شرعی صادر کرنے کا مجاز ہے اور کیا زید کا فتویٰ قابل اعتماد ہے؟

جواب.....فتویٰ دینے کے لئے لازم ہے کہ عالم صاحب بصیرت کثیر المطالعہ وسیع النظر احوال زمانہ سے واقف ہو۔جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ فتویٰ دینے کا اہل نہیں اور اس کے فتوے پر تحقیق وتصدیق کے بغیر عمل جائز نہیں اور خود اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں۔(کفایت المفتی ص ۲۳۶ ج ۲)

بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے

سوال.....اگر کوئی شخص جو عالم نہیں کسی شرعی مسئلہ میں جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دے اس کی

نسبت کیا حکم ہے؟ جواب...... بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے اور جو شخص اس کے غلط فتویٰ پر عمل کرے گا اس کا گناہ بھی اسی مفتی کے سر ہوگا اور کفارہ اس گناہ کا یہ ہے کہ اپنے فتویٰ کے غلط ہونے کا اعلان کرے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۶ ج ۲)

غیر فقیہ کو فتویٰ دینا حرام ہے

فرمایا غیر فقیہ فتویٰ نہ دیوے اس کو فتویٰ دینا حرام ہے۔ (فیوض الرحمٰن ص ۲۵) اشرف الاحکام ص ۵۰)

بغیر استاد کے محض کتاب دیکھ کر فتویٰ دینا

سوال...... عالم مجتہد کون ہے؟ اگر کوئی ناظرہ قرآن پڑھ کر چند کتابیں فقہ کی پڑھ لے وہ عالم مجتہدین میں داخل ہے کہ نہیں؟

جواب...... وہ عالم مجتہد نہیں اجتہاد تو بڑا درجہ ہے ایسے شخص کے لئے تو یہ بھی حق نہیں کہ معمولی مسائل روزمرہ میں فتویٰ بتا سکے کہ کس قول پر فتویٰ ہے شرح عقود میں ہے کہ اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کتب فقہیہ کو خود پڑھتا اور مطالعہ کرتا ہے کوئی اس کا شیخ واستاد نہیں وہ فتویٰ بھی دیتا ہے اور اپنے مطالعہ پر اعتماد کرتا ہے یہ اس کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کے لئے فتویٰ دینا کسی بھی طرح جائز نہیں' اس لئے کہ وہ نرا جاہل ہے۔ اسے نہیں معلوم کیا کہہ رہا ہے بلکہ جو شخص علم کو مشائخ معتبرین سے حاصل کرتا ہے اس کو بھی ایک یا دو کتاب دیکھ کر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ بلکہ نوویؒ نے کہا کہ دس کتابیں دیکھ کر بھی فتویٰ دینا جائز نہیں۔ اس لئے کہ بعض دفعہ دس اور بیس حضرات بھی تمام کسی ایسے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ جو مذہب میں ضعیف ہوتا ہے۔ پس اس قول ضعیف میں ان کی تقلید جائز نہیں ہے' بخلاف ماہر کے' جس نے علم کو اس کے اہل سے حاصل کیا ہے اور اس کو اس میں ملکہ راسخہ حاصل ہو گیا' پس وہ صحیح غیر صحیح کے درمیان تمیز کرتا ہے اور مسائل اور ان کے متعلقات کو بھی معتمد طریقے پر جانتا ہے پس اس کو حق ہے کہ لوگوں کو فتویٰ دے اور یہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی اگر اس منصب شریف کی جسارت کرے تو اس کو تعزیر بلیغ اور زجر شدید لازم ہے جو اس جیسوں کو اس امر قبیح سے روک دے' جو بے شمار مفاسد کی طرف پہنچاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۳ ج ۱۱)

صرف شامی دیکھ کر فتویٰ دینا

سوال...... شامی کا کتب فقہ میں کیا درجہ ہے؟ آیا فقط شامی دیکھ فتویٰ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... شامی جامع ہے اور مجموعی حیثیت سے معتبر ہے۔ صاحب اتفاق کے لئے صرف شامی دیکھ فتویٰ دینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۱ ص ۴)

قاضی اور مفتی میں فرق

سوال...... مفتی اور قاضی میں کیا فرق ہے؟

جواب...... مفتی اور قاضی کے احکام میں متعدد طرق سے فرق ہے نفس مذہب کے اعتبار سے ایک اہم فرق یہ ہے کہ مفتی (حکم کی) خبر دینے والا ہے اور قاضی (حکم کو) لازم کرنے والا۔

درمختار میں ہے کہ مفتی اور قاضی میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں کہ مفتی حکم کی خبر دینے والا ہے اور قاضی حکم کو لازم کرنے والا ہے۔ (اس امر پر عمل درآمد کرانے والا) شامی نے کہا (کہ اس کا قول کوئی فرق نہیں) کہ دونوں (مفتی وقاضی) میں سے کسی کو عمل کرنا جائز نہیں بلکہ ہر ایک پر اس کا اتباع لازم ہے جس کو انہوں نے (یعنی اصحاب ترجیح نے) ترجیح دی ہے ہر واقعہ میں اگرچہ مفتی خبر دینے والا اور قاضی عملدرآمد کرانے والا ہے دونوں کے درمیان ہر جہت سے عدم فرق کا حصہ مراد نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۵ ج ۱۱)

اخیر میں واللہ اعلم بالصواب لکھنا

سوال...... اگر کوئی عالم صاحب کسی ایسے مسئلہ کا جواب دے کر جس کو اللہ یا اس کے رسولؐ نے (بخوبی واضح کر دیا ہو) آخر میں واللہ اعلم بالصواب لکھ دیں یا زبانی جواب بتا کر آخر میں یہ کلمہ کہہ دیں تو کیا یہ سمجھا جائے کہ عالم صاحب کو اس مسئلہ میں شک ہے؟

جواب...... واللہ اعلم بالصواب لکھنا یا کہنا علماء ربانیین کا طریقہ مسلوکہ ہے اور اس سے ان کے لکھے ہوئے یا بتائے ہوئے مسئلہ میں کوئی شک وشبہ پیدا نہیں ہوتا۔ نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود عالم صاحب کو اس میں شک ہے۔ بہرحال یہ فقرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز اور ہر صواب بات پر محیط ہے اور اس کا اقرار مومن کا وظیفہ ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۲۸ ج ۲)

فتوے سے حرام حلال نہیں ہوسکتا

سوال...... ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو طلاق مغلظہ دی اور طلاق نامہ لکھ دیا۔ چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرطی طلاق دی ہے اور جھوٹے گواہ لے جا کر مفتی سے فتویٰ لا کر اس کو

حلال سمجھ کر اپنے تصرف میں لاتا ہے۔

جواب...... اگر شخص مذکور بلاشرط طلاق دے چکا ہے اور تین طلاق دی ہیں تو اس کی زوجہ اس کے لئے حرام ہوچکی ہے جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی ہے وہ سخت گناہگار ہوئے۔ اور ان کی جھوٹی گواہی کی بناپر اور مفتی کے فتوے سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں ہوجائے گی کیونکہ مفتی کا فتویٰ تو بیان مسائل پر ہوتا ہے۔ اگر بیان جھوٹا ہو تو مفتی اس کا ذمہ دار نہیں' اور نہ اس کے فتوے سے حرام چیز حلال ہوسکتی ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۳۲ ج۲)

تقوے اور فتویٰ میں کیا فرق ہے؟

سوال...... تقویٰ کس کا حکم ہے؟ اور فتویٰ کس کا حکم ہے؟ اور ان دونوں میں کیا فرق ہے اور ان دونوں میں سے ہمیں کس پر عمل کرنا فرض ہے؟

جواب...... فتویٰ یہ ہے کہ جس کو علماء نے قرآن وسنت کی دلیل سے جائز کہا اس پر عمل کرے۔ اگرچہ بعض وجہ سے اس میں ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے اور تقویٰ یہ کہ جہاں شبہ ہو اس کو بھی نہ کرے پہلی کو رخصت کہتے ہیں اور دوسری کو عزیمت دونوں شرعی حکم ہیں اور دونوں میں سے جس پر عمل کرے درست ہے رخصت سے باہر نہ نکلے اور تقویٰ کرے تو بڑا اجر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۹۳)

اہل سنت کے فتوے کا انکار کرنا

سوال...... جو شخص علماء اہل سنت کے فتوے سے انکار کرے' اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب...... فتوے سے بغیر وجہ انکار کرنا فسق اور بسا اوقات موجب کفر ہوتا ہے' ہاں اگر انکار کی کوئی وجہ ہو مثلاً فتویٰ غلط ہو تو غلط فتویٰ کا انکار ہی کرنا چاہئے۔ (کفایت المفتی ص۲۴۷ ج۲)

مفتی کا عدم فرصت وقوت کا عذر کرنا اور جوابی خط پر پتہ نہ لکھنے پر تنبیہ کرنا

سوال...... مفتی صاحب سے شرعی فتویٰ دریافت کیا جائے اور وہ یہ کہہ دے کہ مجھ کو کتاب دیکھنے کی نہ فرصت ہے اور نہ قوت کسی اور جگہ تحقیق کرلیا جائے نیز مستفتی اپنا پتہ لفافے پر لکھنا بھول گیا۔ مفتی صاحب کو پتہ لکھنا پڑا۔ اس پر ان کا یہ لکھنا کہ لفافے پر پتہ لکھنا ضروری تھا ناحق مجھ کو تکلیف دی۔ ایسے مفتی کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ مفتی کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ کیونکہ مسلمان

تو علماء اسلام سے ہی فتویٰ حاصل کریں گے۔

جواب..... بھائی صاحب! عالم اور مفتی کے ذمہ اتنی بات ہے کہ جو مسئلہ اس کے علم میں مستحضر ہو اور کوئی دریافت کرے تو بتادے اور مستحضر نہ ہو مگر کتاب دیکھ کر بتانے پر قدرت ہو اور اس میں تکلف نہ ہو تو دیکھ کر بتادے۔ لیکن کسی حال میں تحریری جواب اس پر لازم نہیں اور پھر مستفتی کے نام کا خط لفافہ اور پتہ لکھنا کسی حال میں لازم نہیں۔ جو علماء یہ سب کام کرتے ہیں یعنی تحریری جواب دیتے ہیں (حالانکہ مستفتی مقامی علماء سے زبانی پوچھ لینے پر قادر ہے) وہ محض تبرعاً اور بہ نیت ثواب یہ کام کرتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر یہ بات فرض ہے حالانکہ خدا نے یہ فرض نہیں کیا۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۵ ج ۲)

مسئلہ پوچھنے پر یہ جواب دینا کہ "جاؤ میں نہیں جانتا"

سوال..... مقتدی اگر امام سے کوئی شرعی مسئلہ دریافت کرے تو کیا امام صاحب کو از روئے شرع یہ جواب دینا جائز ہوگا کہ "جاؤ میں نہیں جانتا" اگر مقتدی اس پر اصرار کرے تو امام صاحب کا یہ کہنا کہ مجھے تمہاری پروا نہیں۔ خواہ میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو جائز ہے یا ناجائز؟

جواب..... امام صاحب کو اگر وہ مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کا یہ کہنا کہ "میں نہیں جانتا" بجا ہے۔ مقتدی کو اصرار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے متعلق یہی جواب صحیح ہے کہ میں نہیں جانتا۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۵ ج ۲)

مفتی کے لئے اشخاص کے متعلق اظہار رائے کرنا

سوال..... مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم جن کے رسالے (مساوات اسلامی) کی وجہ سے ہندوستان کی بہت بڑی مسلم آبادی کے قلوب مجروح ہوئے ہیں اور دارالعلوم کو ہزار ہا روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے دارالعلوم میں رکھنے کے لائق ہے یا نہیں؟

جواب..... دارالعلوم کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھنا جو اس کی حالت مالیہ و انتظامیہ اور وقار کے لئے مضر ہوں اہل شوریٰ کا فرض ہے اور یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں امر دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں؟ یہ بھی اہل شوریٰ کا منصب ہے میں اشخاص کے متعلق اظہار رائے بھی مفتی کے منصب سے خارج سمجھتا ہوں چہ جائے کہ حکم شرعی لگانا۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۴ ج ۱)

فتویٰ نہ ماننے والے کا حکم

سوال..... جو شخص فتوے کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ..... جو شخص بلاوجہ فتوے کو نہ مانے وہ فاسق ہے اور اگر وہ کوئی معقول وجہ بیان کرتا ہے تو پھر اس وجہ پر غور کیا جاسکتا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۷ ج ۲)

بدنام کرنے کے لئے فتویٰ لینا اور دینا

سوال..... اگر کوئی مفتی غلطی سے یا عمداً کسی جلیل القدر مستند عالم' متقی' بزرگ امام کے خلاف غلط فتویٰ صادر کردے' جس سے عالم موصوف کی عزت وحرمت خطرہ میں پڑ جائے اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک جائے تو ایسے خبیث مفتی کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب..... اگر کوئی مفتی قصداً اور عمداً کسی مسلمان کے خلاف اس کے نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ صادر کردے اور مقصود اس کا رسوا اور بدنام کرنا ہو تو ایسا مفتی سخت گنہگار اور مفتری ہوگا اور اگر فتوے میں کسی نام کی تصریح نہ ہو بلکہ فرضی نام کے ساتھ مثلاً زید وعمر کے نام سے سوال کیا گیا ہو اور مفتی سوال میں درج واقعات پر حکم شرعی بتائے اور حکم شرعی صحیح ہو تو مفتی پر کوئی الزام نہیں۔ اس میں مجرم وہ لوگ ہوں گے جو اس فتوے کو کسی خاص شخص پر چپکائیں گے۔ حالانکہ اس شخص میں وہ باتیں موجود نہ ہوں جو سوال مذکور میں ہیں۔ اور جن پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۶ ج ۲)

تعلیم کے لئے فوٹو بنوانا

سوال..... کالج کے سلسلۂ تعلیم کو باقی رکھتے ہوئے فوٹو اتروانے کی سخت ضرورت ہو تو کیا وہ فوٹو اتروا سکتا ہے؟

جواب..... اگر اس تعلیم کے منقطع کرانے میں نقصان عظیم نہ ہو تو منقطع کردیا جائے' ورنہ اس کو جاری رکھنے کے لئے مجبوراً فوٹو کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۰ ج ۱۴)

لڑکیوں کو انگلش پڑھانا کیسا ہے؟

سوال..... مسلمان لڑکیوں کو انگلش پڑھانا کیسا ہے؟ شریعت میں اس کا کیا حکم؟

جواب..... انگلش میں نام اور پتہ لکھ سکے' اتنا سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں' کبھی شوہر سفر میں ہو اور اس کو خط لکھنے میں انگلش پتہ کی ضرورت ہو' تو غیر کے پاس جانا نہ پڑے' لڑکیوں کو سکول اور کالج میں داخل کر کے اونچی تعلیم دلانا اور ڈگریاں حاصل کرانا جائز نہیں ہے کہ اس میں نفع سے نقصان کہیں زیادہ ہے' تجربہ بتلاتا ہے کہ انگلش تعلیم اور کالج کے ماحول سے اسلامی عقائد وحالات

بگڑ جاتے ہیں' آزادی' بے شرمی' بے حیائی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ مرحوم اکبرالہ آبادی نے کہا ہے۔

نظران کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر گرائیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

(فتاویٰ رحیمیہ ص۲۱ ج۱)

عورتوں کی آزادی سے خود آزادی کے حامی پریشان ہیں۔ (م'ع)

انگریزی سیکھنا جائز ہے اور انگریزی تہذیب سے بچنا ضروری ہے

سوال......انگریزی زبان کو مذہب اسلام میں کیا حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ ہمارے والدین اس زبان سے سخت نالاں ہیں اور اس کے سیکھنے کے حق میں نہیں ہیں لیکن آج کل کے دور میں انگریزی سیکھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس کے بغیر ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا آپ براہ مہربانی ہمیں بتائیں کہ مسلمانوں کے لئے انگریزی حاصل کرنا کیسا ہے کیونکہ یہ غیر مسلموں کی زبان ہے کیا مذہب اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم غیر مسلموں کی زبان سیکھیں؟

جواب......انگریزی تعلیم سے اگر دین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو حرام ہے۔ اگر دین کی حفاظت کیساتھ دنیوی اور معاشی مقاصد کے لئے حاصل کی جائے تو مباح (جائز) ہے۔ اور اگر دینی مقاصد کیلئے ہو تو کارِ ثواب ہے۔ انگریزی زبان سیکھنے پر اعتراض نہیں لیکن کیا موجودہ نظام تعلیم میں دین محفوظ رہ سکتا ہے؟ انگریزی سیکھے' انگریزی تہذیب نہ سیکھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد۸ ص۳۱۷)

عورتوں کو کتابت سیکھنے کا حکم

سوال......عورتوں کو کتابت سکھانے کے متعلق کیا حکم ہے؟ سکھائی جائے یا نہیں۔

جواب......حدیث پاک میں ایک مقام پر عورتوں کو لکھنا سکھانے کی ممانعت آئی ہے اور ایک مقام پر ترغیب آئی ہے۔ اس لئے شراح حدیث نے لکھا ہے کہ جہاں فتنہ کا خطرہ ہو وہاں سکھانے سے اجتناب چاہئے۔ جہاں نہ ہو' وہاں بقدر ضرورت گنجائش ہے کہ امور خانہ داری میں بعض مرتبہ اس کی ضرورت پڑتی ہے جو لڑکیاں اپنے مکان میں والد' بھائی' چچا' دادا' نانا سے لکھنا سیکھیں اور ان کی دینی تربیت کی جائے ماحول صالح ہو' تو اجازت ہے۔ اس مقصد کے لئے بہشتی زیور کی تصنیف کی گئی اور اس سے نفع بھی بے حد ہوا اور جو لڑکیاں اسکول میں جائیں اور پردے کا اہتمام نہ ہو' ...ں سے احتیاط نہ ہو ان کو اس سے روکنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۹۰ ج۱۵)

مدرسہ کی تعلیم شروع ہونے سے پہلے بچوں سے دعائیہ نظم پڑھوانا

سوال..... اسلامی مدارس میں اسکول کی پرارتھنا کی طرح کوئی دعائیہ نظم طلبا سے اجتماعی طریقہ پر پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... ایسی دعائیہ نظم جو اللہ تعالیٰ کی ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تعریف پر مشتمل ہو اجتماعی طور پر اسلامی مدارس میں بھی پڑھائی جاسکتی ہے اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ ص ۳۲۴) ''حسن کی وجہ وزنی معلوم نہیں ہوتی بلکہ غور کیا جائے تو تشبہ بالمدارس الدینویہ کے سبب کسی نہ کسی درجہ میں قباحت ہوسکتی ہے۔'' (م ع)

ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے مردہ کا جسم چیرنا

سوال..... ڈاکٹری علاج اور تعلیم میں مردہ کا بدن کاٹنا اس کا جزو اعظم ہے یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۷ ج ۱۲) یہ مشق مصنوعی انسان پر کی جاسکتی ہے۔ (م ع)

تبلیغ اور جہاد کے فرض عین اور فرض کفایہ سے متعلق تحقیق اور مروجہ تبلیغی جماعت اور اس میں اوقات لگانے کی شرعی حیثیت

سوال..... سیدی حضرت اقدس حضرت مولانا جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ' مزاج گرامی! دل سے دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو ہمیشہ صحت و عافیت کے ساتھ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے' آمین۔

حضرت! اس ناکارہ کے دل میں حضرت کی جو محبت وعظمت ہے' اس کے اظہار میں طوالت ہو جائے گی' مختصراً عرض ہے کہ حضرت کے لئے دل وجان سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائیں نکلتی رہتی ہیں۔

حضرت کی مصروفیات تو واقعی ہوتی ہیں تاہم ایک مسئلہ میں حضرت کی رائے مطلوب ہے' دوسری کسی جگہ سے حضرت جیسی تسلی متوقع نہیں تھی' امید ہے جواب سے بہرہ مند فرمائیں گے۔

حضرت! اکابر کی کتابوں سے اور حضرت کے ایک مستقل وعظ ''دین کی حقیقت تسلیم ورضا'' سے یہ بات دل میں بیٹھ گئی ہے کہ دین شوق پورے کرنے کا نام نہیں بلکہ اس وقت جو حکم اور وقت کا تقاضا ہو اس کے پورے کرنے کا نام دین ہے لیکن دوسری طرف اپنے اکابر تبلیغی جماعت والوں کے ہاں دین کی حقیقت کو ''قربانی'' کے نام سے پیش کیا جاتا ہے' جس کی وجہ سے تردد ہوتا ہے کہ صحیح طرز عمل کیا ہونا چاہئے؟

مثلاً ہمارے پاکستان کے سابقہ امیر...... صاحب مدظلہم کا جس ہفتے کا سہ روزہ متعین تھا' اسی ہفتے ان کے سسر کا انتقال ہو گیا اب وہ سوچ میں تھے کہ کیا کریں؟ تسلیم ورضا کے پیش نظر تو سہ روزہ کو اس ہفتے موخر بھی کیا جا سکتا تھا تاکہ غمزدہ بیوی کو شوہر کے ساتھ رہنے سے تسلی ہو' لیکن امیر صاحب پاکستان نے سہ روزہ کو مقدم رکھا اور چلے گئے واپسی پر فکر مند تھے کہ بیوی ضرور خفا ہو گی' لیکن بیوی خلاف توقع بہت محبت سے پیش آئی اور عرض کیا کہ: رات ابا جی خواب میں ملے تھے' انہوں نے کہا کہ...... آئے تو اس پر خفا نہ ہونا' اس کے سہ روزہ پر جانے سے اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی ہے۔ اب تسلیم ورضا کے تحت نہ نکلتے تو یہ مغفرت کا بہانہ کیسے بنتا؟

اکثر اکابر تبلیغ والوں سے سنتے ہیں کہ انتظامی چلوں اور سالوں سے ثواب تو ہوتا ہے لیکن کفر نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ اس کے لئے ''قربانی'' شرط ہے کہ گھر میں بیوی بیمار ہے' کھیت میں فصل تیار ہے' جیب میں رقم نہیں' حالات خراب ہیں' تب نکلے گا تو ہدایت عام ہو گی' اب تسلیم ورضا کے پیش نظر جب بیوی بیمار ہے تو اس کی دلجوئی ضروری ہے' فصل تیار ہے تو کٹائی ضروری ہے۔ اب اس میں تسلیم ورضا کو دیکھا جائے یا قربانی کو؟ غالباً غزوۂ تبوک میں کھجور بالکل پکی ہوئی تھیں لیکن دین کی حقیقت قربانی کے پیش نظر صحابہؓ اللہ کے راستے میں نکل گئے۔

ایک صاحب نے ایک عالم سے پوچھا کہ ایک شخص اللہ کے راستے میں نکلنا چاہتا ہے لیکن اس کا بوڑھا والد نابینا ہے جوان بیوی ہے اور آس پاس ماحول بھی سازگار نہیں' اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ اس عالم نے کہا کہ صورت مسئولہ میں یہ شخص اگر نکلتا ہے تو بڑا ظالم ہے۔ اس عالم کو بتایا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی یہی حالت تھی جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے۔ اب تسلیم ورضا کے تحت تو نہ نکلنا سمجھ میں آتا ہے لیکن بزرگ کہتے ہیں کہ جب اسی حالت میں نکلے گا تو جہاں کفر ٹوٹے گا وہاں اس کا یقین بھی بنے گا اور گھر والوں کا یقین بھی بنے گا کہ حقیقی محافظ اور رازق تو اللہ ہے۔

بعض لوگوں سے یہ بھی سنتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت چونکہ بلوغ اسلام نہیں ہوا تھا اس لئے ان پر یہ ذمہ داری بڑھی ہوئی تھی اب تو بلوغ اسلام ہو گیا ہے اب ویسی ذمہ داری نہیں' جبکہ تبلیغ والے کہتے ہیں کہ جب بے دینی اور دین سے دوری اسی دور کے مثل عود کر آئی ہو تو کیا حکم وہی عود کر نہیں آئے گا؟

اکابر اہل علم' تبلیغ میں نکلنے کی شرعی حیثیت کو فرض کفایہ کہتے ہیں جبکہ تبلیغ کے بزرگ کہتے ہیں

کہ کفایہ کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ فرض کی ادائیگی میں کفایت بھی کر جائے اب اربوں انسان دین سے دور ہیں تو کیا سینکڑوں اور ہزاروں کا نکلنا اس فرض کی ادائیگی میں کفایت کر رہا ہے؟

بعض ساتھیوں سے یہ بھی سنتے ہیں کہ ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے تو افطار کرا دیئے تھے لیکن تبلیغی سفر موقوف نہیں فرمایا۔ اسی طرح حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو جب غسل جنابت کی حاجت تھی وقت کا تقاضا تو غسل تھا لیکن انہوں نے اسی ناپاکی کی حالت میں اللہ کے راستے کو مقدم رکھا۔

حضرت! امید ہے کہ میں نے اپنے اشکال کی وضاحت کافی حد تک کر دی ہے' مزید طوالت مناسب نہیں لگتی حضرت اپنی فقیہانہ بصیرت و خداداد فہم کے تحت اس بات کی کسی قدر تفصیل سے وضاحت فرما دیجئے کہ بعض اوقات جب دین کا تقاضا تبلیغ والے پیش کرتے ہیں تو اس وقت کوئی نہ کوئی شرعی تقاضا بھی درپیش ہو جائے تو تسلیم و رضا کے تحت اس تقاضے کو پورا کیا جائے یا صحابہؓ کی طرح قربانی کر کے ان تقاضوں کو موخر کر دیا جائے؟

حضرت! مذکورہ اشکال کے ساتھ ایک بات ضمناً عرض کرتا چلوں کہ بعض امور میں اکابر اہل علم اور اکابر اہل تبلیغ کے زاویہ نگاہ میں کچھ فرق محسوس ہوتا ہے مثلاً عام اہل علم تبلیغ میں نکلنے کو فرض کفایہ اور تبلیغ والے فرض عین بتلاتے ہیں' جیسے آج سے نصف صدی قبل حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحبت اہل اللہ کے فرض عین ہونے کا فتویٰ دیا تھا کیونکہ بدون صحبت اہل اللہ اس وقت اصلاح ظاہر و باطن قریب قریب ناممکن تھی۔ اب یہ بات بھی مشاہدہ ہے کہ نکلنے سے نہ صرف عوام بلکہ علمائے کرام کی دینی حالت میں جو انقلاب آتا ہے اس کا خود مشاہدہ ہے اور ناقابل انکار حقیقت ہے' تو اگر مقدمۃ الواجب واجب کے تحت نکلنے کو فرض عین بتلایا جائے تو اس کی کیا شرعی حیثیت ہوگی؟ والسلام بندہ محمد راشد

جواب:۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ ملا' آپ احقر ناکارہ کے لئے جس طرح دعائیں کرتے ہیں اس پر کس زبان سے شکر ادا کروں' اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین صلہ دنیا و آخرت میں عطا فرمائیں۔ آمین۔

آپ نے تبلیغی جماعت کے بارے میں جو باتیں پوچھی ہیں ان کے بارے میں چند اصولی باتیں عرض کرتا ہوں خدا کرے کہ وہ باعث اطمینان ہوں۔

ا:۔ جب جہاد فرض عین ہو جائے تو اس وقت ایک ایمرجنسی کی حالت ہوتی ہے' اس وقت نہ تجارت جائز ہے' نہ بیوی بچوں کے عام حقوق اس طرح باقی رہتے ہیں جیسے امن کی حالت میں ہوتے ہیں اور نہ جہاد کے سوا کوئی اور ایسا کام جائز ہوتا ہے جو جہاد کے منافی یا اس کی راہ میں

رکاوٹ بننے والا ہو (تفصیل کے لئے حضرت والا دامت برکاتہم کی تصنیف "تکملہ فتح الملہم" کتاب الامارۃ مسئلۃ فرضیۃ الجہاد ج:۳ ص:۳۷۴ ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے صحابہ کرامؓ کے عہد مبارک کی جتنی مثالیں پیش کی ہیں وہ سب اسی حالت سے متعلق ہیں۔غزوۂ تبوک میں جہاد کے فرض عین ہونے کا اعلان خود قرآن کریم میں بھی فرمایا گیا تھا۔

"ماكان لاهل المدينة ومن حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله ولايرغبوا بانفسهم عن نفسه" الاية (سورۃ التوبۃ:۱۲۰)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوٹوک الفاظ میں واضح فرمادیا تھالہذا پکی ہوئی کھیتیاں یا گھر والوں کے مسائل اس فرض عین کی ادائیگی میں مانع نہیں ہوسکیں۔اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ جیسے جانباز صحابی کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں رہ کر کمزوروں کی دیکھ بھال کریں۔حضرت علیؓ کی خواہش تو یہ تھی کہ وہ جہاد کی فضیلت حاصل کریں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے تسلیم ورضا کی خاطر مدینہ منورہ میں رہے اور کمزوروں کی دیکھ بھال کی۔

(وفي صحيح البخاری باب من حبسه العذرعن الخروج:ا ص:۳۱۸ حدثنا احمد بن يونس ثنا زهير ثنا حميد ان انساحدثهم قال: رجعنا عن غزوة تبوک مع النبی صلى الله عليه وسلم......الخ وثنا سليمان بن حرب ثنا حماد هو ابن زيد عن حميد عن انس ان النبی صلی الله عليه وسلم كان في غزاة فقال: ان اقواما بالمدينة خلفنا ما سلكنا شعبا ولاواديا الاوهم معنافيه حبسهم العذر...... الخ

وكذافي صحيح مسلم ج:۲ ص:۱۴۱ (طبع قدیمی کتب خانہ)

حضرت حنظلہؓ کا واقعہ بھی ایسے ہی وقت کا ہے جب دشمن حملہ آور ہو چکا تھا اور جہاد فرض عین تھا۔

وفي المغنی لابن قدامة ج:۹ ص:۱۷۴ (طبع دارالفکر بیروت) مسئلة قال وواجب على الناس اذاجاء العدو ان ينفرواالمقل منهم والمكثر ولايخرجواالى العدوالاباذن الامير الا ان يفجأهم عدو غالب يخافون كلبه فلا يمكنهم ان يستاذنوه...... ان النفير يعم جميع الناس ممن كان من اهل القتال حين الحاجة الى نفيرهم لمجئ

العدوالیهم ولایجوز لاحدالتخلف الامن یحتاج الی تخلفه لحفظ المکان والاهل والمال و من یمنعه الامیر...... و ذلک لقول الله تعالیٰ انفرواخفافاً و ثقالاً التوبة و قول النبی صلی الله علیه وسلم : اذا استنفرتم فانفروا...... وقال بعد أسطر...... وقد نفرمن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو جنب یعنی غسیل الملئکة حنظلة بن الراهب...... الخ.

حضرت صدیق اکبرؓ پر بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت فرض ہو چکی تھی' اور انہوں نے اسی فریضے کو ادا فرمایا' ورنہ عام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی خدمت کو جہاد پر مقدم قرار دیا' اور ایسے صحابہؓ کو لوٹا دیا جو والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر جہاد کے لئے آئے تھے۔ دیکھئے: الصحیح لمسلم ج:۲ ص:۳۱۳ (طبع قدیمی کتب خانہ) وجامع الترمذی ج:۱ ص:۲۰۰ (طبع فاروقی کتب خانہ)

اگر سہ روزہ یا چلے پر نکلنا اسی درجے میں فرض عین قرار دیا جائے جس درجے میں جہاد نفیر عام کے وقت فرض ہوتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ تجارت' صنعت' زراعت کچھ جائز نہ ہو' بلکہ ہر انسان ہر وقت تبلیغی سفر پر ہی رہے' جیسا کہ جہاد کے فرض عین ہونے کے وقت دوسرا کوئی کام جائز نہیں ہوتا سوال یہ ہے کہ اگر سہ روزہ یا چلہ لگانا فرض عین ہے تو اس کی حد کیا ہے؟ کتنے سہ روزوں اور کتنے چلوں سے یہ فرض عین ادا ہو جائے گا؟ تو اول تو یہ تعیین کس بنیاد پر کی گئی؟ کیا قرآن و حدیث کا کوئی حکم اس کی تعیین کرتا ہے؟ دوسرے سہ روزہ لگانے کے بعد جب آدمی پورے مہینے تجارت یا زراعت میں مصروف ہوگا تو کیا اس وقت تبلیغی سفر فرض عین نہیں ہوگا؟ اگر نہیں ہوگا تو وہ فرض عین کہاں رہا؟ اور ہوگا تو تجارت اور کسب معاش کیسے جائز ہوا؟

۲:۔ آپ نے لکھا ہے کہ: "ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے تو افطار کرا دیئے لیکن تبلیغی سفر موقوف نہیں فرمایا۔" اولاً تو یہ تبلیغی سفر نہیں تھا' فتح مکہ کے جہاد کا سفر تھا۔

وفی الترمذی ج:۱ ص:۸۹ (طبع فاروقی کتب خانہ) باب ماجاء فی کراهیة الصوم فی السفر' عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج الی مکة عام الفتح فصام حتی بلغ کراع الغمیم وصام الناس معه فقیل له: ان الناس شق علیهم الصیام' و ان

الناس ينظرون فيما فعلت' فدعا بقدح من ماء بعد العصر فشرب والناس ينظرون اليه' فافطر بعضهم وصام بعضهم ...... الخ ...... وفي جامع الترمذي' أبواب فضائل الجهاد' باب في الفطر عندالقتال ج:۱ص:۲۰۱'۲۰۲ (طبع مذکور) عن ابی سعید الخدری قال: لما بلغ النبی صلی الله عليه وسلم عام الفتح مرالظهر ان فاذننا بلقاء العدو فامرنا بالفطر فافطرنا اجمعين. هذا حديث حسن صحيح مزيد احاديث اور تفصیل کے لئے دیکھئے: درس ترمذی ج:۲ص ۵۵۵۔ (محمد زبیر حق نواز)

دوسرے روزے' مشقت شدیدہ کی وجہ سے افطار کرائے گئے' سفر موقوف کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی' زیادہ سے زیادہ شدید گرمی تھی' صرف اتنی بات سے جہاد کو ترک کرنا ضروری نہ تھا' کیونکہ اس مشقت کا اثر زیادہ سے زیادہ اپنی ذات پر تھا' کسی کا حق یا مال تلف نہیں ہو رہا تھا۔

۳:۔ آپ نے فرض کفایہ کا جو مطلب لکھا ہے اگر کفایہ کا یہی مطلب ہے تو پوری تاریخ اسلام میں جہاد کو کبھی ''فرض کفایہ'' نہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ غیر مسلموں کی تعداد تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کے تین گنے سے بھی ہمیشہ زائد رہی ہے۔ کروڑوں انسان ہر دور میں دین سے دور رہے ہیں لہٰذا جب فقہائے امت نے جہاد کو فرض کفایہ قرار دیا تو کیا اس وقت دنیا کی اکثریت مسلمان ہوگئی تھی؟ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے جو ظاہر ہے کہ اس وقت کی دنیا کی آبادی کا بہت مختصر حصہ تھا۔ لیکن کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغی سفر کو فرض عین قرار دے کر کبھی صحابہ کرامؓ کو یہ حکم دیا کہ وہ سب اپنے حقوق واجبہ ترک کر کے دوسرے شہروں اور ملکوں میں جائیں؟ واقعہ یہ ہے کہ ''فرض کفایہ'' کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اگر مسلمانوں کی معتدبہ جماعت یہ کام کر رہی ہے تو اس کا یہ عمل دوسروں کے فریضے کی ادائیگی کے لئے بھی کافی ہو جاتا ہے۔

۴:۔ ''تسلیم و رضا'' اور ''قربانی'' میں کوئی تعارض نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت قربانی چاہتی ہے' کبھی یہ قربانی جان کی ہوتی ہے کبھی مال کی کبھی خواہشات کی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو تبوک جانے سے روکا اور انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا تو یہ تسلیم و رضا بھی تھی اور خواہش کی قربانی بھی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو جنگ بدر میں شرکت سے روکا اور انہوں نے اطاعت کی تو یہ بھی خواہش کی قربانی تھی۔ جب جہاد فرض عین ہو

جائے اس وقت جان، مال اور دنیوی خواہشات کی قربانیاں دی جاتی ہے اور جب فرض کفایہ ہو اور انسان کے لئے شرعاً جانا جائز ہو تب بھی وہ انہی چیزوں کی قربانی پیش کرتا ہے، لیکن جب تک فرض عین نہ ہو یہ قربانی اپنی ذات کی حد تک محدود رہتی ہے، دوسرے اصحاب حقوق کی قربانی نہیں کی جاتی۔ ہاں! اگر اصحاب حقوق اپنے حقوق خوشی سے چھوڑ دیں تو ان کے لئے باعث اجر ہے اور اس صورت میں جہاد یا دعوت کے کام میں شرکت باعث اجر عظیم ہے۔ آپ نے جن بزرگوں کی مثال دی کہ ان کے سسر کا انتقال ہو گیا تھا پھر بھی وہ سہ روزہ پر چلے گئے ان کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اگر ان کی اہلیہ کو ان کے جانے سے کوئی نا قابل برداشت تکلیف نہیں ہوئی تو شرعاً ان کا یہ عمل ناجائز نہیں تھا، البتہ افضل ہونے میں رائیں مختلف ہوسکتی ہیں۔ اور خواب کوئی شرعی حجت نہیں ہے جس سے کسی حکم شرعی پر استدلال کیا جائے۔

۵:۔ یہ بات احقر کی فہم ناقص سے بالاتر ہے کہ تبلیغ میں نکلنے پر ہمیشہ صحابہ کرامؓ کے جہاد کے واقعات سے استدلال کیا جاتا ہے لیکن عملاً جہاد کے بارے میں طرز عمل یہ ہے کہ گویا جہاد کوئی شرعی فریضہ ہی نہیں ہے بلکہ اسے عملاً منسوخ سمجھا جاتا ہے اور جہاد کی بعض اوقات مخالفت بھی کی جاتی ہے۔

۶:۔ مذکورہ بالا گزارشات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں تبلیغی جماعت کا مخالف ہوں یا یہ کہ تبلیغ کے کام کو اہمیت نہیں دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ تبلیغ کا کام نہایت اہمیت کا حامل ہے خاص طور پر تبلیغی جماعت نے بفضلہ تعالیٰ مجموعی حیثیت سے بڑا قابل تعریف کام کیا ہے اور اس سے امت کو بہت فائدہ پہنچا ہے لیکن کسی کام کی اہمیت واضح کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے ہر قیمت پر فرض عین قرار دیا جائے۔ دوسرے جہاں تبلیغی جماعت کے ساتھ تعاون و تناصر ضروری ہے وہاں بعض غلو آمیز باتوں کی اصلاح بھی ضروری ہے جو بعض نو وارد یا حدود کی رعایت نہ رکھنے والے حضرات سے سرزد ہوتی رہتی ہیں اور اب بعض اوقات احکام شرعیہ میں تصرف کی حد تک پہنچ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی صحیح فہم اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ والسلام۔ (فتاویٰ عثمانی جلد۱ص ۲۳۷)

کیا تبلیغ، تعلیم سے بھی افضل ہے؟

سوال...... یہاں ایک مسئلہ بہت عام ہو گیا ہے وہ یہ کہ تبلیغی کام تعلیم دین سے (ناظرہ قرآن ہی کیوں نہ ہو) زیادہ اہم ہے اور فرض ہے؟ کیا تبلیغی کام تعلیم دین سے افضل ہے؟

جواب...... یہ خیال اصول تبلیغ کے خلاف ہے یعنی علم چھوڑ کر تبلیغ میں جانا غلط ہے البتہ تعطیل اور

فارغ اوقات میں جانا بہتر ہے نیز کسی مدرس کو مجاہدہ کی مشق کے لئے یا کسی اور مصلحت کے تحت اگر کبھی تبلیغ کے لئے بھیجا جائے اس طرح کہ تعلیم میں بھی حرج نہ ہو تو یہ دوسری بات ہے (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۴ ج ۳)

"اور اگر علم صحیح نہیں ہوگا تبلیغ کس چیز کی کی جائے گی بعض لوگ تبلیغی کام میں غلو کرتے ہیں" (م ع)

مساجد میں تبلیغی تعلیم

سوال...... ہمارے یہاں روزانہ بعد نماز عشاء جماعت خانہ میں تبلیغی تعلیم ہوتی ہے وظیفہ خواں اور بعد میں نماز پڑھنے والوں کا حرج ہوتا ہے جس بنا پر تعلیم والوں سے کہا گیا کہ حوض کے پاس بیٹھ کر تعلیم کی جائے تو کہتے ہیں کہ حوض کے قریب عوام بیٹھتے ہیں جس سے تعلیم میں حرج ہوتا ہے تو اب ہم کیا کریں؟

جواب...... نمازیوں کو حرج ہو اور وظیفہ پڑھنے والوں کو تشویش ہو اس طرح ہر مسجد میں تعلیم کرنا مکروہ ہے۔ لیکن تعلیم "فضائل اعمال اور فقہی مسائل سے واقف کرنا" بھی نہایت ضروری ہے لہذا ایسی صورت اختیار کی جائے کہ فریقین کو شکایت پیدا نہ ہو۔ اس کی آسان اور بہتر صورت یہ ہے کہ نماز کی جگہ چھوڑ کر برآمدہ یا صحن مسجد میں تعلیم کی جگہ مقرر کی جائے۔ اگر ایسی جگہ نہ ہو تو مسجد کے کسی گوشہ میں بیٹھ کر اس طرح تعلیم کی جائے کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو اس طرح دونوں کام جاری رہ سکتے ہیں اور جاری رہنا چاہئے۔ اور اسے غنیمت سمجھا جائے۔ اور اس میں شرکت کریں اس کو بند کرانے کی کوشش کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۴ ج ۳)

"تعلیم کیلئے فضائل اعمال پر بس کر لینا فقہی مسائل کا مذاکرہ نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ م ع

دور حاضر میں تبلیغ اسلام کا حکم

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ فی زمانہ مسلمانوں پر تبلیغ اسلام واجب ہے یا نہیں؟ فرمایا جہاں اسلام پہنچ چکا ہو وہاں تبلیغ اسلام واجب نہیں ہے جیسا کہ بلوغ اسلام اکثر جگہ ہو چکا ہے اور تبلیغ سے مقصود بلوغ اسلام ہے اگر خود بلوغ ہو جائے تو فرضیت تبلیغ کی ساقط ہو جائے گی۔ (مقالات حکمت ص ۸۲)

مسلم سلطان جائر ہونے کی صورت میں تبلیغ کا حکم

فرمایا: جہاد میں اسباب موجود نہ ہوں اور ہلاکت کا خطرہ غالب ہو تو فقہاء نے جانا منع لکھا ہے کیونکہ اگر کوئی فائدہ بھی ہو مگر مضرت کا گمان غالب ہے اور اعتبار مفسدہ کا ہوتا ہے اور اسی سبب سے فقہاء نے لکھا ہے کہ سلطان جائر اگر مسلمان ہو تو اس کو تو خوف قتل میں بھی تبلیغ جائز ہے اور اگر کافر ہو تو اس کو جائز نہیں کیونکہ اول صورت میں فائدہ ہے چونکہ سلطان مسلم جائر ہے اس لئے اس

کے دل پر بعد میں اس کا اثر ضرور ہوگا اور کافر کے دل پر کچھ اثر نہ ہوگا تو کافر کی تبلیغ میں فائدہ نہ ہوا مسلم کی تبلیغ میں فائدہ ہوا۔ (خیر الحیات وخیر الممات ص ۹۹)

تبلیغ کس صورت میں واجب ہے

فرمایا تبلیغ امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب ہے بشرطیکہ مخاطب کو حق نہ پہنچا ہو اور گمان غالب ہو کہ میرے تبلیغ کرنے سے مجھے ایسا کوئی ضرر بھی نہ ہوگا جس کو میں برداشت نہ کرسکوں گا ایسی حالت میں بفحوائے من رای منکم الخ تبلیغ واجب ہے اور جہاں قدرت نہ ہو یا جس کو تبلیغ کر رہا ہے اس کی طرف سے ضرر کا خطرہ ہو وہاں واجب نہیں اسی طرح اگر ضرر کا تو خوف نہیں لیکن یہ اندیشہ ہو کہ وہ شخص مثلاً شریعت کو گالیاں بکنے لگا تو ایسی حالت میں بھی تبلیغ نہ کرے اور میں تو فتنہ ارتداد کے بعد بھی یہی کہتا کیونکہ اگر تبلیغ پر کوئی اثر بھی مرتب نہ ہو اور مخاطبین نماز روزہ بھی نہ کریں صرف اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہیں تو یہ بھی غنیمت ہے آخر مر کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ (الکلام الحسن ملفوظ نمبر ۲۷) (اشرف الاحکام ص ۶۵)

دنیوی تعلیم میں مسجد کی رقم خرچ کرنا

سوال..... مساجد اور مقابر کی رقم دنیوی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو امداد دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... مساجد اور مقابر کی رقم دنیوی تعلیم کے کالج اور اسکول میں پڑھنے والے طلباء کو بطور امداد دینا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۵ ج ۲)

سنی مسلمان شیعی بچوں کو تعلیم دے سکتا ہے؟

سوال..... اہل سنت والجماعت کے عقائد والا عالم شیعہ بچوں کو قرآن وغیرہ دینی تعلیم دے سکتا ہے؟

جواب..... شیعہ لوگوں کے بچوں کو قرآن شریف اور دینیات کی ایسی تعلیم جو اہل سنت والجماعت کے خلاف نہ ہو دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۹ ج ۲)

تنخواہ لے کر مسجد میں تعلیم دینا

سوال..... میں جس بچہ کو قرآن شریف پڑھاتا ہوں جگہ نہ ہونے کی بنا پر مسجد میں پڑھاتا ہوں تو یہ مسجد میں تعلیم دینا صحیح ہے یا نہیں؟ میں نے مولانا تھانوی کے وعظ میں دیکھا کہ اہل پیشہ کو مسجد میں پیشہ کرنا جائز نہیں؟

جواب...... جو شخص حفاظت مسجد کے لئے یا دوسری جگہ نہ ہونے پر مجبوراً مسجد میں بیٹھ کر تعلیم دے اس کو جائز ہے اور محض پیشہ بنا کر مسجد میں تعلیم دینا ناجائز ہے اور احترام مسجد کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۵۔۱۸۶ ج ۶)

غیر شرعی لباس کے ساتھ مسجد میں مخلوط تعلیم

سوال...... مدرسہ جو مسجد میں قائم ہے اس میں ۱۲' ۱۴ سال کی لڑکیوں کا داخلہ ہے مدرسہ کے عام پیشاب و پاخانہ میں وہ بھی جاتی ہیں باہر آدمی کھڑا رہتا ہے جب وہ نکلتی ہیں تو مرد جاتا ہے دیگر یہ کہ اس مسجد کے مدرسہ میں ایک ماسٹر بچوں کو انگریزی وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں اور کوٹ پتلون میں ہوتے ہیں۔ کیا اس طرح کا فعل درست ہے؟

جواب...... مذکورہ صورت میں ان لڑکیوں کا ایسا ادارہ میں تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں جہاں عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہو' کیونکہ وقوع فتنہ کا قوی اندیشہ ہے' نیز مسجد کے اندر علوم دینیہ کے ماسوا دیگر علوم انگریزی وغیرہ کی تعلیم درست نہیں' نیز شرٹ پتلون پہن کر مسجد میں آ کر تعلیم دینے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۲ ج ۱۲)'' غرض مذکورہ جملہ امور کا ارتکاب ناجائز ہے۔ (م'ع)

مخلوط تعلیم کتنی عمر تک جائز ہے؟

سوال...... دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا جہاں تک پتہ چلتا ہے اور آج کل کے نظام تعلیم سے موازنہ کرتا ہوں تو ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ الف کیا مخلوط تعلیم کا جواز شریعت میں ہے؟ اگر ہے تو کتنی عمر تک کے بچے بچیاں اکٹھے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں؟ اگر جواز شریعت میں نہیں تو پھر ذمہ دار افراد علیحدہ انتظام کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ علماء حق اس پر زور دیتے ہیں۔

جواب...... دس سال کی عمر ہونے پر بچوں کے بستر الگ کر دینے کا حکم فرمایا گیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ بچے بچیاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ سال کی عمر تک ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں اس کے بعد مخلوط تعلیم نہیں ہونی چاہئے۔ دور جدید میں مخلوط تعلیم بے خدا تہذیب کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ جو ناگفتنی قباحتوں پر مشتمل ہے۔ معلوم نہیں ہمارے مقتدر حضرات اس نظام تعلیم میں کیوں تبدیلی نہیں فرماتے۔ جبکہ جداگانہ تعلیم کا مطالبہ صرف علمائے کرام ہی کا نہیں طلبہ اور طالبات کا بھی ہے۔

مخلوط نظام تعلیم کا گناہ کس پر ہوگا

سوال...... میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں دوسرے سکولوں کی طرح ہمارے سکول

میں بھی (کوایجوکیشن) مخلوط نظام تعلیم ہے۔ یہ وبا کراچی میں تو بہت زیادہ ہے۔ جناب! میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ دین کے مسائل پوچھنے میں ہم مسلمانوں کو شرم نہیں کرنی چاہئے۔ غرض یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں لڑکے اور لڑکیاں بہت جلد بالغ ہو جاتے ہیں۔ باقی رہی سہی کسر وی سی آر اور ٹیلی ویژن نے پوری کر دی ہے۔

جناب والا! ہماری کلاس میں بالغ لڑکے اور لڑکیاں جب مل کر بیٹھتے ہیں تو دونوں کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ لڑکیاں اپنے دوست لڑکوں کو اس وقت اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی ہیں جب کہ ان کے گھر والے گھر میں نہیں ہوتے۔ اسی طرح ہمارے سکول میں مرد اور عورت اکٹھے تعلیم دیتے ہیں۔ جب خوبصورت عورت استانی پڑھانے کے لئے خوب "میک اپ" کے ساتھ سامنے آتی ہے تو اس وقت بھی لڑکوں کو بہت برے برے خیالات آتے ہیں۔ اسی طرح جب مرد استاد لڑکیوں کے سامنے آتے ہوں گے تو ان کے دلوں کا کیا حال ہوگا۔ جناب چند سالوں میں بہت عجیب وغریب واقعات پیش آئے جن کو زبان پر اور قلم کی زد میں لاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ مثلاً ہمارے سکول میں لڑکے لڑکیوں کے درمیان بداخلاقی کے کچھ ایسے سنگین واقعات پیش آئے کہ ان کو سکول سے خارج کرنا پڑا اور کتنے واقعات ایسے ہیں جو ہوتے ہیں لیکن ہر ایک دوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالتے ہوئے اسے منظر عام پر نہیں لاتا۔

۱......کیا پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں مخلوط نظام تعلیم شرعاً جائز ہے؟

۲......کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرم مردوں اور عورتوں کو آپس میں مل جل کر تعلیم دینے، تعلیم حاصل کرنے یا بینکوں میں ملازم یا کسی اور ادارے میں کام کرنے کی اجازت دی ہے جبکہ ایسے میں تمام عورتیں بے پردہ ہوں؟ ۳......کیا پاکستان میں پردہ کا کوئی قانون نافذ نہیں؟

۴......کیا مخلوط نظام تعلیم سے اسلام کا مذاق نہیں اڑایا جا رہا ہے؟

۵......کیا مخلوط نظام تعلیم اور مخلوط ملازمتوں کا گناہ ارباب حکومت پر ہے؟ لڑکوں پر ہے یا لڑکیوں پر ہے؟ مردوں پر ہے یا عورتوں پر ہے ان میں سے کون سب سے زیادہ عذاب الٰہی کا مستحق ہے؟

جواب......آپ کا خط کسی تبصرے کا محتاج نہیں' یہ حکومت کی' والدین کی اور معاشرے کے حساس افراد کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور ان لوگوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے' جو کہ مخلوط (کوایجوکیشن) سکولوں اور اداروں میں اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دلوانا فخر سمجھتے ہیں اور ان کے بہترین مستقبل کی ضمانت سمجھتے ہیں۔ ان والدین کو سوچنا چاہئے کہ کہیں یہ مخلوط نظام تعلیم ان کے بچوں کی عزتوں کا جنازہ نہ نکال دے اور کہیں ان کے بہترین مستقبل کے سہانے خواب ڈھیر نہ ہو جائیں۔

مرد عورت کے اکٹھا حج کرنے سے مخلوط تعلیم کا جواز نہیں ملتا

سوال..... گزارش یہ ہے کہ روزنامہ جنگ کراچی میں ایک خاتون کا انٹرویو شائع ہوا ہے' اس کے انٹرویو میں ایک سوال و جواب یہ ہے۔

سوال..... پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے مگر یہاں پر اسلامی نقطہ نظر سے خواتین کے لئے تعلیمی ماحول کچھ زیادہ خوشگوار نہیں ہے جیسے خواتین یونیورسٹی کا قیام عمل میں نہ لانا وغیرہ اس سلسلے میں آپ کچھ اظہار خیال فرمایئے؟

پاکستان میں ہر لحاظ سے تعلیمی ماحول خوشگوار ہے۔ میں دراصل اس کی حمایت میں نہیں ہوں۔ کیونکہ جب ہم نے خود مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے تو پھر یہ علیحدگی کیوں' اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے "حج" جب اس میں خواتین علیحدہ نہیں ہوتیں تو تعلیم حاصل کرنے میں علیحدہ کیوں ہوں اور ہماری قوم بڑی مہذب و شائستہ ہے' میں نہیں سمجھتی کہ خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش آتی ہے۔ جب میں نے انجینئرنگ کی تو میں واحد لڑکی تھی اور ایک ہزار لڑکے تھے مگر مجھے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ زمانہ طالب علمی میں طلبہ و طالبات ایک دوسرے کے بہت معاون و مددگار ہوتے ہیں"۔

حضرت! اب سوال یہ ہے کہ کیا مخلوط تعلیم حج کی طرح جائز ہے؟

اس خاتون کا مخلوط تعلیم کو حج جیسے اہم اور دینی فریضہ پر قیاس کر کے مخلوط تعلیم کو صحیح قرار دینا کیسا ہے؟ اور کیا واقعی خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی؟ امید واثق ہے آپ تشفی فرمائیں گے۔

جواب..... حج کے مقامات تو مرد و عورت کے لئے ایک ہی ہیں اس لئے مرد و عورت دونوں کو اکٹھے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں لیکن حکم وہاں بھی یہی ہے کہ عورتیں حتی الوسع حجاب کا اہتمام رکھیں۔ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ کریں اور مرد نامحرم عورتوں کو نظر اٹھا کر نہ دیکھیں۔ پھر وہاں کے مقامات بھی مقدس' ماحول بھی مقدس اور جذبات بھی مقدس و معصوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف بھی غالب ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تعلیم گاہوں کا جیسا ماحول ہے سب کو معلوم ہے پھر وہاں لڑکے لڑکیاں بن ٹھن کر جاتی ہیں جذبات بھی ہیجانی ہوتے ہیں اس لئے تعلیم گاہوں کو خانہ کعبہ اور دیگر مقامات مقدسہ پر قیاس کرنا کھلی حماقت ہے۔ (آپ کے مسائل جلد۸ ص۲۱۸)

دنیوی تعلیم کے گمراہ کن نتائج

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بی اے ایم اے پڑھ کر اکثر لڑکے بگڑ جاتے ہیں۔ کیا شریعت یہ کہتی

ہے کہ اسے اعلیٰ تعلیم نہ دی جائے اگر دی جائے تو کس طریقہ سے؟

جواب...... ایسی تعلیم دلانا جس کے اثر سے بچے بگڑ جائیں اور دین سے لاتعلق ہو کر بے دین بن جائیں۔ ''عقائد' اعمال' اخلاق خراب ہو جائیں'' جائز نہیں' یہ ان کے ساتھ خیر خواہی نہیں بلکہ ان کو تباہ اور برباد کرنا ہے۔ اس بگاڑ کا انتظام ہو جائے تو دنیوی تعلیم بھی درست ہے۔ اول عقائد و اخلاق و اعمال شرعیہ کی تعلیم دی جائے بزرگوں کی صحبت میں رکھا جائے' دینی کتب کا مطالعہ ہمیشہ ہوتا رہے تو حفاظت ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۱۴)

ڈرامہ کے ذریعہ نماز کی تعلیم

سوال...... ایک مکالمہ نماز میں امامت کا پیش کیا' ایک شخص امامت کے لئے آگے بڑھا' وہ تحریمہ چھوڑ گیا پچھلے نے کہا چل کیا نماز پڑھاتا ہے۔ میں پڑھاتا ہوں' مگر دوسرا قرأت میں صحیح غلطی کر گیا' تیسرے نے اس کو پیچھے کھینچ کر کہا کہ تمہارے باپ نے کبھی نماز پڑھی' یہ تیسرے امام صاحب نماز میں اتنی دیر پڑے رہے کہ لوگ سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے' چوتھے امام نے آ کر درست نماز پڑھائی' کیا یہ شکل جائز ہے؟

جواب...... اس طرح کا مکالمہ اور عملی طور پر اختیار کرنا نماز کی توہین اور استخفاف ہے اس کی اجازت نہیں۔ ٹھیک ٹھیک مسائل جس طرح تعلیم الاسلام میں چھپے ہوئے ہیں ان کا مکالمہ بصورت سوال و جواب کرایا جائے تو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۱)

''اسلامی ارکان کو ڈرامائی شکل دینا ہرگز جائز نہیں نماز ہو یا زکوٰۃ یا حج'' م۔ ع ۱۴

فلمی دنیا سے معاشرتی بگاڑ

سوال...... محترم مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

برائے نوازش مندرجہ سوالات پر اپنا فتویٰ صادر فرمائیں۔

پاکستان میں سینماؤں اور ٹیلی ویژن پر جو فلمیں دکھائی جاتی ہیں ان میں جو ایکٹر' ایکٹرس' رقاصائیں' گویے اور موسیقی کے ساز بجانے والے کام کرتے ہیں۔ یہ ایکٹر' ایکٹرس اور رقاصائیں کسی زمانے کے کنجروں اور میراثیوں سے بھی زیادہ بے حیائی اور بے شرمی کے کردار پیش کرنے میں سبقت لے گئے ہیں۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہیں بوس و کنار کرتے ہیں نیم برہنہ پوشاک پہن کر اداکاری کرتے ہیں اور فلموں میں فرضی شادیاں بھی کرتے ہیں کبھی وہی ایکٹرس ان

کی ماں کا کبھی بہن کا اور کبھی بیوی کا کردار ادا کرتی ہے' یہ لوگ اس معاش سے دولت کما کر حج کرنے بھی جاتے ہیں اور بعض ان میں میلاد اور قرآن خوانی بھی کراتے ہیں ظاہر ہے کہ مولوی صاحبان کو بھی مدعو کرتے ہوں گے ان لوگوں کے ذمہ حکومت کی طرف سے انکم ٹیکس کے لاکھوں ہزاروں روپے واجب الادا بھی ہیں۔ یہ لوگ حج سے آنے کے بعد بھی وہی کردار پھر اپناتے ہیں۔

سوال..... یہ ایکٹر' ایکٹرس' رقاصائیں' گویے اور طبلے سارنگیاں بجانے والے وغیرہ جو اس معاش سے دولت کماتے ہیں کیا ایسی کمائی سے حج اور زکوٰۃ کا فریضہ ادا ہوتا ہے؟ کیا میلاد اور قرآن خوانی کی محفل میں ان معاش کے لوگوں کے ساتھ شامل ہونا کھانا پینا وغیرہ شریعت اسلامی کی رو سے جائز ہے؟

سوال۲..... کیونکہ ان لوگوں کے کردار بے شرمی' بے حیائی کے برملا مناظر فلموں اور ٹیلی ویژن پر عام طور پر پیش ہوتے ہیں' کیا شریعت اسلامی کی رو سے ان کے جنازے پڑھانے اور ان میں شمولیت جائز ہے۔

سوال۳..... کیا علمائے کرام پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ وہ حکومت کو مجبور کریں کہ ایسی فلمیں سینماؤں اور ٹیلی ویژن پر ایسے لٹریچر اور بے حیائی کے کردار دکھانے بند کئے جائیں؟ اور کیا خواتین کا فلموں میں کام کرنا جائز ہے۔ والسلام خیر اندیش خاکسار محمد یوسف انگلینڈ

جواب..... فلمی دنیا کے کارناموں کا خط میں ذکر کیا گیا ہے ان کا ناجائز و حرام اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہونا کسی تشریح و وضاحت کا محتاج نہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے صحیح فہم اور انسانی حس عطا فرمائی ہو وہ جانتا ہے کہ ان چیزوں کا رواج انسانیت کے زوال وانحطاط کی علامت ہے' بلکہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کا یہ آخری نقطہ ہے' جس کے بعد خالص "حیوانیت" کا درجہ باقی رہ جاتا ہے۔

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے؟ شمشیر و سناں اول' طاؤس و رباب آخر

(علامہ اقبالؒ)

جب اس پر غور کیا جائے کہ یہ چیزیں مسلمان معاشرے میں کیسے در آئیں؟ اور ان کا رواج کیسے ہوا؟ تو عقل چکرا جاتی ہے۔ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' خلفائے راشدینؓ صحابہ کرامؓ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی پاک اور مقدس زندگیاں ہیں اور وہ رشک ملائکہ معاشرہ ہے جو اسلام نے تشکیل دیا تھا دوسری طرف سینماؤں' ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی بدولت ہمارا آج کا مسلمان معاشرہ ہے۔ دونوں کے تقابلی مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے آج کے معاشرے کو اسلامی معاشرے سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہم نے اپنے معاشرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا اور ایک ایک سنت کو کھرچ کھرچ کر صاف کر دیا ہے' اور اس کی

جگہ شیطان کی تعلیم کردہ لادینی حرکات کو ایک ایک کر کے رائج کر لیا ہے (الحمدللہ! اب بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر بڑی پامردی و مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں، مگر یہاں گفتگو افراد کی نہیں، بلکہ عمومی معاشرے کی ہو رہی ہے)۔ شیطان نے مسلم معاشرے کا حلیہ بگاڑنے کے لئے نہ جانے کیا کیا کرتب ایجاد کئے ہوں گے لیکن شاید راگ رنگ یہ ریڈیائی نغمے یہ ٹیلی ویژن اور وی سی آر شیطانی آلات میں سرفہرست ہیں جن کے ذریعے امت مسلمہ کو گمراہ اور ملعون قوموں کے نقش قدم پر چلنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہمارا ''مہذب معاشرہ'' ان فلموں کو ''تفریح'' کا نام دیتا ہے، کاش! وہ جانتا کہ یہ ''تفریح'' کن ہولناک نتائج کو جنم دیتی ہے.....؟ مسلمان اس ''تفریح'' میں مشغول ہو کر خود اپنی اسلامیت کا کس قدر مذاق اڑا رہے ہیں اور اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو کیسے کھلونا بنا رہے ہیں۔

اس فلمی صنعت سے جو لوگ وابستہ ہیں وہ سب یکساں نہیں ان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا ضمیر اس کام پر انہیں ملامت کرتا ہے وہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے ہیں اور انہیں احساس ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ اس گنہگار زندگی پر نادم ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں ایمان کی رمق اور انسانیت کی حس ابھی باقی ہے گو اپنے ضعف ایمان کی بنا پر وہ اس گناہ کو چھوڑ نہیں پاتے اور اس آلودہ زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی ہمت نہیں کرتے تاہم غنیمت ہے کہ وہ اپنی حالت کو اچھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا ضمیر ان کھلے گناہوں کو ''گناہ'' تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے، وہ اسے لائق فخر آرٹ اور فن سمجھ کر اس پر ناز کرتے ہیں اور بزعم خود اسے انسانیت کی خدمت تصور کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی حالت پہلے فریق سے زیادہ لائق رحم ہے۔ کیونکہ گناہ کو ہنر اور کمال سمجھ لینا بہت ہی خطرناک حالت ہے اس کی مثال ایسے سمجھئے کہ ایک مریض تو وہ ہے جسے یہ احساس ہے کہ وہ مریض ہے وہ اگرچہ بدپرہیز ہے اور اس کی بدپرہیزی اس کے مرض کو لاعلاج بنا سکتی ہے، تاہم جب تک اس کو مرض کا احساس ہے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے علاج کی طرف توجہ کرے گا۔ اس کے برعکس دوسرا مریض وہ ہے جو کسی ذہنی و دماغی مرض میں مبتلا ہے وہ اپنے جنون کو عین صحت سمجھ رہا ہے اور جو لوگ نہایت شفقت و محبت سے اسے علاج معالجے کی طرف توجہ دلاتے ہیں وہ ان کو ''پاگل'' تصور کرتا ہے۔ یہ شخص جو اپنی بیماری کو عین صحت تصور کرتا ہے اور اپنے سوا دنیا بھر کے عقلاء کو احمق اور دیوانہ سمجھتا ہے اس کے بارے میں خطرہ ہے کہ یہ اس خوش فہمی کے مرض سے کبھی شفایاب نہیں ہوگا۔

جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں' ان کے زرق برق لباس' ان کی عیش و عشرت' اور ان کے بلند ترین معیار زندگی میں حقیقت ناشناس لوگوں کے لئے بڑی کشش ہے۔ ہمارے نوجوان ان کی طرف حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ان جیسا بن جانے کی تمنائیں رکھتے ہیں۔ لباس کی تراش خراش میں ان کی تقلید و نقالی کرتے ہیں لیکن کاش! کوئی ان کے نہاں خانہ دل میں جھانک کر دیکھتا کہ وہ کس قدر ویران اور اجڑا ہوا ہے' انہیں سب کچھ میسر ہے مگر سکون قلب کی دولت میسر نہیں یہ لوگ دل کا سکون و اطمینان ڈھونڈنے کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں لیکن جس کنجی سے دل کے تالے کھلتے ہیں وہ ان کے ہاتھ سے گم ہے ایک ظاہر بین ان کے نعرہ: "بابر بہ عیش کوش! کہ عالم دوبارہ نیست" کو لائق رشک سمجھتا ہے مگر ایک حقیقت شناس ان کے دل کی ویرانی و بے اطمینانی کو دیکھ کر دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سزا کسی دشمن کو بھی نہ دے۔ جس جرم کی' دنیا میں یہ سزا ہو' سوچنا چاہئے کہ اس کی سزا مرنے کے بعد کیا ہوگی؟

ابھی کچھ عرصہ پہلے فلموں کی نمائش سینما ہالوں یا مخصوص جگہوں میں ہوتی تھی' لیکن ٹیلی ویژن اور وی سی آر نے اس جنس گناہ کو اس قدر عام کر دیا ہے کہ مسلمانوں کا گھر گھر "سینما ہال" میں تبدیل ہو چکا ہے۔ بڑے شہروں میں کوئی خوش قسمت گھر ہی ایسا ہوگا جو اس لعنت سے محفوظ ہو۔ بچوں کی فطرت کھیل تماشوں اور اس قسم کے مناظر کی طرف طبعاً راغب ہے اور ہمارے "مہذب شہری" یہ سمجھ کر ٹیلی ویژن گھر میں لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر یہ چیز اپنے گھر میں نہ ہوئی تو بچے ہمسایوں کے گھر جائیں گے۔ اس طرح ٹیلی ویژن رکھنا فخر و مباہات کا گویا ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے۔ ادھر "ٹیلیویژن" کے سوداگروں نے ازراہ عنایت قسطوں پر ٹیلی ویژن مہیا کرنے کی تدبیر نکالی' جس سے متوسط بلکہ پسماندہ گھرانوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوئی اور حکومت نے لوگوں کے اس رجحان کا "احترام" کرتے ہوئے نہ صرف ٹیلیویژن درآمد کرنے کی اجازت دے رکھی ہے بلکہ جگہ جگہ ٹیلیویژن اسٹیشن قائم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ گویا حکومت اور معاشرے کے تمام عوامل اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں مگر اس کی حوصلہ شکنی کرنے والا کوئی نہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے گانوں کی آوازوں سے خانہ خدا بھی محفوظ نہیں۔ عام بسوں اور گاڑیوں میں ریکارڈ قانوناً ممنوع ہے مگر قانون کے محافظوں کے سامنے بسوں' گاڑیوں میں ریکارڈنگ ہوتی ہے۔

فلموں کی اس بہتات نے ہماری نوخیز نسل کا کباڑا کر دیا ہے نوجوانوں کا دین و اخلاق اور ان کی صحت و توانائی اس تفریح کے دیوتا کے بھینٹ چڑھ رہی ہے بہت سے بچے قبل از وقت جوان

ہو جاتے ہیں ان کے ناپختہ شہوانی جذبات کو تحریک ہوتی ہے جنہیں وہ غیر فطری راستوں اور ناروا طریقوں سے پورا کر کے بے شمار جنسی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں ناپختہ ذہنی اور شرم کی وجہ سے وہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کو بھی نہیں بتا سکتے۔ ان کے والدین ان کو ''معصوم بچہ'' سمجھ کر ان کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ پھر عورتوں کی بے حجابی آرائش و زیبائش اور مصنوعی حسن کی نمائش ''جلتی پر تیل'' کا کام دیتی ہے پھر مخلوط تعلیم اور لڑکوں اور لڑکیوں کے بے روک ٹوک اختلاط نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔ راقم الحروف کو نوجوانوں کے روزمرہ بیسیوں خطوط موصول ہوتے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارا معاشرہ نوجوانوں کے لئے آہستہ آہستہ جہنم کدے میں تبدیل ہو رہا ہے آج کوئی خوش بخت نوجوان ہی ہوگا جس کی صحت درست ہو جس کی نشو و نما معمول کے مطابق ہو اور جو ذہنی انتشار اور جنسی انارکی کا شکار نہ ہو۔ انصاف کیجئے کہ ایسی پود سے ذہنی بالیدگی اور اولوالعزمی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے جس کے نوے فیصد افراد جنسی گرداب میں پھنسے ہوئے ہوں ناخدایان قوم کو یہ کہہ کر پکار رہے ہیں۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ۔۔۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش!

جو شخص بھی اس صورت حال پر سلامتی فکر کے ساتھ ٹھنڈے دل سے غور کرے گا وہ اس فلمی صنعت اور ٹیلی ویژن کی لعنت کو ''نئی نسل کا قاتل'' کا خطاب دینے میں حق بجانب ہوگا۔

یہ تو ہے وہ ہولناک صورتحال جس سے ہمارا پورا معاشرہ بالخصوص نوخیز طبقہ دوچار ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورت حال کی اصلاح ضروری نہیں؟

اور یہ کہ بچوں کے والدین پر معاشرے کے بااثر افراد پر اور قومی ناخداؤں پر اس ضمن میں کیا فرائض عائد ہوتے ہیں......؟

میرا خیال ہے کہ بہت سے حضرات کو تو اس عظیم قومی المیہ اور معاشرتی بگاڑ کا احساس ہی نہیں اس طبقے کے نزدیک لذت نفس کے مقابلے میں کوئی نعمت نعمت نہیں نہ کوئی نقصان نقصان ہے خواہ وہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو۔ ان کے خیال میں چشم و گوش اور کام و دہن کے نفسانی تقاضے پورے ہونے چاہئیں پھر ''سب اچھا'' ہے۔

بعض حضرات کو اس پستی اور بگاڑ کا احساس ہے لیکن عزم و ہمت کی کمزوری کی وجہ سے وہ نہ صرف یہ کہ اس کا کچھ علاج نہیں کر سکتے بلکہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے بے رحم تھپیڑوں کے سپرد کر دینے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ ''صاحب! کیا کیجئے زمانے کے ساتھ چلنا پڑتا ہے'' کا جو فقرہ اکثر

زبانوں سے سننے میں آتا ہے وہ اسی ضعف ایمان اور عزم وہمت کی کمزوری کی چغلی کھاتا ہے۔ ان کے خیال میں گندگی میں ملوث ہونا تو بہت بری بات ہے لیکن اگر معاشرے میں اس کا عام رواج ہو جائے اور گندگی کھانے کو معیار شرافت سمجھا جانے لگے تو اپنے آپ کو اہل زمانہ کی نظر میں ''شریف'' ثابت کرنے کے لئے خود بھی اسی شغل میں لگنا ضروری ہے۔

بعض حضرات اپنی حد تک اس سے اجتناب کرتے ہیں لیکن وہ اس معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں' نہ اس کے خلاف لب کشائی کی ضرورت سمجھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ یہ مرض لاعلاج ہے اور اس کی اصلاح میں لگنا بے سود ہے ان پر مایوسی کی ایسی کیفیت طاری ہے کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے؟

بعض حضرات اس کی اصلاح کے لئے آواز اٹھاتے ہیں مگر ان کی اصلاحی کوششیں صدا بہ صحرا یا نقار خانے میں طوطی کی آواز کی حیثیت رکھتی ہے۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اگرچہ پانی ناک سے اونچا بہنے لگا ہے اگرچہ پورا معاشرہ سیلاب معصیت کی لپیٹ میں آچکا ہے اگرچہ فساد اور بگاڑ مایوسی کی حد تک پہنچ چکا ہے لیکن ابھی تک ہمارے معاشرے کی اصلاح ناممکن نہیں کیونکہ اکثریت اس کا احساس رکھتی ہے کہ اس صورتحال کی اصلاح ہونی چاہئے اس لئے اوپر سے نیچے تک تمام اہل فکر اس کی طرف متوجہ ہو جائیں تو ہم اپنی نوجوان نسل کی بڑی اکثریت کو اس طوفان سے بچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اس کے لئے ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر کچھ انقلابی اقدامات کرنے ہوں گے جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱.....تمام مسلمان والدین کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ اپنے گھروں میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے فلمی نغمے سنا کر اور فلمی مناظر دکھا کر نہ صرف دنیا وآخرت کی لعنت خرید رہے ہیں بلکہ خود اپنے ہاتھوں اپنی اولاد کا مستقبل تباہ کر رہے ہیں۔ اگر وہ خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں اگر انہیں قبر وحشر میں حساب کتاب پر ایمان ہے اگر انہیں اپنی اولاد سے ہمدردی ہے تو خدارا! اس سامان لعنت کو اپنے گھروں سے نکال دیں ورنہ وہ خود تو مر کر قبر میں چلے جائیں گے لیکن ان کے مرنے کے بعد بھی اس گناہ کا وبال ان کی قبروں میں پہنچتا رہے گا۔

۲:.....معاشرے کے تمام بااثر اور دردمند حضرات اس کے خلاف جہاد کریں' محلے محلے اور قریہ قریہ میں بااثر افراد کی کمیٹیاں بنائی جائیں وہ اپنے محلے اور اپنی بستی کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لئے موثر تدابیر سوچیں اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو اس سے بچانے کی کوشش

کریں۔ نیز حکومت سے پرزور مطالبہ کریں کہ ہماری نوجوان نسل پر رحم کیا جائے اور نوجوان نسل کے ''خفیہ قاتل'' کے ان اڈوں کو بند کیا جائے۔

۳:......سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ یہ اصول طے شدہ ہے کہ حکومت کے اقدام سے اگر کسی نیکی کو رواج ہوگا تو تمام نیکی کرنے والوں کے برابر ارکان حکومت کو بھی اجر وثواب ہوگا۔ اور اگر حکومت کے اقدام یا سرپرستی سے کوئی برائی رواج پکڑے گی تو اس برائی کا ارتکاب کرنے والوں کے برابر ارکان حکومت کو گناہ بھی ہوگا۔ اگر ریڈیو کے نغمے ٹیلی ویژن کی فلمیں اور راگ رنگ کی محفلیں کوئی ثواب کا کام ہے تو میں ارکان حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جتنے لوگ یہ نیکی اور ثواب کا کام'' کر رہے ہیں ان سب کے ''اجر وثواب'' میں حکومت برابر کی شریک ہے اور اگر یہ برائی اور لعنت ہے تو اس میں بھی حکومت کے ارکان کا برابر کا حصہ ہے۔ سینما ہال حکومت کے لائسنس ہی سے کھلتے ہیں اور ریڈیو اور ٹی وی حکومت کی اجازت ہی سے درآمد ہوتے ہیں اور حکومت ہی کی سرپرستی میں یہ ادارے چلتے ہیں جو اپنے نتائج کے اعتبار سے انسانیت کے سفاک اور قاتل ہیں۔ میں اپنے نیک دل اور اسلام کے علمبردار حکمرانوں سے بصد ادب واحترام التجا کروں گا کہ خدا کے لئے قوم کو ان لعنتوں سے نجات دلایئے ورنہ ''تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے......!'' خصوصاً جبکہ ملک میں اسلامی نظام کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے ضروری ہے کہ معاشرے کو ان غلاظتوں سے پاک کرنے کا اہتمام کیا جائے ورنہ جو معاشرہ ان لعنتوں میں گلے گلے ڈوبا ہوا اس میں اسلامی نظام کا پنپنا ممکن نہیں۔

۴:۔ حضرات علمائے امت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے خطبات ومواعظ میں اس بلائے بے درماں کی قباحتوں پر روشنی ڈالیں اور تمام مساجد سے اس مضمون کی قراردادیں حکومت کو بھیجی جائیں کہ پاکستان کو فلمی لعنت سے پاک کیا جائے۔

الغرض! اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے ان تمام لوگوں کو اٹھ کھڑے ہونا چاہئے جو پاکستان کو قہر الٰہی سے بچانا چاہتے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ ہزاروں افراد کا روزگار فلمی صنعت اور ٹیلیویژن سے وابستہ ہے اگر اس کو بلند کیا جائے تو یہ ہزاروں انسان بے روزگار نہیں ہو جائیں گے؟ افراد کی بے روزگاری کا مسئلہ بلاشبہ بڑی اہمیت رکھتا ہے لیکن سب سے پہلے تو دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا چند انسانوں کو روزگار مہیا کرنے کے بہانے سے پوری قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلا جا سکتا ہے؟ اصول یہ ہے کہ اگر کسی فرد کا کاروبار

ملت کے اجتماعی مفاد کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کاروبار کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ چوروں اور ڈاکوؤں کا پیشہ بند کرنے سے بھی بعض لوگوں کا "روزگار" متاثر ہوتا ہے تو کیا انہیں چوری اور ڈکیتی کی اجازت دے دینی چاہئے؟ اسمگلنگ بھی ہزاروں افراد کا پیشہ ہے کیا قوم وملت اس کو برداشت کرے گی؟ شراب کی صنعت اور خرید وفروخت اور منشیات کے کاروبار سے بھی ہزاروں افراد کا روزگار وابستہ ہے کیا ان کی بھی کھلی چھٹی ہونی چاہئے......؟ ان سوالوں کے جواب میں تمام عقلاء بیک زبان یہی کہیں گے کہ جو لوگ اپنے روزگار کے لئے پورے معاشرے کو داؤ پر لگاتے ہیں ان کو کسی دوسرے جائز کاروبار کا مشورہ دیا جائے گا لیکن معاشرے سے کھیلنے کی اجازت ان کو نہیں دی جائے گی۔ ٹھیک اسی اصول کا اطلاق فلمی صنعت پر بھی ہوتا ہے اگر اس کو معاشرے کے لئے مضر ہی نہیں سمجھا جاتا تو یہ بصیرت وفراست کی کمزوری ہے اور اگر اس کو معاشرے کے لئے خصوصاً نوجوان اور نوخیز نسل کے لئے مضر سمجھا جاتا ہے تو اس ضرر عام کے باوجود اسے برداشت کرنا حکمت ودانائی کے خلاف ہے۔

جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کے لئے کوئی دوسرا روزگار مہیا کیا جاسکتا ہے مثلاً سینما ہالوں کو تجارتی مراکز میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو نظر آئے گا کہ یہ فلمی کھیل تماشے قوم کے اخلاقی ڈھانچے ہی کے لئے تباہ کن نہیں بلکہ اقتصادی نقطۂ نظر سے بھی ملک کے لئے مہلک ہیں جو افرادی ومادی قوت ان لایعنی اور بے لذت گناہوں پر خرچ ہو رہی ہے وہ اگر ملک کی زرعی صنعتی تجارتی اور سائنسی ترقی پر خرچ ہونے لگے تو ملک ان مفید شعبوں میں مزید ترقی کرسکتا ہے اس کا مفاد متعلقہ افراد کے علاوہ پوری قوم کو پہنچے گا۔

الغرض! جو حضرات فلمی لائن سے وابستہ ہیں ان کی صلاحیتوں کو کسی ایسے روزگار میں کھپایا جاسکتا ہے جو دینی' معاشرتی اور قومی وجود کے لئے مفید ہو۔

موت کی اطلاع دینا

سوال...... چند احادیث مبارکہ آپ کی خدمت میں ارسال ہیں' جو کہ درج ذیل ہیں۔ ان کا مفہوم لکھ کر مشکور فرمایئے!

۱...... "عن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال ایاکم والنعی فان النعی من عمل جاهلية". (ترمذی)

۲:...... "عن حذيفة قال اذامت فلاتوذنوابی احداً فانی اخاف ان یکون نعیاً و انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ینهی عن النعی". (ترمذی)

جناب مولانا صاحب! یہ تو احادیث مبارکہ ہیں اور ہمارے علاقہ میں یہ رسم و رواج ہے کہ جب کوئی بھی (چاہے امیر ہو یا غریب) مر جائے تو مسجد کے لاؤڈ سپیکر کے ذریعے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں فوت ہوا ہے نماز جنازہ ۳ بجے ہوگا' یا جنازہ نکل گیا ہے جنازہ گاہ کو جاؤ' تو کیا یہ اعلان جائز ہے یا احادیث کے خلاف ہے؟ اگر خلاف و ناجائز ہو تو انشاء اللہ یہ اعلانات وغیرہ آئندہ نہیں کریں گے۔ مدلل جواب سے نوازیں۔ نیز یہ بھی سنتے ہیں کہ مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے؟

جواب...... عام اہل علم کے نزدیک موت کی اطلاع کرنا جائز بلکہ سنت ہے ان احادیث میں اس ''نعی'' کی ممانعت ہے جس کا اہل جاہلیت میں دستور تھا کہ میت کے مفاخر بیان کر کے اس کی موت کا اعلان کیا کرتے تھے۔

اعلان وفات کیسے سنت ہے؟

سوال...... آپ کا فتویٰ پڑھ کر تسلی نہیں ہوئی۔ آج کل ہمارے محلے میں یہ مسئلہ بہت ہی زیر بحث ہے اس لئے اس کا فوٹو اسٹیٹ کر کے آپ کو دوبارہ بھیج رہا ہوں تا کہ تفصیل سے دلیل سے جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ موت کی اطلاع کرنا سنت لکھا ہے تو مہربانی کر کے اس کی دلیل ضرور لکھئے گا۔

سوال......۱۔ زمانہ جاہلیت میں جو دستور تھا اعلان کا تو وہ کن الفاظ سے اعلان کرتے تھے؟

۲۔ مسجد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؟ اس کا جواب شاید بھول گیا' مہربانی کر کے اس کا جواب جلدی دینا تا کہ الجھن دور ہو' بہت بہت شکریہ

جواب......۱:...... **''فی الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعی للناس النجاشی' اخرجہ الجماعۃ''۔**

ترجمہ...... ''حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ نجاشی کی موت کا اعلان فرمایا تھا۔''

۳:...... **''و فی فتح الباری (۳-۱۱۷) قال ابن العربی' یؤخذ من مجموع الاحادیث ثلاث حالات' الاولیٰ اعلام الاھل والاصحاب واھل الصلاح فھذا سنۃ' الثانیۃ دعوت الحفل للمفاخرۃ فھذہ تکرہ' الثالثۃ الاعلام بنوع آخر کالنیاعۃ و نحو ذالک فھذا حرام' و قد نقلہ الشیخ فی الاوجز (۱' ۳۴۳) عن الفتح''۔**

ترجمہ...... ''فتح الباری میں ہے کہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ موت کی اطلاع دینے کی تین حالتیں ہیں۔ ۱:۔ اہل و عیال اور احباب و اصحاب اور اہل صلاح کو اطلاع کرنا یہ تو سنت ہے۔ ۲:۔

فخر ومباحات کے لئے مجمع کثیر کو جمع کرنے کے لئے اعلان کرنا یہ مکروہ ہے۔۳:۔لوگوں کو آہ وبکا اور بین کرنے کے لئے اطلاع کرنا اور بلانا یہ حرام ہے۔

۳......" وفی العلائیة ولاباس بنقله قبل دفنه وبالاعلام بموته...... الخ. و فی الشامیة قوله وبالاعلام

بموته: ای اعلام بعضهم بعضاً لیقضوا حقه هدایة و کره بعضهم ان ینادی علیه فی الازقة والاسواق لانه یشبه نعی الجاهلیة ' والاصح انه لایکره اذالم یکن معه تنویه بذکره و تفخیم...... فان نعی الجاهلیة ماکان فیه قصدالدوران مع الضجیج والنیاحة وهوالمراد بدعوی الجاهلیة فی قوله صلی الله علیه وسلم "لیس منامن ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاهلیة...... شرح المنیة (شامی ۲. ۲۳۹) وکذافی الفتح (۱. ۴۶۳)"

ترجمہ......''اور علائیہ میں ہے کہ میت کو دفن کرنے سے پہلے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے اور موت کے اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں......الخ اور فتاویٰ شامی میں ہے''اور اس کی موت کی اطلاع دینا یعنی ایک دوسرے کو اس لئے اطلاع دینا تاکہ اس کا حق ادا کرسکیں' (جائز ہے) اور بعض حضرات نے بازاروں اور گلیوں میں کسی کی موت کے اعلان کو مکروہ کہا ہے کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی موت کی اطلاع دینے کے مشابہ ہے صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے جب کہ اس اعلان کے ساتھ زمانہ جاہلیت کا سا نوحہ اور مردے کی بڑائی کا تذکرہ نہ ہو...... پس بے شک جاہلیت کی سی موت کی اطلاع وہ ہے کہ جس میں دل کی تنگی اور بین کا تذکرہ ہو' اور یہی مقصود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ: وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے منہ کو پیٹا اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے دعوے کئے''۔

جواب......۲: مسجد میں اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے البتہ جمعہ کی دوسری اذان کا معمول منبر کے سامنے چلا آتا ہے۔ (آپ کے مسائل جلد۱۰ص ۲۸۶)

تعلیم کے لئے لاؤڈ اسپیکر پر لڑکیوں کی تقریر کرانا

سوال......شہر مالی گاؤں میں لڑکیوں کے دینی مدارس قائم ہیں۔ جس میں دینی تعلیم دی جاتی ہے قرأت قرآن بھی سکھائی جاتی ہے۔ سال کے اختتام پر ایک مخصوص عورتوں کا پردے کے پورے

انتظام کے ساتھ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے، جس میں لڑکیاں لاؤڈ اسپیکر پر تقریر نظم وغیرہ پیش کرتی ہیں۔ مختلف مدارس کی لڑکیوں کا قرات میں مقابلہ بھی ہوتا ہے۔ ان میں مردوں کو بلایا جاتا ہے جو تقریر کو سنتے ہیں تو اس قسم کے جلسے کرانا لڑکیوں اور عورتوں کا جو اکثر بالغ ہی ہوتی ہیں درست ہے یا نہیں؟

جواب...... نوعمر لڑکیوں کا اس طرح جلسہ کرنا بظاہر ان کی تعلیمی ترقی اور غیر تعلیم یافتہ عورتوں میں تعلیمی ترغیب کا ذریعہ بھی ہے مگر ساتھ ہی اس میں فتنے بھی ہیں۔ خاص کر جب مردوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ لاؤڈ اسپیکر پر ان کی تقریر سنتے ہیں اور نظمیں بھی ترنم کے ساتھ پڑھتی ہیں۔

عورتوں کا جمع ہونا فتنہ ہے اسی وجہ سے تقریبات خاندان' میں بھی شرکت کی ان کو اجازت نہیں دی جاتی ہے اگر شوہر اجازت دے تو وہ بھی ماخوذ ہوگا۔ فتنوں کا علم جگہ جگہ کے خطوط سے ہوتا رہتا ہے اگر چھوٹی بچیاں ہوں تو فتنہ نہیں، بڑی لڑکیوں کا حال دوسرا ہے' ان کو اس طرح نہ تعلیم دی جائے۔ نہ تقریر کرائی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۲ ج ۱۴)

دنیوی تعلیم کے کلاس جاری کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال...... دنیاوی علوم گجراتی' انگریزی حاصل کرنے کے لئے اسکول قائم کرنا اور ہنر سکھلانے کے کلاس جاری کرنا جائز و کار خیر ہے یا نہیں؟

جواب...... ایسے سکول قائم کرنا جس میں بقدر ضرورت گجراتی (علاقائی) انگریزی وغیرہ دنیوی علوم و فنون سکھلائے جائیں اور صنعت و حرفت کے کلاس قائم کرنا جس سے حلال روزی حاصل کرنے میں مدد مل سکے' بلاشبہ جائز ہے اور کار خیر و موجب اجر و ثواب ہے لیکن دینی تعلیم کو اور دینی مدارس کی امداد کو مقدم سمجھا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۵ ج ۱)

تعلیم و اصلاح' کلمات کفریہ پر موقوف نہیں

سوال...... جلسوں میں مکالمے کئے جاتے ہیں دو بچوں میں سے ایک بچہ خود کو کافر ظاہر کرتا ہے لباس بھی ایسا ہی ہے پینٹ شرٹ وغیرہ پہنتا ہے البتہ عقیدہ ایسا نہیں ہے اجلاس میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے یا تعلیم کی غرض سے یہ کیا جاتا ہے۔ کافر بننے والا لڑکا کہتا ہے کہ میں خدا کا منکر ہوں خدا کا اقرار حماقت ہے۔ وغیرہ وغیرہ جواب دینے والا بچہ اس کو اے کافر بچہ مردود وغیرہ کہتا ہے تو ایسے مکالمے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

جواب...... مذکورہ طریق جائز نہیں ہے لائق ترک ہے۔ تعلیم و اصلاح اس پر موقوف نہیں'

اس کے جائز طریقے بہت سے ہیں۔ مسلمان کو کافر بچہ کہنا جائز نہیں فتاوی قاضی خاں میں ہے کسی عورت نے اپنے بچہ سے کہا اے کافر بچے اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ کہنا کفر نہ ہوگا بعض کہتے ہیں کہ کفر ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۴۲ ج ۱) ''ممنوع بالاتفاق ہوگا'' م ع

تعلیم چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نکلنا

سوال..... ایک قاری صاحب تبلیغی جماعت میں جانا چاہتے ہیں زیادہ ثواب اور ضروری سمجھ کر یہ فرمائیں کہ پڑھانے میں زیادہ ثواب ہے یا تبلیغی جماعت میں جانا زیادہ ثواب ہے؟

جواب..... مدرسہ کا مہتمم اور مدرسین اجرت پر کام کرتے ہیں لہذا معروف تعطیل سے زیادہ مدرسہ سے غائب رہنا اور کام نہ کرنا جائز نہیں غیر حاضری کے ایام کی تنخواہ ان کے لئے حلال نہیں یہ عام ملازم کا حکم ہے۔

مدارس عربیہ کے ملازمین کو شرعی گنجائش بھی ہو تو بھی ان کے لئے تعلیم کا کام چھوڑ کر تبلیغ میں نکلنا بہتر نہیں کیونکہ تعلیمی مراکز اسلام کے قلعے ہیں اگر قلعے کمزور ہو جائیں گے تو آگے تبلیغی کام کیسے چلے گا۔ تبلیغی کام اگرچہ انتہائی ضروری ہے لیکن اسلامی تعلیم کا سلسلہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے بلکہ یہ بھی تبلیغ ہی کا ایک شعبہ ہے جماعت تبلیغ کے سربراہ تدریس چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نکلنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ (احسن الفتاوی ص ۱۰۴ ج ۱) ''اور غیر ذمہ دار لوگوں کا اعتبار نہیں۔'' م ع

والدین کا ترک تعلیم پر مجبور کرنا

سوال..... زید تعلیم دین حاصل کر رہا ہے اس کے والدین تعلیم سے منع کرتے ہیں کیونکہ اس کی زوجہ تین سال سے بالغہ ہے اب والدین اس کی شادی کرتے ہیں اس شرط پر کہ تعلیم کو ترک کرے۔ زید کے لئے بروئے شریعت کیا چاہئے؟

جواب..... بہتر طریقہ یہ ہے کہ والدین کو تکمیل علم دین کے لئے راضی کر لے اور اگر وہ اس بارہ میں والدین کا کہنا نہ مانے تو گنہگار ہوگا والدین کو لازم ہے کہ ابھی تکمیل علم دین کی وجہ سے اس کے نکاح کو ملتوی رکھیں اگرچہ اس کی زوجہ بالغہ ہوگئی ہو۔ (امداد الفتاوی ص ۲۱۶)

قرآن کی تعلیم کو بجبر بند کرنے کا حکم

سوال..... قرآن پاک کا حفظ و ناظرہ پڑھنا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور ان میں رکاوٹ پیدا کرنا

مداخلت فی الدین میں داخل ہے یا نہیں؟ جیسا کہ جبریہ تعلیم کے عملہ والے کرتے ہیں کہ مکتبوں کو بند کرتے ہیں یا لڑکوں کو مکتبوں سے جبریہ اٹھا کر اسکول لے جاتے ہیں شریعت کا حکم اس کے بارے میں کیا ہے؟

جواب...... قرآن مجید اسلام وایمان کی بنیاد ہے اس کا ناظرہ پڑھنا بھی ویسا ہی ہے جیسا حفظ پڑھنا اور بلا سمجھے پڑھنا بھی فرائض میں ایسا ہی داخل ہے جیسے سمجھ کر پڑھنا اس میں رکاوٹ پیدا کرنا شیاطین اور کفار کا کام تھا جو قسمت سے آج کل مسلمانوں نے اختیار کر لیا' ایسے مسلمان یقیناً انتہائی درجہ کے فاسق ہیں۔ اور خطرہ اس سے بھی زائد کا ہے۔ ان کے کہنے پر کان لگانا بھی گناہ ہے حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔ (امداد المفتیین ص ۲۱۹)

سنسکرت سیکھنا

سوال...... آج کل آریہ مذہب والوں کا شور ہے اور قرآن وحدیث پر طرح طرح سے اعتراضات بیجا کرتے ہیں علماء ربانی اگرچہ جوابات تحقیقی ان کو دیتے ہیں لیکن اس زمانہ میں جواب الزامی زیادہ نافع ہے اور جواب الزامی تاوقتیکہ ان کے مذہب سے موافقت نہ ہو ممکن نہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وید جو زبان سنسکرت میں ہے کسی ایسے شخص سے جو دیندار ہو اور معتمد ہو اور پڑھنے والے بھی علوم دین سے واقف ہوں سیکھی جائے جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اس کی تعلیم وتعلم کا فی نفسہ جائز ہونا تو بوجہ مانع جواز کے ظاہر ہے اور قاعدہ مقرر ہے کہ جو امر جائز کسی امر مستحسن یا واجب کا مقدمہ وموقوف علیہ ہو وہ بھی مستحسن یا واجب ہوتا ہے اور مصلحت مذکورہ سوال کے استحسان یا ضرورت میں کوئی کلام وخفا نہیں لہذا اس زبان کی تحصیل ایسی حالت میں بلاشبہ مستحسن یا ضروری ہے "علی الکفایہ" اسی بنا پر ہمارے علماء متکلمین نے یونانی فلسفہ کو حاصل کیا اور علم کلام بطرز معقول مدون فرمایا۔ البتہ ایسے امور میں بعض ایسے خارجی عوارض کی وجہ سے جو کہ معلم' یا صحبت ناجنس یا فساد نیت وسوء استعمال یا فتنے میں پڑنے یا مالا یعنی میں مشغول ہونے کی جہت سے ہو قبیح لغیرہ محتمل ہو سکتا ہے۔ سوال میں جن قیود کی صراحت کی گئی ہے ان سے ان سب کا احتمال مرتفع ہے لہذا کوئی خرابی بھی مذکورہ مصلحتوں کے معارض نہیں پس جواز واستحسان ضرورت بحالہ باقی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۷ ج ۴) "اس پر دیگر زبانوں' مذہبی کتابوں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔" م ع۔

مسمریزم کا سیکھنا

سوال...... مسمریزم ایک علم ہے' جس میں طبیعت کی اور نظر کی یکسوئی کی مہارت چند روز

حاصل کی جاتی ہے' پھراس سے مراحل تصوف' مثلاً وحدۃ الوجود' کشف القبور' سلب الامراض' وغیرہ بلاکسی ذکر کے طے کئے جاتے ہیں اوران کے علاوہ اور باتیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔مثلاً کسی کو بزورنظر بیہوش کرنا' اوراس سے پوشیدہ اسرار پوچھنا' غائب چیزوں کا حال بتانا' جیسا کہ حکماء اشراقیین کیا کرتے تھے' اس کا حاصل کرنا درست ہے؟ کوئی خلاف شرع امرتونہیں۔

جواب.....تصوف نہ یکسوئی کا نام ہے' نہ مکاشفات' نہ تصرفات کا' نہ واردات کا' بلکہ اس کی حقیقت ہے اصلاح ظاہر و باطن اوراس کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے اور یکسوئی اس کا مقدمہ ہے جبکہ مقصود مذکوراس پر مرتب ہواور واردات مثل وحدۃ الوجود وغیرہ اس کے آثار غیرلازمہ سے ہے اور مکاشفات کو نیہ مثل کشف القبور وغیرہ' اور تصرفات مثل سلب الامراض وغیرہ کواس سے کوئی مس نہیں' ریاضت پراس کا ترتب ہوتا ہے چنانچہ کفار بھی اس میں شریک ہیں اور مسمریزم میں کل تین چیزیں ہیں' بعض مخفیات کی خبر دینا' کچھ تصرفات کرنا اوراس کی مہارت کے لئے یکسوئی کی مشق کرنا' سواول تو اس میں مخفیات پوشیدہ چیزوں کی خبر دینا اکثر عامل کے خیال کے تابع ہوتا ہے چنانچہ اگرایک واقعہ کو دو عاملوں کے سامنے مختلف طور پر بیان کر کے ہرایک کو یقین دلایا جائے اور پھر کوئی شخص جدا جدا مجلسوں میں اس واقعہ کی نسبت عاملوں سے پوچھے تو وہ دونوں اپنے قواعد سے الگ الگ جواب دیں گے اوراگر فرض کرلیں کہ کبھی انکشاف واقعی بھی ہو جاتا ہے تو کشف کا اور تصرفات کا تصوف سے تعلق نہ ہونا اوپر معلوم ہو چکا ہے۔اب رہی یکسوئی وہ مقدمہ تصوف جب ہے جب تصوف اس پر مرتب ہو۔اور جب مسمریم میں یہ نہیں وہ مقدمہ تصوف بھی نہ ہوا پس ثابت ہو گیا کہ تصوف سے اس کو اصلاً تعلق نہیں۔اب رہا اس سے قطع نظر کر کے اس کا جواز یا ناجواز تو چونکہ مشاہدہ سے اس پر مفاسد کثیرہ کا ترتب معلوم ہوا ہے جیسے انبیاء کرام واولیاء کرام کے کمالات کو اسی قبیل سے سمجھنا چنانچہ ایسا ہی تو ہم اس سوال کا منشاء بھی ہوا ہے یا اس کے ساتھ دعویٰ وزعم مماثلت یعنی برابری کا کرنا اور عامل میں عجب کا پیدا ہونا بعض امور جن کا تجسس حرام ان پر مطلع ہونے کی کوشش کرنا اس لئے یہ فن گو بالذات قبیح نہیں مگر بوجہ عوارض ومفاسد مذکورہ کے ''کہ عادۃً اس کے لوازم سے ہیں'' قبیح لغیرہ کی قسم میں داخل ہو کر منہی اور حرام ہے۔(امدادالفتاویٰ ص ۳۷۔۴۷ ج ۴)

مسمریزم پرعمل کرنا اور یقین کرنا

سوال.....مسمریزم کا سیکھنا اوراس پرعمل کرنا اوراس پر یقین کرنا مسلمانوں کے واسطے کیسا ہے؟ اورایک میز تین پاؤں کی بچھا کر مردہ روحوں کو بلا کر اوران سے دریافت کر کے بتلاتے ہیں کہ تمہارا کام ہوگا یا نہیں؟

جواب...... اول مسمریزم کی حقیقت سمجھنا چاہئے پھر حکم سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ حقیقت اس عمل کی یہ ہے کہ قوت نفسانیہ کے ذریعہ بعض افعال کا صادر کرنا جیسے اکثر افعال ہاتھ پاؤں وغیرہ سے صادر کئے جاتے ہیں پس قوت نفسانیہ بھی ایک آلہ ہے مثل قوی بدنیہ کے اور حکم اس کا یہ ہے کہ جو افعال فی نفسہا مباح ہیں ان کا صادر کرنا بھی جائز۔ مثلاً جس شخص پر اپنا قرض واجب ہو اور وہ وسعت بھی رکھتا ہو اس قوت سے اس کو مجبور کر کے اپنا حق وصول کر لینا جائز ہے اور جس شخص پر حق واجب نہ ہو۔ جیسے چندہ دینا یا کسی عورت کا کسی شخص سے نکاح کرنا اس کو مغلوب کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا حرام ہے۔ یہ تو اس کا حکم تھا فی نفسہ اور ایک حکم باعتبار عارض ہے کہ اگر کوئی مفسدہ اس چیز کی وجہ سے پیش آئے تو اس برائی کی وجہ سے بھی اس میں ممانعت عارض ہو جائے گی۔ مثلاً اس کو ماضی یا مستقبل کے واقعات کے کشف کا ذریعہ بنانا' جس پر کوئی دلیل شرعی نہیں' مثلاً چور کا دریافت کرنا یا مردہ کا حال پوچھنا یا کسی کا انجام پوچھنا یا روحوں کے حاضر ہونے کا اعتقاد کرنا یہ سب محض جھوٹ' فریب اور تلبیس ہے۔ مسمریزم سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور اگر بالفرض ہوتا بھی تب بھی مثل کہانت وعرافت ونجوم کے اس سے کام لینا اور اس پر اعتقاد کرنا حرام ہوتا چونکہ احقر کو اس کا خود تجربہ ہے اس لئے تحقیق مذکور میں کچھ تردد نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۷۶ ج ۴)

مخلوق کی نفع رسانی کے لئے مسمریزم سیکھنا

سوال...... علم مسمریزم کا واسطے نفع رسانی خلق کے مثلاً بیمار کا اس کے ذریعہ علاج کرنا یا خواص بوٹیوں وغیرہ کے دریافت کرنا یا کسی کی بری عادت چھڑانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جو خواص مسمریزم کے آپ نے لکھے ہیں بعض تو ان میں خلاف واقع ہیں جیسے خواص بوٹیوں کے دریافت کرنا اس کا مسمریزم سے کوئی تعلق نہیں اور کسی معمول کے مطابق ذریعہ جو پوشیدہ کا علم ہو جاتا ہے اور اسی سے دھوکہ ہوا ہے سو وہ بالکل عامل یا کسی حاضر مجلس کے خیال کا تصرف ہوتا ہے اور بس۔ البتہ بعض خواص اس پر مرتب ہو سکتے ہیں جیسے سلب مرض اور اصلاح خیالات مگر ان مصالح سے بڑھ کر اس میں مفاسد ہیں گو وہ لازم عقلی نہیں مگر لازم عادی ضرور ہیں۔ جن کا بیان پہلے آ چکا اور یہی حکم ہے کیمیا' سیمیا' سیمیا' ہیمیا' ریمیا کا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۷۵۔۷۶ ج ۴)" کہ مومن کے لئے ان کا سیکھنا بھی جائز نہیں"۔ (م ع)

مسمریزم کی انگوٹھی دیکھنا

سوال...... یہاں کسی عورت نے لاہور سے مسمریزم کی انگوٹھی منگائی ہے سنتی ہوں کہ اس میں مردہ آدمی

نظر آتے ہیں اگر اس کا دیکھنا جائز ہوگا میں منگوالوں گی اگر نا جائز ہوگا تو آپ لکھ دیں ہرگز نہ دیکھوں گی۔

جواب...... اس انگوٹھی کی حقیقت مجھے خوب معلوم ہے اس میں جو نظر آتا ہے وہ واقعی نہیں ہوتا محض عامل کا خیال ہوتا ہے اور لوگ اس کو واقعی سمجھ کر اپنا عقیدہ اور عمل خراب کر لیتے ہیں۔ اس لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۷۵ ج ۴)

ہمزاد کی تحقیق

سوال...... اعمال قرآنی میں لکھا ہے کہ اگر میت پر دفن کے وقت تین مرتبہ آیت منها خلقنكم و فيها نعيدكم پڑھ لی جائے تو اس کا ہمزاد شیطان بھی دفن ہو جائے گا۔ ہمزاد کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... یہ عبارت توضیح طلب ہے کسی حجت سے اس کا ثبوت نہیں۔

ہمزاد سے مراد یہ نہیں کہ اس کے ساتھ اس کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو بلکہ انسان کے مقابلہ میں ایک شیطان بھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے جو صرف تولد میں اس کا شریک رہتا ہے اسی بنا پر اس کو ہمزاد کہہ دیا۔ اور آیت کی خاصیت کا حاصل یہ ہے کہ اس کی برکت سے وہ مسجون ہو جاتا ہے۔ جیسے برکات رمضان میں ہے صفدت الشياطين کہ شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور طریق ثبوت اس کا محض کشف ہے جس کی نہ تصدیق واجب ہے نہ تکذیب۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۰۵ ج ۴)

عربی عبارت ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھنا

سوال...... ایک اردو رسالہ میں لکھا ہے کہ بعض مدارس میں دیکھا گیا ہے کہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" ٹکڑے ٹکڑے کر کے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے یعنی ایک بچہ لا الٰہ کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے اور دوسرے بچے بیک آواز بولتے ہیں پھر وہ بچہ الا اللہ بولتا ہے اس وقت دوسرے بچے الا اللہ بولتے ہیں کیا ایسی پڑھائی کفر ہے؟

جواب...... اس طرح بچوں کو پڑھانا کفر نہیں ہے ضرورۃً جائز ہے یہ تلاوت نہیں سیکھنا سکھانا مقصود ہے۔ فقہاء لکھتے ہیں کہ استانی حالت حیض میں ایک ایک کلمہ پر رک کر اور سانس توڑ کر پڑھا سکتی ہے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھنا کفر ہوتا تو فقہاء ہرگز اس کی اجازت نہ دیتے۔ مگر جب بچے لا الہ الا اللہ پورا پڑھنے پر قادر ہو جائیں اس وقت ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ پڑھائیں بلکہ پورا پڑھائیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۱ ج ۱)

کتاب یوسف وزلیخا کا پڑھنا

سوال...... کتاب یوسف وزلیخا مصنفہ مولوی عبدالرحمان جامی پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ مولانا نے بی بی صاحبہ کے وصف میں حد سے زیادہ تعریف کی ہے چنانچہ پستان کی تعریف میں کہا ہے۔

دو پستان ہر یکے چوں قبۂ نور حیا بے ساختہ از عین کافور
دو نار تازہ تر رستہ زیک شاخ کف امید شان ناسودہ گستاخ

کسی حاکم کی بیوی کی ایسی تعریف کی جائے تو وہ کتنا خشمناک ہوگا؟ پھر حضرت یوسفؑ کی بیوی کے متعلق ایسا کہنا؟

جواب...... ایسی مدح گوخلاف احترام ہے مگر اسی حالت کے اعتبار سے ہے کہ اس وقت وہ واجب الاحترام نہ تھیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آنے سے قبل بلکہ اسلام لانے سے بھی پہلے۔ جس حالت کے اعتبار سے خود حق تعالیٰ نے ان کا قصہ ہادم احترام ذکر فرمایا ہے۔ وراودته التي هو في بيتها قالت ماجزآء الخ المستلزم لكذب والكيد و نحوهما.
تو کتاب کے نہ پڑھنے کا یہ سبب تو ہو نہیں سکتا۔ البتہ اگر ایسے مضامین سے نفسانی خواہش کو ہیجان کا احتمال ہو تو صرف یہ مضمون نہ پڑھائیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۸۷ ج ۴)

فنی معلومات کی بناپر شاعر کو ''مفتی سخن'' کا خطاب دینا

سوال...... کسی مسلمان شاعر کو فنی معلومات کی بناپر ''مفتی سخن'' کا خطاب دینا کیسا ہے؟ مذہبی معاملات میں فیصلہ کرنے والے کو ''مفتی دین'' کہتے ہیں۔ اسی طرح کلام کے ماہر کو ''مفتی سخن'' کا خطاب دینے میں قباحت نہ ہونی چاہیے؟

جواب...... مسلمان شاعر کو فنی معلومات کی بناپر مفتی سخن کا خطاب دینا فی نفسہ مباح ہے لیکن جبکہ شاعر عالم دین نہ ہو تو اس خطاب سے تلبیس کا احتمال ہے۔ عوام اس کو عالم سمجھ کر دین کے مسائل دریافت کریں گے اور ضلوا فاضلوا کا مصداق ہوں گے لہذا غیر عالم کو اس قسم کا خطاب دینے سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ عوام کو دھوکہ نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ ص ۳۱۷)

امور دینیہ کے لئے بعد از عشاء اجتماع کا جواز

سوال...... کیا عہد رسالت میں کبھی بعد نماز عشاء بھی اجتماع منعقد ہوا ہے؟

جواب..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ نماز عشاء کے بعد آرام فرمانے کی تھی' لیکن کبھی ضرورت ہوتی تو امور دین میں خصوصی احباب سے مشورہ بھی فرمالیا کرتے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ سے نماز عشاء کے بعد مشورہ فرمانا ثابت ہے" ترمذی شریف ج اص ۲۴"
بعض اوقات صحابہ کرامؓ کو خطاب بھی فرمایا ہے" بخاری ج اص ۸۴"
لیکن غلو اس میں ممنوع ہے (خیر الفتاویٰ ص ۶۱۳ ج ا)" جیسا کہ اس زمانہ کے عام جلوس کا حال ہے" م ع۔

حاشیہ ۱۲ کا مطلب

سوال..... جو کتابوں پر حاشیہ میں ۱۲ کا عدد لکھا ہوا ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟
جواب..... یہ دو حرفوں کے اعداد کا مجموعہ ہے ایک "ح" اس کے عدد آٹھ ہیں دوسرا حرف "د" اس کے چار عدد ہیں ان کا مجموعہ ۱۲ ہے مطلب یہاں پہنچ کر یہ ہوتا ہے کہ بات پوری ہوگئی۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۷ ج ۱۱)

معروف و مجہول کا تلفظ

سوال..... ایک مدرسہ میں بچوں کو بہ کے بجائے بے و پڑھاتے ہیں اور دوسرا مدرسہ میں بہ کو بی ہ پڑھاتے ہیں دونوں میں سے کونسا درست ہے؟ اور الگ الگ تلفظ سے معنی میں کچھ فرق نہیں پڑتا دونوں طرح پڑھانے سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ عربی تلفظ میں ب معروف ہے مشابہ ب اور ی کو ملا کر پڑھیں گے تو بِی پڑھیں گے بے نہیں پڑھیں گے یہ چیز تحریر سمجھانی مشکل ہے زبانی سمجھانے سے جلدی سمجھ میں آ جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ ج ۱۵)

کیا جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد تھے

سوال..... سورۃ اقرأ کے بارے میں جو واقعہ منقول ہے اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام استاد اور پیغمبر علیہ السلام شاگرد ہیں' اس کا معقول و منقول جواب عنایت فرمائیں۔
جواب..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود حق تعالیٰ نے تعلیم و تربیت دی' حضرت جبرئیلؑ درمیان میں محض واسطہ و ذریعہ ہیں جیسے بڑی جماعتوں میں دور کے مقتدی جو امام کی آواز نہیں سنتے مکبرین کی آواز سن کر رکوع و سجدہ کرتے ہیں تو ان کو یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ لوگ ان مکبرین کے مقتدی ہیں اور مکبر ان کے امام ہیں بلکہ امام سب کا وہی ایک ہوتا ہے اور مکبر لوگ محض امام کی آواز یہاں تک پہنچاتے ہیں۔ (امداد المفتیین ص ۲۱۶)

اخبار کا مطالعہ اور امداد کرنا

سوال۔ اگر کوئی اخبار شرعی شروط وحدود واحکام کی پوری رعایت کرتا ہو تو یہ بات تو ظاہر ہے کہ ایسے اخبار کا مطالعہ کرنا جائز ہوگا مگر کیا جواز سے آگے اس کی امداد تو سیع مستحسن ہوگی؟

جواب...... یہ بات ظاہر ہے کہ حالات غائبہ معلوم ہونے کی بعض دفعہ شرعاً ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ان کے معلوم ہونے سے انسان بہت سی طاعات بجالاسکتا ہے مثلاً مسلمانوں کی اعانت' مظلوموں کی نصرت خواہ ذات سے ہو یا مال سے یا مشورہ سے اور ایسا اخبار اس علم کا واسطہ ہوگا اور بواسطہ علم کے ایسی اطاعات کا ذریعہ بن سکتا ہے اور جو مفاسد عام اخبارات میں پائے جاتے ہیں وہ ان سے خالی ہے تو ایسے اخبار کی امداد کا مستحسن ہونا یقینی ہے اور اس کی اعانت کو عدم اعانت پر شرعاً ترجیح ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۷۔۲۷ ج ۴)

علماء کرام

وعظ کے لئے پہلی شرط عالم ہونا ہے

سوال...... ایک واعظ صاحب کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ عالم نہیں' عربی وفارسی کی تعلیم لی نہیں۔ قرآن کا اردو ترجمہ دیکھ کر وعظ کہتے ہیں لہٰذا عربی وفارسی دان سندی عالم کو وعظ کے لئے بلانے کا ہمارا ارادہ ہے مگر پرانے خیال کے چند اشخاص رضامند نہیں ہوئے؟

جواب...... وعظ کے لئے پہلی شرط عالم ہونا ہے نیز ضروری ہے کہ قرآن وسنت تفسیر کا اچھی طرح عالم ہو' ماہر ہو' سلف صالحین' تابعین' تبع تابعین اور صحابہ کرام کے حالات کا ٹھیک علم رکھتا ہو صحیح اور موضوع' ضعیف حدیثوں میں امتیاز کرسکے' نااہل وعظین کو قوم کی اصلاح سپرد کردینا آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ ایک دن امام ربیعہ کو بہت رونا آیا وجہ دریافت کی تو فرمایا اس لئے رو رہا ہوں کہ دین کی باتیں جاہلوں سے پوچھی جارہی ہیں اور یہی گمراہی کی علامت ہے اس لئے پیشہ ور جاہل وعظین سے بہت بچنا چاہئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶۱' ۳۶۴ ج ۲) ''جن کے لئے حدود مقرر کردی جاتی ہیں وہ اس میں داخل نہیں''۔ م'ع۔

علماء کی دست بوسی کرنا

سوال...... علماء وصلحا کے ہاتھ پاؤں چومنا' ان کے آگے جھکنا جائز ہے یا نہیں

جواب..... علم اور بزرگی کے احترام کی خاطر ہاتھ پیر چومنے کی اجازت ہے مگر ایسا نہ ہو کہ سجدہ کی صورت ہو جائے۔ اس کی اجازت نہیں۔ جھکنے کی بھی حدیث شریف میں ممانعت ہے (فتاویٰ محمودیہ ص ۷۶ ج ۱۱) "کسی عالم بزرگ کو تکلیف ہو نہ چومے۔ صرف اجازت ہے واجب نہیں" م۔ع

جو شخص علماء حق کو برا کہے اس کو معلم بنانا

سوال..... زید لوگوں کو بھی ورغلاتا ہے جس سے مسلمانوں میں فساد ہو چکا ہے مدرسہ دارالعلوم والوں کو وہابی اور کافر کہتا ہے نیز بعض لوگ بھی عمداً اس کو یہ موقع دیتے رہتے ہیں جس سے ہر وقت فساد کا خطرہ رہتا ہے۔ ایسے اشخاص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ ایسے آدمی سے تعلیم دلانا' اس کو امام بنانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب..... ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ یہ علم دین ہے' دیکھو لو غور کرلو کس سے علم دین حاصل کر رہے ہو' جیسا علم دین کی تعلیم دینے والا ہوگا ویسا ہی پڑھنے والوں پر اثر پڑے گا۔ کیونکہ بچے اپنے استاد کے اثر کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں لہٰذا غلط آدمی جو جماعت کا تارک ہو' جمعہ کا تارک ہو' علماء حق کو برا کہتا ہو' وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو استاد بنایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۳ ج ۱۵) "بلکہ اگر پہلے سے مقرر ہو تو علیحدہ کر دیا جائے"۔ م۔ع۔

علماء کے متعلق چند اشکالات

سوال..... میں چند سوالات لکھ رہا ہوں' یہ تمام سوالات کتاب (تبلیغی جماعت' حقائق و معلومات) سے لئے ہیں جس کے مولف (علامہ ارشاد القادری) ہیں:۔

۱:..... دیوبندی گروہ کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب نے اس فرقے اور اس کے بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق نہایت سنگین اور لرزہ خیز حالات تحریر فرمائے ہیں' وہ لکھتے ہیں:

"محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا' اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا' اس لئے اس نے اہل سنت والجماعۃ سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا' ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا' ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا' محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔" (الشہاب ص: ۴۲'۴۳)

جبکہ فتاویٰ رشیدیہ ج:اص:۱۱۱ میں حضرت گنگوہی صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:۔
''محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں' ان کے عقائد عمدہ تھے۔''
حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ دیوبند کے شیخ مولوی حسین احمد مدنی صاحبؒ نے وہابیوں کے متعلق اتنی سنگین باتیں لکھیں جب کہ حضرت گنگوہیؒ نے ان کے عقائد عمدہ لکھے۔ برائے مہربانی میری اس پریشانی کو دور فرمائیں اللہ آپ کو جزاء عطا فرمائیں گے۔
جواب...... دونوں نے ان معلومات کے بارے میں رائے قائم کی جوان تک پہنچی تھیں' ہر شخص اپنے علم کے مطابق حکم لگانے کا مکلف ہے بلکہ ایک ہی شخص کی رائے کسی کے بارے میں دو وقتوں میں مختلف ہوسکتی ہے' پھر تعارض کیا ہوا؟ علاوہ ازیں تبلیغی جماعت کے بارے میں اس بحث کو لانے سے کیا مقصد؟
۲:...... ''فتاویٰ رشیدیہ ج:۲' ص:۹ میں کسی نے سوال کیا ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین' مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟
جواب میں حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔''
حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ ہم بھی آج تک یہی سمجھ رہے ہیں اور غالباً یہ درست بھی ہے کہ یہ صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے۔
جواب...... بالکل صحیح ہے کہ رحمۃ للعالمین' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے لیکن دوسرے انبیاء واولیاء کا وجود بھی اپنی جگہ رحمت ہے' اسی کو حضرت گنگوہی قدس سرہ نے بیان فرمایا' اس کی مثال یوں سمجھو کہ سمیع وبصیر حق تعالیٰ شانہ کی صفت ہے لیکن انسان کے بارے میں فرمایا **"فجعلناہ سمیعاً بصیرا"** (سورۃ الدہر) کیا انسان کے سمیع وبصیر ہونے سے اس کا صفت خداوندی کے ساتھ اشتراک لازم آتا ہے؟
۳:...... ''مولانا قاسم نانوتوی صاحب اپنی ایک کتاب تحذیر الناس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ......انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔'' (تحذیر الناس ص:۵)
حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ نبی پر تو اللہ وحی بھی بھیجتے ہیں' کتابیں بھی اترتی ہیں' اللہ سے ہمکلام بھی ہوتے ہیں حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو معراج بھی ہوئی' پھر نبی کے عمل میں اور امتی

کے عمل میں تو بہت فرق ہوگیا' کیا یہ بات صحیح نہیں؟

جواب...... حضرت نانوتویؒ کی مراد یہ ہے کہ عبادات کی مقدار میں تو غیر نبی بھی نبی کے برابر ہو جاتا ہے؟ بلکہ بسا اوقات بڑھ بھی جاتا ہے مثلاً جتنے روزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے مسلمان بھی اتنے ہی رکھتے ہیں بلکہ بعض حضرات نفلی روزہ کی مقدار میں بڑھ بھی جاتے ہیں اسی طرح نمازوں کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز میں تیرہ یا پندرہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں اور بہت سے بزرگان دین سے ایک ایک رات میں سینکڑوں رکعتیں پڑھنا منقول ہے' مثلاً امام ابو یوسف قاضی القضاۃ بننے کے بعد رات کو دوسو رکعتیں پڑھتے تھے' الغرض امتیوں کی نمازوں کی مقدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نظر آتی ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ پوری امت کی نمازیں مل کر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رکعت کے برابر نہیں ہو سکتیں اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ علم باللہ' ایمان و یقین اور خشیت و تقویٰ کی جو کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی وہ پوری امت کے مقابلہ میں بھاری ہے' اسی کو حضرت نانوتویؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اصل کمال وہ علم و یقین ہے جو ان اکابر کو حاصل تھا ورنہ ظاہری عبادات میں تو بظاہر امتی' انبیائے کرام کے برابر نظر آتے ہیں بلکہ ان کی عبادات کی مقدار بظاہر ان سے زیادہ نظر آتی ہے' جیسا کہ اوپر مثالوں سے واضح کیا گیا۔

۴:...... ''حضرت تھانویؒ کے کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہر چند کلمہ تشہد صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ اس کے جواب میں تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔'' (''برہان'' فروری ۱۹۵۲ء ص ۱۰۷)

حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کسی کی محبت میں ہم ایسا کلمہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب...... کسی کی محبت میں ایسا کلمہ نہیں پڑھ سکتے نہ اس واقعہ میں اس شخص نے یہ کلمہ پڑھا بلکہ غیر اختیاری طور پر اس کی زبان سے نکل رہا ہے' وہ تو کوشش کرتا ہے کہ یہ کلمہ نہ پڑھے' لیکن اس کی زبان اس کے اختیار میں نہیں' اور سب جانتے ہیں کہ غیر اختیاری امور پر مواخذہ نہیں' مثلاً کوئی شخص مدہوشی کی حالت میں کلمہ کفر بکے تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا اور اس شخص کو اس غلط بات سے جو رنج ہوا اس کے ازالے کے لئے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ یہ کیفیت محبت کی مدہوشی کی وجہ سے پیدا ہوئی چونکہ غیر اختیاری کیفیت تھی لہٰذا اس پر مواخذہ نہیں۔

۵:...... ''ملفوظات الیاس کا مرتب اپنی کتاب میں ان کا یہ دعویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر'' کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو۔'' (ملفوظات ص:۵۱)

حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کیا حضرت جی یعنی مولانا الیاسؒ کا یہ دعویٰ صحیح ہے؟

جواب...... انبیاء کے مثل سے مراد ہے کہ جس طرح ان اکابر پر دعوت دین کی ذمہ داری تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل میں یہ ذمہ داری امت مرحومہ پر عائد کر دی گئی اس میں کون سی بات خلاف واقعہ ہے اور اس پر کیا اشکال ہے؟

۶:...... مولوی عبدالرحیم شاہ باڑہ ٹوٹی صدر بازار دہلی والے ان کی کتاب (اصول دعوت و تبلیغ) کے آخری ٹائٹل پیج پر مولوی احتشام الحسن صاحب یہ مولانا الیاسؒ کے برادر نسبتی ان کے خلیفہ اول ہیں ان کی یہ تحریر ''انتظار کیجئے'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے یہ تحریر انہوں نے اپنی ایک کتاب ''زندگی کی صراط مستقیم) کے آخر میں ضروری انتباہ کے نام سے شائع کی ہے لکھتے ہیں:۔

نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کے موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق ہے جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں ان کی پہلی ذمہ داری ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن و حدیث ائمہ سلف اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق کریں میری عقل و فہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاسؒ کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف ''بدعت حسنہ'' کی حیثیت رکھتا تھا اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دین کا اہم کام کس طرح قرار دیا جا رہا ہے؟ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جا سکتا میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے۔''

حضرت برائے مہربانی اس سوال کا جواب ذرا تفصیل سے عنایت کریں کیونکہ میں اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

جواب...... ان بزرگ کے علم و فہم کے مطابق نہیں ہوگی لیکن یہ بات قرآن کی کس آیت میں آئی ہے کہ ان بزرگ کا علم و فہم دوسروں کے مقابلے میں حجت قطعیہ ہے؟

الحمدللہ! تبلیغ کا کام جس طرح حضرت مولانا الیاسؒ کی حیات میں اصولوں کے مطابق ہو رہا تھا آج بھی ہو رہا ہے ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب آ رہا ہے بے شمار انسانوں میں دین کا درد آخرت کی فکر اپنی زندگی کی اصلاح کی تڑپ اور بھولے ہوئے انسانوں کو

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی لائن پر لانے کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے اور یہ ایسی باتیں ہیں جن کو آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اب اس خیر و برکت کے مقابلہ میں جو کھلی آنکھوں نظر آ رہی ہے تبلیغ سے روٹھے ہوئے ایک بزرگ کا علم و فہم کیا قیمت رکھتا ہے؟

اور ان بزرگ کا اس کام کو ''بدعت حسنہ'' کہنا بھی ان کے علم و فہم کا قصور ہے دعوت الی اللہ کا کام تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا کام چلا آیا ہے کون عقل مند ہوگا جو انبیائے کرام علیہم السلام کے کام کو بدعت کہے؟

میں نے اعتکاف میں قلم برداشتہ یہ چند الفاظ لکھ دیئے ہیں امید ہے کہ موجب تشفی ہوں گے ورنہ ان نکات کی تشریح مزید بھی کی جا سکتی تھی مگر اس کی نہ فرصت ہے اور نہ ضرورت۔

ایک خاص بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ علم میں کمزور ہوں ان کو کچے پکے لوگوں کی کتابیں اور رسالے پڑھنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ایسے لوگوں کا مقصود تو محض شبہات و وساوس پیدا کر کے دین سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے اعتراضات کس پر نہیں کئے گئے؟ اس لئے ہر اعتراض لائق التفات نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل جلد ۱۰ ص ۳۱۱)

علماء کرام کے لئے سیاست میں شرکت

سوال..... لوگوں میں یہ خیال عام ہوتا جا رہا ہے کہ علماء کرام کو موجودہ سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہئے' کیا اس بگڑے ہوئے ماحول میں علماء کرام کو خاموش رہنا چاہئے' جو علماء عملی سیاست میں حصہ لیں کیا وہ غلطی پر ہیں۔ کیا علماء کا کام صرف مدرسہ کی تعلیم اور مسجد کی امامت کرنا ہے۔ اور بس؟

جواب..... یہ خیال آج کا نہیں بہت پرانا ہے' پہلے بھی کہا کرتے تھے کہ علماء کا سیاست سے کیا تعلق' بات یہ ہے کہ جس آدمی کے اندر صلاحیت ہو وہ صحیح طور پر سیاست کو اور پارٹیوں کو سمجھتا ہو اور اس کے اندر صلاحیت ہو کہ سیاست میں شریک ہو کر دوسروں کو اپنے ہم خیال بنا لے گا۔ غلط بات پر نکیر کرے گا۔ صحیح راہ میں عمل پیش کرے گا۔ اس کا سیاست میں شامل ہونا درست اور مفید ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۷ ج ۵) ''لیکن ایسے پختہ بہت کم ہیں' اکثر دوسرے کی گٹھڑی اٹھوانے میں اپنی بھی ڈال دیتے ہیں''۔ م ع

علماء پر تبلیغ نہ کرنے کا اعتراض

سوال..... مسلمان نہ صرف علوم دینی سے بے بہرہ ہیں بلکہ ان کے دنیوی اور دینی لیڈر بھی

مسلمانوں کا علم دینی سے مستفید ہونا پسند نہیں کرتے کیا حقیقت یہی ہے؟

جواب...... علماء نے تو دینی مدارس قائم کئے کتابیں جمع کیں اساتذہ کو مقرر کیا طلبہ کو اکٹھا کر کے تعلیم کا انتظام کیا جگہ جگہ وعظ کہتے ہیں جلسے کرتے ہیں تبلیغ کرتے ہیں کتابیں تصنیف کرتے ہیں پھر اس کا مشاہدہ کر لیا جائے پھر ان کے متعلق یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ یہ مسلمانوں کا دینی علوم سے مستفیض ہونا پسند نہیں کرتے اس بات کا غلط ہونا تو آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۳ ج ۱۴) ''سائل نے بلا غور کئے سوال کر دیا'' م' ع۔

شیعوں کے بارے میں علماء کا اختلاف کیوں ہے؟

سوال...... تحفہ اثنا عشریہ میں ہے کہ دین کے جو امور ظاہر ہیں ان کا منکر کافر ہے یہ امر احادیث بلکہ آیات قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ کے ایمان کا بڑا درجہ ہے اور آپ جنتی ہوئے۔ اور خلافت کے قابل ہوئے تو جو شخص ان باتوں کا منکر ہو وہ کافر ہے چنانچہ خوارج احکام اخروی میں کافر ہیں ان کے حق میں دعا مغفرت نہ کی جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ تو اس صورت میں شیعہ کے بارے میں بھی یہ حکم ہونا چاہئے کہ وہ کافر ہیں کیونکہ جس قدر نصوص قطعیہ حضرت علیؓ کے حق میں ہیں' ان سے کہیں زیادہ نصوص شیخینؓ کے حق میں ہیں اور ایک شخص کو حضرت عثمانؓ سے عداوت تھی اس کی نماز جنازہ آپ نے نہیں پڑھی۔ تو اہل سنت کے نزدیک شیعہ کے کفر میں کیوں اختلاف ہوا؟

جواب...... خوارج کا ایک ہی مذہب ہے اس وجہ سے ان کے بارے میں علماء کا اختلاف نہیں' کیونکہ باوجودیکہ چند فرقے ہیں مگر ان سب کا اس میں اتفاق ہے کہ حضرت علیؓ کے امین اور ان کے جنتی ہونے کے وہ سب منکر ہیں اور ان سب کا قول ہے کہ آپ میں خلافت کی لیاقت نہ تھی۔ نعوذ باللہ من ذالک بخلاف شیعہ کے کہ ان کے مذاہب میں اختلاف ہے' بعض کا صرف یہی قول ہے کہ شیخینؓ پر حضرت علیؓ کو فضیلت تھی' بعض نے اس پر زیادتی کی اور کہا کہ شیخین اور آپ کے اعوان خطا پر تھے اور بعض ان پر بدعت اور فسق کی تہمت لگاتے ہیں حتیٰ کہ امامیہ کی ایک جماعت ان صاحبوں کے کفر کی قائل ہوگئی' اس لئے شیعہ کے بارے میں علماء میں اختلاف ہوا' ان گروہوں میں سے پہلے گروہ کو بعض علماء نے شیعہ قرار دیا اور بعض نے یہ کہا کہ دوسرے فرقے کے لوگ شیعہ ہیں اور بعض نے تیسرے فرقے کو شیعہ کہا ہے اب اس پر فتویٰ ہے اور اسی کو ترجیح ہے کہ یہ شیعہ بھی خوارج کے مانند احکام اخروی میں کافر ہیں اور تحفہ کی عبارت کی یہ توضیح ہو سکتی ہے کہ خوارج بالاتفاق احکام اخروی میں کافر ہیں اور دنیوی احکام میں یہ احتمال ہے کہ خوارج

بعض علماء کے نزدیک مسلمان ہیں۔ حتیٰ کہ خوارج اور اہل حق میں باہم نکاح جائز ہے اور ان میں ایک فرقے کے لوگ دوسرے فرقے کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ایسا ہی شیعہ کے بارے میں بھی احکام اخروی میں اختلاف نہیں صرف احکام دنیوی میں اختلاف ہے' تو فی الواقع شیعہ اور خوارج میں کچھ فرق نہیں۔ (فتاوی عزیزی ص ۳۶ ج ۱)

علماء کا مقتدیوں کے گھروں کا کھانا کھانا

سوال..... عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے کھانا کھایا کرتے تھے نہ کہ رسول اللہ کسی کے گھر سے کھاتے تھے اور نہ کوئی اجرت یا مزدوری لیتے تھے اس کے برخلاف آج علماء مقتدیوں کے گھروں سے کھاتے ہیں اور اپنی نماز جنازہ یا نکاح پڑھائی کی اجرت لیتے ہیں۔

جواب..... قرآن مجید میں کہیں پیغمبر کو امت کے گھر کھانا کھانے سے منع نہیں کیا گیا اس لئے امت کے افراد بھی حضورؐ کے دولت خانے پر کھانا کھاتے تھے اور حضور بھی کبھی کبھی اپنے مخلصین کے مکان پر کھانا تناول فرماتے تھے۔ لیکن حضورؐ کا تناول فرمانا معاذ اللہ اجرت کے طور پر نہیں ہوتا تھا بلکہ محبت وصداقت کے طور پر ہوتا تھا رہا آج کل کے مساجد کے اماموں' موذنوں' یا استادوں کی امامت' اذان یا تعلیم کی اجرت تو یہ مسئلہ مجتہدین امت میں مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہؒ عبادات کی اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور دوسرے ائمہ جائز فرماتے تھے متاخرین حنفیہ نے بھی دوسرے ائمہ کے قول کے موافق تعلیم وامامت واذان کی اجرت کے جواز کا فتویٰ دے دیا' کیونکہ بغیر اجرت ان چیزوں کا بقا اور نظام کا قیام مشکل ہے۔ (کفایت المفتی جلد ۲ ص ۱۸) ''سائل کو چاہئے تھا کہ دونوں زمانوں کے مقتدیوں کے فرق پر بھی ذرا نظر ڈال لیتے'' م'ع۔

علماء دین سے میل ملازم کی طرح کام لینا

سوال..... خطۂ گجرات میں جب کسی عالم کی ضرورت ہوتی ہے' تو کچھ شرائط لگا کر طلب کرتے ہیں۔ دو یا پانچ سال بعد حیلہ کر کے اسے نکالنا چاہتے ہیں اور اس پر طرح طرح کے کام ڈال دیتے ہیں مثلاً فتویٰ لینے کے لئے کسی کو رکھا تو اگر اتفاق سے کبھی نہیں آیا تو مدرسہ کی دوسری ذمہ داری ڈال دیتے ہیں تو اگر وہ عالم انکار کر دے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب..... جو معاملہ صاف صاف طے کیا جائے اس کی پابندی کے باوجود ملازم کو علاحدہ کرنے کے لئے حیلہ بہانہ کرنا اور اس پر زیادہ بار ڈالنا جائز نہیں۔ جس کو فتویٰ کے لئے ملازم رکھا

جائے اور اس کے پاس فتویٰ کا کام کم ہو وقت فاضل بچتا ہو اور مدرسہ کو ضرورت ہو تو اسباق سے انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اصل مقصد خدمت دین ہے میل ملازم کی طرح علماء کو کام نہیں کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۴ ج ۱۴)

ایک عالم تدریس کے ساتھ تجارت بھی کرتے ہیں

سوال......ایک مولانا صاحب تجارت کرتے ہیں بازار میں دو دکانیں ہیں اور دینی خدمت مثلاً بچوں کو تعلیم' کتابوں کی تصنیف' اور فتاویٰ کے جوابات دیتے ہیں یہ سب کام بلا اجرت کے جائز ہیں یا نہیں؟ یہ عالم قابل تعریف ہیں یا قابل مذمت؟

جواب......حقوق واجبہ ادا کرنے اور حلال روزی کمانے کے لئے تجارت کرنا شرعاً مذموم نہیں' بلکہ پوری اجازت ہے حتیٰ کہ بعض حالات میں واجب ہے' اس کے ساتھ دینی و علمی خدمت میں لگا رہنا بڑی ذمہ داری کو پورا کرنا ہے۔ اگر حق تعالیٰ کسی کو یہ توفیق دے تو بڑی نعمت ہے مگر مناسب یہ ہوگا کہ تدریس و افتاء اور دکان چلانے کے لئے اوقات تقسیم کر دیئے جاویں' کچھ معمولی تدریس دوکان چلانے کے ساتھ بھی جاری رہے۔ جس میں زیادہ توجہ کی ضرورت نہ ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں کہ بعض سلف سے یہ بھی منقول ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲۔۲۶۳ ج ۱۵)

حضرات اساتذہ اور دیگر ملازمین کے آداب واحکام

استاد کی جگہ پر بیٹھنا

سوال......استاد کی عدم موجودگی میں ان کی جائے نشست پر بیٹھنے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

جواب......شاگرد کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ استاد کی جگہ پر بیٹھے' چاہے استاد موجود نہ ہوں ادب واحترام کے خلاف ہے کہ جائے استاد بجائے استاد (م۔ع) (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۰ ج ۶)

استاد کی گستاخی اور توہین

سوال......اپنے استاد کو ایک شخص نے کہا کہ استاد کافر ہے مسلمان نہیں' ان کی قرآن خوانی اور نماز کا کوئی اعتبار نہیں' دشنام طرازی کے علاوہ مار پیٹ کی' خود یہ شخص تارک صلوٰۃ ہے ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب......استاد کا بہت بڑا حق ہے اس کا احترام لازم ہے گستاخی کرنا منع ہے بلا وجہ شرعی کسی کو کافر

کہنے سے کہنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہتا بغیر عذر کے جان کر فرض نماز کو ترک کرنا جبکہ قضاء کی نیت بھی نہ ہو اور اس پر خوف عقاب بھی نہیں نہایت خطرناک ہے ایسے شخص کو توبہ کرنا لازم ہے اور استاد سے معافی مانگنا ضروری ہے احتیاطاً تجدید نکاح وایمان بھی کر لی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۳ ج ۱۲)

بچوں کا ہدیہ استاد کو لینا

سوال...... حضرت تھانویؒ نے ہدیہ صبی ناجائز لکھا ہے اس کی وضاحت فرمائیں۔

ہمارے مکتب میں بچے بعض اوقات پیسہ لاتے ہیں کہ اس کی شیرینی خرید کر بچوں میں تقسیم کردو بسا اوقات والدین بچوں کی ملک بنا دیتے ہیں اور بچے اپنی خوشی سے لا کر دیتے ہیں کہ شیرینی تقسیم کردو بعض اوقات والدین ہی اس نیت سے دیتے ہیں کہ مولوی صاحب کو دیدو شیرینی تقسیم کردیں اس طرح معلم کو شیرینی کھانے کی اجازت ہوگی یا نہیں؟

جواب...... ہمارے اطراف میں یہ دستور ہے کہ ماں باپ بچوں کو کبھی نقد کبھی کوئی اور چیز دیتے ہیں کہ اپنے استاد کی خدمت میں پیش کردینا تو درحقیقت مالک دینے والے والدین ہی ہوتے ہیں ہاں بچوں کی معرفت دیتے ہیں تاکہ بچوں کو بھی اس کی عادت ہو اس کو حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہے اور حضرت تھانویؒ کی تحریر کے خلاف بھی نہیں۔ یہی حال اس شیرینی کا ہے جو بچے تقسیم کرنے کے لئے دیتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۲ ج ۱۴) ''کہ بچوں کی ملک نہ کیا گیا ہو تو تقسیم صحیح ہے'' م'ع۔

شاگرد کو تحفہ دینا

سوال...... امام صاحب نے رمضان شریف میں ختم قرآن کے دن اپنے شاگرد کو گھڑی دی ایک شخص نے کھڑے ہو کر امام صاحب کے تحفہ کی قدر کرتے ہوئے کہا یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کہ تحفہ تو ہمیں دینا چاہئے تھا کیا امام صاحب کا یہ فعل درست ہے؟

جواب...... امام صاحب کا اپنے شاگرد کو حوصلہ افزائی کے لئے تحفہ دینا درست ہے قابل اعتراض نہیں ہے اخلاص شرط ہے نمازیوں میں سے بھی کوئی تحفہ دے سکتا ہے تراویح کی اجرت کے طور پر لینا دینا درست نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۲۷ ج ۴) ''لیکن ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے شرما کر دوسرے بھی تحفہ دیں ٹھیک نہیں'' م'ع۔

مدرس کو جو کھانا دیا جائے وہ اباحت ہے یا تملیک

سوال...... یہاں مدرسہ میں تنخواہ کے ساتھ کھانے کا بھی نظم ہے گاؤں والے کھانا باری باری

دیتے ہیں' کم ہو جائے تو مطالبہ نہیں' زیادہ ہو تو واپسی نہیں' یہی معمول ہے' اگر کوئی مسافر ہو تو ساتھ میں کھا لیتا ہے' کھانا گاؤں کے کسی فرد کو کھلائیں تو اعتراض ہوتا ہے' اب سوال یہ ہے کہ یہ کھانا اباحت ہے یا تملیک؟ جبکہ دینے والوں کی طرف سے کوئی تصریح نہیں۔

جواب..... جب کھانا مدرس کے پاس بھیج دیا اور اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس مہمان یا مسافر کو چاہے اپنے ساتھ شریک کرے اور جو بچ جائے اس کی واپسی نہیں ہوتی نیز تنخواہ کے ساتھ کھانے کا معاملہ ہے تو یہ سب علامات ہیں کہ کھانا ان کو تملیکاً دیا جاتا ہے' اباحۃً نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۵ ج ۱۵)

مدرسہ میں آئی ہوئی شئے کا مدرسین کو استعمال کرنا

سوال..... اگر کوئی شخص مدرسہ میں مرغا یا انڈا' یا دودھ' یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز بھیج دے تو کیا مدرسین حضرات کے لئے یہ جائز اور درست ہے کہ اس کو اڑا جائیں؟

جواب..... دینے والے سے ان اشیاء کے دیتے وقت تعیین کرا لی جائے' پھر جس مد میں بتلائے اس میں صرف کی جائیں۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بھینس کے بچہ دینے اور ختنہ کے وقت مدرسین کی دعوت کرنا

سوال..... جس گاؤں میں زید پڑھاتا ہے اس گاؤں میں یہ دستور ہے کہ اگر کسی بھینس نے بچہ دیا یا کسی نے اپنے لڑکے کا ختنہ کرایا' پھر اس کے اچھا ہونے کے بعد مصلی کی دعوت کرتا ہے آیا زید بھی اس دعوت کو کھا سکتا ہے؟

جواب..... یہ دعوت اظہار مسرت اور شکرانہ کے طور پر ہے' امام وغیرہ' امیر وغریب' سب کھا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۶۶ ج ۱۵) ''جبکہ کوئی اور مانع نہ ہو'' م' ع۔

مدرس کو وقت مقررہ کے علاوہ دوسرے وقت آنے پر مجبور کرنا

سوال..... ایک مقدرس کا صبح ڈھائی گھنٹہ پڑھانے کے لئے تقرر ہوا' ظہر بعد وہ دوسری جگہ کام کرتا ہے' اب جس دن سکول میں پڑھنے والے بچے صبح کے وقت نہ آویں تو مدرس کو ظہر بعد آنے کے لئے مجبور کرنا کیسا ہے؟

جواب..... اسکول کے اوقات کی تبدیلی کی وجہ سے ظہر کے بعد آنا ہو گا' ایسا کوئی عہد اور قرار نہ ہوا ہو تو مجبور کرنا ناانصافی ہے بجائے صبح کے دوپہر کو حاضری دینے میں کوئی قباحت اور نقصان لازم نہ

آتا ہو تو مدرس کو مروۃ تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر پس وپیش نہ کرنا چاہئے البتہ مدرس اس کا قانوناً پابند نہ ہوگا" (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۵۴ ج۶) اور محض اصول وضوابط سے دینی کام نہیں ہوا کرتے" م ع۔

مدرس اور امام کی تنخواہ کی حیثیت

سوال..... امام اور مدرس کی تنخواہ کے متعلق خیال ہے کہ یہ حق الخدمت ہے لیکن زید ایک عالم دین کا خیال ہے کہ یہ نفقہ ہے حق الخدمت نہیں ہے اور تعیین دفع نزاع کے لئے ہوتی ہے کس کا خیال درست ہے؟

جواب..... اعلیٰ مقام تو یہ ہے کہ مدرسین اور ائمہ مساجد ان خدمات کو بلا معاوضہ ادا کریں اور نیت محض اللہ کو راضی کرنا ہو مگر چونکہ ضروریات نفقہ واجبہ ان کے بھی ذمہ واجب ہے اور ہر شخص کے پاس آمدنی کے ذرائع نہیں اگر یہ حضرات امامت وتدریس کی پابندی کرتے ہیں تو نفقات واجبہ کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہیں اگر نفقات واجبہ کی تحصیل میں مصروف ہوتے ہیں تو یہ خدمات معطل رہتی ہیں جس سے دین ضائع ہو جاتا ہے۔ اس مجبوری کی بنا پر فقہاء کرام نے اجازت دی ہے تاکہ نفقات واجبہ بھی ادا ہوتے رہیں اور یہ حضرات بے فکر ہو کر اپنی دینی خدمات میں مشغول رہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۵۴ ج۶)

مدرس کا دوسری جگہ ملازمت کر کے پہلی جگہ کا ویران کرنا

سوال..... ایک مدرس نے اول تو طلباء میں پارٹی کرادی اور طلبا سے کہہ دیا کہ میں شوال میں نہیں آؤں گا تم نہ آنا اور چندہ دہندگان کو سمجھا دیا کہ فلاں ادارے میں نہ کوئی طالب علم ہے نہ استاد وہاں نہ لڑکوں کو بھیجنا نہ چندہ دینا اس طرح ادارے کو بند کرانے کی کوشش کرنا کیسا ہے؟

جواب..... یہ حرکت سخت مذموم قابل نفرت قابل ملامت ہے (فتاویٰ محمودیہ ص۲۷۵ ج۱۵)

"بہت ظاہر ہے لیکن اس کا سبب اگر ذمہ داروں کا ظلم وجور ہوا ہے تو جرم میں وہ بھی شریک ہیں" م ع۔

مدرس کو سودی رقم سے تنخواہ دینا

سوال..... میں ایک مدرسہ میں ملازم ہوں مجھے جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ بینک کے سودی رقم سے دی جاتی ہے تو اس سودی رقم سے لوں یا بند کردوں کیا شکل ہے؟

جواب..... سودی رقم سے تنخواہ نہ لیں جائز نہیں ہے آپ کو تنخواہ دینے کی شکل یہ ہے کہ وہ لوگ کسی سے قرض لے کر آپ کو تنخواہ دیں اور قرض اس رقم سے ادا کیا جائے گنجائش یہی شکل ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۷۲ ج۳)

اور کیا اسی جگہ رہ کر ہی رزق مل سکتا ہے سود سے قطعی طور پر بچا جائے" م ع۔

گورنمنٹ کی امداد کا روپیہ تنخواہ مدرسین میں دینا

سوال..... مدرسہ عربیہ کو گورنمنٹ سے کچھ روپیہ ملتا ہے لیکن ان کا صحیح پتہ نہیں چل سکا کہ استادوں کے ہیں یا مدرسین کے ان کا کیا حکم ہے؟

جواب..... گورنمنٹ کی طرف سے جو روپیہ بطور امداد مدرسہ میں ملتا ہے ان کا مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۵ ج ۱۴)

مال زکوٰۃ سے مدرسین کی تنخواہ اور کھانا

سوال..... یہاں کے اکثر مدارس میں مدرسین کی تنخواہیں خورد ونوش کے علاوہ متعین کی جاتی ہیں گویا کہ مکمل تنخواہ میں سے خورد ونوش کی تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے تو اب اگر مدرسہ میں بمد زکوٰۃ کوئی مال آئے تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اساتذہ کھانے کی قیمت ادا کر رہے ہیں؟

جواب..... جتنی مقدار اساتذہ جز و تنخواہ "حق الخدمت" کے طور پر کھائیں گے اتنی مقدار زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس کا حساب رکھنا ضروری ہے اسی طرح دیگر ملازمین وغیر مستحقین پر صرف کرنے کا حال ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۲ ج ۱۴)

علم وعمل کے احکام

دینی خدمت میں محبوس ہونے والے علماء کو تنخواہ لینا جائز ہے

سوال..... فرمایا علماء چونکہ قوم کی دینی خدمت میں محبوس ہیں اس لئے ان کی تنخواہ یا نذرانہ قوم کے ذمہ ہے البتہ کسی خاص وعظ پر نذرانہ ٹھہرا کر لینا یہ ناجائز ہے باقی جو محبوس ہونے کے سبب تدریس یا تبلیغ پر تنخواہ لیں گے جائز ہے۔ ایسا نہ ہو تو پڑھنے پڑھانے اور تبلیغ کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے اور سارا دین درہم برہم ہو جائے۔ (خیر المال للرجال ص ۳۹) (اشرف الاحکام ص ۴۹)

مدرسین کو ڈیڑھ سو روپیہ دے کر دو سو پر دستخط لینا

سوال..... مہتمم اور مجلس منتظمہ تنخواہ کا چوتھائی مدرسین سے جبراً لیتی ہے اور کوئی مدرس دینے کے لئے آمادہ نہ ہو تو اخراج کی دھمکی دے کر خاموش کر دیا جاتا ہے ایسے میں مدرسین کیا کریں؟

جواب..... منتظمہ کا یہ طرز عمل جھوٹ ہے خیانت ہے بددیانتی ہے ظلم ہے مدرسین مظلوم ہیں

جتنا صبر کریں گے ان کو اجر ملے گا' یہ کاٹا ہوا روپیہ منتظمہ کے لئے نہ خود رکھنا درست ہے نہ مدرسہ کے کسی کام میں خرچ کرنے کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۲۳ ج ۱) "مدرسین کو دینا ضروری ہے" م'ع۔

مدرس کا قسم کھا کر پھر توڑنا

سوال...... ایک لڑکے نے بدتمیزی کی' استاد نے قسم کھائی کہ تمہیں کبھی نہیں پڑھاؤں گا دیگر بچوں کی تعلیم بھی جاری ہے اور اس کی تعلیم بھی بند نہیں ہے۔ اب وہ لڑکا استاد سے معافی مانگ رہا ہے اور پڑھنا چاہتا ہے تو کیا استاد قسم توڑ دے؟

جواب...... اگر اس کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہو سکتا ہو تو اس کی سچی توبہ کے بعد اپنی قسم کا توڑ دینا اور کفارہ ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے لیکن اب جب اس کی تعلیم کا دوسرا انتظام موجود ہے تو قسم کا توڑنا واجب نہیں تاہم اخلاق کریمانہ کا تقاضہ ہے کہ اس کو معاف کر دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۸ ج ۱۴)

تنخواہ دار مدرس اجیر خاص ہے یا اجیر مشترک؟

سوال...... تنخواہ دار مدرس اجیر خاص ہوتا ہے یا اجیر مشترک اور انتفاع کے لئے مدرسہ نے جو چیزیں اس کے حوالے کی ہیں مثلاً پنکھا وغیرہ ان چیزوں کا مدرس امین ہوتا ہے یا شرعاً اس کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟

جواب...... جبکہ مدرس کے لئے اوقات متعین کر دیئے گئے ہوں تو ان اوقات میں وہ اجیر خاص ہے ان اوقات میں کوئی دوسرا کام اجارہ پر کرنا جائز نہیں' مگر معمولی کام جیسے خط لکھ دینا یا پیشاب پاخانہ کی حاجت یا ایسا مختصر کام جس سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔

جو چیزیں اوقات درس میں استعمال کرنے کے لئے دی جائیں تو مدرس کو مدرسہ کے کام میں ان کے استعمال کرنے کا حق ہوتا ہے مگر امانت و دیانت کے ساتھ احتیاط سے استعمال کرے کہ خراب نہ ہوں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۸ ج ۱۴)

مدرس کی تنخواہ سے ضمان کی صورت

سوال...... کسی دینی مدرسہ کے مدرس سے کوئی مالی نقصان ہو جائے جس میں اس کے مقصد کو دخل نہ ہو تو اس کی تنخواہ سے وضع کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر اس کو امین بنایا گیا تھا اور اس نے پوری حفاظت کی پھر بھی ناگہانی طریقہ پر وہ چیز ضائع ہو گئی تو اس پر ضمان لازم نہیں اس کی تنخواہ سے وضع کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۶ ج ۱۴)

مہتمم کا اساتذہ وطلبا کے خطوط بلا اجازت پڑھنا

سوال...... اگر کوئی مہتمم مدرسہ اساتذہ طلبا کے خطوط پڑھتا ہے کہ یہ انتظام مدرسہ کے لئے ضروری ہے یہ کیسا ہے؟

جواب...... اگر مہتمم کو انتظام برقرار رکھنے کے لئے اس کی ضرورت ہے تو بطور ضابطہ وقانون اس کو شائع کردے خواہ فارم داخلہ میں درج کردے تاکہ سب اس پر مطلع ہوجائیں جس کا دل چاہے اس کو تسلیم کرکے داخلہ لے نہ دل چاہے نہ داخلہ لے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۵ ج ۱۷)

مہتمم کا مدرس کی رعایت کرنا

سوال...... جو مدرس مدرسہ تعلیم کے اوقات کے مقرر ہونے کے باوجود وقت پورا نہ کرے یا بانی یا مہتمم یا سرپرست چشم پوشی کرے تو شرعاً کتنا گناہ ہے؟

جواب...... متعارف چشم پوشی جائز ہے زیادہ ناجائز۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۱۷)

ناظم مدرسہ کا ماتحت مدرسین سے باز پرس کرنا

سوال...... مدرسہ کے ناظم صاحب کا اپنے ماتحت مدرسین کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سیاست میں حصہ نہ لیں تو اگر کوئی مدرس اس کے خلاف کرے اور سیاست میں حصہ لے تو ناظم صاحب کو باز پرس کا حق ہوگا یا نہیں؟

جواب...... ایسی صورت میں ناظم صاحب کو باز پرس کا حق حاصل ہے کہ اس نے خلاف عہد کیوں کیا (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۲ ج ۱۷)

مدرسین کو بلاوجہ معزول کرنا

سوال...... ایک پرانے مدرسہ میں نئی کمیٹی کے برسراقتدار آتے ہی تمام مدرسین کو معزول کر دیا جاتا ہے جبکہ مدرسین امانت اور صحیح ضوابط پر کام کررہے تھے اور رمضان المبارک کی تنخواہ بھی روک لی جاتی ہے۔ کیا حکم ہے؟

جواب...... جب کہ ناظم اور مدرسین صحیح طریقے پر حسب ضوابط مدرسہ پابندی سے کام کر رہے تھے تو بلاوجہ ان کو معزول یا معطل کرنے کا حق نہیں نہ تنخواہ روکنے کا حق ہے پوری بات جب معلوم ہو کہ فریق ثانی کا بیان بھی سامنے آئے۔

عارضی مدرس کے لئے تعطیل کلاں کی تنخواہ

سوال...... نذیر احمد کو ماہ ذی الحجہ سے ماہ شعبان تک کے لئے عارضی مدرس رکھا' اب نذیر احمد کو تعطیل کلاں کی تنخواہ کا استحقاق ہے یا نہیں۔

جواب...... جبکہ عارضی ملازمت ہی شعبان تک تھی' تو پھر تعطیل کلاں کی تنخواہ کا حق نہیں۔ مستقل مدرسین پر قیاس نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۰ ج ۱۷)

مدرسہ کے ملازم کی اولاد کا مدرسہ کے مکان میں رہنا

سوال...... ایک مدرس کے دو لڑکے ''بالغ و عاقل ایک شادی شدہ دوسرا غیر شادی شدہ'' اوقاف کے مکان میں رہتے ہیں جن کی وجہ سے پانی اور بجلی کے خرچ میں اضافہ ہو رہا ہے اور لڑکے خود صاحب معاش ہیں تو کیا مدرسہ ان کے لڑکوں کی رہائش کا ذمہ دار ہے۔

جواب...... مدرس کے لڑکے جو بالغ اور کمانے والے ہیں اور ان کا نفقہ خود ان کی کمائی سے پورا ہوتا ہے۔ والد کے ذمہ واجب نہیں' ان کو مستقلاً مدرسہ کے مکان موقوفہ میں رہنے کا حق نہیں۔ خاص کر جب کہ ان کی وجہ سے بجلی و پانی کے مصارف میں اضافہ ہوتا ہے اور مصارف مدرسہ میں زیادہ پڑتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۷۱ ج ۱۴)

رخصت بیماری میں روحانی بیماری مراد لینا

سوال...... بعض احباب اپنے اخلاق و معاشرتی و روحانی امراض کی بناء پر اپنی چھٹی بڑھاتے ہیں اور اپنی روحانی بیماری کے علاج میں گزار کر واپس ہوئے تو اس چھٹی کی بھی تنخواہ مل جاتی ہے تو اس تنخواہ کا لینا کیسا ہے' کیونکہ دفتر میں بیماری سے مراد جسمانی بیماری ہوتی ہے۔

جواب...... مبتلی بہ خود جانتا ہے کہ کون سی بیماری زیادہ خطرناک ہے۔ لہٰذا اس طرح مراد لینا درست ہے اور اس کی تنخواہ بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۸ ج ۱۵) ''ہاں اگر مدرسہ کے قانون میں وضاحت ہو تو الگ بات ہے'' م ع۔

عربی پڑھ کر سرکاری مدرسہ میں ملازمت کرنا

سوال...... دار العلوم اور مظاہر علوم کے فارغین فاضل وغیرہ کے امتحان دے کر سرکاری مدرسہ یا اسکول میں داخل ہو رہے ہیں' پبلک مدرسہ چھوڑ کر تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے' اس بارے

میں حضرت کی رائے مبارک کیا ہے؟

جواب...... علم دین تو دین درست کرنے' دین کی خدمت کرنے' اور خدا کو راضی کرنے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے اس کی تحصیل کے بعد اگر فاضل وغیر کا امتحان دیکر سرکاری اسکول میں ملازمت کریں اور تنخواہ زیادہ کمائیں' تو اصل مقصد تو حاصل نہ ہوگا' جس کے لئے مدرسہ میں قیام کیا' وظیفہ لیا' پڑھا' لیکن اس تنخواہ کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ جب کہ تعلیم میں خلاف شرع چیزیں نہ ہوں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۵ ج ۱۵)

انجمن کا پیسہ معلم کی تنخواہ میں دینا

سوال...... یہاں پر ایک انجمن اصلاح المسلمین قائم ہے جس کا مقصد مکتب کو فروغ دینا ہے انجمن کی کچھ رقم جمع ہے تو کیا اس رقم کو مکتب کے معلم کی تنخواہ میں دیا جا سکتا ہے؟

جواب...... جب انجمن اصلاح المسلمین کے مقاصد میں سے مکتب کو فروغ دینا بھی ہے تو اس کا پیسہ مکتب کے معلم کو دینا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۰ ج ۱۴)

ملازم کا اپنی جگہ دوسرے کو رکھوا کر کمیشن لینا

سوال...... (۱) زید نے اپنی جگہ بکر کو ملازم رکھا اس شرط پر کہ تم کو جب تنخواہ ملے اس میں سے اتنے روپے ماہوار تم مجھ کو دیا کرو' کیا ایسا معاہدہ کرنا جائز ہے' (۲) کیا بکر زید کو دیا ہوا پیسہ واپس لے سکتا ہے جب کہ زید واپس کرنے کے لئے رضامند ہو جائے۔

جواب...... (۱) زید کا یہ معاہدہ خلاف شرع ہے۔ (۲) جائز ہے' واپس لے سکتا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ یہ رقوم محض رشوت کے طور پر ادا کی ہو' جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے' اگر ٹھیکہ کے طور پر ہو کہ زید خواہ خود کام کرے' یا دوسرے سے کرائے' تو اصل اجرت کا زید مستحق ہے' پھر وہ رقم بکر کو جو کچھ طے کر کے دے بقیہ خود رکھے تو یہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۱۲ ج ۱۴)

بغیر پڑھائے کمرہ کی حاضری پر تنخواہ لینا

سوال...... زید نے ایک دن سبق نہیں پڑھایا بلکہ مدرسہ کے احاطہ کمرہ میں حاضر رہا تو اس کو اس دن کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ مدرسہ کا قانون یہ ہے کہ لڑکے جب غلہ وغیرہ کی وصولی کے لئے جاتے ہیں تو مدرس کے ذمہ اگرچہ کوئی کام نہیں رہتا' لیکن اس کو مدرسہ کے احاطہ میں رہنا

ضروری ہوتا ہے۔ چاہے درس گاہ میں رہے یا حجرے میں۔

جواب..... تنخواہ اس دن کی لینے کا حق نہیں ہے جہاں سبق نہ پڑھانا اپنی ضرورت سے ہے غلہ کی وصولی کے لئے لڑکے چلے جاتے ہیں تو یہ مدرسہ کی ضرورت ہے اس لئے قیاس کرنا صحیح نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۳ ج۱۴) "مدرسہ کی طرف سے کچھ رخصت ملتی ہوں تو اس دن کو وہاں کرلیا جائے" م ع

سال بھر پورا ہونے پر ایک ماہ کی تنخواہ زائد لینا اور ہر چھٹی پر تنخواہ وضع کرنا

سوال..... زید ایک ایسے مدرسہ میں ملازم ہے جہاں کا قانون یہ ہے کہ پورے سال میں رخصت علالت واتفاقیہ ایک دن بھی نہیں ہے بلکہ رخصت کے بجائے ایک ماہ کی زائد تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور حسب ضرورت ناغہ پر ایک گھنٹہ تک کی تنخواہ وضع کر لی جاتی ہے۔ اب اگر زید نے ناظم مدرسہ کے یہاں کسی ضرورت کی درخواست دی کہ مجھے بلا معاوضہ اجازت دی جائے تو ازروئے شرع یہ درخواست اور اس کی منظوری کا کیا حکم ہے؟

جواب..... زید کو اپنی ضرورت کے تحت درخواست دینے میں کوئی اشکال نہیں وہ یہ بھی درخواست دے سکتا ہے کہ میرے ساتھ مزید اور بھی خصوصیات برتی جائیں مگر ہر درخواست لائق قبول نہیں ہوتی' ناظم اور ممبران کو ایسی اور درخواستوں کے قبول کرنے میں بہت دشواری ہوگی' وجہ خصوصیت بتلانا بھی دشوار ہوگا دوسرے ملازم درخواست دیں تو اس کو رد کرنا بھی مشکل ہوگا البتہ اگر ناظم و ممبران مل کر قانون ہی میں مدرسہ کی بہتری کیلئے کوئی اس قسم کی تبدیلی کریں جس سے سب نفع اٹھائیں اور مدرسہ کا بھی نقصان نہ ہو تو اس کا حق ہوگا پھر اس تبدیلی سے قوم کو بھی آگاہ کریں تاکہ قوم مطمئن رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۲ ج۱۴)

تعلیم کتب دینیہ پر گزارے سے زیادہ تنخواہ لینا جائز ہے

ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ تعلیم کتب دینیہ پر گزارے کی ضرورت سے زیادہ اجرت لینا جائز ہے؟ اس پر فرمایا کہ ہاں جائز ہے خصوصاً اس زمانے میں کیونکہ مباشرت اسباب طبعاً قناعت اور اطمینان کے حصول کا سبب ہے اور بوجہ ضعف طبائع آج کل یہ قناعت اور اطمینان بڑی نعمت ہے۔ باقی یہ کہ ضرورت سے زیادہ کیسے اجازت ہوگی؟ سو ضرورت دو قسم کی ہے۔ (۱) حالی (۲) مالی پس ممکن بعض مصالح کے سبب تو بلا ضرورت بھی ایسے ابواب کا قبول کر لینا مستحسن قرار دیا گیا۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے رزق قاضی کے قبول کرنے میں خاص مصلحت بیان

کی ہے یہی مصلحت مدرسی کی تنخواہ لینے میں بھی ہے کہ سلسلہ جاری رہنے سے اہل اعانت کی عادت رہے گی نیز اس سے انکار کرنے میں درپردہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ بالکل جائز ہے اور اگر اس میں طمع کا شبہ ہو تو اتنی طمع بھی جائز ہے۔

چوں طمع خواہد زمن سلطان دین — خاک بر سر قناعت بعد ازیں

(الکلام الحسن ملفوظ نمبر ۴۱) (اشرف الاحکام ص ۵۱)

مدت علیحدگی کی تنخواہ کس کو دینی ہے؟

سوال...... ایک مدرس کو ایک شکایت کے صحیح ثابت ہو جانے کے بعد مہتمم مدرسہ نے بمشورہ اراکین ملازمت سے علیحدہ کر دیا' بعد برخاستگی مدرس اپنے وطن چلے گئے' مگر پھر سرپرست مدرسہ نے شکایت کا شرعی ثبوت فراہم نہ ہونے کی وجہ سے برخاستگی کالعدم قرار دی' چنانچہ مدرس کو بلا کر کار متعلقہ ان کے سپرد کر دیئے تو اب مدرس مذکور مدت علیحدگی کی تنخواہ کے مستحق ہیں کہ نہیں؟

جواب...... اگر مہتمم کو اختیار تھا برخاست کرنے کا اور اپنے گمان کی حد تک ثبوت کے بعد برخاست کیا ہے تو ان ایام کی تنخواہ مہتمم پر نہیں' بلکہ بہتر ہے کہ سرپرست اپنے پاس سے دیدے' اگر مہتمم کو اختیار نہیں تھا مہتمم صاحب پر ذمہ داری ہے' بہتر یہ ہے کہ اس کو قانونی شکل نہ دے کر خارجی طور پر مدرس کی اعانت کر دیں تاکہ ان کے نقصان کی تلافی ہو جائے' اور بلا کام کئے مدرسہ کے اوپر بار بھی نہ پڑے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۷ ج ۱۲)

اگر درجہ کے بچوں نے سبق یاد نہ کیا ہو تو؟

سوال...... کسی لڑکے کی غیر حاضری یا سبق کے یاد نہ ہونے پر اور لڑکوں کو استاد سبق پڑھا سکتا ہے کہ نہیں؟

جواب...... اس میں کثرت کا لحاظ ہوگا' اگر اکثر لڑکوں نے یاد کر لیا ہو تو سبق آگے پڑھایا جا سکتا ہے اور اکثر نے یاد نہ کیا ہو تو آگے نہ پڑھانا چاہئے۔ (امداد الاحکام ص ۱۲۱ ج ۱) "اگر اتفاق سے استاد کم طلبہ کے سبق یاد نہ کرنے پر بھی سبق نہ پڑھائے اور اسی طریق کو مفید سمجھے تاکہ تنبیہ ہو تو بھی اجازت ہے" م'ع۔

طلبہ کرام

طلبہ کا بے وضو قرآن پڑھنا

سوال...... طلبا کو قرآن شریف باوضو پڑھنا چاہئے یا بے وضو بھی پڑھ سکتے ہیں اگر پانی کے انتظام میں دشواری ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب..... جو طلبہ بالغ ہوں ان کو قرآن شریف ہاتھ میں لے کر باوضو پڑھنا چاہئے اور جو نابالغ ہوں ان کو بلاوضو بھی ہاتھ میں لے کر پڑھنا درست ہے۔ اگر بالغ طلبہ کو پانی کا انتظام دشوار ہو تو بلاوضو قرآن شریف کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے بلکہ کپڑے یا قلم وغیرہ سے ورق الٹنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ ج ۶)

کامیاب ہونے پر طلبہ سے انعام لینا

سوال..... اکثر مدرسین (جب بچے اسکول سے پاس ہو جاتے ہیں) تو بچوں سے انعام وصول کرتے ہیں اور کبھی کبھی پہلے ہی وصول کر لیتے ہیں اس انعام کا لینا کسی صورت سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر طلبہ بطور خوشی انعام دیں تو لینا درست ہے انعام ہوتا ہی وہ ہے جو خوشی سے دیا جائے مدرس کا حق نہیں' زبردستی کرنا درست نہیں' اگر کوئی انعام نہ دے تو اس پر طعن وغیرہ کرنا اور آئندہ اس کو حقیر سمجھنا' ذلیل کرنا' اس کے ساتھ محنت میں کمی کرنا' ہرگز جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۳ ج ۱۲)

''اس انعام کے جواب میں ایک شرط اور بھی ہے وہ یہ کہ طلبہ بالغ ہوں یا گھر والوں نے انعام کے لئے دیا ہو'' م'ع

طبیہ کالج میں پردہ نشین عورتوں کا داخلہ لینا

سوال..... میری ہمشیرہ مذہبی خاندان سے نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ صوم وصلوۃ کی پابند ہے غیر شادی شدہ خوبصورت اور پردہ نشین ہے اس کا کالج میں ڈگری حاصل کرنے کے لئے داخلہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں کافی بے پردگی اور مردوں کے ساتھ اختلاط پایا جاتا ہے۔

جواب..... اس طرح داخلہ لے کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہے یہی حکم دیگر میڈیکل کالج کا ہے لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم اور بے پردہ ملاقات بود وباش مرد اساتذہ کا ان کو تعلیم دینا یہ سب چیزیں غلط ہیں ان سے پورا پرہیز لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۰ ج ۱۴)

طلبہ کیلئے سرکاری وظیفہ ملے اور پھر ان کی تعداد کم رہ جائے تو کیا کرے؟

سوال..... سرکاری طور پر ہر بچہ کو جو اردو پڑھتے ہیں دو دو روپیہ فی بچہ منظور ہو کر آئے ہیں کہ ان کو دے دیں اب ہر طالب علم کو روپیہ دینا ضروری ہے یا ارباب اختیار کتب وغیرہ خرید کر دے سکتے ہیں؟

(۲) بعض طالب علم غیر حاضر ہیں ان کی رقم کو کیا کیا جائے؟

(۳) مثال کے طور پر کسی مدرسہ میں ۲۰ طلبہ کی فہرست ہوگئی اب صرف ۱۵ رہ گئے تو پانچ طلباء کی رقم کا کیا کرے؟

جواب...... حسب ہدایت معطی ہر مستحق طالب علم کو دو دو روپیہ دیدیں پھر چاہے تو اس کو توجہ دلا دیں کہ وہ فلاں کتاب خریدے۔

۲۔ غیر حاضر کا نام آپ نے خارج تو نہیں کیا اس کا حصہ محفوظ رکھیں حاضر ہونے پر دیدیں یا اس کے مکان پر ہی دے دیں۔

۳۔ جن زائد طلباء کی رقم آئی ہے اس کو واپس پہنچا دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۱ ج ۱۴)

طالب علم کو گالی دینا

سوال...... اگر کوئی شخص کسی طالب علم کو گالی دے اور بے عزت کرے اس کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

جواب...... اگر کوئی علم دین حاصل کرنے والے طالب علم کو گالی دے اور اہانت کرے بغیر کسی قصور کے محض علم دین کا طالب ہونے کی حیثیت سے تو نہایت خطرناک ہے اس سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے کیونکہ یہ علم دین کی تحقیر و تذلیل ہے اگر طالب علم کی عادات و اخلاق کی ناگواری کی بنا پر ایسا کیا تو اس کا یہ حکم نہیں لیکن گالی دینا اس وقت بھی درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۰۹ ج ۱۴) "ہاں اصلاح ضروری ہے اور طریق اس کا یہ ہے کہ بچہ کے مربی کو اس کے اخلاق سے آگاہ کردے" م‌ع

زمانہ طالب علمی میں کبوتر پالنا

سوال...... ایک طالب علم کوئی جانور مثلاً کبوتر پالتا ہے دوسرا طالب علم منع کرتا ہے کہ کیوں شیطان کے بچوں کو پالتے ہو پالنے والا جواب دیتا ہے کہ تمہارا دماغ خراب ہے تم مجھ کو منع کیوں کرتے ہو آیا طالب علمی کے زمانہ میں ایسی چیزوں کا پالنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... امور مباحہ کا اختیار اس کے ساتھ مشروط ہے کہ واجبات میں خلل واقع نہ ہو پس جس درجہ کوئی چیز واجبات میں خلل انداز ہوگی اسی درجہ ناجائز اور ممنوع ہوگی اسی وجہ سے ایک کبوتر باز کے متعلق ارشاد نبوی ہے شیطان یتبع شیطانہ پس جو مباح چیز طلب علم میں خلل انداز ہوگی وہ قبیح لغیرہ اور ناجائز ہوگی اور جیسا اس میں اشتغال اور خلل ہوگا اسی درجہ منع میں خفت وشدت ہوگی۔ (مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

طلبہ کا غلہ تبلیغی جماعت کو کھلانا

سوال...... مدرسہ میں بچے تعلیم پاتے ہیں اور تبلیغی جماعت بھی آتی ہے چندہ مدرسہ کے نام سے آتا ہے پھر لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ جس مدرسہ میں ہم غلہ دیتے ہیں اس میں تبلیغی جماعت کے آدمی بھی کھاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جو غلہ مدرسہ میں پڑھنے والے بچوں کے لئے دیا جاتا ہے اس میں سے تبلیغی جماعت والوں کو کھلانا درست نہیں جب تک دینے والوں کی طرف سے اجازت نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۹ ج ۱۴)

بچوں کا تادیباً مارنا

سوال۔ بچوں کو جو حضرات مارتے ہیں تو اس میں کس قدر گنجائش ہے؟

جواب...... بچوں کے اولیاء کی اجازت سے بضرورت تعلیم مارنا' سزا دینا شرعاً درست ہے مگر بچوں کے تحمل سے زائد نہیں' ایک دفعہ میں تین ضربات سے زیادہ نہ مارے' لکڑی وغیرہ سے نہ مارے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ ج ۱۰)۔ "کہ کھال پھٹ جائے یا ہڈی ٹوٹ جائے" م ع

نابالغ شاگرد سے خدمت لینا

سوال......۱۔ معلم صاحب کسی شاگرد نابالغ سے وضو کے لئے پانی منگا سکتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ بہت سے دستکار حضرات اپنے شاگرد نابالغ سے پنکھا جھلاتے ہیں اور خود آرام کرتے رہتے ہیں کیا یہ درست ہیں۔

جواب......۱۔ تربیت اور سلیقہ سکھانے کے لئے پانی منگانا' اور اس سے وضو کرنا سب درست ہے۔ حضرت انسؓ اور ابن عباسؓ نے وقتاً فوقتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کیا حالانکہ وہ نابالغ تھے۔

۲۔ اس کا حکم بھی اس سے معلوم ہو گیا بچوں پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے جس سے وہ اکتا کر پریشان ہو جائیں' خاص کر یہ صورت کہ وہ پنکھا جھلتے رہیں اور استاد آرام سے سوتے رہیں' اس سے غالب گمان یہ ہے کہ وہ اکتا جاتے ہوں گے اگر استاد ان سے خدمت لیں تو ان کو انعام بھی دینا چاہئے' جس سے وہ خوش ہو جائیں اور ان کی اخلاقی و عملی تربیت بھی کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۴ ص ۱۵۸)

طلبہ کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا

سوال...... طلبہ کا کھانا جو کسی جگہ مقرر ہوتا ہے اور وہ وہاں سے لاتے ہیں۔ صاحب نصاب

کو وہ کھانا بحسب رغبت طلبا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... طلبہ کا جو کھانا مقرر ہے اگر وہ واجب مثل کفارہ اور عشر اور نذر وزکوٰۃ نہیں ہے تو طلبہ کے ساتھ ان کی اجازت سے غنی بھی کھا سکتا ہے اور اگر ان میں سے کسی کا کھانا مقرر ہے تو جب وہ طالب علم کسی کو مالک بنادے اس وقت غنی کھا سکتا ہے صرف ساتھ کھانے سے اس کا کھانا درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵٦٨)

طلبا کو کھانے کے ذریعہ زکوٰۃ کا مالک بنادینا

سوال..... طلبا کی خوراک پوشاک میں بدیں طور پر دینا جائز ہے کہ نہیں' کہ زکوٰۃ کے روپے کا گندم و سالن وغیرہ خرید کر عام مطبخوں کی طرح تیار کرا کے تقسیم کرا دیا جائے۔ یا روپیہ ہی کا طلبا کو مالک بنایا جائے۔

جواب..... زکوٰۃ کے روپے سے غلہ خرید کر مطبخ میں کھانا پکا کر مستحقین طلبا کو کھانے کا مالک بنادیا جائے اس سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور نقد روپیہ دینے سے بھی ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۲ ج ۱۵)

طلبا کو علم کے ساتھ دستکاری سکھانا

سوال..... دینی طلبا کو آج کل دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر کیوں نہیں سکھایا جاتا۔ تا کہ ذریعہ اپنی روزی کما سکیں اور علم دین سے دوسروں کو بلا کسی مزدوری کے فیض پہنچائیں۔

جواب..... ہاں یہ بات کہ طالب علم کو علم کے ساتھ کوئی صنعت وحرفت سکھائی جائے بہتر ہے اور بہت لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف دینی تعلیم ناجائز اور غیر مفید ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۸ ج ۲)۔ ''بلکہ ضروری ہے ایسے مدارس کا ہونا جہاں دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی کوئی مشغلہ نہ ہو''۔ م'ع

استاد شاگرد کو اگر عاق کر دے

سوال..... استاد شاگرد کو عاق ''نافرمان'' کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر عاق کر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب..... عاق کر دینے کا کسی کو اختیار نہیں' اور نہ یہ کوئی شرعی اصطلاح ہے' جو شخص استاد کا نافرمان ہے اور ایذا رساں ہے وہ خود عاق ہے خواہ استاد عاق کرنے کا اعلان کرے یا نہ کرے اور جو فی الحقیقت نافرمان نہیں ہے اس کو اگر استاد عاق کرنے کا اعلان کر دے جب بھی وہ عاق نہیں ہو سکتا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۵ ج ۲)

قرآن پاک کی تعلیم اوراس کے آداب

قرآن کریم کوحمد باری تعالیٰ سے شروع کرنے کی حکمت

سوال..... قرآن کریم کی ابتدا سورہ فاتحہ سے ہوئی ہے اوراس میں خود اللہ تعالیٰ اپنی بڑائی بیان فرماتے ہیں مخلوق کو بڑائی بیان کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب..... تمام دین کی بنیاد معرفت خداوندی پر ہے' یہ معرفت جتنی کامل ہوگی' دین میں اتنی ہی پختگی حاصل ہوگی اور صحیح معرفت خداوندی کا ایک ہی طریق ہے وہ یہ کہ خود حق تعالیٰ شانہ اپنی ذات و صفات کا تعارف کرائیں' اس لئے صفات وعظمت خداوندی کا بیان ضروری ہوا۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۶۰ ج ۱) "ورنہ یہ انسان ضعیف حمد باری عزاسمہ کا طریقہ تلاش کرنے میں ساری عمر سرگرداں رہتا" م'ع

قرآن کے رسم الخط میں مصاحف عثمانیہ کا اتباع واجب ہے

سوال..... قرآن مجید کا رسم الخط وہی ضروری ہے جو حضرت عثمانؓ کے زمانے میں تھا' یا اس میں تبدیلی کر سکتے ہیں؟

جواب..... کتابت قرآن میں مصاحف عثمانیہ کے رسم الخط کی اتباع ضروری ہے' اسے بدلنا جائز نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۲۵ ج ۱)

قرآن کا رسم الخط' اور علم نحو

سوال..... قرآن مجید کے رسم الخط میں صیغہ مفرد کے آخر میں الف لکھا جاتا ہے جیسا کہ سورہ رعد میں "الیہ ادعوا و الیہ مآب" اور اسی طرح سورہ جمعہ میں رسولا یتلوا علیھم "اسی طرح بعض جگہ واؤ زائد ہے' جیسے اولئک اور بعض جگہ ی زائد لکھا جاتا ہے جو قاعدہ نحو کے خلاف ہے' آیا علم نحو کے مطابق اس کو بدل دیں یا مصحف عثمانی کے رسم الخط کے مطابق رکھنا ضروری ہے؟

جواب..... قرآن کے رسم الخط میں مصحف امام کے مطابق رعایت کرنی چاہئے' اپنی طرف سے تغیر وتبدل جائز نہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۱۱۵)

گجراتی میں قرآن شریف لکھنا

سوال..... گجراتی میں پورا قرآن اس طرح لکھا جائے کہ زبان اور تلفظ عربی ہی رہے۔ تو اس میں کوئی حرج ہے؟

جواب.....قرآن شریف گجراتی حروف میں لکھنے سے قرآنی رسم الخط جو قرآن کا ایک رکن ہے' چھوٹ جاتا ہے اور تحریف رسمی لازم آتی ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔ مثلاً بسم اللہ کو گجراتی حروف میں لکھا جائے تو لفظ اللہ اور لفظ الرحیم اور لفظ الرحمٰن کی ابتداء دو حروف (الف لام) تحریر میں نہیں آئیں گے اس طرح صرف بسم اللہ میں چھ حروف کی کمی ہو جاتی ہے۔

یہی حال ہندی انگریزی وغیرہ زبانوں کا ہے غور فرمایئے اگر پورا قرآن شریف گجراتی میں لکھا جائے تو کتنے حروف کم ہو جائیں گے۔ حالانکہ معانی کی طرح حروف بھی قرآن میں شامل ہیں۔

دوسری جانب صورت یہ ہے کہ بعض آیتوں میں حروف زائد ہو جائیں گے مثلاً الٓمٓ میں قرآنی رسم الخط میں صرف تین حروف ہیں لیکن گجراتی میں لکھا جائے تو نو حروف ہو جائیں گے اب حساب لگایئے کہ پورے قرآن شریف میں کتنی کمی بیشی ہو جائے گی اس کے علاوہ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی رسم الخط قیاسی نہیں ہے بلکہ توقیفی وسماعی ہے لوح محفوظ میں تحریر شدہ قرآن کریم کے رسم الخط کے مطابق ہے' منزل من اللہ ہے تواتر اور اجماع سے ثابت ہے' اعجازی ہے' اس میں قرأت سبعہ وغیرہ شامل ہیں اور ساری قرأتیں جاری کی جاسکتی ہیں یہ کمال اور خوبی گجراتی رسم الخط میں کہاں لہٰذا اس کی اتباع واجب اور تبدیلی ناجائز وحرام ہے۔ نیز عربی میں ح اور ہ ق اور ک ء اور ع ذ' ت اور ط س اور ص اور ث' ذ اور ض' ظ' ز میں فرق ہوتا ہے۔ گجراتی میں نہیں۔ اگر علامتیں مقرر کی جائیں پھر بھی ناقص ہیں' جس میں تحریر اور رسم الخط کی تحریف کے ساتھ ساتھ ادائیگی میں نمایاں فرق ظاہر ہوگا' جس سے بیسیوں غلطیاں اور غلط تلفظ سے حروف میں تبدیلی آنے کی وجہ سے مطلب بھی بدل جائے گا اور ثواب کی جگہ عقاب اور رحمت کی جگہ لعنت کا حق دار ہوگا اس سے بہتر تو یہ ہے کہ جو سورتیں زبانی صحیح یاد ہیں وہی پڑھا کرے' مگر گجراتی میں نہ پڑھے' کیونکہ غلط پڑھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۸ ج ۱) ''جو حضرات قرآن کریم کی تلاوت کا اشتیاق رکھتے ہیں انہیں اصل زبان عربی میں سکھایا جائے جس میں تیسیر ربانی موجود ہے'' م' ع

اردو میں قرآن پاک پڑھنا

سوال.....آج کل لوگ اردو کا قرآن شریف پڑھ رہے ہیں' ایسے قرآن شریف پڑھنا یا خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب.....محض اردو میں قرآن شریف لکھنا' چھاپنا' فروخت کرنا اور خریدنا درست نہیں' اصل عبارت کے ساتھ اگر ترجمہ ہو تو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۱ ج ۱۴)

انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کرنا

سوال..... قرآن کا ترجمہ انگریزی میں بغیر عربی عبارت کیسا ہے؟ اور قرآن کے عربی الفاظ کو انگریزی وغیرہ میں پیش کرنا یا چھاپنا منع ہے؟ کہا جاتا ہے کہ امام مالکؒ ایسے شخص کے قتل کا حکم فرماتے تھے؟

جواب..... اگر قرآن مجید کی عبارت یا رسم الخط وغیرہ کسی چیز میں کوئی تغیر نہ کیا جائے اور نیچے قرآن مجید کا صحیح ترجمہ کسی عالم ماہر کا کیا ہوا ہو خواہ کسی زبان میں اردو یا انگریزی' یا فارسی میں تو جائز ہے اور اگر ماہر کا کیا ہوا نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس میں مغالطوں اور تلبیسات کا احتمال ہے' حنفیہ کا یہی مذہب ہے امام مالک کا یہ قول احقر کی نظر سے نہیں گزرا اور اگر ثابت بھی ہو تو مؤول عن الظاہر ہے۔ (امداد المفتیین ص ۲۲۵)

ترجمہ قرآن بغیر عربی عبارت کے شائع کرنا

کیا قرآن شریف کا اردو میں ایسا ترجمہ جس میں عربیت بالکل نہ ہو۔ بامحاورہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے؟

جواب..... قرآن مجید کی اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیت حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور رہے۔ خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدل کے امکانات زیادہ ہیں۔ اور اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قرین صواب نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۴۵ ج ۹)

قرآن مجید کا ترجمہ بلا وضو چھونا

سوال..... انگلش وغیرہ کے ترجمے بلا وضو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور غیر مسلم کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... ترجمہ مسلمان کے حق میں قرآن کا حکم رکھتا ہے' لہٰذا بلا وضو کے نہ چھوئے' غیر مسلم کو تبلیغ کی غرض سے دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۴۔۱۰۵ ج ۱)

''سارے عالم کے لئے قرآن پاک ہدایت ہے'' م' ع

ترجمہ قرآن مجید دیکھنے کے شرائط

سوال..... سائل بعض علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ ان تمام علماء کے اقوال سے بغیر صرف و نحو کے عوام مسلمان لڑکوں کو تعلیم ترجمہ قرآن مجید سکھلانا صاف لفظوں میں واضح ہے'

بڑے تعجب کی بات ہے کہ ترجمہ قرآن مجید واحادیث وتفسیر کے ترجمے جو عالموں نے تالیف کئے ہیں اس کو بطور خود پڑھنے میں بغیر استاد کے کسی کو ضرر کا احتمال نہیں ہوتا مگر وہی چیز استاد کے ذریعہ پڑھنے میں کسی کو ضرر کا اندیشہ کرنا نہایت تعجب انگیز بات ہے۔

برخلاف اس کے عمر کا قول یہ ہے کہ ترجمہ قرآن شریف بغیر صرف ونحو کے مدرسوں میں استاد سے سیکھنے والے گمراہ ہوجائیں گے۔ان ہر دو کے اقوال پر نظر غائر ڈال کر مدلل بیان فرمائیں۔

جواب......احقر اپنے تجربہ کے موافق ترجمہ دیکھنے کے کچھ اصول لکھتا ہے۔

ا۔سکھانے والا عالم' کامل وحکیم وعاقل ہو کہ ترجمہ کی تقریر اور مضامین کے انتخاب میں مخاطب کے فہم کی رعایت رکھے۔

۲۔متعلم خوش فہم ومنقاد ہو' خود پسند نہ ہو کہ تفسیر سمجھنے میں غلطی نہ کرے اور تفسیر بالرائے کی جرأت نہ کرے۔

۳۔اگر کوئی مضمون متعلم کے فہم وعقل سے بالاتر ہو اس میں معلم اس کو وصیت کردے کہ اس مقام کا ترجمہ محض تبرکاً پڑھ لو یا اجمالاً اس قدر پڑھ لو کہ اور آگے تفصیل کی فکر مت کرو اور متعلم بھی اس کو قبول کرے۔اسی طرح اگر معلم بھی وصف (ا) کا جامع نہ ہو تو وہ بھی ایسے مقامات کی بالکل تقریر نہ کرے۔صرف عبارت پڑھادے اس کے بعد جب یہ مبتدی قابل تفسیر سمجھنے کے ہوجائے خواہ کچھ کتابیں پڑھنے سے خواہ کچھ معلومات سے خواہ صحبت علماء سے اس وقت کسی محقق سے ترجمہ مع حل کے پڑھ لے' ابتدائی پڑھنے پر کفایت نہ کریں۔(امداد الفتاویٰ ص ۸۴ ج ۴)

سب سے پہلی تفسیر کون سی ہے؟

سوال...... کسی صاحب نے ''البلاغ'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے سب سے پہلے قرآن پاک کی تفسیر لکھی ہے۔میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ علامہ ذہبیؒ کے بیان کے مطابق فن تفسیر میں سب سے پہلے حضرت سعید بن جبیرؒ نے کتاب لکھی ہے اور مورخ ابن خلکانؒ کے بیان کے مطابق ابن جریج متوفی سنہ ۱۵۰ھ نے سب سے پہلے تفسیر لکھی' حضرت عبداللہ بن عباسؓ متوفی سنہ ۲۸ھ نے بھی ایک تفسیر لکھی تھی۔جناب سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں اپنی تحقیق حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

جواب...... جہاں تک ہماری معلومات رہنمائی کرتی ہیں' حضرت ابی بن کعبؓ ہی سب سے پہلے صاحب تصنیف مفسر ہیں۔صحابہ کرامؓ میں سے بہت سے حضرات تفسیر کا درس دیا کرتے تھے'

لیکن کسی کی تفسیر کا کتابی شکل میں مدون ہونا ثابت نہیں ہے' اور حضرت ابی بن کعبؓ کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

واما ابی بن کعبؓ فعنه' نسخة کبیرة یرویها ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیة عنه و هٰذا اسناد صحیح' و قد اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم منها کثیرا' و کذا الحاکم فی مستدرکه و احمد فی مسنده (الاتقان ج :۲ ص :۱۸۹' حجازی قاهرة سنة ۱۳۶۸ھ)

(الاتقان فی علوم القرآن ج:۴ص:۱۲۱۸ (طبع مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکۃ المکرمۃ)

ترجمہ:۔''رہے حضرت ابی بن کعبؓ تو ان سے ایک بڑا نسخہ منقول ہے' جسے ابو جعفر رازی' ربیع بن انس عن ابی العالیہ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں اور یہ سند صحیح ہے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس نسخے سے بہت سی روایات لی ہیں' اسی طرح حاکمؒ نے مستدرک میں اور امام احمدؒ نے مسند میں بھی''۔(اردو ترجمے کے لئے دیکھئے الاتقان ج:۲ص:۴۶۵ (طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

رہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سو اگرچہ وہ بالاتفاق مفسرین کے امام ہیں' لیکن اول تو ان کی تفسیر کتابی شکل میں کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے' آج کل "تنویر المقباس" کے نام سے جو نسخہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف منسوب ہے اس کی سند نہایت ضعیف ہے' کیونکہ یہ نسخہ محمد بن مروان السدی الصغیر عن الکلبی عن ابی صالح کی سند سے ہے' اور اس سلسلہ سند کو محدثین نے "سلسلۃ الکذب" قرار دیا ہے۔(وفی مقدمۃ تفسیر المراغی ج:۱ص۶'۷ (مطبع مصطفیٰ' مصر) طریق ابی النصر محمد بن السائب الکلبی المتوفی سنۃ ۱۴۶ھ وھی اوھی الطریق' ولا سیما اذا وافقھا طریق محمد بن مروان السدی الصغیر المتوفی سنۃ ۱۸۶ھ وقد طبع تفسیر ینسب الی ابن عباس بروایۃ الفیروز آبادی صاحب القاموس سماہ "تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس"۔

اور اگر بالفرض حضرت ابن عباسؓ کی تفاسیر کا کوئی کتابی مجموعہ ثابت بھی ہو تب بھی اسے علم تفسیر کی پہلی کتاب قرار نہیں دیا جا سکتا' کیونکہ حضرت ابی بن کعبؓ ان سے متقدم ہیں' حضرت ابن عباسؓ کی وفات طائف میں سنہ ۶۸ھ میں (سنہ ۱۸ھ میں نہیں' جیسا کہ سائل نے لکھا ہے) ہوئی ہے' جبکہ حضرت ابی بن کعبؓ سنہ ۲۰ھ میں وفات پا چکے تھے۔(مقدمہ تفسیر مراغی ج:۱ص:۷ (مطبع مصطفیٰ' مصر)

علامہ ذہبیؒ اور قاضی ابن خلکانؒ کے اقوال ہماری نظر سے نہیں گزرے' یہ اپنی جگہ درست ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؒ اور ابن جریجؒ کی تفسیریں بھی کتابی شکل میں مدون ہوئی تھیں لیکن چونکہ یہ حضرات

تابعین میں سے ہیں' اور حضرت ابی بن کعبؓ کی تفسیر ان سے بہت پہلے لکھی جا چکی تھی' اس لئے اولیت کا شرف حضرت ابی بن کعبؓ ہی کو حاصل ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ (فتاویٰ عثمانی جلد ا ص ۲۱۴)

قرآن کی تفسیر دوسری زبان میں بیان کرنا

سوال..... اگر کوئی شخص ایک ایک آیت یا رکوع پڑھتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ فارسی یا ہندی وغیرہ زبان میں کرتا رہے تو کلام باری میں شرکت ہوگی یا نہیں؟ اور شرکت کی صورت میں حکم شرعی کیا ہوگا؟

جواب..... جبکہ تلاوت کرنے والے کا مقصد صرف تلاوت ہی نہ ہو بلکہ معانی قرآن کا سمجھنا بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۱۱)

تلاوت بند کروا کر تحیۃ المسجد پڑھنا

سوال..... کچھ نمازی مسجد میں تلاوت کر رہے تھے ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ مجھے تحیۃ المسجد پڑھنی ہے تلاوت بند کر دو' تو تلاوت افضل ہے یا تحیۃ المسجد؟

جواب..... ایسی حالت میں جب کہ لوگ تلاوت کر رہے ہیں تو بعد میں آنے والے کو مناسب یہ ہے کہ تلاوت سننے میں مشغول ہو جائے۔ دوسروں کو تلاوت سے نہ روکے' ورنہ الگ کسی جگہ پڑھ لے' تلاوت کرنا تحیۃ المسجد سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۹ ج ۱۵) ''تلاوت میں یہ لازم نہیں کہ بلند آواز سے تلاوت کرے آہستہ آہستہ چپکے چپکے بھی تلاوت کی جا سکتی ہے'' م'ع

تلاوت کے وقت سر ہلانا

سوال..... تلاوت کلام پاک یا کتب حدیث پڑھتے وقت سر ہلانا کیسا ہے؟

جواب..... یہ شرعی حکم نہیں بلکہ طبعی چیز ہے بعض ہلاتے ہیں بعض نہیں ہلاتے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ ج ۱۵) نہ منع ہے نہ ثواب'' م'ع

قبروں پر تلاوت کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال..... قرآن قبروں پر پڑھنا کیسا ہے کیونکہ درمختار میں مکروہ لکھا ہے' بہت سی کتابوں میں لکھا ہے کہ قبر پر تلاوت نہ کرنی چاہئے اور قبروں پر صرف آیت رحمت ہی پڑھنا چاہئے۔ جیسے سورہ یاسین' المزمل' تکاثر' اخلاص' وغیرہ۔

جواب..... ہمارے نزدیک قبر پر قرآن پڑھنا اور ایصال ثواب کرنا بلا التزام مالا یلزم

درست ہے درمختار کا حوالہ ذرا تفصیل' باب و صفحہ کے ساتھ لکھئے' مالکیہ کے نزدیک قبر پر تلاوت مکروہ ہے اور بعض اوقات زیادتی' عذاب کا سبب ہے درج شدہ سورتوں میں بھی عذاب کا ذکر ہے یہ تفصیل کن کتب میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۲ ج ۱۲)

نابالغہ کا تلاوت قرآن کرنا

سوال..... ایک صاحب جو علم دین کے مدعی ہیں اور ایک اسلامی جامعہ کے پرنسپل ہیں' اپنے وعظ کا افتتاح ایک نابالغ لڑکی کی قرآن خوانی سے فرماتے ہیں باوجودیکہ اس کی حاجت نہیں جلسہ میں بہترین حفاظ موجود ہوتے ہیں۔

جواب..... نابالغہ بچی سے قرآن شریف کی تلاوت کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں' بشرطیکہ بچی اتنی چھوٹی ہو جس کی طرف بدنظری سے دیکھنے کا موقع نہ ہو۔ (کفایت المفتی ص۱۴۲ ج ۲)

کیا تلاوت کی وجہ سے کسی کے وظیفہ کو روکا جائے گا؟

سوال..... اگر مسجد میں کوئی درود یا وظیفہ پڑھ رہا ہو تو آواز بلند تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر تلاوت پہلے سے کوئی شخص بآواز بلند کر رہا ہے اور پھر کسی نے آ کر اپنا وظیفہ شروع کر دیا تو تلاوت کرنے والے کو روکا نہیں جائے گا اور اگر وظیفہ پہلے سے کوئی شخص پڑھ رہا ہے تو بعد میں آنے والا آہستہ آہستہ تلاوت کرے' مگر مجبور پھر بھی نہیں کیا جائے گا' محض استحسانی چیز ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۴۱ ج ۲)

جلسہ میں تلاوت قرآن مقدم رہے

سوال..... بچوں کو سکھانے کے لئے جلسہ کرایا جاتا ہے اس میں قرآن شریف کی تلاوت' کہانی اور نظم تین چیزیں ہوتی ہیں تو اس میں کون سی چیز مقدم ہونی چاہئے؟

جواب..... قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے تاکہ وہ پہلے ہو جانے کی وجہ سے کہانی' اور نظم کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۴ ج ۱۵) ''تلاوت ہو سننے والے بھی غور سے سنیں' محض کھیل نہ ہو'' م' ع

تلاوت کے دوران اذان شروع ہو جائے تو؟

سوال..... اگر کوئی تلاوت کر رہا ہو اور درمیان میں اذان شروع ہو جائے تو کیا کرے؟

جواب...... بہتر یہ ہے کہ تلاوت بند کر کے اذان کا جواب دے (کفایت المفتی ص ۱۳ ج ۲)
''بہتر ہے کہ بچوں کو بھی اس کا عادی بنایا جائے'' م ع

چارپائی پر بیٹھنے والے کے قریب نیچے تلاوت کرنا

سوال...... ایک شخص چارپائی پر بیٹھا ہے اور نیچے اسی کمرہ میں ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے تو کیا یہ درست ہے؟ یا اس شخص کو چارپائی سے نیچے بیٹھنا چاہئے۔

جواب...... چارپائی پر ایک شخص بیٹھے اس طرح کہ قریب ہی نیچے ایک آدمی قرآن پاک لے کر تلاوت کر رہا ہے تو ہمارے عرف میں یہ چیز خلاف ادب سمجھی جاتی ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۶۵ ج ۱)

''اور ادب کا مدار عرف پر ہی ہے ہاں اگر تالی کے پاس قرآن پاک نہیں حفظ پڑھ رہا ہے ایسے وقت چارپائی پر بیٹھنا خلاف ادب نہیں'' م ع

نیکر پہنے ہوئے فوجیوں کے سامنے قرآن پڑھنے کا حکم

سوال...... فوجی حضرات صبح سویرے فوجی قانون کے مطابق نیکر پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کی رانیں ننگی ہوتی ہیں انہیں قرآن کریم سنایا جاتا ہے اس حالت میں ان کے سامنے درس دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... ایسے مجمع میں قرآن کریم سنانا جائز نہیں جس کے ران کھلے ہوئے ہوں ان کو سلام کرنا بھی مکروہ ہے تلاوت کا وقت ایسا ہونا چاہئے جس میں یہ بے ادبی نہ ہو یا پھر نیکر کو ایسا بنا دیا جائے جس میں ناف اور رانیں چھپی رہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳ ج ۱۶)

تلاوت افضل ہے یا درود پاک بھیجنا

سوال...... عبادت کے وقت قرآن حکیم کی تلاوت افضل ہے یا درود بھیجنا؟

جواب...... تمام اذکار میں قرآن کریم کی تلاوت افضل ہے البتہ جن اوقات میں نماز مکروہ ہے ایسے اوقات میں تسبیح دعا درود پاک بھیجنا تلاوت سے افضل ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۱۳ ج ۱)

''نماز کے مکروہ اوقات میں تلاوت مکروہ نہیں'' م ع

خارج نماز ''تلاوت'' سننا واجب نہیں

سوال...... مشہور ہے کہ قرآن مجید پڑھنا سنت ہے اور سننا فرض ہے خاص وقت میں یہ حکم

ہے یا عام حالات میں بھی؟ پس نماز کے باہر تردد ہے صحیح صورتحال واضح فرمائیں۔

جواب..... نماز کے باہر قرآن سننے میں دو قول ہیں' ایک تو وہی کہ سننا واجب ہے' لیکن حضرت تھانویؒ امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۹ پر لکھتے ہیں کہ میں آسانی کے لئے اسی کو اختیار کرتا ہوں کہ نماز سے باہر سننا مستحب ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۲۵ ج ۱)

ایصال ثواب کیلئے تلاوت قرآن پر اجرت' ایک اشکال کا جواب

سوال..... تلاوت قرآن پر اجرت جائز ہے یا نہیں؟ مجوزین عالمگیری کی سند پیش کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب..... قبر پر قرآن پڑھنا اور اس پر اجرت لینا عالمگیریہ وغیرہ میں اگرچہ جائز لکھا ہے جبکہ مدت متعین کر کے پڑھا جاوے معاملہ کیا جاوے لیکن علامہ شامی وغیرہ نے اس کی تردید و تغلیط کی ہے اس لئے صحیح یہ ہے کہ قرأت قرآن پر اجرت لینا حرام ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۶۰ ج ۱)

جو شخص غلط قرآن پڑھتا ہو اس کیلئے تلاوت کرنا اولیٰ ہے یا ترک؟

سوال..... کوئی شخص قرآن مجید کچھ غلط اور کچھ صحیح پڑھتا ہے تو کیا اس شخص کے لئے روزمرہ بوقت فرصت تلاوت کرنا اچھا ہے یا ترک کرنا چاہئے۔

جواب..... یہ شخص کسی عالم کو اپنا قرآن سنائے وہ سن کر یہ دیکھے گا کہ اس کی غلطی کس حد تک ہے اگر غلطی حد تحریف تک ہو تو اس کو ترک تلاوت لازم ہے اور تلاوت کرنا چاہے تو اس کو بقدر ضرورت حروف کو ٹھیک پڑھنا لازم ہے۔ ہاں اس تصحیح کے زمانے میں جو اولاً غلطی ہوگی وہ معاف ہے کیونکہ اس سے مقصود تلاوت نہیں بلکہ تعلیم ہے۔ (امداد الاحکام ص ۱۵۰ ج ۱)

تلاوت قرآن پاک کا کیا طریقہ ہونا چاہئے؟

سوال..... کوئی آدمی رمضان میں پانچ ختم قرآن کرتا ہو اگر وہ معانی کے ساتھ پڑھے تو فقط ایک ختم ہو سکتا ہے تو کون سے طریقہ سے ختم کرنا اولیٰ ہے اور کس طریقہ سے پڑھنے میں ثواب ملے گا؟

جواب..... رمضان المبارک میں اکثر لوگوں کو تلاوت کی رغبت اور ختم کا شوق ہوتا ہے اس لئے اس میں زیادہ دل جمعی ہے' زیادہ پڑھا جاتا ہے اور زیادہ وقت اس میں صرف ہوتا ہے لہذا جس میں جس کو زیادہ دل جمعی ہو اس کے لئے وہ اختیار کرنا اولیٰ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۴ ج ۱) ''بہتر یہ ہے کہ روزانہ دو جلسے رکھے ایک میں کثرت تلاوت ہو ایک میں کثرت تدبر'' م ع

نجس کپڑے پہنے ہوئے ہوں تو تلاوت کا حکم

سوال.....ا۔جسم پر ناپاک کپڑے پہنے ہوں تو اس حالت میں ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
۲۔نیز ناپاک لحاف سے سر سے پیر تک منہ ڈھانپ کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب.....نجاست کے قریب قرأت مکروہ ہے' نجس کپڑے پہن کر تلاوت جائز نہیں ہونی چاہئے البتہ تسبیح وتہلیل مکروہ نہیں۔
۲۔لحاف پاک بھی ہو تو بھی منہ ڈھانپ کر تلاوت نہیں کرنی چاہئے۔
پس بصورت ناپاکی لحاف بطریق اولیٰ منہ ڈھانپ کر تلاوت درست نہ ہوگی۔
(خیر الفتاویٰ ص۲۱۴ ج۱)

دوران تلاوت درود پاک کا حکم

سوال.....دوران تلاوت اگر آپ کا نام نامی آجائے تو درود شریف پڑھ کر آگے پڑھیں یا نہ پڑھیں؟
جواب.....بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک ترتیب کے مطابق جاری رکھیں اور فراغت کے بعد درود شریف پڑھیں۔(خیر الفتاویٰ ص۲۶۴ ج۱)''گو واجب نہیں''م'ع

بے سمجھے تلاوت کرنے کا بھی ثواب ملتا ہے

سوال.....کیا قرآن شریف کے محض الفاظ پڑھنے کا بھی ثواب ملتا ہے؟
جواب.....قرأت محض کا بھی ثواب ملتا ہے' بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ کی جائے۔
(خیر الفتاویٰ ص۲۲۰ ج۱)

راستہ میں بھیک مانگنے کی نیت سے قرآن پڑھنا حرام ہے

فرمایا امرود بیچنے والا جو دن بھر صدا لگاتا ہے کہ ''لے لو امرود'' اس کو اسی کی صدا لگانے میں اللہ اللہ کہنے کا ثواب ہے' اگر وہ اس کی بجائے سبحان خالق الکمثری (امرود کا خالق) کہا کرے تو فقہاء نے اس کو ناجائز کہا ہے کیونکہ اس میں خدا کے نام کو دنیا کے واسطے استعمال کرنا ہے جس سے خدا کے نام کی بے ادبی ہوتی ہے اس شخص کو لے لو امرود کہنے میں ثواب ہے اور سبحان خالق الکمثری کہنے میں کراہت ہے اسی طرح اگر کوئی شخص پہرہ دینے کا ملازم ہے وہ رات بھر جاگو جاگو کہتا رہے تو اس کے جاگو جاگو کہنے میں کوئی ضرر نہیں یہ بھی ضروری کام میں داخل ہے اس سے دل کا نور کچھ بھی کم نہ ہوگا اگر وہ بجائے جاگو کے لا الٰہ الا اللہ زور سے کہتا پھرے اور یہ سمجھے کہ جاگو

کہنے میں خدا کا ذکر نہیں ہوتا لاؤ ایسا لفظ پکاریں جس میں خدا کا ذکر بھی ہو جائے اور پہرہ بھی ہو جاوے تو فقہاء نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور وجہ وہی ہے کہ اس نے خدا کے نام کو دنیا کے واسطے استعمال کیا۔ واقعی فقہاء دین کو خوب سمجھتے ہیں بظاہر تو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پکار کر پہرہ دیا جائے مگر فقہا نے اس کی علت سمجھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جاگو جاگو کہنے میں اس کو ثواب ملے گا اور ذکر کے ساتھ پہرہ دینے میں گناہ ہوگا۔ اسی طرح راستوں پر بیٹھ کر قرآن پڑھنا اس نیت سے کہ کوئی ہم کو حاجت مند سمجھ کر کچھ دے دے گا بالکل حرام ہے۔ اگر کوئی حاجت مند زیادہ ہو اور اس کو مانگنا جائز ہو تو اس کو صاف صاف سوال کرنا چاہئے۔ قرآن کی صورت سوال بنانا حرام ہے۔ فقہاء نے ضرورت کی وجہ سے تعلیم پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے لیکن ذکر خالص کو دنیا کا ذریعہ بنانا جس سے تعلیم مقصود نہ ہو حرام ہے غرض پہرہ دینے والے کا جاگو پکارنا فضول نہیں ہے بلکہ اگر وہ پہرہ چھوڑ کر چپکے چپکے نفلیں پڑھنے لگے تو وہ خائن ہے اس نے اپنی ملازمت میں خیانت کی اس حالت میں تنخواہ لینا اسے بالکل حرام ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ذکر و شغل میں مشغول ہو اور اس وقت کوئی اس کے پاس نماز سیکھنے آئے تو اس وقت ذکر و شغل ترک کر دینا اور اس شخص سے بات چیت بھی ضرورت میں داخل ہے یا ہم تسبیح وغیرہ میں مشغول ہوں اور ایک آدمی نماز خراب پڑھ رہا ہو اس وقت واجب ہے کہ اپنا ذکر چھوڑ کر اسے ٹوک دیں کہ نماز اطمینان سے پڑھو بشرطیکہ فتنہ اور لڑائی کا خوف نہ ہو اگر ایسا خوف ہو اور نہ ٹوکا تو کچھ گناہ نہیں لیکن اگر محض اپنے ذکر اور تسبیحوں کا خیال ہو کہ کون اس کو بتلاوے کیوں اپنا کام چھوڑیں' یہ نماز خراب پڑھے گا تو خود ہی جہنم میں جائے گا تو اس صورت میں ان تسبیح پڑھنے والے صاحب کو بھی گناہ ہوگا کہ باوجود قدرت کے اس نے نہی عن المنکر میں کوتاہی کی۔ مگر آج کل لوگوں کو اپنے وظائف کا ایسا اہتمام ہوتا ہے کہ ان میں بولنا گناہ سمجھتے ہیں۔ بس ایسی چپ سادھ کر بیٹھتے ہیں کہ چاہے کچھ ہی ہو جائے بولنا جانتے ہی نہیں۔ یاد رکھو یہ سخت غلطی ہے ضرورت کے وقت بات چیت کرنا ذکر وغیرہ سے افضل ہے مگر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے بولنے بات کرنے کو برا نہیں سمجھتے اور وظیفہ میں بولنے کو گناہ سمجھتے ہیں چاہے ان کے نہ بولنے سے کسی کی جان ہی جاتی رہی ہے۔ جیسے ایک دیہاتی زاہد رات کو مسجد میں بیٹھا ہوا مراقبہ کر رہا تھا وہاں ایک غریب مسافر بھی پڑا سو رہا تھا جو سوتے ہوئے خراٹے لیا کرتے تھے۔ اس کے خراٹوں سے دیہاتی کے مراقبہ میں خلل پڑنے لگا تو آپ نے اس کو جگا کر بٹھا دیا کہ اٹھ کر بیٹھو یہ تم کیا کر رہے ہو وہ غریب اٹھ کر بیٹھا مگر نیند کہاں جاتی ہے بیچارہ تھکا ماندہ تھا

تھوڑی دیر میں پھر سو رہا اور خراٹے لینے لگا' دیہاتی نے پھر اسے اٹھا دیا وہ پھر کچھ دیر میں سو رہا' اور ویسے ہی خراٹے لینے لگا اب تو دیہاتی سے نہ رہا گیا اس نے نکال خنجر اس غریب کا کام تمام کر دیا کہ اب تو خراٹے نہ لے گا۔ صبح ہوئی لوگ نماز کو آئے تو مسجد میں خون ہی خون دیکھا پوچھا خان اس مسافر کو کس نے مارا تو آپ بے تکلف فرماتے ہیں کہ ہم نے مارا یہ ہمارے مراقبہ میں خلل ڈالتا تھا۔ سبحان اللہ آپ کا مراقبہ نہ جائے چاہے کسی کی جان جاتی رہے۔

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

یہ تو وہی مثل ہوئی کہ گڑ کھاویں اور گلگلوں سے پرہیز' قتل تو کر دیں مگر مراقبہ نہ چھوٹنے پاوے۔ **استغفر اللہ العظیم**. (ترک مالایعنی ص ۱۹ تا ۲۱) (اشرف الاحکام ص ۶۰)

منبر کے پہلے درجے پر قرآن رکھ کر تلاوت کرنا

سوال...... منبر کے پہلے درجے پر قرآن شریف رکھ کر تلاوت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... جز دان' غلاف' تکیہ وغیرہ پر رکھ کر پڑھنا تقاضائے ادب ہے' جس جگہ پیر رکھے جاتے ہوں اس جگہ بغیر غلاف وتکیہ کے نہ رکھیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴ ج ۱۸)

تمباکو یا پان منہ میں رکھ کر تلاوت کرنا

سوال...... پان میں تمباکو کھا کر مسجد یا دوسری جگہ تلاوت کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس لئے پان کھایا گیا ہو کہ نیند نہ آئے۔

جواب......ادب واحترام کا تقاضہ یہ ہے کہ منہ صاف کر کے تلاوت کی جائے اور یہ تصور کیا جائے کہ میں قرآن پاک اللہ تعالیٰ کو سنا رہا ہوں' پھر انشاء اللہ تعالیٰ نیند نہیں آئے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۶ ج ۱۸)

لوگوں کو خوش کرنے کیلئے قرآن پڑھ کر سنانا

سوال...... ابوموسیٰ اشعریؓ ایک مرتبہ قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو تعریف فرمائی' جب ان کو پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو اور اچھا پڑھتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی فرمائش پر قرآن پڑھا جائے اور خوب سنوار کر پڑھا جائے تو جائز ہے لہذا اگر نماز تراویح میں کسی کی رعایت سے خوب سنوار کر' اس کا دل خوش کرنے کے لئے پڑھا جائے تو کیا حکم ہے' مومن کا دل خوش کرنا بھی ثواب ہے۔

جواب..... اس میں شک نہیں کہ مومن کا دل خوش کرنے میں بھی ثواب ہے' لیکن جو عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہے اس میں نیت اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہی ہونی چاہئے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا اپنی اصل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی کو خوش کرنا ہے۔ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ورنہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اگر مخلوق کو خوش کرنے کے لئے کی جائے تو شرک کا خطرہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۶ ج ۱۸)

بچوں سے کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھوانا

سوال..... زید کہتا ہے کہ بچوں سے کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھوانا خلاف ادب ہے' عمر کہتا ہے کہ مبلغین وقراء قیام کر کے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں' اور حاضرین جلسہ اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں تو کیا یہ خلاف ادب نہیں ہوتا' زید نے ایک جلسہ کے موقعہ پر ایک قاری صاحب کا رکوع سنوایا' اور تمام جلسے والوں کو کھڑا کر دیا' یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب..... بچوں سے قرآن مجید کا آموختہ یا سبق کھڑے کر کے سننا جائز ہے' زید کا قول کہ کھڑے کھڑے پڑھوانا خلاف ادب ہے صحیح نہیں' جلسہ میں یہ حرکت بھی غلط کی گئی' آنحضرتؐ اور صحابہ کرام خطبہ جمعہ میں قرآن کی آیات پڑھتے تھے اور ساری جماعت بیٹھی رہتی تھی اور یہی طریقہ متوارث چلا آ رہا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۳۱ ج ۲) ''زید کو چاہئے تھا کہ حاضرین جلسہ کو کھڑا کرنے کے بجائے قاری صاحب کو بٹھا دیتے' جہل بھی بری بلا ہے'' م' ع

کیسٹ کے ذریعہ قرآن پاک پڑھنا

سوال..... قرآن پاک صحیح پڑھنے کے لئے اگر کیسٹ چلائیں اور خود بھی قرآن مجید کھول کر ساتھ ساتھ پڑھتا رہے تو کیا ثواب ملے گا اور اگر آیت سجدہ آئے تو سجدہ ایک ہی ہو گا یا جدا جدا؟

جواب..... اگر خود بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا ہے اور اس مجبوری سے کیسٹ چلاتا ہے اور اس کے موافق پڑھتا ہے تو ضرور ثواب ملے گا اور سجدہ ایک ہی کافی ہو گا (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۵ ج ۱۲)۔

''محض ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سجدہ کی آیت سننے سے واجب نہیں ہو گا بلکہ اپنی تلاوت سے واجب ہو گا''۔

قرآن کو دنیوی غرض کے لئے پڑھنا

سوال..... اگر کوئی شخص ایسا وظیفہ جس کے فضائل نصوص سے ثابت ہیں' بالفاظہا تو نہیں پڑھتا' اور ایسے ہی جن اوراد کے فضائل روایات سے ثابت ہیں' مثلاً دعاء' ثناء وحمد باری' اب کوئی

شخص اردو یا ہندی زبان میں کوئی ورد کسی حاجت کے لئے پڑھتا ہے تو کیا اس کو وہ ثواب بھی مل سکتا ہے جو ان کے متعلق فرمایا گیا ہے؟

جواب..... خواص وفوائد اور نیت ثواب میں تزاحم نہیں کہ اجتماع دشوار ہو گو اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضا مقصود ہو کیونکہ خواص وفوائد کا ترتب تو بہر حال ہوگا' پھر ثواب کو تابع اور خواص وفوائد کو متبوع بنانے کی کیا ضرورت ہے' تاہم اسی سے ثواب منصوص میں کمی نہ ہوگی اگر چہ یہ درجہ مفضول ہونے کی وجہ سے افضلیت کا ثواب نہ مل سکے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص٣٦ ج٦)

زینہ کے قریب بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنا

سوال..... زید مسجد کے فرش پر قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہتا ہے' اس کے قریب چار پانچ گز کے فاصلہ پر ایک بڑا زینہ ہے آیا اس صورت میں جب کہ اس زینہ سے اترتے چڑھتے رہتے ہیں اور زید نے قرآن شریف پر کپڑا ڈال دیا ہے قرآن کی بے ادبی ہوگی؟

جواب..... ایسی حالت میں زینے پر اترنا چڑھنا درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قرآن شریف دور بیٹھ کر پڑھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص٢٠ ج٦)

چند آدمیوں کا قرآن کریم جہراً پڑھنا

سوال..... چند لوگ ایک جگہ بیٹھ کر تلاوت قرآن جہراً کریں اور دوسرا نہ سنے ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... اعلیٰ بات یہ ہے کہ سب آہستہ تلاوت کریں' تا کہ ایک کی آواز دوسرے سے نہ ٹکرائے' لیکن اگر جہراً پڑھیں تب بھی ایک قول پر اجازت ہے' جب ایک شخص خود ہی تلاوت میں مشغول ہے اور دوسرے کی تلاوت کو نہیں سنتا' تو وہ قرآن پاک کی جانب سے اعراض کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص٢٨ ج١٣)

آیت قرآن پڑھ کر پھر درود شریف پڑھنا

سوال..... میری یہ عادت ہے کہ ایک آیت قرآن پڑھ کر درود پڑھتا ہوں' اس کے بعد ترجمہ پڑھتا ہوں اس کے بعد پھر درود شریف پڑھتا ہوں' یہ مکروہ تو نہیں؟

جواب..... آپ کا یہ طریقہ مکروہ نہیں جو موقعہ درود پڑھنے کا نہیں جیسے نماز میں بحالت قیام رکوع سجدہ اور جیسے قرآن کریم کی تلاوت کے درمیان نام مبارک کے آنے پر' ان مواقع پر احتیاطاً

ن جائے اور جن مواقع پر مسنون مستحب ہے اس وقت پڑھا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۲ ج ۱۵)

دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا اور جنت میں محل تعمیر ہونا

سوال...... جو شخص دس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھتا ہے ایک محل جنت میں تعمیر ہوتا ہے تو کیا وہ محل اس کے لئے ہے یا اس کے ساتھ حور و غلماں بھی رہیں گے۔

جواب...... دس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنے سے محل تعمیر ہونا کس روایت میں ہے پہلے اس کو لکھئے تا کہ غور کیا جا سکے اتنا ثابت ہے کہ جنت میں آدمی جو کچھ چاہے گا لے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۸ ج۱۵)

جو شخص ہر روز سورہ ملک پڑھے

سوال...... حامد روزانہ شب میں سورہ ملک پڑھتا ہے تو کیا قبر میں منکر نکیر سوال نہیں کریں گے؟

جواب...... جو شخص ہر رات سورہ ملک پڑھتا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ سوال قبر سے محفوظ رہے گا۔

(امداد الاحکام ص۳۸ ج۱)

قرآن مجید کو لیٹ کر پڑھنے کا حکم

سوال...... قرآن شریف کو عام کتابوں کی طرح بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... قرآن شریف کو بیٹھ کر اور لیٹ کر پڑھنا جائز ہے مگر لیٹ کر حفظ پڑھے قرآن ہاتھ میں لے کر نہ لیٹے کہ اس میں سوء ادب کا احتمال ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص۲۶۱ ج۱) "ہاں اگر بیمار ہے اور حافظ بھی نہیں تو اس کے لئے لیٹ کر بھی ہاتھ میں لینے سے بے ادبی نہیں ہوگی" م ع

چلتے پھرتے قرآن کی تلاوت اور درود شریف پڑھنا اچھا ہے

سوال...... میں روزانہ بازار میں چلتے پھرتے قرآن مجید کی سورتیں جو مجھ کو یاد ہیں پڑھا کرتا ہوں اور ایک ایک سورۃ کو دو دو تین تین مرتبہ پڑھا کرتا ہوں اور اس کے بعد درود شریف بھی بازار میں چلتے پھرتے پڑھا کرتا ہوں اس سلسلے میں دو باتیں بتا دیں ایک تو یہ کہ میرا یہ عمل ٹھیک ہے؟ اور اس میں بے ادبی کا کوئی احتمال تو نہیں ہے؟ دوسرے یہ کہ میرا اس طرح پڑھنا کہیں اوراد و وظائف میں شمار تو نہیں ہوتا؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اکثر اوراد و وظائف پڑھنے سے وظیفوں کی رجعت بھی ہو جاتی ہے جس سے انسان کو نقصان بھی ہو سکتا ہے۔

جواب...... بازار میں چلتے پھرتے قرآن کریم کی سورتیں درود شریف یا دوسرے ذکر و اذکار پڑھنے کا کوئی مضائقہ نہیں بلکہ حدیث پاک میں بازار میں گزرتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھنے

کی فضیلت آئی ہے اور یہ آپ کو کسی نے غلط کہا کہ اس سے نقصان بھی ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام لینے میں کیا نقصان؟ ہاں! کسی خاص مقصد کے لئے ورد و وظیفہ کرنا ہو تو کسی سے پوچھے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۲۸۴)

میت کے قریب قرآن مجید پڑھنے کا حکم

سوال..... میت کے قریب قرآن پاک پڑھنا کیسا ہے؟

جواب..... غسل سے پہلے میت مکمل ڈھکی ہوئی نہ ہو تو پاس بیٹھ کر جہراً پڑھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴ ج ۶) ''اس لئے کہ میت قبل غسل نجس ہے'' م ع

ریڈیو پر قرآن پاک پڑھنا

سوال..... ریڈیو پر قرآن شریف پڑھنے میں کیا حکم ہے؟

جواب..... ریڈیو دراصل مخصوص خبروں کی اشاعت کا ایک ذریعہ ہے لیکن یہاں اس کا استعمال بھی اگر فونوگراف کی طرح سے نہیں تو اس کے قریب قریب ضرور ہے جس میں بہت سی لغویات بھری ہوئی ہیں' مختلف قسم کے اشعار' تقریریں اور گانا بجانا ہوتا ہے۔

مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص نہیں' ابھی ایک بازاری عورت گا رہی ہے' ابھی ایک قاری صاحب نے قرآن شریف شروع کر دیا' یہ یقیناً احترام کلام اللہ کے خلاف ہے' فقہاء نے بیکار جگہوں اور بازار میں کلام اللہ شریف پڑھنے کو منع فرمایا ہے' اسی طرح ایسے لوگوں کے سامنے جو اپنے کاموں میں مشغول ہوں زور سے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰ ج ۶)

لاؤڈ سپیکر اور ریڈیو' ٹیلی ویژن سے آیت سجدہ پر سجدہ تلاوت

سوال..... عام طور پر تراویح لاؤڈ اسپیکر پر پڑھائی جاتی ہے سجدہ کی جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں اس کی آواز باہر بھی جاتی ہے اگر کوئی شخص باہر یا گھر میں سجدہ کی آیات سنے تو اس پر سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح ختم والے دن ریڈیو اور ٹی وی پر سعودی عرب سے براہ راست تراویح سنائی اور دکھائی جاتی ہیں اور لوگ کافی شوق سے (خاص طور پر خواتین) انہیں سنتے ہیں جبکہ آخری پارے میں دو سجدے ہیں' کیا عوام جب وہ آیات سجدہ سنیں تو ان پر سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ اکثریت صرف ذوق و شوق سے ہی دیکھتی ہے عملی طور پر کچھ نہیں' یعنی اکثر لوگ

صرف سن اور دیکھ لیتے ہیں سجدہ وغیرہ ادا نہیں کرتے۔

جواب..... جن لوگوں کے کان میں سجدے کی آیت پڑے خواہ انہوں نے سننے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے' بشرطیکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ آیت سجدہ تلاوت کی گئی۔ (اگر اسی تراویح کی ریکارڈنگ دوبارہ ریڈیو اور ٹی وی سے براڈ کاسٹ یا ٹیلی کاسٹ کی جائے تو سجدۂ تلاوت نہیں واجب ہوگا) البتہ عورتیں اپنے خاص ایام میں سنیں تو ان پر واجب نہیں۔

ٹیپ ریکارڈ اور سجدۂ تلاوت

سوال..... کیا ٹیپ ریکارڈ پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے؟

جواب..... اس سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

آیت سجدہ سن کر سجدہ نہ کرنے والا گناہگار ہوگا یا پڑھنے والا؟

سوال..... آیت سجدہ تلاوت کرنے والے اور تمام سامعین پر سجدہ واجب ہے' لیکن جس کو سجدے کے متعلق معلوم نہیں اور نہ ہی صاحب تلاوت نے بتایا تو کیا وہ سامع گناہگار ہوگا؟

جواب..... جن لوگوں کو معلوم نہیں کہ آیت سجدہ تلاوت کی گئی ہے اور تلاوت کرنے والے نے یا کسی اور نے ان کو بتایا بھی نہیں' وہ گناہگار نہیں اور جن لوگوں کو علم ہو گیا کہ آیت سجدہ کی تلاوت کی گئی ہے اس کے باوجود انہوں نے سجدہ نہیں کیا وہ گناہگار ہوں گے اور اس صورت میں تلاوت کرنے والا بھی گناہگار ہوگا اس کو چاہئے تھا کہ آیت سجدہ کی تلاوت آہستہ کرتا۔

سوال..... نیز اگر آیت سجدہ خاموشی سے پڑھ لی جائے تو جائز ہے؟

جواب..... اگر آدمی تنہا تلاوت کر رہا ہو' اس کو آیت سجدہ آہستہ ہی پڑھنی چاہئے لیکن اگر نماز میں (مثلاً تراویح میں) پڑھ رہا ہو تو آہستہ پڑھنے کی صورت میں مقتدیوں کے سماع سے یہ آیت رہ جائے گی' اس لئے بلند آواز سے پڑھنی چاہئے۔ (آپ کے مسائل جلد۳ ص ۱۰۴)

قبرستان میں قرآن پاک پڑھنے کے لئے لے جانا

سوال..... قبرستان میں قرآن شریف پڑھنے کے لئے لے جانا کیسا ہے؟

جواب..... نہیں لے جانا چاہئے' وہاں جا کر جو کچھ حفظ ہو پڑھے' جس کے حفظ نہ ہو وہ مکان یا مسجد میں پڑھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰ ج ۶) ''اور ایصال ثواب کردے'' م ع

جن کاغذات پر اللہ و رسول کا نام لکھا ہو ان کا کیا کیا جائے؟

سوال..... آج کل خطوط اور رسائل وغیرہ میں اللہ اور رسول کے نام لکھے ہوتے ہیں' کیا ان کی بے ادبی سے بچنے کے لئے یہ جائز ہے کہ ایسے ناموں کو قلم زد کر کے مٹا دیا جائے' اور پھر عام ردی میں اس کو استعمال کر لیا جائے۔

جواب..... اسماء محترمہ کے مٹانے کے بعد اس کاغذ کا ردی میں استعمال کرنا درست ہے' مگر بے ادبی نہ کی جائے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۴۶ ج ۱)

جن خطوط پر قرآنی آیات کے مطالب لکھے ہوں

سوال..... خطوط جن پر احادیث نبوی یا قرآنی آیت کے مطالب لکھے ہوں ان کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب..... ان کو دفن کر دیا جائے یا پانی میں بہا دیں' جلانے کی بھی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷ ج ۱)

ڈاک ٹکٹوں پر قرآنی آیت لکھنا ٹھیک نہیں

سوال..... محکمہ ڈاک پاکستان نے گیارہویں اسلامی کانفرنس کے موقعہ پر ایک یادگار ٹکٹ جاری کیا ہے جس پر آیت لکھی ہوئی ہے۔

جواب..... ٹکٹوں پر آیت قرآنی لکھنا بے ادبی ہے' محکمہ کو یہ ٹکٹ ختم کر دینے چاہئیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۴۵ ج ۱) "ٹکٹ پر ہر کس و ناکس کا ہاتھ لگتا ہے" م' ع

آیات لکھے ہوئے کاغذوں کی ردی بنانا

سوال..... آج کل گتا مل' گتا بنانے کے لئے ردی خریدتا ہے جس میں بعض مرتبہ ترجمہ قرآن و حدیث یا فقہ و اردو لکھا ہوتا ہے' اور میل میں وہ دھل کر صاف ہو جاتا ہے اور پھر گتا بنتا ہے کیا ایسے ملوں کے ہاتھوں' ایسی ردی فروخت کرنا جائز ہے؟

جواب..... اگر وہ ان اوراق کی بے ادبی نہیں کرتے' نجاست میں استعمال نہیں کرتے اور ان کو دھو کر گتا بناتے ہیں تو ان کے ہاتھ فروخت کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰ ج ۱۵)

"لیکن اس قدر احتیاط کی کب امید ہے اس لئے فروخت کرنے ہی میں احتیاط رکھنا اولیٰ ہے"۔

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانا جائز نہیں

سوال..... جناب مفتی صاحب! زید اور بکر کے درمیان قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کے

بارے میں بحث ہوئی زید نے کہا کہ قرآن کریم کا وہ نسخہ جو بوسیدہ ہو چکا ہو تو اس کو جلانا جائز ہے اور دلیل میں حضرت عثمانؓ کا عمل پیش کیا جبکہ بکر نے کہا کہ مطلقاً قرآن کریم کو جلانا جائز نہیں اگرچہ بوسیدہ ہو چکا ہو از راہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح صورتحال سے ہمیں مطلع فرمائیں؟

جواب...... فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جب قرآن کریم کا کوئی نسخہ بوسیدہ ہو جائے اور تلاوت کے قابل نہ رہے تو اس کو جلایا نہ جائے بلکہ کسی محفوظ مقام میں دفن کر دیا جائے اس لئے صورت مسئولہ میں بکر کا قول درست ہے۔ جہاں تک اس بارے میں حضرت عثمانؓ کے عمل کا تعلق ہے تو محدثین نے اس کے مختلف جوابات ذکر کئے ہیں' قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اولاً ان اوراق کو پانی سے دھویا پھر آگ سے جلایا' گویا کہ آپؓ نے مصحف کو نہیں بلکہ ان صاف اوراق کو جلایا تھا۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: وفی الذخیرة المصحف اذاصارخلقاً و تعذرالقراة منه لایحرق بالناراليه اشارمحمد و به ناخذ (ردالمختار ص ۴۲۲ ج ۶ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع)(و فی الهندية ' المصحف اذا صارخلقاً و تعذرت القراة منه لایحرق بالنار اشار الشیبانی (ای محمد) الیٰ هذا فی السیرالكبير و به ناخذ. (الفتاویٰ الهندية ج ۵ ص ۳۲۳ کتاب الكراهية الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ) (فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۱۶۴.

قرآن کی آیات کنویں پر لکھنا مکروہ ہے

سوال...... ایک کنویں کے بیچ دیوار میں ایک کتبہ بنام بانی بتاریخ بناء' بمعہ بسم اللہ' وکلمہ شریف لکھا ہوا ہے' جس میں خوف بے ادبی ہے اس کا رہنا جائز ہے یا نہ اور اگر نہیں کیا حروف محو کئے جاویں یا صحیح سالم کتبہ کو نکال کر کسی اونچی جگہ مسجد میں رکھ دیا جائے؟

جواب۔ اس طرح آیات کا لکھنا مکروہ ہے' پس اگر کنویں کے متولی یا محلہ والے راضی ہوں تو اس کتبہ کو نکال کر کسی اونچی جگہ پر ادب سے رکھ دیا جائے' مسجد میں بھی چسپاں نہ کیا جائے۔ (امداد الاحکام ص ۱۳۷ ج ۱)

تختہ سیاہ پر آیات قرآنی لکھتے وقت باوضو ہونا چاہئے

سوال...... استاذ صاحب پڑھاتے ہوئے سورتیں لکھتے ہیں اور لڑکے کاپیوں پر لکھتے ہیں یہ سب کام بے وضو کئے جاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... بہتر صورت یہ ہے کہ پڑھاتے وقت اور لکھاتے وقت استاد اور طلبہ دونوں باوضو ہوں اگر ایسا نہ ہو سکے تو بدرجہ مجبوری اس کی اجازت ہوگی کہ استاد جب لکھے تو تختہ سیاہ سے مس نہ کرے بلکہ تختہ سیاہ اور ہاتھ کے درمیان کپڑا حائل رہے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو وضو کرنا لازم ہوگا۔ اور اسی طرح بچے بھی جس کاپی پر لکھ رہے ہوں وہ کاپی ڈسک وغیرہ پر رکھی ہوئی ہو اور ان کے ہاتھ وغیرہ بھی کاپی کو نہ چھو رہے ہوں یہ حکم بالغوں کے لئے ہے۔ نابالغ کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے (خیر الفتاویٰ ص ۲۱۹ ج ۱) ''یعنی ان کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں''۔ م' ع

حافظ کو غیر حافظ پر فوقیت ہے

سوال...... زید کہتا ہے کہ حاجی مقتدی پر حافظ قرآن کا رتبہ زیادہ ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب...... غیر حافظ پر حافظ کو فوقیت حاصل ہے' امام کو مقتدیوں پر فوقیت ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۴۹ ج ۱۵) ''لیکن کبر اور فخر اور دوسرے کی تحقیر کی اجازت نہیں'' م' ع

بستی میں کوئی حافظ نہیں

سوال...... ہماری بستی میں کوئی حافظ نہیں زید کہتا ہے کہ سب گنہگار ہیں کیونکہ حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔

جواب...... بڑی محرومی کی بات ہے کہ وہاں پر کوئی حافظ نہیں کوشش کر کے حفظ کی طرف توجہ دلانا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۹ ج ۱۵) ''لیکن زید کا یہ حکم صحیح نہیں'' م' ع

غلاف قرآن افضل ہے یا غلاف کعبہ

سوال...... زید کہتا ہے کہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا تھا کہ غلاف قرآن غلاف کعبہ سے افضل ہے چونکہ کلام اللہ کی صفات ازلیہ ابدیہ میں سے ہے اور صفت موصوف میں علاقہ اتحاد ہوتا ہے اس بناء پر وہ غلاف کلام اللہ جس کا اتصال صفت حق تعالیٰ کے کلام سے ہے' وہ افضل ہے بہ نسبت اس کپڑے کے جس کا اتصال صفت باری سے نہیں ہے۔

جواب...... یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے نہیں کہ اس پر ایمان کی صحت موقوف ہو' یا اس پر ادائے فرض موقوف ہو محض علمی نکتہ کے درجہ میں ہے ایسے مسائل میں نزاع نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن کریم کا بیت اللہ سے افضل ہونا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے اسی واسطے جو جزدان قرآن کریم سے متصل ہے وہ غلاف بیت اللہ سے افضل ہوگا' یہ بات الگ ہے کہ غلاف بیت اللہ پر کلمہ شریف یا کوئی آیت لکھی ہو تو اس کی وجہ سے اس کو افضلیت حاصل ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳ ج ۱۸)

غیر مسلم کو ثواب پہنچانا

سوال...... غیر مسلم کو قرآن پاک وغیرہ کا ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۲ ج ۱۲) "قرآن پاک میں ممانعت آئی ہے" م ع

ایصال ثواب کے لئے قرآن کا اسقاط کرانا

سوال...... کسی میت کی طرف سے ایک ایک قرآن اس نیت سے اسقاط کرنا تا کہ اس میت کے گناہ ہر آیت کے عوض معاف ہو جائے کیسا ہے؟ اور کیا واقعی گناہ معاف ہو جاتا ہے؟

جواب...... قرآن شریف اسقاط کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اگر یہ مطلب ہے کہ پڑھ کر ایصال ثواب کر دیا جائے تو بلا اجرت پڑھ کر ثواب پہنچانے سے یقیناً ثواب ہوتا ہے لیکن حقوق العباد اس سے معاف نہیں ہوتے اسی طرح روزے نماز بھی جو میت کے ذمہ ہیں معاف نہیں ہوتے۔ بشرط وصیت ایک ثلث میں سے کفارہ ادا کرنا لازمی ہے۔ اگر ترکہ نہیں چھوڑا تو تلاوت وغیرہ کا ثواب پہنچایا جائے کیا عجب ہے کہ اللہ پاک معاف فرما دیں اگر یہ مطلب ہے کہ ایک قرآن کسی کو بہ نیت صدقہ دیں تو اس سے ثواب ہوتا ہے۔ "اور اگر اسقاط کرانے کا مطلب کچھ اور ہے تو سوال میں واضح کیا جائے"۔

لیکن ترکہ میت سے بغیر وصیت ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے دینا درست نہیں جبکہ بعض ورثہ نابالغ ہوں بعد تقسیم بالغین اپنے حصہ میں سے دے سکتے ہیں۔ اور اگر وصیت کی ہے تو ایک ثلث میں نافذ کرنا واجب ہے زائد میں بالغ ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اور جب نابالغ ہوں تو ان کی اجازت معتبر نہیں ہے ہر آیت کے عوض ایک گناہ کی معافی کی تصریح کسی جگہ نہیں دیکھی جیسا کہ اور صدقہ دینے کا حال ہے ایسا ہی قرآن شریف کا حال ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹ ج ۶)

رحل پر رکھے ہوئے قرآن کو چومنا

سوال...... قرآن شریف پڑھتے وقت رحل پر جھک کر قرآن کو چومنا یعنی بوسہ دینا کیسا ہے؟

جواب...... قرآن شریف کو چومنا برکت اور تعظیم کی غرض سے درست ہے لیکن اٹھا کر چومنا چاہئے رحل پر رکھے ہوئے جھک کر نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸ ج ۶) "تا کہ رکوع سجدہ کا شبہ نہ ہو" م ع

قرآن کو بوسہ دینے کا حکم

سوال...... بعض لوگ قرآن کھولنے سے پہلے اسے بوسہ دیتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

جواب...... قرآن مجید کو بوسہ دینا جائز ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۴۸ ج ۱) ''حضرت عمرؓ قرآن کریم کو کبھی کبھی بوسہ دیا کرتے تھے۔ م ع

قرآن پاک کے لئے ریشم کا جزدان بنانا

سوال...... ریشمی کپڑے کا جزدان قرآن پاک کے لئے بنانا کیسا ہے؟

جواب...... ریشم کے کپڑے کا جزدان قرآن پاک میں لگایا جاسکتا ہے اس میں کوئی منع نہیں' ریشم کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے مطلقاً ریشم حرام نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۴ ج ۱۳)

گراموفون باجے میں قرآن مجید سننا

سوال...... گراموفون باجے میں قرآن شریف سننا کیسا ہے؟ ایک صاحب خلیفہ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہیؒ کے سامنے ایک مرتبہ اس کا ذکر آیا حضرتؒ نے فرمایا کہ جس چیز کا ویسے سننا درست ہے اس کا باجہ میں سننا بھی درست ہے۔

جواب...... ہرگز جائز نہیں' ان خلیفہ صاحب کو یقیناً غلط ہوا ہوگا' قرآن کے ساتھ تلہی جائز نہیں' اور اس کا تلہی ''کھیل کود ہونا'' ظاہر ہے۔ (امداد الاحکام ص ۱۵۸ ج ۱)

قرآن کریم کو گراموفون میں بھرنا اور سننا کیسا ہے؟

سوال...... فونوگراف کے اندر غایت درجہ خوش الحانی کے ساتھ کلام اللہ کی تلاوت کی جاتی ہے توحید کی تقریر پیغمبرؑ کے اوصاف حمیدہ' حضرت ابراہیمؑ کے احوال وغیرہ لہٰذا اس کا سننا اور مکان کے اندر رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب...... فونوگراف لہو ولعب کا ایک آلہ ہے' اس میں گانا بجانا بھی ہوتا ہے فحش اور مذاقیہ غزلیں بھی ہوتی ہیں' قرآن پاک خدائی کلام سب سے زیادہ معزز ہے اس کا گراموفون میں بھرنا اور سننا ناجائز ہے اس سے احتراز لازم ہے اگر قرآن شریف کو آلہ لہو ولعب بنایا جائے تو یہ کلام الٰہیہ کا استہزا اور استخفاف ہوگا جو کفر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴ ج ۶)

ریڈیو کے دینی پروگرام چھوڑ کر گانے سننا

سوال...... میرے گھر میں ریڈیو ہے۔ مجھے نغمے سننے کا بہت شوق ہے' بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ریڈیو اسٹیشن سے تلاوت کلام پاک یا کوئی مذہبی پروگرام نشر ہو رہا ہوتا ہے تو دوسرے

اسٹیشن سے میرے پسندیدہ گانے نشر ہو رہے ہوتے ہیں میں بالآخر تمام مذہبی پروگراموں کو چھوڑ کر گانے سننے لگتا ہوں' کیا یہ جائز ہے؟

جواب...... خود آپ کا ضمیر کیا اسے جائز کہتا ہے؟ گانے سننا بجائے خود حرام ہے' تلاوت بند کرکے گانے سننا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

تلاوت کلام پاک اور گانے ریڈیو یا کیسٹ سے سننا

سوال...... اگر تلاوت کلام پاک کو کیسٹ یا ریڈیو سے سنا جائے تو اس کا ثواب حاصل نہیں ہوتا تو اس اصول کے مطابق موسیقی اگر ریڈیو یا کیسٹ میں سنی جائے تو اس کا گناہ بھی نہ ہونا چاہئے!

جواب...... گانے کی آواز سننا حرام ہے' اس کا گناہ ہوگا' تلاوت کی آواز تلاوت نہیں اس لئے تلاوت سننے کا ثواب نہیں ہوگا البتہ اگر آپ قرآن کریم کے صحیح تلفظ کو سیکھنے کے لئے سنتے ہیں تو اس کا اجر ضرور ملے گا۔

کیا ٹیپ ریکارڈ پر تلاوت ناجائز ہے؟

سوال...... آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ ٹیپ پر تلاوت کرنے سے تلاوت کا ثواب نہیں ملتا' اور نہ اس کے سننے سے تلاوت کا سجدہ واجب ہوتا ہے' تو گزارش ہے کہ اس زمانے میں تو ٹیپ ریکارڈ نہیں تھا اس لئے قرآن وسنت سے اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ملتی لیکن آج کل کے دور میں تو یہ ایک آلہ ہے جس کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ جہاد میں ہوائی جہاز اور ٹینک وغیرہ قرآن وسنت کی روشنی میں وجوہات درج کیجئے۔

جواب...... ٹیپ پر تلاوت کو ناجائز تو میں نے بھی نہیں کہا' مگر سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے تلاوت صحیحہ شرط ہے اور ٹیپ سے جو آواز نکلتی ہے وہ عقلاً وشرعاً صحیح نہیں اس لئے اس پر تلاوت کے احکام بھی جاری نہیں ہوں گے۔

ٹیپ ریکارڈ پر صحیح تلاوت وترجمہ سننا موجب برکت ہے

سوال...... میں قرآن کریم کے مکمل کیسٹ خریدنا چاہتا ہوں جو با ترجمہ ہیں' پوچھنا یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ پر تلاوت وترجمہ سننا کیسا ہے؟ ثواب ہوتا ہے کہ نہیں؟ آپ سے مشورہ لینا ہے کہ "قرآن کے کیسٹ سیٹ" لوں یا نہ لوں۔

جواب...... اب یہ تو آپ نے لکھا نہیں کہ کیسٹ پر کس کی تلاوت اور ترجمہ ہے؟ ترجمہ و تلاوت اگر صحیح ہیں تو ان کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں' تلاوت سننے کا ثواب تو نہیں ہوگا' بہرحال

قرآن کریم کی آواز سننا موجب برکت ہے۔

تلاوت کی کیسٹ کافی ہے یا خود بھی تلاوت کرنی چاہئے؟

سوال...... میرا ایک دوست ہے جو خود قرآن شریف نہیں پڑھتا بلکہ ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ کے ذریعہ روز قرآن شریف سنتا ہے حالانکہ میری اس سے بحث ہوئی تو کہنے لگا کہ قرآن شریف پڑھنا کوئی ضروری نہیں مسلمان صرف سن کر بھی عمل کر سکتا ہے۔ یہ الجھن میرے ذہن میں گھومتی رہی اس کو دور کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب سے ملا انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ خود پڑھنے اور سننے کا ثواب ایک ہی ہے۔ اب میرے ذہن میں بات نہیں آتی کہ جب ایک مسلمان خود قرآن شریف پڑھا ہوا ہے تو خود کیوں نہیں تلاوت کرتا ہے؟ آپ بتائیے اور میری الجھن دور کریں کہ کیا قرآن پاک صرف دوسروں کی زبان سے سننا چاہئے اور خود تلاوت نہ کی جائے؟ جبکہ وہ خود لکھا پڑھا ہو آخر کیوں؟

جواب...... قرآن مجید کے بہت سے حقوق ہیں' ایک حق اس کی تلاوت کرنا بھی ہے اور اس کے احکام کا سننا اور ان پر عمل کرنا بھی اس کا حق ہے' اسی طرح بقدر ہمت اس کو حفظ کرنا بھی اس کا حق ہے' ان تمام حقوق کو ادا کرنا چاہئے۔ البتہ قرآن مجید پڑھنا' قرآن مجید سننے سے زیادہ افضل ہے۔ اور ٹیپ ریکارڈ کی تلاوت کو اکثر علماء نے تلاوت میں شمار نہیں کیا ہے۔

ٹیپ ریکارڈ کی تلاوت کا ثواب نہیں تو پھر گانوں کا گناہ کیوں؟

سوال...... روزنامہ جنگ میں ہر ہفتہ آپ کا کالم تقریباً باقاعدگی سے پڑھتا رہا ہوں' اس میں بعض اوقات آپ کے جواب متعلقہ مسئلہ کے مزید الجھاؤ کا باعث بن جاتے ہیں' اور کبھی کبھی جواب وضاحت طلب رہ جاتے ہیں' جس کی وجہ سے سائل ہی نہیں بلکہ دوسرے قارئین کی الجھن دور نہیں ہو پاتی۔ مثال کے طور پر آپ نے فرمایا ہے کہ ٹیپ ریکارڈ کی تلاوت واقعتاً تلاوت نہیں ہے اس سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ نہ تلاوت کا ثواب ملے گا اگر یہ واقعتاً تلاوت نہیں ہے تو پھر ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے تلاوت کا جواز ختم ہو جائے گا یہی نہیں جب اس کا ثواب بھی نہیں ہے تو پھر ٹیپ ریکارڈ سے فحش گانے سننا بھی باعث عذاب نہیں ہوگا اور پھر فلمیں دیکھنے سے بھی کیا برائی پیدا ہو سکتی ہے؟ دوسری بات سجدۂ تلاوت کی ہے تو یہ ناچیز یہ سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی متعلقہ آیت کسی بھی ذریعہ سے کسی مسلمان کے کان تک پہنچے یا وہ خود تلاوت کرے اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا یہ آپ کی بات تسلیم کر لی جائے تو پھر عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں دور دور تک صف بند نمازی جو نماز ادا کرتے یا

رکوع وسجود پیش امام کے ساتھ کرتے ہیں وہ بھی بے معنی ہوکر رہ جائے گا اس لئے کہ ان نمازوں میں خصوصاً لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عام ہے۔ ہاں! ٹیپ ریکارڈر پر تلاوت سے نماز ادا نہ کرنے کا جواز تو ہے اس لئے کہ باجماعت نماز کے لئے پیش امام کا ہونا لازم ہے لیکن سجدۂ تلاوت کا واجب نہ ہونا اور اس کی سماعت کا کسی ثواب کا باعث نہ ہونا عقل وفہم سے بعید باتیں ہیں۔

جواب...... جناب کی نصیحتیں بڑی قیمتی ہیں، میں دل سے ان کی قدر کرتا ہوں اور ان پر جناب کا شکر گزار ہوں۔ یہ ناکارہ اپنے محدود علم کے مطابق مسائل حزم واحتیاط سے لکھنے کی کوشش کرتا ہے، مگر قلت علم اور قلت فہم کی بنا پر کبھی جواب میں غلطی یا لغزش کا ہو جانا غیر متوقع نہیں۔ اس لئے اہل علم سے بار بار التجا کرتا ہے کہ کسی مسئلے میں لغزش ہو جائے تو ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح ہو جائے۔

۱:......اس تمہید کے بعد گزارش ہے کہ آنجناب کی نصیحت کے مطابق اس مسئلہ میں دوسرے اہل علم سے بھی رجوع کیا، ان کی رائے بھی یہی ہے کہ ٹیپ ریکارڈر پر تلاوت سننے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں آتا، پاکستان کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''آلات جدیدہ'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ جو آیت سجدہ سنی جائے اس کا وہی حکم ہے جو گراموفون کے ریکارڈ کا ہے کہ اس کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا، کیونکہ سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے تلاوت صحیحہ شرط ہے اور آلہ بے جان بے شعور سے تلاوت متصور نہیں''۔ (ص:۲۰۷)

۲:...... جناب کا یہ شبہ صحیح نہیں کہ: ''اگر یہ تلاوت نہیں تو ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے تلاوت کا جواز ختم ہو جائے گا۔'' ریڈیو پر جو تلاوت نشر ہوتی ہے وہ عموماً پہلے ریکارڈ کر لی جاتی ہے بعد میں نشر کی جاتی ہے اس لئے اس کا حکم وہی ہے جو ٹیپ ریکارڈ کی آواز کا ہے کہ وہ تلاوت صحیحہ نہیں، مگر ریکارڈ کرانا جائز ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ ''آلات جدیدہ'' میں لکھتے ہیں: ''اس مشین پر تلاوت قرآن پاک اور دوسرے مضامین کا پڑھنا اور اس میں محفوظ کرانا جائز ہے''۔ (حوالہ بالا) پس اس کے تلاوت صحیحہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تلاوت کرنا ہی ناجائز ہو جائے۔ البتہ کسی اور سبب سے ممانعت ہو تو دوسری بات ہے، مثلاً: ٹیلی ویژن پر تصویر بھی آتی ہے اور یہ شرعاً حرام ہے، اور جو چیز حرام اور ملعون ہو اس کو قرآن مجید کے لئے استعمال کرنا بھی حرام ہے اور ریڈیو کا استعمال اکثر گانے بجانے کے لئے ہوتا ہے اس لئے بعض اہل علم نے اس پر تلاوت کو بے ادبی قرار دیا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جو برتن نجاست کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس میں کھانا کھاتے ہوئے ایک سلیم الفطرت شخص کو گھن آئے گی۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

''اگرچہ ریڈیو کے استعمال کرنے والوں کی بدمذاقی نے زیادہ تر گانے بجانے اور بدمذاقی میں لگا رکھا ہے' اسی وجہ سے بعض علماء نے اس پر تلاوت قرآن کو درست نہیں سمجھا لیکن دوسرے مفید مضامین کی بھی اس میں خاصی اہمیت پائی جاتی ہے' اس لئے یہ صحیح ہے کہ اس کو آلات لہو و طرب کے حکم میں داخل نہیں کیا جاسکتا' اور ریڈیو کی جس مجلس میں تلاوت ہوتی ہے وہ مجلس بھی لہو و لعب اور لغو باتوں سے الگ ہوتی ہے۔'' (ص:۱۶۲)

۳:...... جناب کا یہ شبہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ اگر ٹیپ ریکارڈر کی تلاوت' تلاوت صحیحہ نہیں نہ اس سے تلاوت سننے کا ثواب ہے تو گانے سننے کا گناہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ تلاوت کے خاص شرعی احکام ہیں جو تلاوت صحیحہ پر مرتب ہوتے ہیں' ٹیپ ریکارڈ کی آواز تلاوت صحیحہ نہیں' محض تلاوت کی آواز ہے' چنانچہ اگر اذان ٹیپ کرلی جائے تو موذن کی جگہ پانچوں وقت ٹیپ ریکارڈ بجادینے سے گو اذان کی آواز تو آئے گی لیکن اس کو اذان نہیں کہا جائے گا نہ اس سے اذان کی سنت ادا ہوگی اسی طرح ٹیپ کی ہوئی تلاوت بھی تلاوت کے قائم مقام نہیں۔ لیکن شریعت نے گانے کی آواز سننے کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے' چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

''دو آوازیں ایسی ہیں کہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں' ایک خوشی کے موقع پر باجے تاشے کی آواز' دوسری مصیبت کے موقع پر نوحے کی آواز''۔ (جامع صغیر)

اس لئے گانے کی آواز خواہ کسی ذریعے سے بھی سنی جائے اس کا سننا حرام ہے' لہٰذا تلاوت پر گانے کی آواز کو قیاس کرنا صحیح نہیں۔

۴:......اور جناب کا یہ ارشاد ہے کہ: ''قرآن مجید کی آیت سجدہ خواہ کسی بھی ذریعے سے کسی مسلمان کے کانوں تک پہنچے یا وہ خود تلاوت کرے اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا''۔ تلاوت صحیحہ کی حد تک تو صحیح ہے' مطلقاً صحیح نہیں' مثلاً: کسی سوئے ہوئے شخص نے آیت سجدہ تلاوت کی' نہ اس پر سجدہ واجب ہے نہ اس کے سننے والے پر کیونکہ سونے والے کی تلاوت' تلاوت صحیحہ نہیں۔ اسی طرح اگر کسی پرندے کو آیت سجدہ رٹادی گئی تو اس کے پڑھنے سے بھی سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں چونکہ پرندے کا پڑھنا تلاوت صحیحہ نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے آیت سجدہ تلاوت کی کسی شخص نے خود اس کی تلاوت تو نہیں سنی' مگر اس کی آواز پہاڑ یا دیوار یا گنبد سے ٹکرا کر اس کے کان میں پڑی تو اس صدائے بازگشت کے سننے سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ الغرض اصول یہ ہے کہ تلاوت صحیحہ کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے' ٹیپ ریکارڈ کی

آواز تلاوت صحیح نہیں اس لئے اس کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے۔

۵:......آپ نے جو لاؤڈ اسپیکر کا حوالہ دیا ہے وہ بھی یہاں بے محل ہے کیونکہ لاؤڈ سپیکر آواز کو دور تک پہنچاتا ہے اور مقتدیوں تک جو آواز پہنچتی ہے وہ بعینہ امام کی تلاوت وتکبیر کی آواز ہوتی ہے ٹیپ ریکارڈر اس آواز کو محفوظ کر لیتا ہے اب جو ٹیپ ریکارڈ بجایا جائے گا وہ اس تلاوت کا عکس ہوگا جو اس پر کی گئی وہ بذات خود تلاوت نہیں اس لئے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

جو باتیں اس ناکارہ نے گزارش کی ہیں اگر اہل علم اور اہل فتویٰ ان کو غلط قرار دیں تو اس ناکارہ کو ان سے رجوع کر لینے میں کوئی عار نہیں ہوگی اور اگر حضرات اہل علم اور اہل فتویٰ ان کو صحیح فرماتے ہیں تو میرا مؤدبانہ مشورہ ہے کہ ہم عامیوں کو ان کی بات مان لینی چاہئے فقہ کے بہت سے مسائل ایسے باریک ہیں کہ ان کی وجہ ہر شخص کو آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی واللہ الموفق۔

پی آئی اے کو فلائٹ میں بجائے موسیقی کے تلاوت سنانی چاہئے

سوال...... میں نے طویل عرصہ قبل ایک تجویز پی آئی اے کو پیش کی تھی کہ اندرون ملک ہر پرواز کے شروع میں کچھ منٹ (کم سے کم) پندرہ منٹ اور پرواز کے آخری وقت میں کچھ منٹ (کم سے کم) پندرہ منٹ کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کے ٹیپ مسافروں کو سنائے جائیں کیونکہ اب تک ان وقتوں میں موسیقی کی فرسودہ دھنیں سنائی جاتی رہی ہیں۔ جبکہ ان وقتوں میں اگر مسافروں کو قرآن پاک کی تلاوت کے ٹیپ سنائے جائیں تو ان سے ایمان کو تقویت حاصل ہوگی اور سفر بخیر و خوبی گزر جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل سفر رہے گا۔ یہ تھی میری تجویز جو کہ ایک اسلامی مملکت کی فضائی سروس سے متعلق ادارے کو پیش کی گئی تھی جو کہ اسلامی شعائر کی ترویج کے سلسلے میں ایک اچھی کوشش ثابت ہوسکتی ہے لیکن اس کا جواب پی آئی نے جو دیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس ادارے میں کس قسم کے ذہن مسلط ہیں جو یہ تو چاہتے ہیں کہ موسیقی کی دھنیں بجتی رہیں لیکن یہ نہیں چاہتے کہ خدا کا کلام مسافروں کو سنایا جائے بلکہ یہ عذر پیش کیا جارہا ہے کہ اس سے بے حرمتی کا اندیشہ ہے کیونکہ مسافروں میں سارے مسلمان تو سفر نہیں کرتے چند غیر مذہب لوگوں کے سفر کرنے کی بنا پر باقی تمام مسلمانوں کو اس نیک عمل سے محروم رکھنا تو سمجھ میں نہیں آتا ہے اگر یہی طریقہ ہے اسلامی نظام اور اسلامی سوچ رائج کرنے کا تو اس پورے پاکستان میں بھی غیر مذہب کے لوگ رہتے ہیں چنانچہ ان کی بنا پر اسلامی نظام بھی رائج نہ کیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس سے بے حرمتی کا اندیشہ ہو یہ کمزور دلیل سمجھ میں نہیں آئی۔ براہ کرم آپ میری تجویز کا مطالعہ کریں اور اگر

میں درست ہوں تو اس کو رائج کروانے کے لئے آپ بھی کوشش کریں کہ آپ کی تحریر میری تحریر سے بہت مضبوط ہے' اس کار نیک میں ضرور حصہ لیں' اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے' آمین۔

جواب...... آپ کی تجویز بہت اچھی ہے۔ بے حرمتی کا عذر تو بالکل ہی لغو اور مہمل ہے' البتہ یہ عذر ہوسکتا ہے کہ شاید غیر مسلم اس کو پسند نہ کریں مگر یہ عذر بھی کچا ہے۔ قرآن کریم کی حلاوت و شیرینی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی صحیح انداز میں پڑھنے والا ہو تو غیر مسلم برادری بھی اسے نہ صرف پسند کرتی ہے بلکہ اس سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ پی آئی اے کے اعلیٰ حکام کو اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے اور موسیقی شرعاً ناجائز اور گناہ ہے' اس کا سلسلہ بند کر دینا چاہئے۔ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۸۸ ص ۲۹۰۔

بوسیدہ قرآن کریم کو دفن کرنے کے لئے لپیٹ کر رکھنا بے ادبی نہیں

سوال...... زید نے پرانے قرآن بہت خستہ اکٹھا کر کے ایک کپڑے میں اس نیت سے باندھ کر رکھ دیا کہ اس کو کسی کنویں یا تالاب میں ٹھنڈا کر دیا جائے گا' اس پر زید کی بیوی نے توہین قرآن کا الزام لگایا اور زید کو برادری سے خارج کر دیا' براہ کرم اس معاملہ میں شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

جواب...... جو قرآن پاک بوسیدہ ہو جائے' اور استعمال میں نہ آسکے تو اعلیٰ بات یہ ہے کہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر قبر بنا کر اس میں محفوظ جگہ دفن کر دیا جائے' کسی کنویں یا تالاب وغیرہ میں بھی اس طرح ٹھنڈا کر دینا درست ہے کہ اس کے اوراق نیچے بیٹھ جائیں اور بے ادبی نہ ہو' اگر زید کا یہی مقصد تھا "جو اوپر بیان ہوا" تو اس نے کوئی جرم نہیں کیا' بیوی کا بدنام کرنا اور برادری کا اس کی وجہ سے برادری سے یا گاؤں سے نکالنا بھی بری بات ہے' برادری کو لازم ہے کہ زید کو گاؤں میں آنے اور رہنے دے بیوی کو بھی توبہ لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵ ج ۱۲)

جائے نماز میں قرآن شریف کو لپیٹنا

پوچھا گیا کہ جائے نماز میں قرآن شریف کو لپیٹ کر رکھ دیا جائے تو کیسا ہے؟ فرمایا جائز تو ہے مگر جائے نماز پیر رکھنے کی چیز ہے اس میں قرآن شریف کو لپیٹنا سوء ادب تو ضرور ہے۔ پوچھا گیا قرآن شریف کے اوپر اور کوئی کتاب رکھنا کیسا ہے؟ فرمایا یہ بھی سوء ادب ہے الا آنکہ قرآن شریف کی حفاظت کی غرض سے ہو۔ (حسن العزیز ج ۴ ص ۲۴۷) اشرف الاحکام ص ۶۰۔

قرآن کا حفظ و ختم فرض ہے یا سنت؟

سوال...... ہر شخص پر عمر بھر میں ایک ختم قرآن کرنا یا سننا فرض عین ہے یا سنت مؤکدہ؟

جواب...... حفظ قرآن فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے تراویح میں ہر سال پڑھنا یا سننا سنت مؤکدہ ہے اور چالیس روز میں ایک مرتبہ ختم کرنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۲ ج ۱۲)

اگر غلطی سے قرآن کریم گر جائے

سوال...... اگر کسی شخص کے ہاتھوں سے غلطی سے قرآن کریم گر جائے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب...... استغفار توبہ کہ غلطی ہو گئی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴ ج ۱)

جس کمرہ میں قرآن پاک ہو اس میں ہمبستری کرنا

سوال...... جس کمرہ میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے ایک صاحب کہتے ہیں کہ اس کمرہ میں بیوی سے ہمبستری نہ ہونا چاہئے' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب...... اگر قرآن شریف طاق یا الماری میں اونچی جگہ حفاظت سے رکھا ہوا ہے تو اس کمرہ میں بیوی سے ہمبستری ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵ ج ۱)

الماری میں رکھے ہوئے قرآن کی طرف پشت کرنا

سوال...... کمرہ کے دروازے کے سامنے اندر الماری میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے' نکلتے وقت اس کی جانب پشت ہو جاتی ہے تو کیا یہ خلاف ادب ہے؟

جواب...... اگر وہ ادب واحترام کے ساتھ رکھا ہوا ہے تو اس طرح نکلتے وقت اس کی جانب پشت ہونا خلاف ادب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱ ج ۱)

قرآن شریف کی طرف پیر پھیلانا

سوال...... قرآن کریم اونچی الماری یا دیوار کے طاق پر رکھا ہوا ہے۔ تو چارپائی پر اسی کمرہ میں اس کی طرف پیر کر کے لیٹنا کیسا ہے؟

جواب...... اگر قرآن شریف پیروں کی سیدھ میں نہیں بلکہ بلند ہے تو اس میں گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵ ج ۱)

چارپائی کے نیچے بکس میں قرآن مجید ہو تو چارپائی پر لیٹنا

سوال...... بکس میں قرآن مجید بند ہے چارپائی کے نیچے ہے اس پر لیٹنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ضرورت کے وقت چارپائی کے نیچے بکس میں قرآن وغیرہ رکھنے کی گنجائش ہے

اور بدون ضرورت ایسا کرنا بے ادبی ہے۔ (امداد الاحکام ص ۱۵۵ ج ۱)

حمائل شریف جیب میں رکھ کر پیشاب وغیرہ کرنا

سوال..... اگر جیب میں چھوٹا قرآن شریف ہو تو اس حالت میں پیشاب وغیرہ کرنیکی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب..... جیب میں حمائل شریف رکھ کر بیت الخلاء میں جانا یا کسی اور جگہ پیشاب کرنا جائز تو ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور یہ حکم جب ہے کہ حمائل شریف جیب وغیرہ میں چھپ جائے اور اگر جیب میں ہوتے ہوئے نظر آئے تو ایسی حالت میں نکال دینا ضروری ہے۔ (امداد الاحکام ص ۱۵۰ ج ۱)

قرآن وحدیث دوسری زبانوں میں تحریر ہوں تو......

سوال.....۱۔ اگر قرآن کریم یا حدیث شریف یا اسم الٰہی بعینہ انگریزی یا کسی دوسری زبان میں لکھے ہوئے ہوں تو ان کی تعظیم ضروری ہے کہ نہیں؟

۲۔ اگر قرآن مجید یا حدیث شریف یا اسماء الٰہی کا ترجمہ انگریزی ہندی یا فارسی اردو وغیرہ میں ہو تو ان کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ ہر زبان میں لکھا ہوا قرآن یا حدیث شریف یا اسم الٰہی واجب الاحترام ہے گو پورے قرآن کا اور زبان میں لکھنا جائز نہیں مگر اس کی بے ادبی بھی جائز نہیں بلکہ اگر کسی نے پورا قرآن فارسی یا انگریزی میں لکھا ہو تو اس کو احتیاط سے ایک طرف جہاں پاؤں نہ پڑیں دفن کر دیا جائے اور اوپر تختہ رکھ کر مٹی سے چھپا دیا جائے اور ایک دو آیت کا اردو یا فارسی و انگریزی رسم الخط میں لکھنا جائز ہے اور اس کا ادب واجب ہے۔

۲۔ ترجمہ گو اصل کے برابر تو نہیں مگر بے حرمتی اس کی بھی جائز نہیں چاہے کسی زبان میں ہو۔ (امداد الاحکام ص ۱۵۱ ج ۱)

تاجر کتب کے لئے بلا وضو قرآن چھونے کا حکم

سوال..... میں کتابوں کی تجارت کرتا ہوں اور بسا اوقات بے وضو رہنا پڑتا ہے اور قرآن شریف خریدار کو دکھانا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں بلا وضو کے چھو سکتا ہوں کہ نہیں اور جو آیتیں کتابوں میں لکھی رہتی ہیں ان آیتوں کو بغیر وضو تلاوت کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب...... تاجروں کو بھی بدون وضو کے قرآن کا بلا واسطہ چھونا جائز نہیں' رومال سے چھوئے اور چاقو یا رومال سے ورق کھول کر دکھائے' ہاتھ نہ لگائے اور جن کتابوں میں ایک دو آیت لکھی ہو اس کو بلا وضو پڑھنا جائز ہے مگر موضع آیت کو ہاتھ سے چھونا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۴۹ ج ۱)

ریاحی مریض کے لئے قرآن چھونا

سوال...... زید قرآن پاک یاد کرنا چاہتا ہے چونکہ اسے تجارت کی غرض سے اکثر سفر کرنا پڑتا ہے اور وہ ریاحی مریض بھی ہے۔ تو اس صورت میں کیا وہ دو ایک مرتبہ وضو بنا کر بار بار قرآن چھو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب...... صورت مسئولہ میں وہ شرعی معذور نہیں اس کو چاہئے کہ رومال یا تولیہ ساتھ رکھے اس سے قرآن کریم پکڑے بلا وضو ہاتھ نہ لگائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳ ج ۱۸)

تعلیم کے وقت معلم کا اونچی جگہ بیٹھنا

سوال۔ قرآن پڑھاتے وقت اگر استاد اونچی جگہ بیٹھا ہو اور طلباء نیچی جگہ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی آدمی اپنے بڑے کی موجودگی میں اس سے اوپر نہیں بیٹھ سکتا' اور اس کو خلاف ادب تصور کیا جاتا ہے تو قرآن کی عظمت ہر چیز کی عظمت سے بڑھ کر ہے لہٰذا اس کی موجودگی میں اس کے اوپر بیٹھنا یقیناً خلاف ادب ہوگا' لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ مجلس ایک ہو اور اگر مجلس مختلف ہو جائے تو اس سے اوپر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (امداد الاحکام ص ۱۵۲ ج ۱)

غیر مسلم کو قرآن پاک کی تعلیم دینا

سوال...... اگر کوئی مسلم غیر مسلم کو قرآن پڑھائے تو جائز ہے یا نا جائز؟

جواب...... اگر کوئی باا ثر مسلم کسی غیر مسلم کو اس نیت سے قرآن پڑھائے کہ اس کو ہدایت ہو تو درست ہے' مگر اس کو تاکید کرے کہ وہ بے وضو قرآن پاک کو ہاتھ نہ لگائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲ ج ۴)

بدرجہ مجبوری حاکم وقت کے پاس قرآن بھیجنا

سوال...... ایک صاحب نے حاکم وقت کے طلب کرنے پر اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص مسلم کے ہاتھ قرآن شریف کو روانہ کیا' پھر اسی شخص موصوف سے واپس منگوالیا' کیا یہ فعل باعث عتاب تو نہیں؟

جواب...... حاکم کے مانگنے کے سبب قرآن شریف کو مجبوراً روانہ کیا ہے' اس میں اللہ تعالیٰ کے عتاب کی کوئی وجہ نہیں' حق تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ (باقیات صالحات ص ۲۸۹)

آیات قرآنیہ کو جلا کر دھواں لینا درست نہیں

سوال..... قرآنی آیات کولکھ کران کی دھونیاں بنا کر جلانا شرعاً جائز ہے یانہیں؟

جواب..... ان تعویذ کو جن میں اسماء الہٰیہ اور آیات قرآنیہ ہوں دھونیاں بنا کر جلانا ناجائز ہے کیونکہ یہ توہین ہے البتہ اگر آیات کے ہندسے ہوں تب یہ حکم نہ ہوگا۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۴۶ ج۱)

بذریعہ پارسل قرآن شریف بھیجنا

سوال..... بذریعہ پارسل قرآن شریف ڈاک سے بھیجنا کیسا ہے؟ گناہ تو نہ ہوگا؟

جواب..... مجبوری اور ضرورت کی بنا پر پارسل کے ذریعہ قرآن شریف بھیجنا جائز ہے پوری احتیاط کے ساتھ پیکنگ کر کے بکس میں رکھ کر روانہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۱۷ ج۶)

جس گھر میں قرآن مجید موجود ہو اس کی چھت پر چڑھنا

سوال..... جس گھر میں قرآن مجید رکھے ہوں اس کی چھت پر چڑھنا کیسا ہے؟

جواب..... جس مکان کے اندر قرآن ہو اس کی چھت پر چڑھنا جائز ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۴۵ ج۱)

دستانے پہن کر بلاوضو قرآن چھونا

سوال..... حفظ کی غرض سے قرآن کو بار بار چھونا پڑتا ہے تو دستانے پہن کر جو خاص قرآن شریف چھونے کے لئے مخصوص ہوں بلاوضو ہاتھ لگا سکتا ہے یانہیں؟

جواب..... چونکہ دستانے بھی پہنے ہوئے ہے اس لئے اس سے قرآن کو چھونا جائز نہیں۔ ہاں رومال وغیرہ سے چھونا جائز ہے جو بدن سے الگ ہو۔ (امداد الاحکام ص ۱۵۸ ج۱)

قرآن مجید میں مور کا پر رکھنے کا حکم

سوال..... قرآن شریف میں مور کا پر رکھنا درست ہے یانہیں؟

جواب..... امداد الفتاویٰ ج۴ ص ۸۵ میں ہے کہ کوئی امر مانع نہیں لہٰذا جائز ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۶۲ ج) "اگر کوئی محض اپنا شوق پورا کرنے کے لئے بلاضرورت رکھے تو منع کیا جائے گا" م ع

کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو قرآن آہستہ آہستہ پڑھنا چاہئے

سوال..... نمازی حضرات مسجد میں آ کر سنت غیر مؤکدہ شروع کر دیں تو اس صورت میں

قرآن پڑھنا بند کردیں یا نمازی سنت پڑھنا یا قرآن آہستہ پڑھا جائے؟

جواب.....اذان کے بعد قرآن مجید یا کوئی اور ذکر اتنی آواز سے پڑھنا جس سے لوگوں کی نماز میں خلل آئے درست نہیں پڑھنے والوں کو چاہئے کہ آہستہ پڑھیں۔(خیر الفتاویٰ ص۲۴۸ ج۱)

فرضوں کے بعد فوراً درس قرآن شروع کرنے کا حکم

سوال.....ایک امام فرائض عشاء سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے حدیث شریف کی تلاوت شروع کر دیتا ہے جبکہ جماعت میں اکثریت امام کے ساتھ فارغ ہو جاتی ہے لیکن دو تین آدمی مسبوق ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ امام ہماری نماز کے اختتام کا انتظار کرے کیونکہ ہماری نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

جواب.....اصل تو یہی ہے کہ درس قرآن و حدیث سنتوں اور وتروں کے بعد شروع کیا جائے کیونکہ اس میں نہ تو فرائض و نوافل میں فصل لازم آئے گا اور نہ مقتدیوں کو اعتراض کا موقعہ ملے گا اور اگر درس ایسی نماز کے بعد شروع کیا جائے جس کے بعد سنتیں نہیں تو یہ سب سے بہتر ہے اور اگر نمازیوں کا اصرار ہو کہ درس سنتوں سے قبل ہی ہو تو نمازیوں کے نماز سے فراغت کے بعد ہی درس شروع کیا جائے۔(خیر الفتاویٰ ص۲۵۷ ج۱)

سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے

سوال.....سورہ توبہ کے شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

جواب.....جو شخص اوپر سے سورہ انفال کی تلاوت کرتا ہوا آئے وہ بسم اللہ نہ پڑھے لیکن جو شخص سورہ توبہ کے شروع یا درمیان سے تلاوت شروع کر رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے۔(خیر الفتاویٰ ص۲۶۰ ج۱)

قرآن کریم میں مضامین کے تکرار کی حکمت

سوال.....قرآن حکیم کے مضامین میں تکرار بہت ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب.....نزول قرآن کا مقصد تذکیر و نصیحت کرنا بھی ہے ترغیب و ترہیب کے مضامین کا بار بار کیا جانا نیز خداوند تعالیٰ کی بے نہایت قدرت اور اس کی صفات جلالیہ و جمالیہ کا مناسب مقامات پر تکرار کے ساتھ اعادہ نہایت ضروری ہے اور یہ مفید بھی ہے۔(خیر الفتاویٰ ص۲۶۳ ج۱)

''اور جب اس ذات کو حکیم تسلیم کرلیا تو ہر فعل میں حکمت ہونا یقینی ہے خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے غلام کے لئے حکمت کا سوال گستاخی ہے'' م'ع

قرآن حکیم کے پرانے گتوں کا حکم

سوال..... مجلد قرآن حکیم کے گتوں کو کیا کیا جائے جبکہ وہ ٹوٹ جانے پر قرآن سے جدا ہوجاتے ہیں۔

جواب..... اگر مملوکہ ہیں تو دوسری جگہ ان کا استعمال جائز ہے' (خیر الفتاویٰ ص ۲۲۶ ج ۱)
اور اگر وقف ہیں تو ذاتی کام میں نہ لائیں' م'ع

مسجد میں جمع شدہ قرآن کریم فروخت کرنا

سوال..... لوگ قرآن کریم مسجدوں میں لاکر جمع کراتے ہیں لوگ کم پڑھتے ہیں' ویسے پڑے رہتے ہیں' کیا ان کو فروخت کرکے ان کے پیسوں کو مسجد میں خرچ کرسکتے ہیں یا کسی اور مسجد میں قرآن دے سکتے ہیں؟

جواب..... ان قرآنوں کو دوسری مسجد میں دینا جائز نہیں' اور نہ ہی ان کو فروخت کرکے ان کی قیمت مسجد کی ضرورت میں صرف کرنا جائز ہے اس لئے موجودہ جمع شدہ قرآن پاک کی تو حفاظت لازمی ہے اور آئندہ کے لئے دہندگان کو سمجھا دیا جائے کہ وہ قرآن پاک مسجد میں نہ رکھیں اور یہ اعلان کردیا جائے کہ جو آدمی مسجد میں قرآن پاک دے گا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد میں استعمال کی جائے گی' پھر اس کی قیمت مسجد میں استعمال کرنا درست ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۲۶ ج ۱)

بذریعہ فلم تبلیغ قرآن توہین قرآن ہے

سوال..... قرآنی قصوں کے بارے میں فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی ٹی وی پر نمائش جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو تبلیغ قرآن کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... قصص قرآنیہ کی فلم سازی ایک فتنہ ہے اور ایسے فتنے یہود ونصاریٰ کی نقالی میں یورپ سے درآمد کئے جاتے ہیں۔

ایسے فتنوں کی ابتداء کیسی ہی حسین کیوں نہ ہو' انجام گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا ایسی فلمیں تیار کرنا اور ٹی وی پر ان کی نمائش کرنا شرعاً درست نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۲۶ ج ۱) ''بلکہ اس میں جو آدمی بھی جس طرح تعاون دے گا ترویج میں حصہ دار بن کر سخت گناہ گار ہوگا'' م'ع

تفسیر کبیر میں چاند سورج کو ذی روح کہا گیا ہے

سوال...... ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ تفسیر کبیر میں آیا ہے کہ بعض صوفیاء کرام کے نزدیک سورج اور چاند ذی روح ہیں' اگر واقعی تفسیر کبیر میں لکھا ہے تو آپ وضاحت فرمائیں؟

جواب...... تفسیر کبیر میں آیت کریمہ "والقمر قدرناه منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بعض نجومیوں نے کہا کہ ستارے زندہ ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق "یسبحو" فرمایا ہے اور تسبیح کا اطلاق عاقل پر آتا ہے اس پر امام رازی فرماتے ہیں کہ اگر حیات سے مراد حیوۃ کی اتنی مقدار ہے جس سے تسبیح ہو سکے تو ہم بھی اس کے قائل ہیں کیونکہ تمام اشیاء تسبیح کرتی ہیں اور اگر حیوۃ سے مراد کچھ اور ہے تو وہ ثابت نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۲۶ ج ۱)

جس کو کلام پاک کچا یاد ہو کیا وہ بھی بخشش کرائے گا

سوال...... ایک حافظ بہت بیمار رہتا ہے زکام اور خواب ہو جانے کا بہت بڑا مرض ہے لگاتار اس مرض میں مبتلا ہے اس لئے دماغ کی کمزوری بہت ہے' صحیح یاد نہیں ہوتا' چھوٹی چھوٹی سورتیں تک یاد نہیں رہتی۔ یہ حافظ اللہ تعالیٰ کے یہاں اندھا تو نہیں اٹھایا جائے گا' قرآن دیکھ کر روزانہ پڑھتا ہے ناغہ نہیں کرتا؟

جواب...... جب وہ روزانہ دیکھ کر تلاوت کرتا رہتا ہے اور دماغ کی کمزوری کی وجہ سے محنت کے باوجود یاد نہیں ہوا تو وہ اندھا نہیں اٹھایا جائے گا اور اس کو محنت کا پورا اجر ملے گا اور امید ہے کہ وہ بخشش بھی کرائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰ ج ۱۲)

قرآن کے ذریعہ رفع سحر کی ترکیب

سوال...... ایک شخص پر جادو کرایا گیا' بہت عمل کیا' مگر افاقہ نہیں ہوا' اب یہ بتلایا گیا کہ شیطانی عمل سے ہی دور ہوگا' اگر ایسا عمل کیا جائے تو گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ کہنا کہ عمل شیطانی ہی سے علاج ہوتا ہے یہ صحیح نہیں' دفع سحر جائز اعمال سے بھی ہوتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سحر کو دور کرنے کے لئے معوذتین نازل ہوئی تھیں' مثلاً اگر سحر کئے کو چالیس روز تک سورہ فاتحہ مع بسم اللہ چینی کے برتن پر زعفران کے پانی سے لکھ کر دھو کر پلایا جائے نہار منہ تو باذن اللہ تعالیٰ شفا ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۹ ج ۱۲) "مختلف نسخے ہیں اس لئے کہ مسحور بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور سحر بھی۔ اس سلسلہ میں دیکھئے ہمارا رسالہ جادو کے احکام" م ع

قرأت کے جلسے اور کانفرنس منعقد کرنا

سوال...... یہاں دہلی میں اجتماع قراء کا قرار پایا ہے' جس میں نامور اور مشہور قاری حضرات تشریف لائیں گے وزراء امراء بھی شرکت کریں گے' مختلف قاری جو سنانے کے لئے تجویز کئے جائیں گے' ان کی قرأت سن کر انعام بھی دیا جائے گا ایسے اجتماع میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

جواب...... قرآن پاک کی عظمت سے دل بھرا ہوا ہو' خوف وخشیت طاری ہو' ہیبت الٰہی سے کانپتے ہوئے وعیدوں اور بشارتوں کا استحضار کر کے اس تصور سے تلاوت کرے کہ اللہ پاک کو سنا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں' صحابہ کرام میں بھی یہ طریقہ جاری تھا۔ پیسہ کمانا' اپنی تعریف وشہرت ہرگز مقصود نہ ہو' خدانخواستہ قرآن کو روپیہ کمانے کا ذریعہ بنایا جائے' یا شہرت حاصل کرنے کے لئے پڑھا جائے' یا راگ کے قواعد کے طور پر تو اس کی ہرگز اجازت نہیں' ایسے قاری کے ذریعہ جہنم کو دھونکایا جائے گا' اب آپ خود ہی منطبق کرلیں کہ آپ کے اجتماع کی کیا شان ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۹ ج۱)

شبینہ کی محفلوں میں لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت' اس پر اجرت اور سجدۂ تلاوت وغیرہ سے متعلق چند سوالات کے جوابات

چند سال سے سہلٹ کے اطراف میں شبینہ کے نام سے ایک نئی قسم کی مجلسیں قائم ہوتی ہیں جو عموماً مغرب سے طلوع آفتاب کے دو ایک گھنٹہ بعد تک باقی رہتی ہیں...... حاضرین کی تعداد اتنی کم ہوتی ہے کہ وہاں مائیکروفون کی ضرورت ہرگز نہیں ہوتی' لیکن شاید ہی کوئی ایسی مجلس مائیکروفون سے خالی رہتی ہے' حاضرین مجلس اکثر سوتے رہتے ہیں' کوئی خراٹے لیتا ہے' کوئی اونگھتا ہے' کوئی باہر بیڑی سگریٹ پی رہا ہے' اس کی بدبو مجلس تک آتی رہتی ہے...... گھر کے لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ہمہ تن متوجہ ہو کر تلاوت کلام پاک سنتے ہیں' اکثر لوگ اپنے خانگی امور میں مشغول رہتے ہیں۔ گھر کے سونے والوں کے لئے یہ آواز حرج عظیم ہوا کرتی ہے' واعظین حضرات تلاوت قرآن ہوتے وقت بھی چائے نوش کرتے ہیں' پان کھاتے ہیں' کبھی کبھار آپس میں گفتگو بھی کرتے ہیں' کوئی سوئے ہوئے' تو کوئی بیٹھے ہوئے ہیں' بانی مجلس کی طرف سے ان کو روپے ملتے ہیں کم ہونے پر برہمی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی پہلے سے روپے کا تصفیہ کر لیتے ہیں۔ اکثر واعظین مدارس کے مدرس ہوتے ہیں اور ان مجلسوں کا سلسلہ عموماً ماہ کا تک سے ماہ بیساکھ تک جاری رہتا ہے' سو واعظ صاحب اس تقریر کی وجہ سے مدرسہ سے غیر حاضری کے

ایام کی تنخواہ بھی لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں طویل سات مہینے میں وقتاً فوقتاً شب بیداری کی وجہ سے درسی کتابوں کا مطالعہ نہیں کر سکتے' بعض ایک ہی مدرسہ کے تین چار ایسے واعظ اساتذہ باہر رہا کرتے ہیں'اس سے مدرسہ کا جو تعلیمی نقصان ہوتا ہے وہ خارج عن البیان ہے۔

سوال......۱:۔ایسی مجلس میں مائیکروفون لاکراس کا کرایہ دینا بیجا خرچہ کہا جائے گا یا نہیں؟

جواب......۔ جب مجلس کے حاضرین تک بغیر لاؤڈ سپیکر کے آواز پہنچ جاتی ہے تو لاؤڈ سپیکر لگانا ''غیر ضروری'' بلکہ مضر ہے لہٰذا یہ اسراف میں داخل ہے۔

سوال......۲:۔ایسی مجلس کے مائیکروفون میں کلام پاک کی تلاوت جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب......اگر اس کی آواز ان لوگوں تک پہنچتی ہے جو مجلس میں حاضر نہیں اور ان کی نیند وغیرہ میں خلل اندازی ہوتی ہے یا اس سے تلاوت کلام پاک کی بے حرمتی کا امکان ہے تو مائیکرو فون میں تلاوت کرنا درست نہیں۔

قال فی ردالمختار و علیٰ ھذا لوقرأعلی السطح والناس نیام یأثم.
(شامی ج : ۱ ص : ۵۰۹) (شامی فروع فی القراء ۃ خارج الصلوٰۃ
ج : ۱ ص : ۵۴۶ (طبع ایچ ایم سعید)

سوال......ایسی مجلس کے مائیکروفون میں سجدے کی آیات تلاوت کرنے سے مجلس سے باہر یا گھر کے لوگوں کے سننے سے ان پر سجدہ کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟ برتقدیر اول وہ لوگ اگر سجدہ نہ کریں تو تلاوت کرنے والے یا بانی مجلس پر گناہ عائد ہوگا یا نہیں؟

جواب...... واجب ہوگا اور اگر انہوں نے سجدہ نہ کیا تو اس کے ساتھ لاؤڈ اسپیکر لگانے والے بھی گناہ سے خالی نہ ہوں گے۔

سوال......۴:۔ کہتے ہیں کہ آداب تلاوت مجلس کے لئے محدود ہیں' جب مائیکروفون میں تلاوت ہوگی تو مجلس کی تعریف میں اور توسیع ہوگی یا نہیں؟

جواب......جی نہیں' مجلس تلاوت اسی جگہ کو کہا جائے گا جہاں حقیقتاً تلاوت ہو رہی ہے لہٰذا بلاضرورت مائیکروفون پر تلاوت کی جائے تو باہر سننے والے عدم استماع وغیرہ میں معذور ہوں گے اور اس کا گناہ تلاوت کرنے والوں پر ہوگا۔

یجب علی القاری احترامه بان لایقراه فی الاسواق و مواضع الاشتغال' فاذا قراه فیها کان هوالمضیع لحرمته فیکون الاثم علیه

دون اهل الاشتغال. (ردالمحتار ج : ۱ ص ۵۱۰) (شامی مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية ج : ۱ ص : ۵۴۶ (طبع سعید)

سوال ...... تلاوت قرآن پاک کے وقت سامع کو چائے نوش کرنا' پان کھانا یا گفتگو کرنا' مجلس میں لیٹنا کیسا ہے؟

جواب...... اگر تلاوت قرآن شرائط کی رعایت کے ساتھ کی جارہی ہو تو سامعین کا چائے پینا' پان کھانا' لیٹنا اور کوئی ایسا کام کرنا جس سے تلاوت کی طرف سے بے توجہی کا اظہار ہو کراہت سے خالی نہیں۔

سوال...... ۶:۔ واعظ مدرس کو صاحب مجلس کی طرف سے عطیہ یا وعظ کی اجرت لے لینے کے بعد مدرسہ سے غیر حاضری کے ایام کی تنخواہ لینا کیسا ہو گا؟

جواب...... اگر مدرسہ سے باضابطہ رخصت لی ہے اور وعظ پر اجرت لینے کا کوئی معاہدہ منتظمین مدرسہ سے نہیں ہوا' تو جائز ہے۔

سوال...... کسی مدرس صاحب کا ایسی مجلسوں میں ہمیشہ ہمیشہ جا کر مدرسہ سے غیر حاضر رہ کر اور اکثر اوقات بغیر مطالعہ درس دے کر مدرسہ یا طلبہ کو نقصان پہنچانا کیسا ہو گا؟

جواب...... مجلس اگر ان منکرات پر مشتمل نہ ہو جن کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے تو کبھی کبھی اس میں چلے جانے میں کوئی حرج نہیں' لیکن اس کو اس طرح روزانہ کا معمول بنا لینا' اور ایسا مشغلہ بنا لینا کہ مطالعے کی فرصت نہ ملے جس سے مدرسہ کا نقصان ہو درست نہیں' اس صورت میں ان کی تنخواہ حلال طیب نہ رہے گی۔

سوال...... واعظ صاحب کو عطیہ یا وعظ کی اجرت لے لینے کے بعد اخروی ثواب کی امید باقی رہتی ہے یا نہیں؟

جواب...... وعظ اگر اجرت لینے کے مقصد سے نہیں کیا گیا تو اللہ سے امید رکھنی چاہئے خواہ منتظمین وعظ کچھ ہدیہ' عطیہ دے دیں۔ واللہ سبحانہ اعلم (فتاویٰ عثمانی ج ۱ص ۱۸۸)

قرآن کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور بسم اللہ پڑھنا

سوال...... ۱۔ قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟ تبرکاً یا عدم علم قرآن کی وجہ سے ایسا کرنا کیسا ہے؟

۲۔ اس طریقہ کو ختم قرآن سے تعبیر کرنا کیسا ہے؟

۳۔ اگر وظیفہ کے لئے ایسا عمل کیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

۴۔ اگر جائز ہے تو محض امر دینی کے لئے یا دنیوی کے لئے بھی' نیز حصول دولت جب کہ ضرورت سے زائد ہو امر دینی ہوگا یا دنیاوی؟

جواب...... ہر سطر پر انگلی پھیرنا' اور بسم اللہ پڑھنا غلط ہے' محض بسم اللہ پڑھنے کا ثواب مستقل ہے۔

۲۔ اس طریقہ کو ختم قرآن کہنا غلط ہے۔ ۳۔ اگر کوئی وظیفہ ایسا ہو تو گنجائش ہے۔

۴۔ خلاف دین کسی غرض کا حاصل کرنا اور اس کے لئے وظیفہ پڑھنا درست نہیں' غیر شرعی امور سے تو بچنے کا حکم ہے' ضرورت سے زائد ناموری کے لئے دولت حاصل کرنا امر دنیوی ہے' اور غیر شرعی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴ ج۵)

قرآن شریف بھول جانے پر وعید

سوال...... ایک شخص نے قرآن کریم حفظ کیا تھا' لیکن غفلت سے بھول گیا' اب ضعیفی میں اس کو خیال ہوا' لیکن یاد نہیں ہوتا' اگر اس کے بجائے نفل نمازوں کی کثرت کرے' تو کیا اس وعید سے بچ سکتا ہے؟ جو یاد کر کے بھلا دینے میں ہے' یا یاد کرنے میں لگا رہنا بہتر ہے' یاد ہو یا نہ ہو؟

جواب...... وہ وعید اس وقت ہے کہ دیکھ کر پڑھنے پر بھی قادر نہ ہو' بذل المجہود ص ۲۶۶ ج ۱ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳ ج۱) "اس لئے شخص مذکور وعید کا مستحق نہیں" م'ع

قرأت قرآن پر اجرت کا حیلہ

سوال...... زید کسی کے واسطے قرآن شریف پڑھنے کے بعد گیارہ روپے طلب کرتا ہے' اور کہتا ہے کہ چونکہ ہم نے وقت خرچ کیا اور ہمارے کام کا نقصان ہوا اس لئے عوض لیتا ہوں' کیا یہ حیلہ درست ہے؟

جواب...... یہ لینا بھی ناجائز اور دینا بھی ناجائز ہے جن مسائل میں فقہاء نے حیلہ کی اجازت دی ہے' یہ ان میں سے نہیں' اور نہ اس میں حیلہ کی ضرورت ہے' جس کی بنا پر اجازت دی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۷ ج۱۲) "اگر یہ قرآن نہ پڑھے دینی کچھ حرج نہیں" م'ع

قرآن پاک کی قسم کھانا

سوال...... قرآن پاک کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب...... "قرآن پاک کی قسم کھانا نہیں چاہئے" لیکن اگر کھالے گا تو منعقد ہو جائے گی' اور اس پر قسم ہی کے احکام مرتب ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱ ج۱۵)

نابالغ سے ختم کرانا

سوال..... ہمارے یہاں گھروں میں ختم شریف کراتے ہیں' بہت سے بچے ناپاک کہ جن کو ناپاکی کی تمیز نہیں ہے وہ بھی پڑھتے ہیں قرآن میں کئی جگہ سجدہ آتا ہے وہ ایک مرتبہ بھی سجدہ نہیں کرتے اس طرح پر ختم کرانا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... جو بچے نابالغ ہوں ان پر سجدہ تلاوت واجب نہیں' جب وہ قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ان کو بھی ثواب ملتا ہے بڑوں کے ذمہ ہے پاکی' ناپاکی کی تمیز سکھائیں میت کو ثواب پہنچانا بہت اچھا ہے' لیکن بغیر رسم کے دہم' چہلم وغیرہ نہ ہو' اخلاص کے ساتھ ہو' رسم کی پابندی مقصود نہ ہو' ورنہ گناہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱ ج ۱۵)

ختم قرآن پر دعوت کرنا

سوال..... میرے بچہ نے قرآن شریف حفظ کرلیا ہے' میرا ارادہ ہے کہ ایک ترغیبی جلسہ کر کے شیرنی تقسیم کردوں' ایسا کرنے سے کوئی قباحت تو نہیں؟

جواب..... قرآن کریم اللہ پاک کی بہت بڑی دولت ہے اس کا حفظ کرلینا بہت بڑی دولت ہے' حضرت عمر فاروق ؓ نے جب سورہ بقرہ یاد کی تھی تو ایک اونٹ ذبح کر کے احباب وغرباء کو کھلا دیا تھا' اس لئے سلف صالحین میں اس کی اصل اور نظیر موجود ہے' لیکن شیرنی تقسیم کرنے سے رسم کی صورت اختیار کرلی تو اور پریشانی ہوگی' اس لئے بہتر یہ ہے مخفی طور پر غرباء کو ان کی ضرورت کی اشیاء دیدی جائے' بچہ نے جہاں ختم کیا ہے وہاں پڑھنے والے بچوں اور ان کے اساتذہ کو شیرنی وغیرہ تقسیم کردی جائے' اور مدرسہ کی امداد کردی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۳ ج ۱۲)

ختم قرآن پر دعوت کرنا جائز ہے اور تحفتاً کچھ دینا بھی جائز ہے

سوال..... ہمارے معاشرے میں جب بچہ قرآن ختم کرتا ہے تو آمین کرائی جاتی ہے' جس میں رشتہ داروں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور ختم کروانے والے کو تحفتاً کچھ دیا جاتا ہے کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟ کیونکہ اس میں ریاکاری کا پہلو بھی آتا ہے۔

جواب..... ختم قرآن کی خوشی میں کھانا کھلانے کا کوئی حرج نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سورۃ البقرہ ختم کی تھی تو اونٹ ذبح کیا تھا' اسی طرح اگر محبت کی بنا پر بچے کو کوئی ہدیہ یا تحفہ دے دیا جائے اس کا بھی مضائقہ نہیں لیکن ہمارے یہاں اکثر تکلفات خلاف شرع کیے جاتے ہیں اور ان میں اخلاص ومحبت کے بجائے ریاکاری اور رسم پرستی کا پہلو ہی نمایاں ہوتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۸۶)

تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا

سوال...... تین دن سے کم میں قرآن کو ختم کرنے کی کراہت حدیث ترمذی سے ثابت ہوتی ہے مگر بعض اکابر فقہاء سے یہ امر ثابت ہے؟

جواب...... کراہت کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ ہے کہ ایسے پڑھنے میں تام نہیں ہوتا مگر پڑھنے میں ثواب بلاکراہت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۹۲ج۱)

مکان کی تعمیر پر قرآن کریم ختم کرنا

سوال...... زید ایک نیا مکان تعمیر کر رہا ہے اس کی خیر و برکت کے لئے ایک ختم قرآن کرانا چاہتا ہے کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب...... خود اہل خانہ اور احباب اس میں قرآن پاک کی تلاوت کرلیں اور دعا کرلیں کہ حق تعالیٰ اس میں خیر و برکت عطا فرمائیں اس میں رہنے والے کو طاعات کی توفیق دے اتباع سنت عطا فرما گناہوں سے محفوظ رکھ شیاطین جنات اور پڑوسیوں کے شرور سے حفاظت فرما۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴ج۱۶)

"نئے مکان نئی دوکان میں قرآن خوانی کی رسم خوب چل گئی ہے جو قابل ترک ہے" م'ع

ختم کے لئے مجلسیں قائم کرنا

سوال...... لوگ ثواب کی خاطر قرآن کریم ختم کراتے ہیں اور ختم کے بعد کچھ سورتیں اور صل علی نبینا صلی علی کریمنا صل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں نیز یہ لوگ تبارک پڑھواتے ہیں اور نہ پڑھنے والے کو ذلیل کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ ایسی مجلس میں تمام انبیاء اولیاء کی ارواح موجود ہوتی ہیں اس لئے اس مجلس سے اٹھ کر نماز کے لئے بھی نہیں جانا چاہئے۔

جواب...... ختم کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے اس کو ضروری سمجھنا اور اس کی وجہ سے فرض قضا کر دینا جائز نہیں اس طریقہ کو بند کر دینا چاہئے نیز تبارک پڑھنے پڑھوانے کا طریقہ بھی ثابت نہیں اس کا ترک بھی ضروری ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء و اولیاء کی ارواح کا آنا بھی بے دلیل ہے اور یہ بات کہ اس مجلس سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہئے۔ بے دینی ہے فریضہ نماز اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا ہے اس کی ادائیگی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (کفایت المفتی ص۵۱ج۲)

ختم کے بعد کھانا کھلانا

سوال بہت سے لوگ اجتماع کر کے قرآن پڑھواتے ہیں یا یتیم خانے سے بچوں کو بلا کر ان سے پڑھواتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور پڑھنے کے بعد بچوں کو کھلا نا کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا ثواب کا کام ہے لیکن اس کے لئے مجمع اکٹھا کرنا اور پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جائے ہرگز ثابت نہیں' یہ کھانا پڑھنے کی اجرت میں آتا ہے اور اجرت کے تحت پڑھنے پر ثواب نہیں بلکہ گناہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲ ج ۵)

یٰسین شریف کا ختم کرانا

سوال..... بہت سی عورتیں اپنی تکمیل حاجات کے لئے ۴۱ بار یا ۷ بار یٰسین شریف پڑھ کر اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب کو پہنچا کر اپنے واسطے دعا کرتی ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب..... سورہ یٰسین شریف ۴۱ بار یا ۷ بار پڑھ کر اگر دعا کرنے کا عمل مفید اور تجربہ سے ثابت ہو تو درست ہے مصائب دور کرنے کے لئے اصل عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ادا کرنا ہے اور گناہوں سے پرہیز اور سنت کی اشاعت کرنا ہے۔

ایمان کے شکر میں ختم کرنا

سوال..... اپنے ایمان کو تازہ اور شکرانہ میں ایک جگہ جمع ہو کر قرآن شریف پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... ایمان کا شکریہ تو ایمان کے تقاضوں پر پختگی سے عمل کرنا ہے نہ کہ ختم کرانا۔

فی نفسہ قرآن پاک کی تلاوت یا سورۃ یٰسین کی تلاوت میں دینی دنیوی بہت فائدے ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲ ج ۵)

قرآن پڑھنے کے بعد دعوت کھانا

سوال..... اگر کوئی کسی کے گھر قرآن پڑھنے جائے تو اسے اپنی خوشی سے کچھ دیدیں' کھانا کھلائیں یا خود مقرر کرے تو کیسا ہے؟

جواب..... ایصال ثواب یا اس جیسے مقاصد کے لئے قرآن مجید پڑھنے پر کچھ بھی لینا جائز نہیں' خواہ پہلے سے مقرر کر لیا جائے یا دینا معروف ہو اور پڑھنے پڑھانے والے یہ سمجھتے ہوں کہ ضرور دیں گے ایسے ہی پڑھنے کے بعد کھانا کھانے سے بھی احتراز مناسب ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۴۵ ج ۱)

قاعدہ یسرنا القرآن پڑھنا' پڑھانا

سوال...... بچوں کو ابتداء میں قاعدہ یسرنا القرآن پڑھایا جاتا ہے۔ جس کا مصنف ایک قادیانی شخص ہے' یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ قاعدہ بہ نسبت دوسرے قاعدوں کے آسان ہے۔ علی ہذا غیر مترجم قرآن یسرنا القرآن مطبوعہ قادیان مسلمانوں کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اس قاعدہ' اور قرآن مجید کو تعلیم کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ قاعدہ اور قرآن مجید کے ساتھ قادیانی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا مضمون چھپا ہوا نہ ہو' (کفایت المفتی ص ۱۱۲ ج ۲)''اور نہ پڑھانا بہر حال اولیٰ ہے جیسا کہ دیگر مفتیان کرام کی رائے یہی ہے'' م'ع

مدارس ومکاتب اوران کا نظام

مدارس کا نظام کیسا ہونا چاہئے؟

سوال...... مدرسہ اسلامیہ کا نظم وضبط کیسا ہو؟ اس کا دستور العمل کیسا ہو؟ نیز امام مسجد کی چھٹی مع تنخواہ وبلا تنخواہ کس قدر رہنی چاہئے؟

جواب...... دارالعلوم کا نظام چھپا ہوا ہے' اس کو منگا کر دیکھ لیں اس کے علاوہ ارباب مدرسہ حدود شرع میں جو معاملہ طے کرلیں درست ہے' امام سے جو بھی معاہدہ ہو جائے حسب صوابدید درست ہے اس کا لحاظ کرلیا جائے کہ نہ امام کو تنگی ہو نہ نمازیوں کو نہ مسجد غیر آباد ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۱ ج ۱۵)

مدرسہ کے کام میں اپنے سامان کا ضائع ہو جانا

سوال...... مدرسہ کے کام سے کہیں گئے اور اپنا ذاتی سامان کھو گیا تو کیا مدرسہ سے مطالبہ کر سکتے ہیں؟

جواب...... نہیں (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۵ ج ۱۴)''ہاں اگر کسی مدرسہ کے اصول وضوابط میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہو تو گنجائش ہے'' م'ع۔

مدرسہ کے سفیر کا دھوکہ دینا

سوال...... اگر زید کسی بڑے ادارے میں اس شرط پر سفیر ہے کہ رمضان میں کبھی اس ادارے کے کام کو نہیں چھوڑے گا اور دستور کا پابند رہے گا لیکن زید دھوکہ دے کر بغیر استعفیٰ دئے چلا گیا' اور مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا' کہیں مدرسہ کے نام کا چندہ کیا' تو کیا ایسا شخص قابل لعن وطعن نہیں ہے؟ اور اس سے تنخواہ واپس لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر واقعہ اسی طرح ہے تو وہ شخص بہت ہی قابل ملامت ہے جس مدرسہ کا مال لیا ہے اس سے واپس لیا جائے غیر حاضر رہ کر جو تنخواہ لی ہے وہ بھی واپس لی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۷۶ ج۱۵)

مسجد کی آمدنی سے مدرسہ میں چندہ دینا

سوال...... مسجد کی فاضل رقم سے مدرسہ کی امداد کی شرعاً گنجائش ہے یا نہیں؟ جبکہ مسجد کے پاس فاضل ہے اور مسجد کی جانب سے امداد نہ ہونے کی صورت میں مدرسہ کا متاثر ہونا ضروری ہے۔

جواب...... اگر اوقاف مسجد میں مدرسہ چلانے کے لئے کوئی مد مقرر نہیں کیا بلکہ محض مسجد کے مصالح کے لئے وقف کیا ہے تو اس کی آمدنی سے مدرسہ میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۷۶ ج۱۲)

مسجد کے حجرہ میں مدرسہ کے مدرس کا قیام کرنا

سوال...... مسجد کی دیوار سے متصل کمرہ ہے اور یہ کمرہ مسجد کی ملکیت ہے اس میں جانے کے لئے مستقل راستہ نہیں ہے مسجد کی چھت پر سے گزرنا پڑتا ہے ایسے کمرہ میں مدرسہ کے مدرس کا قیام کرنا کیسا ہے؟

جواب...... مسجد کا کمرہ مسجد کے خادم استعمال کر سکتے ہیں دوسرے لوگ استعمال نہیں کر سکتے ہاں اگر مسجد سے متعلق مدرسہ ہو تو پھر مدرسین بھی استعمال کر سکتے ہیں جبکہ مسجد کے خدام کو اس کی ضرورت نہ ہو اور خالی پڑا ہو مسجد کے اوپر بلا عذر شرعی چڑھنا مکروہ ہے لہذا کمرہ میں جانے کے لئے دوسرا راستہ بنانا چاہئے۔ جب تک دوسرا انتظام نہ ہو تو یہاں سے جانے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۹۲ ج۶)

بے پردگی کے ساتھ عورتوں کو تعلیم دینا

سوال...... ایک مولوی صاحب ہائی سکول میں تعلیم دیتے ہیں پردہ کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے اتنا ہے کہ ان کے اعضاء ڈھکے رہتے ہیں اور چہرہ کھلا رہتا ہے۔

جواب...... اس طرح تعلیم دینے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۱ ج۱۵) "خاص کر اہل علم کو" م ع۔

مرد استاذ کا عورتوں کو قرآن مجید پڑھانے کی عملی تربیت دینا

سوال...... خواتین اساتذہ کو ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کی عملی تربیت مرد اساتذہ سے دلوائی جا سکتی ہے یا نہیں جبکہ استاذ اور شاگرد کے درمیان کسی قسم کا پردہ بھی حائل نہ ہو؟ نیز یہ کہ کیا اس سلسلے میں یہ عذر معقول ہے کہ خواتین کی تربیت کے لئے خواتین اساتذہ موجود نہیں ہیں لہٰذا مرد اساتذہ سے تعلیم دلوائی جا رہی ہے۔

جواب..... اگر ناظرہ تعلیم دینا اس قدر ضروری ہے تو کیا پردہ کا خیال رکھنا اس سے زیادہ ضروری نہیں؟ ایک ضروری کام کو انجام دینے کے لئے شریعت کے اتنے اہم اصول کی خلاف ورزی سمجھ میں نہیں آتی' اگر ناظرہ تعلیم اس قدر اہم ہے اور یقیناً ہے تو پردہ اور دیگر اسلامی اور اخلاقی امور کا خیال رکھتے ہوئے کسی دیندار' متقی اور بڑی عمر کے بزرگ سے چند عورتوں کو ناظرہ تعلیم کی تربیت اس طرح دے دی جائے کہ آگے چل کر وہ خواتین دوسری عورتوں کو اس تعلیم کی تربیت دے سکیں۔

نامحرم حافظ سے قرآن کریم کس طرح پڑھے؟

سوال..... مولانا صاحب! قاری صاحب سے جو کہ نامحرم ہوتا ہے' اگر کوئی لڑکی ان سے قرآن پاک حفظ کرنا چاہے تو آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ گناہ تو نہیں ہوگا؟ کیونکہ میری کزن قاری صاحب سے قرآن شریف حفظ کر رہی ہے۔

جواب..... نامحرم حافظ سے قرآن کریم یاد کرنا' پردہ کے ساتھ ہو تو گنجائش ہے' بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو' مثلاً دونوں کے درمیان تنہائی نہ ہو اگر فتنے کا احتمال ہو تو جائز نہیں۔

قریب البلوغ لڑکی کو بغیر پردے کے پڑھانا درست نہیں

سوال..... مراہقہ لڑکی کو قرآن مجید پڑھانا کیسا ہے؟ آج کل جو حفاظ کرام یا مولوی صاحبان مسجد میں بیٹھ کر مراہقہ لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں' ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب..... قریب البلوغ لڑکی کا حکم جوان ہی کا ہے' بغیر پردے کے پڑھانا موجب فتنہ ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۹۶)

نکاح کے موقع پر مدرسہ کے لئے روپیہ لینا

سوال..... نکاح کے موقعہ پر ناکح پر دعوی کر کے مسجد و مدرسہ کے لئے روپیہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟ یا رسم ہونے کی وجہ سے دیتے ہیں۔

جواب..... نکاح کے موقعہ پر ناکح پر دعوی کر کے زبردستی مدرسہ کے لئے روپیہ لینا جائز نہیں' وہ بخوشی دیں تو اجازت ہے پابندی رسم کی وجہ سے مجبوراً دی تب بھی درست نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۵۵ ج ۱۵)

ذمہ دار کو مدرسہ کے لئے پیسہ دیا' اس نے کھالیا

سوال..... زید نے مدرسہ یا مسجد میں یا کسی بھی نیک کام میں روپے دیئے' اور امانت دار نے وہ روپیہ کھالیا اور حساب نہیں لگایا' تو کیا دینے والے کو ثواب ملے گا؟

جواب...... زید کو ثواب ملے گا درمیان میں کھانے والوں کی پکڑ ہوگی۔ ان پر ضمان لازم ہو گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۷ ج ۱۵)

مدرسہ کا روپیہ تبلیغ پر خرچ کرنا

سوال...... مدرسہ کا روپیہ تبلیغ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جو روپیہ مدرسہ میں طلبا کے کھانے کپڑے کے لئے دیا گیا ہے اس کو تبلیغ میں باہر بھیج کر خرچ نہ کیا جائے۔

تنبیہ:۔ یہی حکم مدرسہ کے غلہ اور دیگر سامان کا ہے' کہ اس کو بھی طلبا کے علاوہ تبلیغی جماعت والوں پر خرچ نہ کیا جائے' مگر یہ کہ دینے والا سامان دیتا ہوا بخوشی اجازت دے دے تو درست ہے۔ حوالہ بالا۔

مدرسہ کی روشنائی اور قلم سے خطوط لکھنا

سوال...... اکثر اوقات سکول سے ملی ہوئی روشنائی وقلم سے خطوط لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے یہ امر کیسا ہے؟ آیا متعارف میں داخل ہو کر جائز سمجھا جا سکتا ہے؟ اگر نا جائز ہے تو اب تک اس فعل کے ارتکاب کا کیوں کر تدارک کیا جائے؟

جواب...... میں نے سنا ہے کہ روشنائی وقلم چونکہ ایک انداز سے ملتا ہے اگر بچ رہے واپسی کا مطالبہ نہیں۔ اگر کمی رہے تو ذمہ داری نہیں۔ اگر یہ صحیح سنا ہے تو اس سے خط لکھنا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۵۳ ج ۳)

مدرسہ چلانے کے لئے سینما اور عرس کرانا

سوال...... اردو اسکول کی مالی حالت کمزور ہے' اس لئے خیرات کے نام سینما کا شو چلانا اور قوالی کرانا اور اس سے جو آمدنی ہو اس کو اردو اسکول یا مدرسہ میں لگانا کیسا ہے؟

جواب...... مدرسہ چلانے کیلئے سینما یا اس قسم کی کوئی چیز کرنا اور اس سے رقم حاصل کرنا جائز نہیں' ہرگز ہرگز ایسا نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۵ ج ۱۴) ''مالی حالت خواہ کتنی ہی کمزور ہو جائے یہ حرام کام نہ کیا جائے'' م ع۔

بلا تنخواہ پڑھانا اور بطور قرض مدرسہ کا روپیہ لینا

سوال...... مجبوراً مدرسہ کا روپیہ قرض لیا اور نیت کی کہ ضرور ادا کروں گا اس کے بعد بلا تنخواہ چند ماہ کام کیا۔ اور گھر میں ظاہر کیا کہ ہم تو بلا تنخواہ کے کام کر رہے ہیں'' گویا کہ قرض میں وضع کر دیں گے'' تو

تنخواہ نہ لینے کا روپیہ قرض میں محسوب سمجھا جائے گا یا نہیں؟ جبکہ مقروض کا انتقال اور مدرسہ ختم ہو چکا۔

جواب..... پڑھانے کا معاملہ نہیں کیا گیا' تنخواہ مقرر نہیں کی گئی' اس لئے اس قرض کو محسوب کرنے کا حق نہیں۔ یہ مدرسہ میں بلا تنخواہ کام کرنا تبرع و احسان ہے' اس کا اجر ملے گا وہ خرچ شدہ روپیہ قرض ہے ورثہ اگر ادا کرنا چاہیں تو ادا کر دیں' "وہ مدرسہ چونکہ ختم ہو چکا اس لئے" دینی مدرسہ میں جہاں مناسب ہو دے دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۶ ج ۱۴)

مدرسہ کا روپیہ پھولوں کے ہار میں خرچ کرنا

سوال..... ایک مہمان کی مہمان نوازی کے لئے پھولوں کا ہار اور دوسری چیزیں لانے کے لئے متولی نے مدرسہ کے مؤذن صاحب کو سو روپے دیئے' وہ مؤذن سے گم ہو گئے' اب وہ روپے کس کے ذمہ ہیں؟

جواب..... اگر پوری حفاظت کے بعد مؤذن سے گم ہو گئے تو مؤذن پر ضمان لازم نہیں' بلکہ جن کے روپے تھے ان کے گئے' البتہ مسجد یا مدرسہ کے روپیوں کو پھولوں کے ہار میں خرچ کرنا جائز نہیں' ایسا کرنے سے ضمان لازم ہے' پس جتنا روپیہ بے محل خرچ کرنے کے واسطے دیا گیا تھا اس کا ضمان اراکین دیں' اور وہ مسجد یا مدرسہ میں جس کا روپیہ تھا داخل کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۱ ج ۱۴)

مدرسہ کے لئے وقف شدہ عمارت کو تبدیل کرنا

سوال..... ایک اسلامی مدرسہ میں ایک موقوفہ مکان ہے' جس کا کرایہ ۵۰/ ۷ ماہانہ ہے' اور وہ اس قدر خستہ حال ہے کہ کسی وقت بھی منہدم ہو سکتا ہے' ہر سال اس کی مرمت وغیرہ میں اس کی آمدنی سے زائد خرچ ہوتا ہے' ادارہ کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ اس کو از سر نو تعمیر کرا سکے' کیا ایسی صورت میں اس موقوفہ مکان کو بیچ کر اس کی قیمت سے کوئی دوسری جائیداد خریدی جا سکتی ہے؟ اور اس موقوفہ مکان کا نام دیا جا سکتا ہے؟ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس مکان کی اتنی قیمت مل سکتی ہے کہ اس سے خریدی ہوئی جائیداد تقریباً ایک سو روپے ماہانہ پر اٹھے گی۔

جواب..... جبکہ اس کی مرمت میں اس کی آمدنی سے زائد خرچ ہوتا ہے اور جدید تعمیر کی گنجائش نہیں تو اس کی منفعت مفقود ہے ایسی حالت میں اس کو فروخت کر کے اس کی جگہ دوسرا مکان وقف کر دیا جائے' تو درست بلکہ قابل تحسین ہے خاص کر جب کہ نو خرید کردہ مکان سے آمدنی نسبۃً زیادہ ہو گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۲ ج ۱۴)

مدرسہ کے کمرہ میں ملازم کے بچوں کو رکھنا

سوال...... مدرسہ اسلامیہ میں اہلیہ کو رکھنا حرام ہے یا حلال؟ بعض لوگ حرام بتلاتے ہیں۔

جواب...... ملازمت کے لئے مدرسہ کی طرف سے مکان کا بھی معاملہ ہے تو اس کو اپنے بچوں اور اہلیہ کو مدرسہ کے مکان میں رکھنا شرعاً درست ہے' جو اس کو ناجائز کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے' پردہ کا لحاظ بہرحال ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ ج ۱۴)

مدرس کو سفر کی اجازت دے کر پھر منع کر دینا

سوال...... اجازت لے کر زید نے مہتمم مدرسہ سے ٹکٹ روانگی بنوالیا' ٹکٹ بن جانے پر مہتمم مدرسہ نے سفر سے بسلسلہ چندہ انکار کر دیا' اور رخصت دینے کا وعدہ کر لیا' سفر کے روز عین وقت پر رخصت سے بھی انکار کر دیا' اگر زید نے اپنے ذاتی صرفہ سے سفر کر لیا تو زید شرعاً مجرم ثابت ہوگا یا نہیں؟ مہتمم صاحب کا بعد وعدہ کے عین وقت پر انکار جرم ہے یا نہیں؟ صورت بالا میں زید کو برخاست کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر مصالح مدرسہ کے پیش نظر سفر سے منع کیا ہے تو یہ بھی صحیح ہے البتہ ٹکٹ کی واپسی میں جو پیسہ خرچ ہوا وہ مہتمم صاحب دے دیں' پھر حسب وعدہ رخصت دینا مہتمم صاحب کے ذمہ تھا' لیکن اگر عین وقت پر مانع قوی پیش آنے کی وجہ سے رخصت نہیں دی' تو وہ وعدہ خلافی کے مجرم نہیں اور اس سفر کے کام کا معاوضہ بھی پانے کا حق نہیں۔

مدرسہ کے خیر خواہ کا معمولی بے عنوانی کی وجہ سے الگ کر دینا غلط ہے پھر اچھا آدمی میسر نہیں ہوتا' لیکن جس کی ذات سے فتنہ پیدا ہوتا ہو بعد تحقیق کے اس کو الگ کر دینا لازم ہے ذاتی تعلقات کی بنا پر ایسے آدمی کو مدرسہ میں رکھنا خیانت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۹ ج ۱۴)

غیر مسلم کی امداد دینی مدرسہ میں لینا

سوال...... ایک کافر دین کے مدرسہ میں کچھ امداد' کچھ کپڑے اناج یا روپیہ کی کرنا چاہتا ہے' تا کہ وہ امداد غریب طلبہ و مسکینوں پر خرچ کر دی جائے' اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر ثواب سمجھ کر دیتا ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ اہل مدرسہ یا دیگر مسلمانوں پر اپنے احسان کا اظہار نہیں کرے گا نہ کسی اور مضرت کا اندیشہ ہے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۹ ج ۱۴)

مدرسہ میں بارات کا قیام کرانا

سوال...... ہمارے دو مدرسے ہیں ایک بڑا' ایک چھوٹا' چھوٹے مدرسے میں بارات کے قیام کا سلسلہ ہے اور بڑے مدرسہ میں دس پندرہ بچے تعلیم پاتے ہیں' ہم غریب ونادار ہونے کی وجہ سے قربانی' فطرہ اور خیرات کی رقم اس چھوٹے مدرسہ پر مسافر خانہ کے لحاظ سے لگانا چاہتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب...... چھوٹا مدرسہ جو خالی پڑا ہے اس میں مہمانوں کے قیام کا کچھ کرایہ لیا جائے اور وہ رقم بڑے مدرسہ میں جو آباد ہے خرچ کی جائے۔

فطرہ اور چرم قربانی مسافر خانہ کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۷ ج ۱۴)

پولیس کا قیام مدرسہ کے کمروں میں کرانا

سوال...... گورنمنٹ کہتی ہے کہ چھٹی کے موقعہ پر آپ کے مدرسہ میں پولیس کے قیام وطعام کا انتظام رہے گا بند خالی کمروں میں پولیس کا رہنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب...... مدرسہ پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے وقف ہے غیر متعلق لوگوں کا وہاں قیام وطعام غرض واقف کے خلاف ہے۔ اس لئے اجازت نہیں' اس کا انتظام دوسری جگہ کیا جائے' ہاں اگر مدرسہ ہی کے مصالح کے لئے ہو تو اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۳ ج ۱۲)

''اسی پر دوسرے لوگوں کے قیام وطعام کو قیاس کیا جاسکتا ہے'' م'ع

صدر مدرسہ کا غبن کے اتہام پر حساب نہ دینا

سوال...... صدر مدرسہ حساب دینے سے کترا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ادارہ کی تشکیل میں میری ذاتی کوششوں کا نتیجہ ہے مجھ سے کوئی حساب نہیں لے سکتا' جس سے لوگوں کو غبن کا یقین ہو گیا کیا ایسے ادارہ سے تعلقات ختم کر لینا موجب گناہ ہے؟

جواب...... صدر صاحب کا دعویٰ مذکور صحیح نہیں' وہ محض وکیل ہیں' مالک نہیں' انہیں حساب دینے سے گریز نہیں کرنا چاہئے' خاص کر جبکہ ان پر غبن کا شبہ کیا جارہا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے حسن تدبیر اور فہمائش سے کام لے کر ان پر اخلاقی زور بھی ڈالا جائے اور ادارہ سے تعلقات ختم نہ کیا جائے۔

تنبیہ:۔ بلا دلیل شرعی کسی کو مہتم کرنا بھی معصیت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰'۲۲۲ ج ۱۲)

مدرسہ کی آمدنی سے امارت شرعیہ کی امداد کرنا

سوال..... ایک مدرسہ کی آمدنی سے دوسرے مدارس یا امارت شرعیہ کا تعاون جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... ایک مدرسہ کی وقف آمدنی دوسرے مدرسہ یا امارت شرعیہ کے تعاون میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۸۵ ج ۴)

مدرسہ ومسجد کے لئے سرکار سے قرض لینا کیسا ہے؟

سوال..... سیلاب سے مسجد کو نقصان پہنچا ہے تو مسجد و مدرسہ کے لئے سرکار کی طرف سے لون یعنی قرض لینا کیسا ہے؟

جواب..... سرکاری قرض جس میں سود دینا پڑتا ہے اس کا لینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۷۷ ج ۶)

''سودی قرض لینا دینا جائز نہیں خواہ سرکار سے لیا جائے یا غیر سرکار سے اور مدرسہ ومسجد کے لئے لیا جائے یا اپنے لئے'' م ع

دینی مدارس میں سرکاری امداد کا حکم

سوال..... جس گاؤں میں مدرسہ اسلامیہ قائم ہو مگر گاؤں والے امداد نہیں کرتے ہیں بلکہ لڑکے بھی بڑی مشکل سے اکٹھے ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں سرکاری بورڈ سے امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... گاؤں والوں کو مدرسہ اسلامیہ کی امداد ضرور کرنا چاہئے۔ بورڈ سے امداد لینے میں اگر یہ خیال ہو کہ مدرسہ کو سرکار اپنے قبضہ میں کرلے گی۔ اپنی تعلیم جاری کرے گی اور دینی تعلیم یا بالکل بند کر دے گی یا مختصر برائے نام جاری رکھے گی تو سرکار سے امداد نہیں لینا چاہئے اور اگر تعلیم کی جانب سے اطمینان ہو اور بھی کسی قسم کا شرعی نقصان نہ ہو تو درست ہے اور اس کا کام میں لانا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ ج ۶)

سرکاری مدرسہ میں دینی کتابیں پڑھنا

سوال..... گورنمنٹ مدرسہ عالیہ سلہٹ میں علوم دینیہ مثل تفسیر بیضاوی وجلالین شریف ومشکوٰۃ شریف ہدایہ شرح وقایہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مدرسہ کو جاگیر دینا موجب ثواب ہے یا عذاب؟

جواب..... ان کتابوں کا مدرسہ مذکور میں پڑھنا سب جائز ہے تنخواہ وظیفہ لینا بھی درست ہے اور جاگیر دینے میں تو کوئی شبہ ہو نہیں سکتا کہ مسلمان کا مسلمان کی مدد کرنا ہے البتہ اگر طلبہ یا مدرس کو کسی

اور غیر مشروع پر مجبور کیا جائے تو پھر یہ استعانت بھی ناجائز ہے۔(امدادالفتاویٰ ص ۶۵ ج ۴)

مدرسہ کے پیسوں سے مہمان نوازی کرنا

سوال..... مدارس میں کبھی کسی عالم کو بلایا جاتا ہے یا وہ خود تشریف لاتے ہیں اسی طرح کبھی کسی مدرسہ کے ہمدرد کو مدرسہ کے مفاد کے پیش نظر دعوت دے کر بلایا جاتا ہے تو ان مہمانوں پر مدرسہ کے خزانے میں سے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کبھی آنے والے بزرگ سے لوگ استفادہ کی نیت سے مدرسہ آجاتے ہیں تو آنے والے کو مدرسہ کا کھانا کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... صورت مسئولہ میں اگر چندہ دہندگان کی اجازت اور رضامندی صراحۃً یا دلالۃً ہو تو ان مخصوص لوگوں کی مہمان نوازی جس کی ذات سے مدرسہ کو معتد بہ نفع کی توقع ہو درست ہے ورنہ مہتمم اور اہل شوریٰ اپنے پاس سے خرچ کریں۔(فتاویٰ احیاء العلوم ص ۲۷۲ ج ۱)

''اہل مدرسہ اگر اپنے مصارف کی عام اشاعت کر دیں اور اس میں ایک مصرف یہ بھی ہو تو یہ بھی اجازت حاصل ہونے کا ایک آسان طریقہ ہے''م'ع

تحقیق متعلق جلسہائے متعارفہ مدارس

سوال..... ایک مہتمم صاحب نے جلسہ انعام طلبہ میں شرکت کی درخواست کی تھی'اس پر یہ تحریر فرمایا:

جواب..... بڑی غرض ان جلسوں کے انعقاد کی دو معلوم ہوتی ہیں'فراہمی چندہ'اپنی کارگزاری کی شہرت'یا یوں کہئے کہ مدرسہ کی وقعت و رفعت جس کا حاصل حب جاہ نکلتا ہے۔جس سے نصوص کثیرہ میں نہی وارد ہوئی ہے'ہرچند کہ مال و جاہ اگر دین کے لئے مقصود ہوں تو مذموم نہیں'مگر کلام اسی میں ہے کہ ایسے مواقع پر یہ امور دین کے لئے مقصود ہیں یا دنیا کے لئے'گو نفس تاویل کر کے دین کے لئے بتلاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہر قصد کے لئے ایک معیار بنایا ہے'جس سے صحت یا فساد قصد معلوم ہوتا ہے سو ان مواقع میں جہاں تک غور کیا جاتا ہے'علامت طلب دنیا کی غالب معلوم ہوتی ہے'تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر دین مقصود ہوتا اس کے اسباب و طرق میں بھی کوئی امر خلاف حق تعالیٰ نہ کیا جاتا اور جب ایسے امور اختیار کئے جائیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مقصود ہے۔(امدادالفتاویٰ ص ۶۵ ج ۴)

''یہ بات حضرت مجدد اعظم حکیم الامت تھانویؒ کے زمانہ کی ہے اور اب تو تفاخر و تحاسد وغیرہ ترقی پر ہیں۔اپنے اپنے کام کا صرف تعارف نہیں ہوتا'دوسروں کی تحقیر بھی ہوتی ہے''م'ع

مدرسہ میں پراویڈنٹ فنڈ

سوال...... ایک ادارہ میں ملازمین کے مشاہرہ سے پانچ فیصد ماہانہ پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے وضع کرلیا جاتا ہے اور وضع شدہ رقم میں ادارہ کی طرف سے دوفی صد کا اضافہ کر کے ملازم مذکور کے نام رقم جمع کر لی جاتی ہے۔ جب ملازم مدرسہ چھوڑ کر جانے لگتا ہے تو جمع شدہ رقم اس کو دیدی جاتی ہے۔ کیا یہ اقدام شرعاً درست ہے؟

جواب...... درست ہے" ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۴۹ کفالت المفتی ج ۸ ص ۹۳' نظام الفتاویٰ ص ۲۱۳' الحاق۔ میرا جواب اس صورت میں ہے جبکہ ملازمین اپنی جزو تنخواہ کے کٹانے پر راضی ہوں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ص ۲۷۲ ج ۱)

مدارس میں یوم عاشورہ کی تعطیل کا حکم

سوال...... ۹' ۱۰ محرم کو اس اطراف کے بہت سے بچے پڑھنے نہیں آتے' اور بعض طوعاً و کرہاً شریک درس ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان تاریخوں میں تعطیل کرنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ ان دنوں میں روزہ مسنون و مستحب ہے' پس روزہ رکھ کر اس کے ضمن میں تعطیل کر دی جائے جیسا کہ رمضان میں تعطیل ہوتی ہے۔ عمر روافض کے ساتھ تشبہ کی وجہ سے ممنوع کہتا ہے؟

جواب...... روزہ کی فضیلت یوم عاشورہ میں ثابت ہے' لیکن تعطیل روافض کا شعار ہے' جس سے اجتناب لازم ہے' رہا روزہ رکھ کر تعطیل کرنا' اور اس کا سبب روزہ قرار دینا بھی محض حیلہ ہے' ذی الحجہ کے ۹ دن ۱۵ شعبان' شوال کے چھ دن ہر ماہ میں ایام بیض' اور پیر و جمعرات کے روزوں کا ثبوت ہے' کہاں تک رمضان کی حرص کر کے تعطیل کی جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۹ ج ۱۰)

کبڈی کا مقابلہ شرط کے ساتھ' اور اس کا انعام مدرسہ میں

سوال...... کبڈی کی ٹیمیں آپس میں مقابلہ کرتی ہیں جس میں ہر ٹیم فیس ادا کرتی ہے' اور پھر وہ روپیہ کسی دینی مدرسہ میں دیدیتے ہیں کیا ایسی رقم مدرسہ میں خرچ کرنا درست ہے؟

جواب...... ہار جیت کا معاملہ اگر دونوں طرف سے ہو تو ناجائز ہے' ایسی رقم کی واپسی ضروری ہے جس سے لی ہے' اسی کو دیں' مدرسہ وغیرہ میں نہ دیں' اگر ہار جیت کی رقم کا معاملہ ایک طرف سے ہے مثلاً اس طرح کہ اگر فلاں ٹیم جیت گئی تو دوسری ٹیم کو اتنی رقم دے گی' اگر ہار گئی تو کچھ نہیں' یا کوئی تیسرا شخص

انعام کا وعدہ کرلے کہ جو ٹیم جیت جائے گی اس کو انعام دیا جائے گا یہ جائز ہے اور ایسی رقم کا مدرسہ میں صرف کرنا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۱ ج ۱۴)

مدرسہ چلانے کے لئے مجلس میلاد میں شرکت

سوال...... زید نے ایک مدرسہ قائم کیا' جہاں اہل بدعت ہیں' خود بدعت سے گریز کرتا ہے۔ مگر اس مصلحت سے کہ اگر بدعت میں شرکت نہ کی تو یہ لوگ مدرسہ میں بچے نہیں بھیجیں گے ان کی بدعت میں شرکت کرے تو کیسا ہے؟ بعض لوگ حاجی صاحبؒ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ نے مصالح کے پیش نظر قیام کی اجازت دی؟

جواب...... زید کے لئے مصالح مدرسہ کی خاطر ان مجالس بدعت میں شرکت کرنا جائز نہیں' یہ ایسا ہو گیا جیسا کہ باجا بجا کر لوگوں کو جمع کیا جائے اور پھر انہیں نماز کی طرف دعوت دی جائے' اس کی اجازت نہیں' ہمارے علم میں نہیں کہ حاجی صاحبؒ نے کسی مدرسہ کو چلانے کے لئے قیام کی اجازت دی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۴ ج ۱۳)

فلم ایکٹر کی آمدنی مسجد و مدرسہ میں

سوال...... فلمی ایکٹر ہے صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے' بخوشی کار خیر میں چندہ دینا چاہتا ہے' مسجد اور مدرسہ کے لئے اس کا چندہ دینا کیسا ہے؟

۲۔ ایسے شخص کے پاس اراکین مدرسہ کو چندہ لینے کے لئے جانا چاہئے یا نہیں؟

جواب...... ناجائز آمدنی کا پیسہ نہ مسجد کے لئے قبول کیا جائے اور نہ مدرسہ کے لئے' اس کا غرباء پر صدقہ کرنا ضروری ہے' جو غریب بالغ لڑکے' یا غریب آدمی کے نابالغ لڑکے مدرسہ میں پڑھتے ہیں' وہ اس کا مصرف ہیں۔ ۲۔ بالکل نہ جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۸ ج ۱۲)

"جائز بھی نہیں اور غیرت دینی کے بھی خلاف ہے" م'ع

صدر مدرسہ کے انتقال پر اس کی تصویر مدرسہ میں لگانا

سوال...... نائب صدر کا انتقال ہو گیا' اب ممبران مدرسہ اس کا بہت بڑا فوٹو انجمن کے ہال میں لگانا چاہتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب...... ہرگز ہرگز اجازت نہیں' بت پرستوں نے ابتداً اپنے بڑوں کے نام بطور یادگار بنائے تھے پھر ان کی پرستش کرنے لگے۔ فوٹو بھی تصویر ہے۔ جس مکان میں تصویر ہو وہاں ملائکہ نہیں آتے'

مصورین کو بہت شدید عذاب ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۵ ج ۱۲) ''ملائکہ سے مراد رحمت کے ملائکہ ہیں'' م،ع

مساجد'مدارس کا بیمہ اتارنا

سوال..... ہمارے یہاں تشدد پسندوں کو جب بھی موقعہ ملتا ہے تو وہ ''بدیسیوں'' کے مکان' دوکان' مساجد اور مدارس کو نقصان پہنچاتے ہیں' کبھی جلا بھی ڈالتے ہیں' شیشے توڑ ڈالتے ہیں' اگر ہم اپنی عبادت گاہوں ''مساجد و مدارس'' کا بیمہ اتارنا چاہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ ''از برطانیہ''

جواب..... مذکورہ پریشان حالی میں بیمہ اتارنے کی گنجائش ہے اور اس کا منشاء بھی مناسب ہے کہ مخالفین نقصان پہنچانے سے باز رہیں گے کہ ان کو معاوضہ مل جائے گا تو نقصان پہنچانا بیکار ہوگا مگر جو رقم بیمہ کے ضمن میں ادا کی گئی ہے وہ رقم' مسجد' مدرسہ' اور عبادت گاہوں کی ہوگی اور زائد رقم غرباء کو تقسیم کرنا ہوگی اگر ضرورت پڑ جائے تو مسجد و مدرسہ اور عبادت گاہوں کی بیت الخلاء' پیشاب خانہ' غسل خانہ میں بھی لگا سکتے ہیں' تنخواہ وغیرہ اچھے کام میں استعمال نہیں کر سکتے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۶ ج ۶)

مدارس چرم قربانی کا مصرف ہیں

سوال..... مدارس میں جو قیمت چرم قربانی داخل کی جاتی ہے' اس کو مدرسہ کے تصرف میں لانا بصورت حیلہ جائز ہے۔ یا بغیر حیلہ؟

جواب..... اس سے طلبہ کو نقد' کھانا' کپڑا' جوتا' کتاب وغیرہ تملیکاً دینا بغیر حیلہ کے بھی درست ہے بشرطیکہ وہ مستحق ہوں یعنی صاحب نصاب اور سید نہ ہوں اور مدرسین کو تنخواہ میں دینا' تعمیر میں صرف کرنا' وقف کے لئے کتابیں وغیرہ خرید کرنا بغیر حیلہ تملیک کے درست نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۸ ج ۱۱)

مدرسہ کے پڑوسی کی دیوار میں نزاع' اور اس کا تصفیہ

سوال.....ایک اسلامی مدرسہ کی تعمیر ہو رہی تھی' اس وقت ذمہ داران مدرسہ نے برابر کے مکان والے سے کہا کہ تم اپنی کچی دیوار کو پختہ بنالو' کیونکہ ہم کو اس طرف غسل خانہ وغیرہ بنانے ہیں ایسا نہ ہو کہ دیوار کو کوئی نقصان پہنچے' اس نے جواب دیا کہ میں دیوار کو تو پختہ نہیں بنواتا' مگر دیوار کی جگہ آپ کو دے سکتا ہوں آپ اس کو پختہ بنالیں' مدرسہ کے ذمہ دار اس پر راضی ہو گئے مگر کہا کہ اس سے تمہیں فائدہ ہوگا' اس لئے دیوار کا نصف خرچہ تو تم کو دینا ہوگا مگر صاحب مکان نے انکار کر دیا' کہا کہ اچھا مزدوری میں جو پچاس روپیہ خرچ ہوگا اس کا نصف ''۲۵'' روپیہ تو ضرور دینا ہوگا۔ اس پر صاحب مکان

راضی ہو گیا۔ تعمیر کے وقت دیوار میں مکان کی جانب انگیٹھی اور الماریاں بھی فریقین کی رضامندی سے تیار ہو گئے لیکن بعد مدت کے تنازعہ ہو گیا' مدرسہ والے کہتے ہیں کہ دیوار مدرسہ کی ہے' لیکن صاحب معاملہ نے دیوار میں سابقہ معاملہ کی بنا پر دیوار کے اوپر اپنا لینٹر اٹھا دیا ہے' کیا صاحب مکان کا یہ عمل درست ہے' اگر نہیں تو تصفیہ کی کیا شکل ہوگی کہ صاحب مکان کو بھی نقصان نہ ہو؟

جواب...... جب مکان والے نے دیوار مدرسہ کے لئے دیدی تو وہ جگہ مدرسہ کی ہوگئی' پھر اہل مدرسہ کا اس سے اینٹوں کی قیمت یا مزدوری کا مطالبہ کرنا غلط تھا' اب بہتر صورت یہ ہے کہ جس قدر مزدوری اس سے لی تھی وہ اس کو واپس کر دیں اور وہ اپنی دیوار کسی وقت ہٹانا چاہے تو اس کے لینٹر کو نقصان نہ پہنچے اور مدرسہ کی دیوار پر اس کا کوئی تصرف وحق باقی نہ رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۲ ج ۱۵)

طلباء کو مدرسہ کی رقم سے انعام دینا

سوال...... کیا مہتمم مدرسہ چندہ کی رقم سے طلباء کو ان کی محنت پر انعام دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... جس طرح طلباء کو وظیفہ دے سکتے ہیں اسی طرح چندہ کی رقم سے طلباء کو ان کی محنت اور امتحان میں کامیابی پر انعام بھی دے سکتے ہیں (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۱ ج ۱۵) "کوئی امر مانع نہیں" م'ع

ادارہ کو مخالف گروپ کی تباہی سے بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟

سوال...... ایک شخص "مہتمم صاحب" نے مخالف پارٹی کو پریشان کرنے کے لئے پولیس میں رپورٹ اور مقدمہ بازی شروع کر دی ہے۔ اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کر کے لوگوں کو دباتا ہے۔ بعض کی آبروریزی کرتا ہے' پولیس کو روپیہ کھلاتا ہے۔ اور خود بھی ایک ہزار روپیہ ماہانہ ہڑپ کرتا ہے لوگوں کو اس کے ظلم سے بچانے کے لئے کچھ حضرات کہتے ہیں کہ اس پر بھی مقدمہ چلایا جائے۔ خواہ جھوٹی گواہی ہی دینی پڑے۔ کیا یہ عمل درست ہوگا؟

جواب...... جو چیز حرام اور معصیت ہے وہ سربراہ کے حق میں بھی حرام اور معصیت ہے اور کارکنوں مجرموں عوام کے حق میں بھی حرام ہے ادارے کو تباہی سے بچانا سب کی ذمہ داری ہے مگر اس کے لئے غلط طریق اختیار نہ کیا جائے۔ مناسب یہ ہے کہ دونوں فریق مل کر کسی کو ثالث مقرر کر لیں اور اس کے فیصلہ پر آمادہ ہو جائیں۔ پھر وہ سب کے بیان لے کر حالات کی تحقیق کر کے جو کچھ فیصلہ کرے اس کو قبول کر لیں خواہ سربراہ کے موافق ہو یا مخالف اس طرح انشاء اللہ نزاع ختم ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۸ ج ۱۵)

مدرسہ کے روپیہ سے تجارت کرنا

سوال...... مدرسہ کے سیکرٹری صاحب نے مدرسہ مفاد کے لئے تجارت کی نیت سے کئی ہزار روپیہ مدرسہ کے فنڈ سے لے کر آلو خرید کر برف گھر میں رکھ دئے' مگر بیچنے کے وقت سولہ سو روپے کا نقصان ہوا' کیا سیکرٹری صاحب کا یہ فعل درست تھا؟

جواب...... مدرسہ کا روپیہ سیکرٹری کے پاس امانت ہے' اس سے تجارت کرنا جائز نہیں' جتنا نقصان ہوا اس کا ضمان سیکرٹری پر لازم ہوگا' اگر وہ روپیہ زکوٰۃ کا تھا' تو اتنی مقدار زکوٰۃ دینے والوں کو واپس کرے۔ اگر وہ لوگ پھر دیں کہ اس کو طلباء پر خرچ کر دو تو مستحق طلباء کے لئے اس روپیہ سے کھانے' کپڑے کا انتظام کر دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۸۷ ج ۱)

مدرسہ میں کھیل کی چیزیں بچوں کے پاس ہوں تو کیا کرے

سوال...... بعض بچے کھیل کی چیزیں مدرسہ میں لے آتے ہیں' تو ان کو زجراً استاد دیکھ کر واپس نہ کریں' تا کہ ان کی اصلاح ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب...... ایسی چیزیں قیمت والی ہوں تو ان کو ضائع کر دیں اور قیمت اپنے پاس سے بچوں کو دے دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۱ ج ۱۵)

مدرسہ کے ڈھیلوں کا سفر میں استعمال

سوال...... اپنے مدرسہ کے استنجے کے ڈھیلے ہم طالب علم سفر میں استعمال کر سکتے ہیں' اگر متولی اجازت دے تو وہ شرعاً اجازت سمجھی جائے گی یا نہیں؟

جواب...... یہ ڈھیلے مدرسہ کے استعمال کرنے کے لئے ہیں' سفر میں لے جانے کے لئے نہیں۔ اجازت کے متعلق تحقیق کیجئے کہ خود متولی کو اجازت دینے کا حق ہے کہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۷ ج ۱)

''مطلب یہ ہے کہ خود متولی کو اجازت دینے کا شرعاً حق نہیں'' م'ع

غیر آباد مسجد کا سامان مدرسہ یا مسافر خانہ میں لگانا

سوال...... ایک نئی مسجد تیار ہو رہی ہے' اس کے قریب ایک پرانی مسجد شکستہ حالت میں ہے' تو اس مسجد کو توڑ کر اس کے ملبہ سے نئی مسجد کے قریب مدرسہ یا مسافر خانہ' یا امام و مؤذن کے رہنے کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح مسجد کا ایک مکان جو وقف ہے اور اس کی آمدنی مسجد میں خرچ

ہوتی ہے۔تو اس مکان میں اس ملبہ یا اس کی قیمت لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... جو مسجد غیر آباد ہو چکی ہے' وہاں نماز پڑھنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی' اس جگہ کو محفوظ کر دیا جائے وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی۔اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کر دیا جائے' اگر وہ وہاں کار آمد نہ ہو تو ارباب حل وعقد کی رائے سے اس کو فروخت کر کے قیمت دوسری مسجد میں صرف کر دی جائے' لیکن مسجد کا سامان بلا قیمت مدرسہ یا مسافر خانہ وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں' اگر چہ وہ مسجد کے قریب ہی ہو۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰۳ ج ۱)

بچوں سے نعت پڑھوانا

سوال..... تعلیم کی غرض سے چھوٹے چھوٹے بچوں سے صبح کے وقت نعت حضور پاک ؐ پڑھوایا جاتا ہے' تاکہ بچوں کو شوق ہو اور دوسرے بچے تعلیم کے لئے آئیں' یہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب..... حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام مستقل عبادت ہے' بچے اور بڑے سب ہی پڑھا کریں' مگر ادب واحترام کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر ایک تنہائی میں جداگانہ بیٹھ کر پڑھے' آواز ملا کر جس میں گانے اور قوالی کا طرز پیدا ہو جائے نہ پڑھیں' نعت کا بھی یہی حال ہے' ترانے کے طور پر پڑھنے سے اس میں لہو ولعب کی شان پیدا ہو جاتی ہے' اس سے پوری احتیاط لازم ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۲ ج ۱۷)

باجے والوں کی آمدنی مدرسہ میں لینا

سوال..... مدرسہ کی جائیداد کے کرایہ دار اکثر ایسے ہیں جن کا کام باجا بنانے' یا فروخت کرنے کا ہے' دو تین کرایہ داروں کی اور تجارت بھی ہے' ایسی صورت میں جائیداد کا کرایہ آتا ہے اس سے مدرسہ کے اخراجات وتنخواہ مدرسین وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... باجا بنانا' فروخت کرنا مکروہ ہے' اس کی آمدنی حرام کے درجہ میں نہیں' مکروہ کے درجہ میں ہے' مجموعی کرایے کی آمدنی کو ضروریات مدرسہ میں صرف کر سکتے ہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۶ ج ۱۷) "یہ حکم فی نفسہ ہوا' ویسے ذمہ داران کو چاہئے کہ ایسے کاموں کے لئے دوکان کرایہ پر نہ دیں" م'ع

موقوفہ کتب کو ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ میں منتقل کرنا

سوال..... ایک قدیم مدرسہ میں بہت سی کتابیں ہیں' اس وقت وہ بند ہے' کوئی بھی فائدہ نہیں ہو رہا ہے' تو کیا مدرسہ ثانی کا معلم ان سے استفادہ کر سکتا ہے؟ یا دوسرے مدرسہ میں جو جاری

ہے ان کو دیدیا جائے' کیا حکم ہے؟ بعد استفادہ کے واپسی ضروری ہے؟

جواب...... واقف و مہتمم مدرسہ اور دیگر اصحاب رائے باہمی مشورہ کر کے ان کتب کو ایسے مدرسہ میں منتقل کر سکتے ہیں جہاں ان سے استفادہ بھی کیا جائے اور دیمک سے بھی حفاظت ہو جائے' واقف کا مقصد بھی فی الجملہ پورا ہو' دوسرے مدرسہ میں پڑھنے والا قابل اطمینان ہو کہ کتابیں واپس کر دے گا' تو اس کو استفادہ کے لئے دینا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۴۰ ج ۱۷)

طلباء کی امداد کرنا' اور ان کو محبوب کہنا

سوال...... زید ایک ہمدرد قوم ہے بہت سے طلباء و طالبات کی خود بھی امداد کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کراتا ہے۔ کیا زید کا یہ عمل قابل طعن ہے' کیا ان لڑکے اور لڑکیوں کو زید کا غلام' لونڈی' بیوی' معشوق' اور محبوب بولنا صحیح ہے؟

جواب...... جو شخص محض اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے علم دین حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کی اعانت کرتا ہے۔ اپنی نفسانی خواہش کے پیش نظر نہیں رکھتا تو اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ بہت بلند ہے' اور بہت بڑے اجر و ثواب کا مستحق ہے' اس کے لئے طعن و ملامت کا لفظ بولنا جائز نہیں' بے بنیاد الزام اور تہمت لگانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۴ ج ۱۵) "ہمدرد قوم کے لئے بھی ضروری ہے کہ ایسا طریق اختیار نہ کرے جو طعن کا باعث ہو" (م'ع)

نامزد متولی کا مدرسہ سے علیحدہ ہو جانا

سوال...... ایک واقف نے حسب ذیل شرائط کے ساتھ اپنا مکان میمن جماعت کے سپرد کیا تھا۔

۱۔ مدرسہ میں اہل سنت والجماعت کے بچوں کو تعلیم دی جائے۔

۲۔ تعلیم کی کوئی فیس نہ لی جائے۔

۳۔ مدرسہ میں انگریزی تعلیم نہ دی جائے' میمن برادری نے اس سے تعلق ختم کر دیا ہے اور مدرسہ چھ ماہ سے بند پڑا ہے۔ کیا کسی بھی اہل سنت برادری کو وہ مدرسہ سپرد کیا جا سکتا ہے؟

جواب...... جو حضرات بھی قرآن کریم' اور دینی تعلیم کا انتظام کر سکیں' ان کے حوالہ کر دیا جائے' تا کہ واقف کو ثواب پہنچتا رہے اور مدرسہ جاری ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۴ ج ۱۵)

مزار کا پیسہ مسجد اور مدرسہ میں خرچ کرنا

سوال...... زائرین جو مزار کے خدام کو عطیہ دے کر جاتے ہیں اس کا زبردستی دوسرے

کاموں ''مثلاً مدرسہ'' میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں' کیونکہ یہاں ایک گروہ مزار کے پیسہ کو مدرسہ کے کام میں خرچ کرنا چاہتا ہے؟

جواب..... زائرین جو پیسہ خادم مزار کو صاحب مزار کی خدمت اور تعلق کی بناء پر دے کر جاتے ہیں وہ خدام مزار کا ہے اس کو جبراً مدرسہ کے واسطے لینے کا کسی کو حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۰ ج ۱۵)

''ہاں اگر نوعیت دوسری ہو' خادم کو مالک نہ بنایا جاتا ہو تو حکم اور ہوگا'' م'ع

مدرسہ میں دے کر پھر مسجد میں دینا

سوال..... زید نے ایک جوڑی بیل مدرسہ کو دیدیا' مدرسہ نے اس کو فروخت کر دیا' اب زید کہتا ہے کہ بیلوں کی قیمت بجائے مدرسہ کے مسجد میں صرف کی جائے کیا زید کا یہ کہنا شرعاً درست ہے؟

جواب..... جب وہ بیل مسجد کو نہیں دیئے بلکہ مدرسہ کو دیئے ہیں اور مدرسہ نے ان کو فروخت کر دیا تو اب زید کا یہ کہنا کہ قیمت مسجد میں خرچ کی جائے۔ بے محل ہے' ناقابل اتباع ہے' وہ قیمت مدرسہ ہی میں صرف کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ ج ۱۵)

مدرسہ کے غسل خانے استعمال کرنا

سوال..... ہمارے گاؤں کے کچھ طلباء دوسری جگہ پڑھتے ہیں جب تعطیلات میں گھر آتے ہیں تو مدرسہ کے غسل خانے استعمال کرتے ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... مدرسہ کی اشیاء کا استعمال انہیں طلباء کے لئے ہے جو مدرسہ میں داخل ہوں یا ایک دو دن مدرسہ میں مہمان آئے ہوں' مسافر خانہ کے طور پر ہر ایک استعمال کرے یہ جائز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۷ ج ۶)

خیراتی مدرسہ میں مالدار کے بچوں کی تعلیم

سوال..... جو مدرسے زکوٰۃ چرم قربانی' فطرہ اور امداد کی رقم سے چلتے ہیں تو ایسے مدارس میں صاحب نصاب کے بچے تعلیم پا سکتے ہیں کہ نہیں؟ یا صاحب نصاب کو کچھ فیس یا امداد ماہوار دینا چاہئے؟

جواب..... صاحب نصاب کے بچے ایسے مدارس میں تعلیم تو پا سکتے ہیں مگر ان بچوں کو مدرسہ سے سپارہ کھانا کپڑا وغیرہ دوسری چیزیں لینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۲۵ ج ۱)

مدرسہ کے لئے مسجد کی زمین پر تعمیر کرنا

سوال..... کیا مسجد کی زمین پر مسجد کے روپے سے عمارت تعمیر کر کے بلا کسی معاوضہ کے

مدرسہ کے تصرف میں لینا جائز ہے یا مدرسہ کا فنڈ علیحدہ کر کے مدرسہ تعمیر کرنا چاہئے؟

جواب...... مسجد کی زمین پر مسجد کے روپے سے تعمیر کر کے بلا کسی معاوضہ کے مدرسہ کے تصرف میں لانا جائز نہیں' مدرسہ کے فنڈ سے جدگانہ تعمیر کی جائے' مسجد کی زمین پر تعمیر کرنا ہو تو مشورہ کے بعد اس کا کرایہ مقرر کر کے تعمیر کریں زمین مسجد کی رہے تعمیر مدرسہ کی رہے اور زمین کا کرایہ مسجد کو مدرسہ کی طرف سے دیا جائے یا تعمیر بھی مسجد کی رہے تو پھر وہ تعمیر مسجد کی رہے گی اور مدرسہ کرایہ دیتا رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷٦ ج ۱۴)

مدرسہ قدیم کی امداد بند کر کے مدرسہ جدید کی امداد کرنا

سوال...... زید ایک قدیم مدرسہ میں امداد برابر کرتا تھا' مگر اب کسی وجہ سے یہ کہتا ہے کہ اس مدرسہ میں امداد نہ دوں گا دوسری جگہ دوں گا تو قدیم مدرسہ کی امداد بند کرنا کیسا ہے؟

جواب...... اگر کسی دوسرے مدرسہ کو کوئی وجہ ترجیح حاصل ہو تو مضائقہ نہیں ورنہ ترجیح المرجوح لازم آتی ہے اور خیر العمل ما ادیم کے بھی خلاف ہے اگر دونوں تمام امور میں مساوی ہوں تب بھی قدیم افضل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۲ ج ۱)

مدرسہ کا قرض ادا کرنے کی ایک آسان صورت

سوال...... مہتمم مدرسہ نے ایک مدرس کو بطور قرض کے کچھ روپیہ دیا تھا اتفاق سے ان کی موت ہوگئی اب اس قرض کی واپسی کی کوئی صورت نہیں ہے اور نہ مہتمم صاحب ہی موجود ہیں اس بار قرض کو ختم کرنے کے لئے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ فطرہ کی آمدنی میں سے کسی غریب کے حوالہ کر دیا جائے اور اس غریب سے ماسٹر صاحب کے قرض کی ادائیگی میں روپیہ مدرسہ میں جمع کرا دیا جائے' کیا اس طرح کرنا شرعاً درست ہے؟

جواب...... جبکہ کوئی اور صورت نہ ہو اس طرح کرنا مناسب ہے مدرسہ کا روپیہ قرض دینے کا حق نہیں' مہتمم امین ہے اور امانت میں ایسا تصرف کرنے کا حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۲٦ ج ۱)

مدرسہ میں لڑکیوں کی مخلوط تعلیم

سوال...... ایک مدرسہ میں طلباء و طالبات دونوں پڑھتے ہیں مدرسہ کے اوقات میں مدرس نگرانی کرتے ہیں اور بوقت آمد و رفت اختلاط ہوتا ہے' لڑکیاں گھر سے آتے وقت بلا پردہ آتی ہیں بعض طالبات قریب البلوغ ہیں بعض کم عمر مگر قابل پردہ معلوم ہوتی ہیں۔

جواب ...... دینی مدرسہ میں صرف تعلیم ہی مقصود نہیں ہوتی' بلکہ اخلاقی تربیت اور عملی مشق بھی کرائی جاتی ہے لڑکی جب بالغ ہو جائے یا بلوغ کے قریب پہنچ جائے تو اس کو پردہ کی تاکید لازم ہے ورنہ عمر بھر بے پردہ رہے گی' سیانے لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاف باعث فتنہ بھی ہو سکتا ہے جس کے شواہد کالجوں میں بے شمار ملیں گے اگر ابھی سے احتیاط نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ کہیں دینی مدارس کا بھی وہی حال نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۱ ج ۱۴) ''اس لئے بندش لگانا چاہئے'' (م'ع)

منیجر نے دینی مدرسہ بند کر دیا اس کا حکم

سوال ...... ایک ماہ ہوا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے منیجر نے مدرسہ کو تالا لگا دیا' بچوں کی دینی تعلیم بند ہو گئی اب جملہ مسلمان پریشان ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ منیجر کو بدل دیں اس کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

جواب ...... بلا وجہ دینی مدرسہ کو بند کرنا اور تالا لگانا درست نہیں ہے' منیجر کوئی وجہ معقول پیش نہ کرے تو علیحدگی کا مستحق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۱ ج ۱۴)

تعطیل کلاں کے بعد استعفیٰ پر تنخواہ کا استحقاق

سوال ...... پورے سال بھر پڑھانے کے بعد اگر کوئی شخص رمضان کی تعطیل میں استعفیٰ دینا چاہتا ہے تو وہ شرعاً رمضان کی تنخواہ کا مستحق ہے یا نہیں؟

جواب ...... یہاں قانون یہ ہے کہ رمضان کی تنخواہ کا تعطیل کی صورت میں اس وقت مستحق ہے جبکہ شوال میں مدرسہ کھلنے پر حاضر ہو کر کام کرے ورنہ استحقاق نہیں' وہاں کا قانون بھی یہی ہو تو حکم بھی یہی ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۳ ج ۱۴) ''قانون کچھ اور ہو تو حکم بھی اور ہوگا اور کچھ بھی قانون نہ ہو تو متبوع مدرسہ کا اعتبار کر لیا جائے گا'' (م'ع)

مدرسہ کے وقت چائے وغیرہ پینا

سوال ...... مدرسہ کے وقت چائے وغیرہ بنانا' اور ناشتہ پانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ...... سبق پڑھا کر طلبہ کا پورا حق ادا کر دینے کے بعد اگر وقت مل جائے تو گنجائش ہے کہ اتفاقیہ چائے بنالی جائے یا ناشتہ کر لیا جائے' طلبہ کو سبق نہ پڑھا کر وقت بچانا اور اس میں اپنا کام کرنا جائز نہیں یہ خیانت ہے مدارس کا معاملہ بہت سخت ہے ان میں قوم کا پیسہ آتا ہے اگر وہ برمحل خرچ نہ ہوا تو سب کے حقوق ذمہ میں باقی رہتے ہیں۔ سب سے معافی کرانا بھی دشوار ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۳ ج ۱۴)

''اس لئے ہمیشہ بہت احتیاط برتی جائے'' (م'ع)

جعلی سفیر سے زائد روپیہ وصول کرنا

سوال...... ایک جعلی سفیر نے پوچھ گچھ کے بعد بتلایا کہ میں نے کل دوسو تیس روپے وصول کئے ہیں، وصولیابی کی یہ رسید شاہد ہے اور میں اس بات پر حلف بھی اٹھا سکتا ہوں لیکن اراکین مدرسہ نے اس کی نہ مانی اور کہا کہ تو نے نو سو اڑسٹھ روپے وصول کئے ہیں لیکن نہ اس پر کوئی دلیل ہے نہ برہان، کیا اس طرح وصول کرنا اور مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے؟

جواب...... اگر کمیٹی کے پاس نو سو اڑسٹھ کا ثبوت نہیں ہے اور زید حلف کر کے انکار کرتا ہے تو کمیٹی کو اس کے وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر وصول کرلیا ہو تو ضروری ہے کہ واپس کرے مدرسہ میں ہرگز خرچ نہ کیا جائے ہاں جتنے روپیہ کا ثبوت ہے وہ ضرور اس سے لئے جائیں اور مدرسہ میں خرچ کرلیا جائے اور اس کا انتظام کیا جائے کہ زید آئندہ ایسی حرکت نہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۹ ج ۱۴)

ایک مدرسہ کا روپیہ دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا

سوال...... معطی نے بتایا کہ میں نے کھیڑی والی مسجد اور مدرسہ میں پچاس روپے لوجہ اللہ دیئے ہیں حال یہ ہے کہ ایک دوسری مسجد کے متولی نے ان کو عیاری سے لے لیا تو کیا دوسری مسجد میں ان کا صرف کرنا جائز ہے؟

جواب...... جس جگہ خرچ کرنے کے لئے دیا ہے اسی جگہ خرچ کرنا لازم ہے، اگر دوسری جگہ خرچ کردیا تو ضمان لازم ہوگا۔ اس لئے کہ متولی امین اور وکیل ہے معطی کی تصریح کے خلاف خرچ کرنے کا اس کو حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۰ ج ۱۴)

دینی مدارس کی مثال اصحاب صفہ کی زندگی ہے

سوال...... ہمارے ملک میں بہت دینی مدارس قائم ہیں جن میں دینی تعلیم کے ساتھ قیام و طعام کا بھی بندوبست ہے، آمدنی کے تمام ذرائع عام طور پر عوام کے زکوٰۃ وصدقات ہیں کیا یہ جائز ہے؟ کیا اس کی مثال عہد صحابہ میں ملتی ہے؟

جواب...... دور حاضر کے دینی مدارس اور موجودہ زمانے کی درسگاہوں کی مثال عہد رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اصحاب صفہ کی زندگی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۲ ج ۱۴)

مدرس کو علیحدہ کرنے پر ایک ماہ کی تنخواہ زائد دینا

سوال...... ایک مدرس کو مہتمم صاحب نے شوال کے دوسرے ہفتہ میں اطلاع دی کہ تمہاری

ملازمت ختم ہوگئی ہے مدرس کہتا ہے کہ اس کو شوال کی تنخواہ ملنی چاہئے ازروئے شرع وہ کتنی تنخواہ کا حقدار ہے؟

جواب...... مہتمم صاحب نے جس وقت اطلاع کی ہے اس وقت تک کی تنخواہ بلاشبہ لازم ہے پورے ماہ شوال کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ اگر مدرسہ کا کوئی ضابطہ مقرر ہے یا زید سے اس کے متعلق کوئی معاہدہ ہوا ہے ''مثلاً جب دل چاہے زید ملازمت ترک کردے اور جب دل چاہے مہتمم صاحب علیحدہ کردیں تو اس وقت معاملہ ختم ہو جائے گا۔ اور آئندہ کا کوئی حساب یعنی بلا کام کئے تنخواہ دینے کا حق باقی نہ رہے گا' اسی طرح گذشتہ کام کی تنخواہ ضبط کرنے کا بھی حق نہ ہوگا' تب تو اس کے موافق عمل درآمد ہوگا'' ورنہ عمومی مدارس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مہتمم علیحدہ کرنا چاہیں تو ایک ماہ پیشتر اطلاع کردیں کہ یکم ذیقعدہ سے آپ سبکدوش ہیں' اگر ایسا نہیں کیا بلکہ فوری طور پر علیحدہ کردیا تو ایک ماہ کی مزید تنخواہ دے کر علاحدہ کیا جاسکتا ہے' اسی طرح مدرس کا حال ہے کہ وہ اپنی علیحدگی کی ایک ماہ پہلے اطلاع کردے' ورنہ ایک ماہ کی تنخواہ سے دست بردار ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۲ ج۱۴)

مدارس دینیہ میں دنیوی تعلیم دینا

سوال...... کسی دارالعلوم کے طلباء کو علوم مقصودہ کیساتھ مولوی' فاضل' اور ایم اے کرانا اور ضمناً ان کو دینی ماحول میں دیندار اساتذہ کے ذریعہ انگریزی زبان پڑھانا اور بعض علوم جدیدہ جیسے عالمی جغرافیہ سائنس' فلسفہ جدید نفسیات اور شہریت و عمران پڑھانا جائز خدمت خلق اور رضا حق کا ذریعہ ہے یا نہیں؟

جواب...... دیندار ماحول میں اور دیندار اساتذہ کی نگرانی میں علوم جدیدہ کی تحصیل بحیثیت خدمت خلق ورضا حق بلاشبہ موجب اجر وثواب ہے مگر مدارس دینیہ میں ان کا اجراء تجربہ سے مضر ثابت ہوا ہے۔

اولاً: اس لئے کہ بعض مدارس دینیہ میں علوم جدیدہ کو تبعاً وضمناً جاری کیا گیا' مگر چند روز ہی میں وہ مدرسہ سوائے علم دین کے باقی سب فنون کا مرکز بن گیا' اور علم دین برائے نام رہ گیا' اور پھر چند ایام کے بعد علم دین کا نام بھی ختم ہوگیا' اس کی بہت سی نظائر ہمارے سامنے موجود ہیں' اس صورت میں مدرسہ کی زمین اور متعلقہ سامان جو تعلیم دین کے لئے وقف تھا قیامت تک تعلیم دنیا اور بالواسطہ یا بلاواسطہ ہدم دین کے لئے استعمال ہوگا جس کا سارا وبال بنیاد رکھنے والے پر ہوگا' بالفرض ہدم دین کا باعث نہ بھی بنے تو بھی جو وقف علم دین کے لئے تھا اسے علم دنیا کے لئے مخصوص کردینے کا عذاب تو بہر کیف ہوگا۔

ثانیاً: اگر بالفرض کسی مدرسہ میں علم دین ہی غالب رہے تو اس استعداد کے طلبہ کہاں سے لائے جائیں گے جو علوم دینیہ ودنیویہ دونوں میں مہارت حاصل کرسکیں' جب ان علوم دینیہ میں استعداد حاصل کرنے

والوں کی تعداد ایک فیصد سے زیادہ نہیں اور علوم جدیدہ کے طلبہ کا معیار تو اس سے بھی زیادہ گرا ہوا ہے۔

ثالثاً:۔ اگر بفرض محال لاکھوں میں سے کوئی فرد دونوں علوم کا ماہر ہو بھی جائے تو کیا وہ علم دین کی خدمت کرے گا؟ حاشا وکلا اسے تو دنیوی ہوس نہ صرف یہ کہ خدمت علم دین کا موقعہ نہیں دیتی بلکہ اس سے متنفر کر دیتی ہے چنانچہ اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی کہ دونوں قسم کے علوم میں کوئی ماہر فرد دین کی کوئی بنیادی معتد بہ خدمت کر رہا ہو یہ صحیح ہے کہ ایسا آدمی اگر اخلاص سے دنیوی خدمت کرے تو وہ بھی باعث اجر ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اگر اسے علوم دنیویہ کی تعلیم نہ دی جاتی تو وہ دین کی خدمت کرتا علوم دنیویہ کی تعلیم نے اسے خدمت دین سے محروم کر دیا پھر اس کے دعویٰ اخلاص میں بھی شبہ ہوتا ہے کہ حقیقت کا کچھ ذرہ بھی ہے یا کہ محض نفسانی کید ہے اگر واقعی رضاء الٰہی مقصود ہے تو خدمت کی قدرت ہوتے ہوئے علوم دنیویہ کی خدمت کو کیوں اختیار کیا؟ اس سے ثابت ہوا کہ طلب مال وجاہ کے سوا کچھ نہیں' مشاہدہ ہے کہ عموماً ایسے حضرات کے قلب سے عمل کا اہتمام مٹ جاتا ہے بلکہ بیشتر کے تو نظریات بھی تبدیل ہو جاتے ہیں' غرضیکہ مدارس دینیہ میں اگر ان علوم جدیدہ کو ذرا سی بھی جگہ دی گئی تو خطرہ ہے کہ چند سال کے بعد ایک فرد بھی خدمت دین کرنے والا نہ ملے گا' اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ آمین۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۲۴۔۲۲۶ ج ۱)

تعلیم دینے کے لئے عورتوں کا مسجد میں آنا جانا

سوال...... ایک مسجد کے مدرسہ میں نابالغ اور بالغ لڑکیاں سب ہی پڑھتی ہیں اور ان کو پڑھانے والی بھی تقریباً جوان عورتیں ہیں' جن کا داخلہ مسجد میں آنے جانے کی حالت میں یقیناً ہوتا ہے کیا یہ شرعاً صحیح ہے؟

جواب...... ناپاکی کی حالت میں مسجد سے ہو کر گزرنا درست نہیں' اس لئے ضروری ہے کہ الگ سے کوئی راستہ مسجد میں آنے جانے کے لئے بنایا جائے' تاکہ ''حائضہ عورت کے ذریعہ'' مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۳۶۔۲۳۸ ج ۱۵)

مسجد کے دالان میں مدرسہ بنانا

سوال...... اسی مسجد کے شمالی اور جنوبی دالان میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ کی شاخ کے نام سے قائم ہے اس کو شاہی اوقاف والے ناپسند کرتے ہیں' اور ہٹانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ عمل درست ہے؟

جواب...... اگر یہ واقف کے منشاء اور رضامندی سے ہے تو اس کو ہرگز نہ ہٹایا جائے' ورنہ کرایہ کا معاملہ کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۶۔۲۳۸ ج ۱۵)

مسجد کے دالان کو دفتر انجمن بنانا

سوال...... کچھ دنوں سے جنوبی دالان میں ایک محفوظ کوٹھڑی بمنظوری سیکرٹری صاحب اوقاف شاہی بنائی گئی ہے' تو کیا مسجد میں دفتر قائم کرنا روا ہے؟

جواب...... جو دالان مسجد کے مصالح کے لئے وقف ہے اس کے کسی حصہ کو کسی دوسرے کام میں لانا درست نہیں' اگر ضرورت مذکورہ کیلئے استعمال کرتا ہے' تو کرایہ کا معاملہ کرلیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ)

مدرسہ میں پیسہ دینے سے زیادہ ثواب ہے یا حج بدل میں

سوال...... میری والدہ پر حج فرض نہیں تھا ہاں وہ اس کی خواہش مند تھیں' مگر ان کا انتقال ہو گیا' میں اس کو ثواب پہنچانے کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں تو حج بدل کرانے میں زیادہ ثواب ہے یا ایک سسکتے ہوئے مکتب کی مدد کرنے میں؟ جس کے بند ہو جانے کا اندیشہ ہے؟

جواب...... جبکہ میت کے ذمہ حج فرض نہیں تھا اور ان کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو جس مکتب میں بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے اور وہ مکتب ضرورت مند بھی ہے تو وہاں روپیہ دے کر مکتب کو سنبھالنے میں اور ترقی دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۱ ج ۱۴)

مدارس کے سالانہ جلسوں میں مہمانوں کے طعام کا مسئلہ

سوال...... مدارس میں سالانہ انعامی جلسہ ہوتا ہے' اس میں شریک ہونے والے مہمانوں کو مدرسہ کے پیسوں سے کھلایا جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... واقف کی تصریح' اور چندہ دہندگان کی اجازت کے بغیر مدرسہ کے پیسوں سے مہمانوں کے کھلانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے' اس لئے ضرورت ہی ہو تو مخصوص چندہ کرلیا جائے یہ کسی کے بیٹے کی تقریب تھوڑا ہی ہے جو آنے والوں کو کھانا دیا جائے' یہ ایک دینی اور قومی کام ہے جو آئے اس کو اپنے پاس سے کھانے پینے کا خرچ کر کے بازار میں کھانا چاہئے' جیسے عام قومی جلسوں میں کھانے پینے کا خرچ خود برداشت کرتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۷۸۔۷۹ ج ۶)

مسجد و مدرسہ کے مشترک چندہ سے مسجد کی توسیع اور مدرسہ کے لئے دکان بنانا

سوال...... مسجد اور مدرسہ کے مشترک چندہ سے زمین خرید کر اول مسجد کی توسیع کی گئی پھر

دو کانیں بنائی گئیں' بعد میں ان دو کانوں کو مدرسہ کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا' اور دو کانوں کے اوپر مدرسہ تعمیر کر دیا گیا' تو یہ تقسیم جائز ہوئی یا نہیں؟

جواب...... جبکہ تعمیر مدرسہ اور توسیع مسجد کے لئے مشترک چندہ دیا گیا اور اس سے زمین خریدی گئی اور حسب ضرورت مسجد میں اضافہ کر لیا گیا اور ایک جانب میں دو کانیں بنوائی گئیں تو جس طرح مسجد میں جس قدر اضافہ اور زمین مخصوص طور پر مسجد بن گئی اس میں کوئی مستقل کام کرنا مثلاً مدرسہ بنانا وغیرہ صحیح نہیں' اسی طرح اگر ارباب مدرسہ کے نزدیک مناسب ہو کہ دو کانیں مدرسہ کے لئے مخصوص کر دی جائیں اور ان کے کرائے کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہو اور ان کے اوپر مدرسہ تعمیر کیا جائے' تو یہ بھی درست ہے۔ کاغذی اندراجات درست رکھے جائیں تا کہ آئندہ نزاع نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۰ ج ۱۲)

مدرسہ کی بعض منزل کو بعض طلبہ کے ساتھ خاص کرنا

سوال...... ایک مدرسہ کا اکثر چندہ بیرونی ممالک سے موصول ہوا تھا' جیسا کہ لندن وغیرہ' اب بعض ملک کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کے طلباء کے لئے فلاں لائن کے تمام کمرے مخصوص کئے جائیں اگر ان کی اس مانگ کو پورا کیا جائے تو دوسرے طلباء کی حق تلفی ہوگی' آیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب...... سوال سے ظاہر ہے کہ چندہ دیتے وقت مصرف کا تعین اور خصوص معطیان کی طرف سے نہیں ہوا تھا' ایسی صورت میں چندہ صرف ہو جانے کے بعد اموال کی معطیان کی ملک سے نکل جانے کے سبب اب بعض معطیان کی یہ خواہش پوری کرنا شرعاً ضروری نہیں' بالخصوص جبکہ دوسرے طلبہ کے لئے خرچ اور تنگی کا بھی باعث ہو' پس حسب مصالح مدرسہ تدبیر و تنظیم کرنا مہتمم کا فریضہ اور منصب ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)۔

چندہ

چندہ کی رقم کے احکام

سوال...... مدارس دینیہ میں صدقات واجبہ اور عطیات کی جو رقم ہوتی ہے اس پر سال گزرنے سے زکوۃ فرض ہوگی یا نہیں؟

جواب...... مدارس کی رقم مالک کی ملکیت سے نکلنے کے اعتبار سے بیت المال کے حکم میں ہے' یعنی جس طرح بیت المال میں رقم جمع کرتے ہی رقم معطی مالک کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح مدرسہ میں رقم دیتے ہی رقم مالک کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے۔ لہذا نہ معطی کو رقم واپس

لینے کا حق ہے نہ اس کی موت ان رقوم کے لئے پر اثر انداز ہوتی ہے یعنی وہ رقم اس کے ورثاء پر نہیں لوٹائی جائے گی اور نہ ہی ان رقوم پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اگر یہ رقوم اصلی مالک کے پاس ہی رہتی اور وہ کسی کو چندہ نہ دیتا تو بھی اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی' ادائے زکوٰۃ میں رقوم بحکم بیت المال نہیں یعنی جس طرح بیت المال میں صرف کر دینے سے زکوٰۃ کی رقم ادا ہو جاتی ہے اسی طرح مدرسہ میں صرف دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جب تک مستحقین کو اس رقم زکوٰۃ کا مالک نہ بنا دیا جائے اور بدون تملیک مدرسہ کی دیگر ضروریات میں صرف کرنا جائز نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۳۰ ج ۱)

مدرسہ کے چندے کا استعمال

سوال..... محترم چند باتوں کے متعلق ہر روز سوچتا ہوں اور کوئی بھی فیصلہ کر نہیں سکتا' حق کا متلاشی ہوں' خود مدرسہ جامعہ بنوریہ سے فاضل ہوں اور پشاور یونیورسٹی کا ریسرچ پی ایچ ڈی سکالر ہوں' گاؤں میں مدرسے کی بنیاد رکھی ہے' جس کے لئے میں نے اپنے زیورات دیئے ہیں اور مدرسہ زیر تعمیر ہے' چند شکوک وشبہات ہیں' عاجزانہ التماس ہے کہ مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں' میں کیا کروں؟

سوال ۱.....: مدرسہ کے لئے جو فنڈ ہے یا جو لوگ چندہ دیتے ہیں' ان میں سے میں مدرسہ کے لئے رسید بک' یا لیٹر پیڈ وغیرہ بنا سکتا ہوں؟

سوال ۲.....: مدرسہ کے ساتھ تعاون کرنے والے حضرات کے لئے میں مدرسے کی اس رقم سے کچھ اکرام مثلاً چائے یا کھانا' وغیرہ کھلا سکتا ہوں؟

سوال ۳.....: مدرسہ کے لئے اپنا علیحدہ راستہ ہے' جو ایک ندی سے گزرتا ہے' کیا اس ندی پر پل مدرسہ کی رقم سے تعمیر کر سکتا ہوں' جب کہ وہ راستہ صرف مدرسہ کا ہے؟

سوال ۴.....: فی الحال مجھے پشاور یونیورسٹی میں سروس مل سکتی ہے' لیکن میرا ارادہ ہے کہ میں سروس نہیں کروں گا' صرف مدرسہ میں پڑھاؤں گا' میں' میرے بھائی اور والد صاحب (علمی خاندان ہے) ہم اکٹھے رہتے ہیں' اور وہ میرے ساتھ تعاون کرتے ہیں' میرے اور میری بیوی کے اخراجات پورے کرتے ہیں' اگر بالفرض مجھے ضرورت پڑے تو میں مدرسہ کے فنڈ سے اپنے لئے تنخواہ مقرر کر سکتا ہوں؟ اگر کر سکتا ہوں تو کتنا لینا جائز ہوگا؟

محترم! فکر آخرت کی وجہ سے ہر وقت سوچتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین کے نام پر کام شروع کروں' اور وہ میرے لئے ہلاکت کا سامان بن جائے' اس لئے آپ سے رابطہ رکھوں گا تا کہ صحیح طریقے پر چل سکوں۔

جواب ا......: بنا سکتے ہیں' مگر اس لیٹر پیڈ کو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے استعمال نہیں کر سکتے' صرف مدرسہ کے کاموں کے لئے استعمال ہونا چاہئے' اور اگر ذاتی ضروریات کے لئے آپ کو اس کی ضرورت ہو تو اپنا الگ لیٹر پیڈ بنائیں' اور یہ بھی ضروری ہے کہ مدرسہ کی وہ رقم زکوٰۃ فنڈ کی نہ ہو۔

جواب ۲......: مدرسہ کے عام چندہ سے نہیں کر سکتے' البتہ خاص اسی مقصد کے لئے چندہ جمع کیا گیا ہو اس سے کر سکتے ہیں۔ جواب ۳......: کر سکتے ہیں۔

جواب......۴: تنخواہ مقرر کر سکتے ہیں' اور اس کے لئے چند دیندار اور ذی فہم لوگوں کو مقرر کر دیا جائے' جن سے آپ مشورہ کر سکیں۔ (آپ کے مسائل ج ۱۰ ص ۲۶۴)

کفار اور منافقین سے سختی کا مصداق

سوال......**یاایھاالنبی جاھدالکفار والمنافقین واغلظ علیھم**" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت شریفہ کی شق اول پر کما حقہ عمل فرمایا مگر شق ثانی یعنی منافقین کے ساتھ اس کے برعکس نرمی اور شفقت فرمائی' بظاہر یہ بات آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔

جواب...... کفار کے مقابلہ پر غلظت سیف و سنان کے ساتھ تھی اور منافقین کے ساتھ باللسان تھی جہاں نرمی کی ضرورت ہوتی نرمی فرماتے ورنہ سختی' چنانچہ روح المعانی میں ہے کہ ایک جمعہ کے موقع پر آپؐ نے نام لے لے کر منافقوں کو مسجد سے نکلوا دیا۔

"**قم یا فلان فانک منافق' قم یا فلان فانک منافق**" رئیس المنافقین سے نرمی فرمانا اس کے صاحبزادے کی دلجوئی اور دیگر منافقین کو اخلاق کی تلوار سے کاٹنے کے لئے تھا۔

(آپ کے مسائل ج ۱۰ ص ۲۶۴)

مستحق طلباء کی آمد کی امید پر چندہ لینا

سوال......ایک مولوی صاحب اپنے مدرسہ میں ہر قسم کا چندہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ رقم جمع ہو جائے تو یہاں پر کھانے کا انتظام کیا جائے گا کیا اس امید پر چندہ لینا جائز ہے؟

جواب...... اگر فی الحال غریب مستحق طلبہ کے لئے رقم ناکافی ہونے کی وجہ سے کھانے کا انتظام نہیں اور اس کوشش میں لگے ہیں کہ انتظام کریں اور اس کی غالب توقع ہے تو وہ ایسی رقوم بھی لے سکتے ہیں مگر اس کا خیال رہے کہ جو رقم جس میں لی جائے' اسی مد میں اس کا خرچ کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۴ ج ۱۲)

جعلی رسید سے جمع کردہ چندہ کرنے کا مصرف

سوال.....ایک شخص نے جعلی رسید لے کر چندہ کیا وہ شخص شبہ کی وجہ سے پکڑا گیا اب اس رقم کا کیا مصرف ہے؟

جواب.....دوسرے کسی مدرسہ میں ایسی رقم خرچ کرنا درست ہے اگر وہ مدرسہ موجود ہے جس کے نام پر چندہ کیا گیا ہے تو اسی میں دیدیا جائے (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۱)

''جعلی ہونے کا حکم جلد نہ لگایا جائے اچھی طرح تحقیق کر لی جائے'' م ع

بازار میں چندہ کے لئے جانا

سوال..... چندہ کے لئے شہر کے بازار گلیوں اور محلوں میں پھرنا جہاں عام طور سے عورتیں عریاں نظر آتی ہیں کیا چندہ کرنے والے امام صاحب کا یہ فعل روا ہے؟

جواب..... حدود شرعیہ کی رعایت کرتے ہوئے شہروں اور بازاروں میں ضرورت سے جانا جائز ہے محض تفریح یا برہنہ عورتوں کو دیکھنے کے لئے جانا جائز نہیں (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰-۲۲۲ ج ۱۲)

''اور چندہ بھی ایک ضرورت ہے''۔(م ع)

چندہ کی رقم کا محصل یا مہتمم کا اپنے خرچ میں لانا

سوال..... مہتمم مدرسہ یا محصل چندہ کو چندہ کی رقم اپنے ذاتی خرچ میں لانا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... مہتمم کو خرچ ضروری کرایہ وغیرہ میں اس میں سے لینا جائز ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۵ ج ۱)

چندہ سے خوشحال بچوں کی تعلیم کا حکم

سوال..... چندہ ایک بھیک ہے جس کو خیرات کہتے ہیں اس سے خوشحال بچوں کی تعلیم ہوتی ہے ملازمین اس سے تنخواہ حاصل کرتے ہیں یہ کہاں تک جائز ہے؟ خوشحال بچوں کو اس سے پڑھانا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب..... اصل یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی اولاد کے لئے دینی تعلیم کا انتظام لازم ہے لیکن جب مسلمانوں کو اس کا احساس نہ رہے یا وہ مجبور و معذور ہوں تو لامحالہ چندہ سے انتظام کیا جائے گا جو حضرات تعلیم دیتے ہیں وہ اپنے متعلقین کے نفقات واجبہ ادا کرنے کے لئے چندہ کے پیسہ سے تنخواہ لیں گے اور یہ تنخواہ ان کی درست ہے۔

مگر مالداروں کے لئے غیرت کی بات یہ ہے کہ وہ ایک دو مدرس کی تنخواہ اپنے پاس سے

دیدیں اور صرف اس کی دی ہوئی تنخواہ سے مدرس سب بچوں کو تعلیم دے یہ اس کی غیرت ایمانی کا تقاضہ اور صدقہ جاریہ ہے۔

تنبیہ:۔ دینی خدمت کے لئے جو چندہ کیا جاتا ہے اس کو بھیک سمجھنا اور حقیر سمجھ کر دینا دین کی بڑی ناقدری اور دین سے بے تعلقی کی نشانی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ ج ۱۲)

یونیورسٹی میں چندہ دینے کا حکم

سوال..... یونیورسٹی علی گڑھ میں چندہ دینا کیسا ہے؟ اگر کسی صورت میں ناجائز ہوگا تو میں حتی الوسع اس قصبہ میں اس میں چندہ نہ دینے کی کوشش بذریعہ وعظ کروں گا۔

جواب..... یونیورسٹی میں درست نہیں' مگر اس زحمت میں میری رائے کے مطابق آپ نہ پڑیں' (امداد الفتاویٰ ص ۳۷ ج ۴) ''یہ حکم دائمی نہیں'' (م' ع)

کمیشن پر چندہ کرنا

سوال.....ایک دینی مدرسہ میں سفیر کے لئے یہ کیا جارہا ہے کہ بجائے حصہ تنخواہ مقرر کرنے کے یہ کیا جائے کہ مدرسہ کے سلسلہ میں زکوٰۃ' فطرہ' چرم قربانی' نذر' ایصال ثواب وغیرہ کی رقم کو بعینہ مدرسہ میں داخل کردیا جائے' اور ان کے علاوہ وصول شدہ رقم چندہ علیہ سفرخرچ ریل گاڑی' رکشہ کا کرایہ' اس کے علاوہ جو رقم بھی چندہ کی رہے سفیر کا حصہ تہائی یا نصف جو بھی مقرر ہوجائے' کیا اس طرح درست ہے؟

جواب.....سفیر کے لئے اس طرح مقرر کرنا کہ زکوٰۃ' صدقہ وغیرہ کی رقموں کے علاوہ جو کچھ وصول ہو اس میں سے ریل' بس وغیرہ کا کرایہ سے جو کچھ بچے اس کا نصف یا تہائی وغیرہ بطور تنخواہ دیا جائے گا۔ غلط اور خلاف شرع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۷ ج ۱۴)

چندہ پر جبر کرنا

سوال.....اگر کسی محلہ کی مسجد میں مؤذن کی خوراک وغیرہ کے لئے کچھ لوگ چندہ دیتے ہیں اور کچھ مسلمان دینے سے انکار کرتے ہیں' تو ایسی حالت میں اگر بجبر ان کو چندہ میں شریک کیا جائے تو کیسا ہے۔

جواب..... جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۰۳ ج ۴)

یتیم کے مخلوط مال سے چندہ لینا

سوال..... ہمارے دیار میں اکثر لوگوں کا مال یتیموں کے مال کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے' تو

اس قسم کا چندہ مشتبہات میں شمار ہوگا یا نہیں؟ اور شبہ کی جگہ تفتیش کرنا کیسا ہے؟
اگر اس طرح چندہ لینے کی گنجائش نہ ہو تو اکثر مدارس دینیہ کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔
جواب...... جہاں ظن غالب ہو کہ یتیموں کے مخلوط مال سے چندہ دیتا ہے وہاں تفتیش کر لی جائے اگر یہ ظن صحیح ثابت ہو تو چندہ لینے سے انکار کر دے اور جہاں ظن غالب نہ ہو یا اس کے خلاف کا ظن ہو تو وہاں تفتیش کی ضرورت نہیں جب اہل مدارس دیانت کے ساتھ حلال روپے سے مدرسہ چلانے کا پختہ عزم کریں گے اور حرام روپے سے اجتناب کریں گے تو اللہ کی امداد بالیقین شامل حال رہے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۲ ج ۱۰)

صغیر و کبیر کے مخلوط مال سے چندہ لینا

سوال...... زید اور بکر دو بھائی ہیں بکر نابالغ یتیم ہے اور زید بالغ ہے والد کا انتقال ہو گیا ہے زید کمائی کرتا ہے بکر کچھ نہیں کرتا ہے دونوں کا مال ابھی مشترک ہے تو کیا زید اس مال مشترک سے قربانی صدقات کھانا کھلانا اور مدرسہ میں چندہ دینا اور اس جیسے کار خیر کر سکتا ہے۔ یا یہ بھی مشترکہ شمار ہوگا؟
جواب...... مال مشترک سے ایسے مواقع میں خرچ کرنا درست نہیں کیونکہ ہر دو بھائی ایک دوسرے کے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتے بلکہ بمنزلہ اجنبی کے ہیں البتہ زید جو روزی اپنی علاحدہ کماتا ہے اس میں تصرف کر سکتا ہے مواقع مذکورہ میں صرف کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۲ ج ۱۰)

نابالغ کا چندہ میں پیسہ دینا

سوال...... مدرسہ کے نابالغ بچے جو اپنے ناشتہ کے لئے پیسے اپنے گھر سے لاتے ہیں اگر وہ مدرسہ میں بطور چندہ دیں تو لینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب...... اگر ان کے ولی نے مدرسہ میں دینے کے لئے دیئے ہیں تو جائز ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۶ ج ۱۴) "ورنہ نہیں" م ع

رقم چندہ خرچ ہونے سے قبل معطی کا انتقال ہو گیا

سوال...... زید نے کچھ رقم مسجد و مدرسہ میں عمارت کے لئے دیدی مسجد و مدرسہ میں عمارتیں نہیں بنیں کہ زید کا انتقال ہو گیا اس رقم کو عمارتوں میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟
جواب...... رقم خرچ ہونے سے قبل انتقال ہونے کی صورت میں یہ مال میراث ہے۔
(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

طلباء کے چندہ سے قائم کی ہوئی انجمن کی شرعی حیثیت

سوال...... طلباء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ۴ جون ۷۴ء مجلس شوریٰ کی منعقدہ مجلس نے جامعہ کے طلباء کے نام سے جو انجمن قائم کی ہے اسے غیر قانونی ٹھہرایا جاتا ہے جمعیۃ الطلبہ کی کتابیں نقد اور سامان ضبط کرنے کا بھی مہتمم صاحب کو اختیار دیا جاتا ہے کہ میرا کچھ ذاتی سامان ہے اس پر بھی مہتمم صاحب نے قبضہ کر لیا ہے مجلس شوریٰ کا فیصلہ کہاں تک درست ہے؟ میرے سامان پر شرعاً قبضہ کرنا کیسا ہے؟

جواب...... جمعیۃ الطلبہ کی حیثیت عرفاً وقف کی ہوگی' طلبہ کا ذاتی ادارہ اور ذاتی کتب خانہ شمار نہ ہوگا' جب طلباء فارغ ہو کر جاتے ہیں تو کتب خانہ کی کتاب لے کر نہیں جاتے' بلکہ بعد میں آنے والے طلباء کے لئے چھوڑ جاتے ہیں انجمن کا دستور اس پر دال ہے کہ کتابیں اور سامان ذاتی نہیں اس لئے طلباء کو مطالبہ کا حق نہیں ہوگا بعد میں آنے والے طلبہ اس سے منتفع ہوتے رہیں گے' اس سلسلہ کا حساب اب مہتمم کو دیدیا جائے' کمرہ میں آپ کی ذاتی کتابیں اور سامان وغیرہ ہو' اس کا آپ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ آپ کا حق ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۷-۵۷ ج ۶)

مسجد و مدرسہ میں ریلی فنڈ کی طرف سے امداد لینا

سوال...... مسجد و مدرسہ میں کوئی ریلی راحت فنڈ کی طرف سے امداد لے تو کیسا ہے؟ اس میں غیر مسلم کے پیسے بھی ہوتے ہیں۔

جواب...... مسجد و مدرسہ کی عمارت کو کوئی نقصان ہو تو امداد لینے کی گنجائش ہے۔ جماعت خانہ یا نماز گاہ کے علاوہ بیت الخلاء' یا غسل خانہ وغیرہ بنانے اور مرمت کرنے کے لئے امداد لی جاوے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۷ ج ۲) "اور اس سے بھی پرہیز رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے" م'ع

مدرسہ میں چندہ نہ دینے کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا

سوال...... ابھی حال ہی میں حنفی پارٹی نے "جو اکثریت میں ہے" "وہابی پارٹی کا" مدرسہ میں چندہ نہ دینے کی وجہ سے بائیکاٹ کر دیا ہے اور ایک جنازہ کی نماز بھی مسجد میں نہیں ہونے دی' کیا ایسا کرنے والے مسلمان گنہگار ہیں؟

جواب...... مسجد میں نماز پڑھنا ہر مسلمان کا حق ہے مدرسہ میں چندہ نہ دینے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جو حصہ نماز کیلئے متعین ہے جیسے اندرونی حصہ اور فرش مسجد جہاں گرمی کے وقت نماز پڑھی جاتی ہے نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اس فرش سے علیحدہ اگر احاطہ اور چہار دیواری میں زائد جگہ ہو تو وہاں مکروہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۵ ج ۱۵)

مہتمم کو رقم موصول ہوئی تو کس مد میں صرف کرے

سوال...... ایک شخص نے مہتمم صاحب کے پاس رقم بھیجی لیکن یہ نہیں لکھا کہ کس مد میں خرچ کی جائے اور خط و کتابت کے بعد بھی پتہ نہیں چل سکا تو کس مد میں صرف کی جائے؟

جواب...... یہ شخص جس مد میں رقم بھیجا کرتا تھا اسی میں صرف کی جائے اگر یہ پہلا موقعہ ہو تو اس رقم کو دینی امور میں اور طلباء کی امداد میں صرف کی جائے عموماً ایسی رقم زکوٰۃ کی ہوتی ہے۔ اس لئے احتیاط کا تقاضہ ہے کہ تملیک کا خیال رکھا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۱ ج ۶)

مہتمم مدرسہ کا تنخواہ بلا طے کئے لینا

سوال...... مہتمم مدرسہ تمام سال اہتمام بلا تنخواہ کرتے ہیں کچھ اپنا نجی کام بھی کرتے ہیں مگر جن ایام میں تحصیل چندہ کا کام ہوتا ہے اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنا نجی کاروبار نہیں کر سکتے ہیں کیا ان مہینوں کی تنخواہ لینا جائز ہے؟

جواب...... صورت مسئولہ میں مہتمم صاحب کو چاہئے کہ مجلس شوریٰ کے ارکان کے سامنے اس چیز کو پیش کر دے کہ سال بھر میں مثلاً دو ماہ چندہ کرتا ہوں اپنا نجی کام نہیں کرتا اس لئے ان دو ماہ کی تنخواہ مقرر کی جائے بقیہ دس ماہ فی سبیل اللہ خدمت مدرسہ انجام دوں گا کوئی معاوضہ نہیں لوں گا اگر مہتمم صاحب نے اس طرح باقاعدہ معاملہ نہ کیا تو تہمت اور اعتراض کا اندیشہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۹)

رسمی رقموں کی وصولی اور خرچ

سوال...... میں ایک سرکاری مکتب کا معلم ہوں تو کسی تقریب مثلاً ۱۵ اگست ۲۶ جنوری وغیرہ کے موقعہ پر بچوں سے تقریب کے خرچ کے تخمینہ سے زیادہ رقم وصول کرنا اور خرچ سے بچی ہوئی رقم کو اپنے مصرف میں لانا شریعت کی رو سے کیسا ہے؟

۲۔ بچوں سے داخلہ کے وقت ایک روپیہ وصول کرنا سند دیتے وقت فی لڑکا پانچ روپے جبراً وصول کرنا جبکہ سرکار سے کوئی قانون نہیں ہفتہ واری عیدی بقرعیدی وصول کرنا کیسا ہے؟ رسم نہیں اگر نذرانہ کے طور پر دینے والا دے تو کیسا ہے؟

جواب......ا۔ رقوم دینے والوں کو اگر علم ہے کہ خرچ سے زائد حصہ آپ رکھتے ہیں اور وہ اس پر رضامند ہیں تو جائز ہے۔ ۲۔ جبر جائز نہیں' زبردستی دی ہوئی رقم کا واپس کرنا ضروری ہے' بخوشی دی ہوئی رقم کا استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۶ ج ۱۵)

خاص مدرس کے لئے چندہ دینا

سوال......جبکہ چندہ لوگوں نے ایک مدرس کے واسطے دیا ہو اس کی معزولی کے بعد مدرس کو دینا دلانا کیسا ہے؟ یعنی وہ روپیہ جو لوگوں نے پہلے کے واسطے دیا تھا' دوسرے کے واسطے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب......اس مدرس کی کچھ تعیین نہیں' بلکہ جو مدرس وہاں ہوگا وہ تنخواہ پائے گا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۴ ج ۱)

وصولی چندہ کی مخصوص مقدار پر انعام

سوال......ایک مدرسہ میں سفراء کو مشاہرہ ملتا ہے اور اگر سالانہ وصولی میں ہزار یا اس سے زائد ہو جائے گی' تو پوری وصولی پر پانچ فی صد انعام دیا جائے گا۔ کیا اس طرح انعام دینا درست ہے؟

جواب......درست ہے' مانع نہ ہونے کی وجہ سے (فتاویٰ احیاء العلوم ص ۳۳۸)

''انعام اور کمیشن میں قدرے فرق ہے' انعام درست ہے کمیشن درست نہیں'' م'ع

چندۂ مدرسہ سے دوکانیں بنانا

سوال......ایک مدرسہ کی تعمیر چندہ کے روپے سے کی گئی ہے' اب مہتمم کی رائے ہے کہ اس مدرسہ کی چار دوکان نکال دی جائیں' اور اس کے اوپر مدرسہ تعمیر کیا جائے' تاکہ مدرسہ میں کرایے کی آمدنی آتی رہے۔

جواب......اگر اہل محلہ' اور چندہ دہندگان کو اس پر اعتراض نہ ہو تو یہ درست ہے' نیز اگر مدرسہ بن چکا ہے تو اب اس میں دکان بنانا جائز نہیں' اگر ابھی بنا نہیں اور چندہ دینے والے اس پر راضی ہیں تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۶ ج ۱۰)

فسادزدگان کے لئے چندہ کی بچی ہوئی رقم کا حکم

سوال......فسادزدگان کے لئے ایک مسلم ریلیف کمیٹی بنائی گئی' جس میں کافی چندہ جمع ہوا' تقسیم کرنے کے بعد بھی بچ گیا' اب اس بچے ہوئے کو دوسرے کاموں میں صرف کیا جائے' یا نہیں؟

جواب......جن کاموں کے لئے چندہ کیا گیا وہ رقم ان ہی کاموں میں صرف کی جائے' دوسرے کاموں میں خرچ کرنا بلا اجازت چندہ دہندگان درست نہیں' ریلیف کمیٹی کی حیثیت محض امین اور وکیل کی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۶ ج ۱۲)

باہم چندہ جمع کرنے کی ایک صورت کا حکم

سوال..... چند ممبران چندہ جمع کرنا شروع کر دیتے ہیں' مثلاً تین سال تک فی ممبر سو روپیہ ماہانہ دے گا' اگر وہ رقم لینا چاہے تو قلیل سود مثلاً تین پیسہ فی روپیہ کے حساب سے اس میں لے کر کاروبار چلا سکتا ہے' اور بعد میں مع سود کے ادا کرے' یا مع منافع کے نام خواہ سود ہو یا منافع جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۱ ج ۱۲)

جلسہ عام میں چندہ لینا اور دینا

سوال..... مائک میں اعلان کر کے مدارس کا چندہ کیا جاتا ہے خصوصاً جلسہ کی ہماہمی کے وقت یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس سے چندہ کافی جمع ہو جاتا ہے لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اس میں نابالغ بھی اپنا نام بلوانے کی کوشش کرتے ہیں؟

جواب..... یہاں دو چیزیں ہیں' ایک تنافس' دوسرا ترائی اور تفاخر' تنافس کی حقیقت بھلائی میں دوسرے کو دیکھ کر رغبت کرنا' خود تو خالی الذہن تھا' لیکن دوسرے کو دیکھ کر رغبت ہوگئی۔ اور بڑھ کر خیر کا کام کیا' یہ جائز اور شرعاً محمود ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون** اور **فاستبقوا الخیرات** سے اس کی محمودیت محقق ہے' اور ترائی و تفاخر یہ ہے کہ لوگوں کے دکھانے اور ان سے مدح کی تمنا کے لئے چندہ دینا' یا دوسرے کو گھٹانے اور نیچا دکھانے کے لئے ایسا کرنا یہ خلاف اخلاص اور شرعاً مذموم ہے' اس سے بچنا چاہئے۔

اعلان کرنے سے خیر کی طرف رغبت دلانا' یا دینے والے کا دل خوش کرنا مطلوب ہے (جیسا کہ ظاہر ہے) تب تو محمود ہے اور اگر بعض اغنیاء کے ساتھ خوشامد کا طریق اختیار کیا جائے تو یہ اہل علم کی شان کے بالکل خلاف ہے' رہا نابالغ کا نام بلوانا تو اگر یہ روپیہ نابالغ کی ملک ہے تو چندہ لینا جائز نہیں' اور اگر والدین نے اس کو عادی بنانے کے لئے دیا ہے' تو جائز ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)۔

متفرقات کتاب العلم

کم علم عوام بھی تبلیغ کر سکتے ہیں

سوال..... ایک شخص کہتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے لئے علم شرط ہے' لہٰذا یہ فریضہ صرف علماء کرام سے متعلق ہوگا' نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے خود عامل ہونا

ضروری ہے کیونکہ "دیگراں رانصیحت وخود رافضیحت" تو یہ صحیح نہیں لہٰذا جماعت میں چلنے والے ایسے افراد کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کہاں تک جواز ہے؟

جواب..... فریضۂ تبلیغ کو علماء کرام کے ساتھ مخصوص کر لینا درست نہیں' کیونکہ علماء کا کام راہ حق بتا دینا اور سیدھا راستہ دکھا دینا ہے' پھر اس کے موافق عمل کرانے اور مخلوق خدا کو اس پر چلانے میں دوسرے لوگ بھی برابر کے شریک ہیں۔

''ہاں تبلیغ کی مختلف اقسام ہیں' جاہل کو اپنے دائرے سے نکلنا جائز نہیں' تفصیل کے لئے دیکھئے اصول تبلیغ اور شرائط تبلیغ فتاویٰ ہندیہ'' م'ع۔

۲۔ اگرچہ بعض علماء نے فاسق شخص کو مجاز قرار نہیں دیا' لیکن اکثر علماء کے نزدیک یہ فریضہ اس کی جانب بھی متوجہ ہے کیونکہ دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ (۱) خود نیکی پر چلنا' برائی سے بچنا' (۲) دوسروں کو نیکی پر چلانا' اور برائی سے بچانا' تو کسی بنا پر ایک واجب کے چھوٹ جانے سے دوسرا واجب کہاں چھوڑا جا سکتا ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۳۷۲-۳۸۴ ج ۱)

''ہاں محتسب اگر خود عامل ہوگا تو قول اس کا زیادہ مؤثر ہوگا'' م'ع

تبلیغی سفر میں ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ تک مل سکتا ہے؟

سوال..... کیا یہ درست ہے؟ اور ایک روایت کا خلاصہ پیش کرتے ہیں کہ ایک پیسہ خرچ کرو گے تو سات لاکھ کا ثواب ملے گا۔

جواب..... تبلیغی جماعت میں دورہ کرنا بھی جہاد کے اقسام میں سے ایک قسم ہے' لہٰذا وہ فضائل جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وارد ہیں وہ تبلیغی سفر وگشت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں' کیونکہ اس دعوت وتبلیغ کے ذریعہ بھی اسلام دنیا میں چمکا ہے' اس لئے اس راستہ میں ایک پیسہ کا ثواب سات لاکھ تک پہنچ سکتا ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۳۷۲ ج ۱)

''دلیل جاندار نہیں' جزئی کا انطباق ظنی ہے' ثواب کی تقدیر میں قیاس کا کوئی درجہ نہیں'' م'ع

صدق کیلئے نفس واقعہ کی مطابقت کافی ہے اصول بلاغت کی رعایت ضروری نہیں

سوال..... ظاہر ہے کہ بات کی نقل کے سچا ہونے کے لئے محکی عنہ کی مطابقت ضروری ہے

لیکن شبہ یہ ہے کہ ایسی مطابقت میں اگر نفس مضمون تو متحد ہو مگر فصاحت و بلاغت نہ ہو (تو کیا صدق کے لئے) فنون بدیعیہ بھی معتبر ہیں یا زبان ولغت کی طرح غیر معتبر مثلاً زید نے عمر کو جو بکر کے قیام کا سخت منکر ہے مخاطب بنا کر کہا واللہ ان بکر القائم "؟ اب ناقل نے زید کے قول کی حکایت اسی طرح کی قال زید لعمر وقام بکر" یا زید نے عمر سے جو بکر کے قیام سے خالی الذہن ہے مخاطب ہو کر کہا واللہ ان بکر القائم اور ناقل نے زید کے قول کو اس طرح نقل کیا قال زید لعمر وقام بکر یہ حکایتیں اپنے محکی عنہ کے ساتھ مطابق ہیں یا نہیں؟

جواب..... خبر کے سچا ہونے کے لئے نفس واقعہ میں محکی عنہ کی مطابقت کافی ہے فنون بدیعیہ اور بلاغیہ ضروری نہیں اسی وجہ سے باتفاق فقہاء اور محدثین روایت بالمعنی جائز ہے حالانکہ تمام وجوہ بلاغت کا تحفظ روایت باللفظ میں ہرگز نہیں رہ سکتا البتہ اگر کہیں رعایت بلاغت نہ کرنے سے متکلم کی مراد بالکل بدل جائے تو وہ صدق خبر کے لئے مانع ہوگا پس اگر ایسا قصداً کیا جائے تو قائل گنہگار ہوگا اور اگر نادانستہ ہو گیا تو گناہ نہ ہوگا کما ھو مدلول القواعد۔ (امداد المفتین ص ۲۱۵)

مسلمانوں کو انجیل کی تعلیم دینا

سوال..... اہل اسلام کو انجیل پڑھوانا نابالغ لڑکیوں کو شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ نیز بعض معلم جو مسلمان ہوتے ہیں لڑکیوں کو خفیہ طور پر قرآن شریف پڑھاتے ہیں مگر انجیل پڑھانے کے واسطے نوکر ہوتے ہیں یہ تعلیم قرآنی بطور خود جن کے نوکر ہوتے ہیں ان سے خفیہ کرتے ہیں لہذا ایسا معلم خواہ انجیل پڑھائے خواہ قرآن قابل امامت ہے یا نہیں؟ اور یہ پیشہ کرنا کیسا ہے؟

جواب۔ نہ تو ایسی لڑکیوں کو جو اپنے دین سے محض ناواقف ہیں انجیل جس میں تحریفات و تکذیبات کلام الٰہی میں پڑھنا جائز ہے اور نہ اس کی تعلیم کے لئے نوکری کرنا جائز ہے کیونکہ مخلوق کو گمراہ کرنے پر اجرت لینا حرام ہے اور چونکہ یہ فساق ہیں اس لئے ان کی امامت بھی مکروہ ہے اور قرآن مجید پڑھانا ان کا کچھ کام نہ آئے گا جب تک اس عمل سے تائب نہ ہوں گے۔

ایں چہ ایمان است دین ست اے اضل　　　اقتدائے کفر و مصحف در بغل

(امداد الفتاویٰ ص ۶۳۔۶۴ ج ۴)

تاخیر سے تنخواہ دینا

سوال..... اہل مدرسہ کو کیا کسی مصلحت سے ہر مدرس کی تنخواہ دس یوم تاخیر سے دینا کیسا ہے؟

جواب..... اگر مدرس سے اس بات کی پہلے صفائی ہو گئی ہو تو ایسا عمل قابل اعتراض نہ ہوگا ورنہ ہر پہلی تاریخ کو تنخواہ دیدینی چاہئے بلا وجہ شرعی تاخیر کرنا مذموم اور قابل شکایت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۴ ج ۶)

گیت کے ذریعہ صدر جمہوریہ کا استقبال کرنا

سوال...... دارالعلوم دیوبند میں صدر جمہوریہ کی آمد پر پولیس کی طرف سے دو چیزیں پیش کی گئی تھیں' ایک بینڈ باجا بجوایا جائے' دوسرے راشٹریہ گیت ''جن من گن'' پڑھوایا جائے' اول کو علماء نے قبول کیا نہیں تھا مگر راشٹریہ گیت کے ابتدائی اشعار پڑھوائے گئے صدر جمہوریہ کے ساتھ علماء اور دارالعلوم کے لڑکے کھڑے ہوں گے کون سی دلیل کی بناء پر ایسا کیا گیا' کیا گیت میں کفریہ الفاظ نہیں' کیا کراہت کے ساتھ اس میں شامل ہو سکتے ہیں؟

جواب...... کسی کی خاطر کفر کے اشعار اختیار کرنا جائز نہیں' مہمان کے ساتھ اس کی حیثیت کے مطابق معاملہ کرنا پسندیدہ ہے جب تک خلاف شریعت چیز کا ارتکاب نہ ہو مجھے نہ ان اشعار کا علم ہے نہ اس وقت کے کوائف کی تفصیل کا علم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۰ ج ۱۲)

''کوئی غلط فعل کسی جگہ بھی صحیح ہونے کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے'' م'ع۔

دینی معلم کی تنخواہ پرائمری کے معلم سے کم ہونا

سوال...... عربی تعلیم دورہ تک' نیز ہندی کی تعلیم پنجم تک' حدیث وتفسیر کے اساتذہ کی تنخواہ خشک' اور پرائمری معلمین کی تنخواہ مع ناشتہ حدیث وتفسیر کا درس دینے والے اساتذہ باعتبار پرائمری درجات کے معلمین کے کم تنخواہ پائیں کیا یہ علماء اور علم دین کی توہین نہیں؟

جواب...... اہل علم حضرات کو علوم دین کی خدمت محض اللہ کے لئے کرنی چاہئے' تنخواہ کے لئے نہیں جو کچھ ملے اس کو مالک حقیقی کا عطیہ تصور کرے' خدمت دین کا معاوضہ نہیں اصل عزت اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہونا ہے اور اصل ذلت اس کی بارگاہ میں مردود ہونا ہے۔ ارباب حل وعقد کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اہل علم کے ساتھ ہرگز ایسا معاملہ نہ کریں' جس سے اہل علم کی تحقیر ہوتی ہے ورنہ ان سے سخت باز پرس ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۵-۱۷۷ ج ۱۴)

بے دین لوگوں کو کمیٹی کا ممبر بنانا

سوال...... کسی ادارہ کی مجلس عاملہ میں ایسے افراد کا رکھنا جو علماء پر تنقید کرتے ہیں جن کی وضع قطع خلاف شرع ہو صوم وصلوۃ کے پابند نہ ہوں ان کی مجلس شوریٰ میں رکھنا کیسا ہے؟

جواب...... دینی ادارہ کا ذمہ دار ایسے لوگوں کو بنایا جائے جو خود بھی دیندار ہوں دین کا جذبہ رکھتے ہوں' باسلیقہ ہوں ورنہ نظام صحیح نہیں رہے گا اور اہل علم کی جو تحقیر ہوگی اس کا سبب بڑی حد تک

بھی لوگ ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۵۔۱۷۷ ج ۱۴)

محض دفتری خانہ پری کر کے امداد حاصل کرنا

سوال...... ایک مدرسہ کا سرکار سے الحاق کرایا گیا ہے مگر سرکاری نصاب کی تعلیم نہیں ہوتی' صرف دفتری خانہ پری کر کے تعلیم دکھلائی جاتی ہے' سرکار مختلف ناموں سے امداد دیتی ہے لائبریری کے نام سے' کبھی تنخواہوں کے نام سے' اور مہتمم ان رقوم کو ادارتی مصلحتوں میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ کیا یہ طریقہ درست ہے؟

جواب...... اگر الحاق کی شرائط موجود نہیں' غلط بیانی کر کے شرائط الحاق موجودہ ظاہر کر کے الحاق کیا گیا ہے صرف دفتری خانہ پری کر کے بتلایا جاتا ہے تو یہ زور وخداع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۵ ج ۱۴) جو حرام ہے' ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے'' م'ع

بوقت ضرورت خرچ نہ کرنا بھی خیانت ہے

سوال...... صدر صاحب مدرسہ کے پاس مدرسہ کا روپیہ ہے وہ نہ تو روپیہ مدرسہ میں لگاتے ہیں اور نہ طلب کرنے پر دیتے ہیں کچھ لوگ اس کے گروپ کے ہیں اس کو صدر رکھنا چاہتے ہیں اس کو صدر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر مدرسہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے اس کے باوجود بھی وہ نہ مدرسہ میں رقم دیتا ہے نہ خود ہی ضرورت پوری کرتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رقم اپنے کام میں صرف کرلی' یا نیت خراب ہے'' تو مدرسہ کے ممبر و باثر لوگ مطالبہ کریں' اگر خدانخواستہ خیانت ثابت ہو جائے تو اس کو صدارت سے نکال دیں اور رقم وصول کر کے کسی دیانتدار کو ذمہ دار بنائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۷ ج ۱۴)

ملازمت کیلئے جھوٹی سند دینا

میں جس ادارہ میں ہوں وہاں کچھ حضرات ایسے آتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے یہاں کے ادارہ میں ماسٹر رکھا دو اور تصدیق سند لکھ دو تاکہ ہم پرائیویٹ طور پر امتحان دے سکیں' حالانکہ یہ تحریر بالکل جھوٹ ہوگی' اس لئے میرے لئے کیا حکم ہے؟

جواب...... جو شخص آپ کے ادارہ میں ملازم نہیں اس کو ملازم رکھنا اور سند دینا جھوٹ ہے۔ شرعاً اس کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۷ ج ۱۴) ''ایسی سند اور تصدیق شہادت زور ہے جو گناہ کبیرہ ہے'' م'ع

رخصت کی تنخواہ وضع کرنا

سوال...... ایک شخص امامت و مدرسی پر ملازم ہے تنخواہ الگ الگ متعین نہیں اس حالت میں

مدرسہ کے ناغہ پر کیا کچھ کاٹنا ضروری ہے یا اس کی کیا صورت ہے؟

جواب...... مستقل معاملہ طرفین کی رضامندی سے کرلیا جائے' (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۵ ج ۱۴) ''اور جب تک معاملہ صاف نہ ہو وضع تنخواہ نہ ہو'' م'ع

قبرستان اور مدرسہ کے لئے زمین رشوت دے کر چھڑانا

سوال...... چک بندی کے زمانے میں قبرستان اور مدرسہ کے لئے چھوڑنے کا حکم تھا مگر اہل کار نہیں چھوڑ رہے تھے بہت کوشش کی مگر معلوم ہوا کہ کچھ رشوت لینا چاہتے ہیں تو بمجبوری سو روپے اہل کار کو دیا گیا کیا یہ درست ہے۔

جواب...... جبکہ مدرسہ وقبرستان کے لئے زمین چھوڑنا قانونی ہے اور بغیر روپیہ کے اس حق کو حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا تو مجبوراً روپیہ دینے والے گنہگار نہیں ہوئے وہ زمین مدرسہ اور قبرستان دونوں کی ہوگئی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۵ ج ۱۴)

خرچ شدہ رقم سے زائد مدرسہ سے وصول کرنا

سوال...... ہمارے یہاں ایک مدرس نے مدرسہ کا کوئی کام کیا' اور دس روپے خرچ ہوئے' اور مدرسہ میں بارہ روپے لکھواتے ہیں تو کیا اس طرح مدرسہ کے پیسہ لینا جائز ہے؟

جواب...... یہ جھوٹ اور فریب ہے' جس کا ناجائز ہونا بالکل واضح ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۵ ج ۱۴)

مدرسہ کا روپیہ بطور قرض خرچ کرنا

سوال...... کیا مدرسہ کے روپے پیشگی اپنے کام میں خرچ کرنا جائز ہے؟ بایں طور کہ ہر ماہ تنخواہ میں کاٹ لئے جائیں۔

جواب...... یہ خیانت ہے جو کہ بروئے حدیث منافق کی علامت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۵ ج ۱۴)
''امین کو امانت میں مذکورہ تصرف کا حق نہیں'' م'ع

نقصان کی تلافی کے لئے زبردستی پیسہ لینا

سوال...... عالم صاحب نے اپنے ہاتھ سے نل کھولا بعد میں ٹھیک نہ کرسکے اور مستری کو بلا کر اس کو ٹھیک کرایا اور مستری کو پیسہ دینے کے لئے ہر طالب علم سے دس پیسہ زبردستی لیا' کیا یہ جائز ہے؟

جواب...... جس نے نل خراب کیا درست کرانا بھی اسی کے ذمہ ہے' دوسروں سے جبراً پیسہ لینا درست نہیں' ہاں اگر دوسرے لوگ اس کو درست کرانے کی اجرت خوشی سے دیں تو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۶ ج ۱۴)

ماہ رمضان میں دوگنی تنخواہ اور کار مفوضہ انجام نہ دینا

سوال...... ناظم صاحب نے شوریٰ سے کہا کہ صاحب ہماری ایک ماہ کی چھٹی ہوتی ہے اور اسی میں ہم باہر رہتے ہیں لہذا ہماری دوگنی تنخواہ ملنی چاہئے اب یہ ناظم صاحب بجائے بارہ ماہ کے ساڑھے تیرہ ماہ کی تنخواہ پاتے ہیں حالانکہ مفوضہ خدمات یعنی فراہمی مالیات کے لئے صرف ماہ رمضان میں تشریف لے جاتے ہیں کیا یہ ان کے لئے درست ہے؟

جواب...... اگر معاملہ اس طرح ہو کہ فلاں ماہ میں اتنی تنخواہ ملے گی تو اس کی گنجائش ہے لیکن کار مفوضہ انجام نہ دینا' اور تنخواہ لینا جائز نہیں' ارکان شوریٰ اگر علم کے باوجود اجازت دیں تو اس سے وہ تنخواہ حلال نہیں ہوتی' البتہ جرم میں وہ بھی شریک ہوجاتے ہیں اگر دنیا میں کوئی باز پرس نہ کرے تو قیامت میں بہرحال حساب دینا ہے مدرسین کی تنخواہ نہ ملے اور ناظم استحقاق سے بھی زیادہ وصول کریں یہ صریح ظلم ہے' جس کا وبال دنیا وآخرت میں سخت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۷ ج ۱۴)

شوریٰ نے جو چیز جس کے لئے تجویز کردی ہو وہ اس کے لئے ہے

سوال...... مدرسین کا اس مال سے تنخواہ لینا کیسا ہے جو زکوٰۃ' صدقہ' امداد میں مخلوط ہو' اور بلا تملیک ہو' اگر شوریٰ نے کوئی چیز کسی ایک کے لئے عملہ میں سے منتخب کردی تو کیا دوسرا آدمی اس عملہ کا اس سے چیزیں لے سکتا ہے ضرورت کے پیش نظر۔

جواب...... زکوٰۃ وصدقے سے تنخواہ لینا درست نہیں ہے۔ شوریٰ نے جس کیلئے جو شئی تجویز کردی بغیر شوریٰ کی اجازت کے کسی دوسرے کو اس کے لینے کا حق نہیں ہے ضرورت ہو تو شوریٰ سے کہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۸ ج ۱۴) "اگر کسی جگہ مستقل شوریٰ نہ ہو تو ذمہ دار سے اپنی ضرورت کا اظہار کرے۔ م'ع

تنخواہ میں اضافہ کا وعدہ

سوال...... ایک مہتمم صاحب نے ملازمین مدرسہ سے وعدہ کرلیا کہ جو بھی اضافہ ہوگا وہ گذشتہ ماہ محرم الحرام سے ہوگا' سرپرست مدرسہ نے موجودہ ماہ سے اضافہ فرمایا اور تحریر کیا کہ اسی ماہ سے اضافہ ہوگا' دریافت طلب یہ ہے کہ اضافہ گذشتہ ماہ محرم الحرام سے دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟

جواب...... اگر سرپرست ہی نے وعدہ کیا تھا لیکن ان کو یاد نہیں رہا یا مصلحت کا تقاضا ہے کہ یکم محرم ہی سے اضافہ کیا جائے' مثلاً مدرسین بغاوت کریں یا اپنا کام چھوڑ دیں' تو یکم محرم سے اضافہ کرسکتے ہیں' مہتمم چونکہ غیر مختار ہے اس لئے اس کو یکم محرم سے اضافہ کا حق نہیں' مدرسین کے لئے

زیبا یہ ہے کہ گذشتہ ایام کے مطالبہ کا ارادہ نہ کریں' یہ ان کے مقام بلند کے زیادہ لائق ہے' اللہ تعالیٰ قناعت وتوکل کی دولت سے نوازے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۸ ج ۱۴)

''اگر کسی جگہ مہتمم یا ناظم مختار ہوں تو انہیں وعدہ وفا بننا چاہئے۔ م'ع

مال حرام سے دینی خدمت کرنا

سوال..... بعض لوگوں کی کمائی سینما یا سٹہ یا جوا یا شراب کی ہوتی ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم دینی مدرسہ یا مسجد میں دیں تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ کسی شخص سے بطور قرض لے کر دینی مدرسہ میں یا تعمیر مسجد میں دیں اور اپنی رقم سے اس قرض کو ادا کریں تو کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب.....اس طرح قرض لے کر دینا درست ہے اگر وہ نا جائز دیں تو مدرسہ یا مسجد میں تعمیر کے واسطے نہ لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۲ ج ۱۴)

''مال حرام کو صدقہ کرنا موجب ثواب ہے یا نہیں'' تعارض کا حل

سوال..... جناب مفتی صاحب! بعض کتابوں کے مطالعہ سے ایک اشکال ذہن میں آیا ہے کہ حرام مال کو صدقہ کرنا بھی حرام ہے اور ظاہر ہے کہ معصیت کے کاموں پر کوئی اجر وثواب نہیں ہوتا جبکہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حرام مال کو صدقہ کرنا موجب اجر وثواب ہے۔ تو اب اس تعارض کا کیا حل ہوگا؟

جواب.....حرام مال کو ثواب کی نیت سے صدقہ کرنا معصیت اور گناہ ہے جبکہ بلا نیت ثواب صدقہ کرنا امر شارع علیہ السلام کی تعمیل ہے جو موجب اجر وثواب ہے لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں جن کتابوں میں معصیت لکھا ہے تو تصدق مال حرام بہ نیت ثواب مراد ہے اور جن میں اجر وثواب کا قول پایا جاتا ہے اس سے مراد بلا نیت اجر وثواب حرام مال کو صدقہ کرنا ہے۔

لماقال العلامة انور شاه الكشميرىؒ اقول فى دفع التعارض ان ههنا شيئان احدهما ايتمارامرالشارع والثواب عليه والثانى التصدق بمال خبيث والرجاء من نفس المال بدون لحاظ رجاء الثواب من امتثال الشارع فالثواب انما يكون علىٰ ايتملرالشارع ومارجاء الثواب من نفس المال فحرام

(عرف الشذی علی الجامع الترمذی ج ۱ ص ۳ باب ماجآء فی فضل الطہور) (فتاویٰ حقانیہ ج ۴ ص ۱۲۰)

انگریزی تعلیم کا ممبر بننا

سوال.....شبلی کالج جس میں انگریزی اور ہندی کی ہی تعلیم ہوتی ہے' اسی طرح نسواں ہائی سکول'

اس کا ممبر بننا کیسا ہے؟

جواب...... جس کالج یا اسکول میں خلاف اسلام تعلیم ہوتی ہے عقائد اعمال اخلاق سب غلط ذہن نشین کرائے جاتے ہیں اس کا ممبر اور تقویت پہنچانا ہرگز جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۲۰ ج ۱۲)

''وہ شبلی کالج ہو یا کوئی اور کالج ہو''۔ م ع

مسجد کی بالائی منزل میں مدارس کے سفراء کا قیام کرنا

سوال...... مختلف مدارس کے سفراء چندہ کی غرض سے بمبئی آتے ہیں اور ایک مسجد کی بالائی حصہ میں قیام کرتے ہیں اور وہاں بے تکلف رہتے ہیں اخبار بینی بعض سگریٹ تک پیتے ہیں ان کو ٹھہرنے کی اجازت دی جائے یا نہیں؟

جواب...... سفیروں کے لئے مسجد کے علاوہ کوئی قیامگاہ نہ ہو تو ان سفراء کو ٹھہرایا جا سکتا ہے جو مسجد کا کما حقہ ادب و احترام کر سکتے ہوں جو احتیاط نہیں کرتے ان کو اجازت نہ دی جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۹۵ ج ۶)

ملازمت کے لئے ڈاکٹری معائنہ کرانا

سوال...... زید میونسپلٹی میں فن تجوید قرآن شریف اور ضروریات دین کے لئے ملازم ہے اور وہ شخص عالم بھی ہے اور کسی قسم کا مریض نہیں میونسپلٹی کی طرف سے اس کو ڈاکٹری معائنہ کا حکم دیا تو سال ملازمت کرنے کے بعد ڈاکٹری معائنہ کی صورت یہ ہے کہ ڈاکٹر انسان کے بدن کو سر سے پیر تک ننگا کر کے بدن کا معائنہ کرتا ہے حتیٰ کہ ذکر کو ہاتھ میں لیتا ہے اور دباتا بھی ہے تاکہ آتشک معلوم کر سکے اور دبر میں انگلی مارتا ہے تاکہ بواسیر معلوم کرے تو کیا ایسا معائنہ درست ہے؟

جواب...... اس طور پر ڈاکٹری معائنہ کرانا اور کرنا ناجائز ہے جس حصہ بدن کو چھپانا فرض ہے اس کو اس غرض سے کھولنا اور نامحرم کو دکھانا اور اس کو ہاتھ لگانا ہرگز جائز نہیں اگر ملازمت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے تو اس شرط کو قبول بھی کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۵ ج ۱۴)

''ملازمت رہے یا نہ رہے'' م ع

متقدمین و متاخرین میں حد فاصل

سوال...... حضرات متقدمین و متاخرین جو ایک معروف اصطلاح ہے ان کی حد فاصل کیا ہے؟ کہاں تک متقدمین کہلاتے ہیں اور کہاں تک متاخرین؟

جواب...... دوسری صدی کے اخیر تک جن حضرات کی ولادت ہوئی ہو وہ متقدمین میں ہوں گے اور تیسری صدی کے شروع سے متاخرین کا دور شروع ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۰۰ ج ۱)

کتاب البدعات

بدعت کی تعریف' مفہوم اور بدعت کا مصداق

سوال..... حدیث **کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار** اگر عندالمحدثین قابل احتجاج ہو تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ خود حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدعت کی کیا تعریف فرمائی ہے جس کا مرتکب اس وعید کا قطعی طور پر مستحق ہو؟

۲۔ نیز شارع علیہ السلام نے کسی بدعت کو اس کلیے سے مستثنیٰ بھی فرمادیا ہے یا یہ وعید بلا استثناوارد فرمائی ہے؟..... ۳۔ نیز کسی صحابی جلیل القدر سے حسب تعریف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارتکاب بدعت پایا گیا ہے یا نہیں؟ ۴۔ نیز حسب تعریف نبوی فی زمانناوہ کون کون افعال ہیں جو بدعت اور اس کی وعید کا مصداق ہوں؟

جواب..... **فی الدرالمختار وھی (ای البدعة) اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة اه قلت و ماخذه قوله علیه السلام من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد الحدیث.**

اس سے تو اس کی تعریف مع دلیل معلوم ہوگئی' پھر اس کی ایک حقیقت ہے۔ ایک صورت اگر حدیث کل بدعت سے بدعت حقیقیہ مراد لی جائے تو اس کلیے سے کوئی مستثنیٰ نہیں اور اگر عام لیا جائے حقیقیہ وصوریہ کو تو بدعت صوریہ غیر حقیقیہ اس عام سے مخصوص ہے۔

اور صحابہؓ سے فروع مجتہد فیہا میں ایک کا دوسرے کو منسوب الی الاحداث کرنا منقول ہے سو یہ اختلاف شرعاً غیر مذموم ہے۔ بخلاف غیر مجتہدین کے جو امر جدید اختراع کریں وہ رائے غیر مجتہد کی رائے ہونے کی وجہ سے غیر مقبول اور مفہوم بدعت کا مصداق ہے اور تقریر مذکور کے بعد گو جزئیات کے احصا کرنے کی حاجت نہیں مگر رسالہ اصلاح الرسول میں بقدر ضرورت مذکور بھی ہیں۔

جواب مذکور پر اشکال اور اس کا جواب

سوال..... بدعت کی جو تعریف نقل فرمائی ہے۔ (ھی اعتقاد خلاف المعروف) تو لفظ اعتقاد

اس میں علی الاطلاق ہے کسی مجتہد کا اعتقاد ہو یا غیر مجتہد کا۔ پھر اس کا ماخذ صاحب درمختار نے اس حدیث کو بتلایا ہے کہ من احدث الخ اس میں بھی لفظ من عام ہے یعنی مجتہد و غیر مجتہدین کی رائے کو شرعاً غیر مذموم ٹھہرایا ہے اور مصداق بدعت سے خارج کیا ہے۔ یہ امر درمختار کی عبارت یا حدیث سے کس طرح اخذ فرمایا ہے؟

پھر بدعت کی دو قسمیں حقیقیہ وصوریہ تحریر فرما کر قسم ثانی کو حکم کلی کل بدعت ضلالۃ سے مستثنیٰ فرمایا ہے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ بدعت صوریہ کی تعریف کیا ہے؟ پھر ایک ایک مثال اقسام بدعت کی معلوم ہونا چاہئے؟ سیئہ وحسنہ بدعت کی دو قسمیں جو مشہور ہیں آیا یہ اقسام اسی صوریہ وحقیقیہ کے تحت داخل ہیں یا علیحدہ ہیں تو ان کی تعریف ومثال کیا ہے؟

یہ امر بھی قابل دریافت ہے کہ من احدث فی امرنا ھذا میں مشارالیہ کون ہے؟ یا یہ یقینی ہے کہ جو اس کا مشارالیہ ہوگا وہ عین ثواب ضرور ہوگا؟ اور رائے مجتہدین خطا پر بھی ہوا کرتی ہے پس وہ اس کے مشارالیہ کو کس طرح شامل ہوگا؟ اور جس وقت کہ شامل نہ ہوگی تو مفہوم بدعت کے مصداق سے کس طرح خارج ہوگی؟ پھر شرعاً تعریف مجتہد بھی معلوم ہونا چاہئے جس کی رائے کو آپ نے غیر مذموم بتلایا ہے؟

جواب...... قولہ کس طور سے اخذ فرمایا ہے؟ اقول جن احادیث سے اجتہاد کی اجازت اور اس میں خطا سے معذور ہونا ثابت ہے وہ اس تخصیص وتقیید کی دلیل ہے البتہ جس شخص کے نزدیک اس کی خطا ثابت ہو جائے گی وہ اتباع نہ کرے گا اور جس کے نزدیک خطا ثابت نہیں ہوئی وہ اتباع کرے گا۔

قولہ تعریف کیا ہے؟ اقول جو بعینہ سنت میں وارد نہ ہو لیکن کسی کلیے سے مستنبط ہوتی ہو۔ قولہ معلوم ہونا چاہئے اقول بعد تعیین حقیقیہ کلیہ کے جزئیات پر اس کو منطبق کر لیا جائے۔ قولہ یا علاحدہ اقول سیئہ اور حقیقیہ ایک ہے اور حسنہ اور صوریہ ایک ہے۔ قولہ کون ہے؟ اقول دین ہے۔ قولہ ثواب ضرور ہوگا۔ اقول ہاں لیکن جو یقینی دین ہے وہ یقینی ثواب ہے اور جو ظنی دین ہے وہ ظنی ثواب ہے۔ قولہ معلوم ہونا چاہئے اقول کتب اصول اور رسالہ اقتصاد مؤلفہ احقر میں دیکھ لیا جائے۔ (امدادالفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۱)

بدعتی اور غیر مقلد کو بیعت کرنا

سوال...... جو لوگ سوئم وفاتحہ وغیرہ کرتے ہیں اور بعض ان میں سے متشدد بھی اور بعض نرم۔ وعلی ہذا غیر مقلد بھی۔ اگر ان حضرات میں سے کوئی شخص احقر کے ذریعے سے داخل سلسلہ ہو تو بیعت کروں یا نہیں؟ حاجی صاحبؒ کے سلسلہ میں مختلف قسم کے لوگ تھے۔ جو ارشاد ہو خیال رکھا جائے۔

جواب...... رسوم بدعات کے مفاسد قابل تسامح نہیں۔ صاف کہہ دیجئے کہ ہمارا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا اور غیر مقلد اگر دو وعدے کرے تو مضائقہ نہیں ایک یہ کہ مقلدوں کو برا نہ سمجھوں گا اور مقلد سے بحث نہ کروں گا اور دوسرے یہ کہ مسئلہ غیر مقلد عالم سے نہ پوچھوں گا بلکہ مقلد سے پوچھوں گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۰۲)

میلاد اور مولود کے احکام

عید میلاد النبی کا حکم

سوال...... یوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت جگہ چرچا ہو رہا ہے اور اس جگہ میں بھی اس کا اہتمام ہے اس میں شرکت کرنا اور چندہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... یوم النبیؐ کے جلسے جن قیود اور تعینات کے ساتھ ہو رہے ہیں یہ تو وہی محفل میلاد ہے جس کو نئے لباس میں پیش کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک تو قدیم طرز کی عید میلاد یا مطلق محفل میلاد میں اور ان جلسوں میں کوئی فرق نہیں جس طرح وہ بدعت ہے بلاشبہ یہ بھی بدعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا یہی حق امت پر ہے کہ سارے سال میں صرف ایک دن اور وہ بھی محض تماشے کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک جھوٹے سچے رسالوں سے پڑھ دیا جائے اور پھر سال بھر کے لئے فارغ ہو کر آئندہ بارہ وفات کے منتظر ہو جاتے ہیں۔ افسوس! مسلمانوں کا فرض تو یہ ہے کہ کوئی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک سے خالی نہ جائے البتہ ضروری نہیں ہے کہ ذکر فقط ولادت ہی کا ہو۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا کبھی روزے کا کبھی آپ کے اخلاق و اعمال کا جو کہ سب سے زیادہ اہم ہیں کبھی ولادت سعادت کا بھی ہو جائے تو باعث خیر ہوتی ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۷۴)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخی اور شرعی حیثیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان مذہب حنفیہ اس مسئلہ میں کہ آج کل میلاد شریف کے نام سے مجالس وعظ منعقد ہوتی ہیں اور ان میں علماء کرام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ترغیب و ترہیب کے مسائل پیش کرتے ہیں اور نعت خوان اور شعراء حضرات اپنے اپنے منظوم کلام میں توحید، رسالت، ختم نبوت، حب علی الطاعت اور دیگر کئی قسم کے بہترین مضامین سناتے ہیں کیا اس قسم کی تقریبات میں علماء کرام اور عوام الناس کی شرکت بدعت ہے یا نہیں؟

(۲) زید اس بات کا قائل ہے کہ ایسی مجالس واجتماعات کا انعقاد بدعت وضلالت ہے ان میں شریک ہونا زنا جوا بازی شراب نوشی اور قتل وغارت سے بھی بڑھ کر گناہ ہے کیونکہ خیر القرون میں اس قسم کے اجتماعات منعقد نہیں ہوتے تھے۔ تو زید کا یہ عقیدہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو اس کے لئے تعزیر شرعی تفصیلاً تحریر فرما کر اجر دارین حاصل کریں؟

جواب...... ہمارے نزدیک محققین علماء کی تصریحات کے پیش نظر عید میلاد کے نام سے جو مجلسیں منعقد ہوتی ہیں اور جن کو آج کل کے علماء اور جہلاء سب سے بہترین عبادت اور کار خیر جانتے ہیں بدترین قسم کی بدعت ہے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت عین ایمان ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک کے حالات زندگی صحیح طریقہ سے ذکر کرنا عبادت اور کار ثواب ہے۔ سال کے ہر مہینہ اور مہینہ کے ہر ہفتہ اور ہفتہ کے ہر دن اور دن کے ہر گھنٹہ اور گھنٹہ کے ہر منٹ اور منٹ کے ہر سیکنڈ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر جائز ہے اس میں کسی بھی مسلمان کو نہ تو اختلاف کی گنجائش ہے اور نہ ہی اس سے انکار کی مجال ہے مگر نزاع اور موضوع بحث وہ مجلسیں ہیں جن کو ثواب کی نیت سے خاص مہینوں (مثلاً ربیع الاول) میں منعقد کر کے میلاد منایا جاتا ہے یہ اور چیز ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر اور شے ہے' اول بدعت ہے ثانی مندوب اور مستحب ہے۔ صحابہ کرامؓ سے زیادہ حضور اکرم کا عاشق کوئی بھی نہ تھا' نہ ان سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور تعظیم کوئی کر سکتا ہے حضور کی محبت ان میں کامل تھی' تیئس سال تک حضور اکرم صحابہ میں نبوت کے ساتھ خود زندہ رہے اور پھر تیس سال تک خلافت راشدہ کی حکومت رہی' تقریباً ۱۱۰ھ تک صحابہ کرامؓ کا دور رہا کم وبیش دو سو بیس برس تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ رہا لیکن قیامت تک کوئی اس بات کا ثبوت صحیح سند سے پیش نہ کر سکے گا کہ اتنے ممتد زمانے اور طویل عرصے میں عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی عاشق صادق نے ایسی محفل کا انعقاد کیا ہے یا انعقاد کے لئے کسی سے صراحتہً یا اشارۃً کہا ہے' یا خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں آپ کی اجازت سے ایسی مجالس منعقد ہوئی ہوں۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ کار ثواب اور مبارک تقریب کا ان ہی زمانوں میں انعقاد کیوں نہ ہوا؟ اور اگر نہیں ہوا ہے تو بعد میں ہونے پر اس کو بدعت کیوں نہ کہیں گے؟ آپ اس کے متعلق ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر ترغیب وترہیب کی بنا پر مستحب قرار دینا چاہتے ہیں مگر ذرا یہ تو سوچئے کہ وہ کون سی شرعی بدعت ہے جس کی ظاہری شکل وصورت عبادت کی نہ ہو؟ خاص کر جب اس کے متعلق اکابرین دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ

کے صریح فتاویٰ بھی حرمت اور ممانعت کے بارے میں موجود ہیں تو دیوبندی ہوکر آپ کیوں اس کے طرف راغب معلوم ہوتے ہیں میں نے خود اپنے شیخ حضرت العلامہ مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی نوراللہ مرقدہ سے زیادتی دورۂ حدیث پڑھتے وقت سنا تھا کہ ایسی مجلسوں کا انعقاد بدعت ہے'' حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ممنوع قرار دیا ہے فتاویٰ رشیدیہ جلد اص ۱۱۰ میں آپ فرماتے ہیں ''نفس ذکر ولادت باسعادت فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہوگئی''۔

مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی پس منظر

اس رسم و بدعت کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ اسلامی تاریخ کی ابتدائی چھ صدیوں میں اس بدعت کا کہیں بھی مسلمانوں میں رواج نہیں تھا۔ یہ نہ تو کسی صحابی کو سوجھی نہ کسی تابعی کو نہ کسی محدث' فقیہ' بزرگ اور ولی اللہ کو یہ بدعت اگر سوجھی تو ایک مسرف بادشاہ اور اس کے رفیق دنیا پرست مولوی کو یہ بدعت ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں مظفر الدین کوکری کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرف بادشاہ اور دین سے بے پرواہ شخص تھا۔ (ابن خلکان) اس کے متعلق امام احمد بن محمد بصری مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

كان ملكاً مسرفاً يا مرعلماء زمانه ان يعملوا باستنباطهم و اجتهادهم وان لايتبعوامذهب غيرهم حتىٰ مالت اليه جماعة من العلماء و طائفة من الفضلاء و يحتفل مولد النبى صلى الله عليه وسلم فى الاربيع الاول وهواول من احدث من الملولک هذا العمل (القول المعتمد فی عمل المولد)

(ترجمہ) ''وہ ایک مسرف بادشاہ تھا' علمائے زمانہ سے کہا کرتا تھا کہ وہ اپنے استنباط اور اجتہاد پر عمل کر کے غیروں کے مذہب پر عمل نہ کریں حتیٰ کہ (دنیا پرست) علماء اور فضلاء کی ایک جماعت اس کی طرف مائل ہوگئی اور وہ ربیع الاول میں محفل میلاد منعقد کیا کرتا تھا' بادشاہوں میں یہ پہلا شخص ہے جس نے یہ بدعت گھڑی ہے''۔

اس محفل میلاد پر وہ کیا خرچ کرتا تھا؟ اس کے متعلق علامہ ذہبی نقل فرماتے ہیں:۔

كان ينفق كل سنة علىٰ مولد النبى صلى الله عليه وسلم نحو ثلاث مائة الف (دوال الاسلام ج ۲ ص ۱۰۳)

(ترجمہ) ''وہ ہر سال میلاد النبیؐ پر تقریباً تین لاکھ روپے خرچ کیا کرتا تھا''۔

جس دنیا پرست مولوی نے اس کے جواز کے لئے مواد جمع کیا تھا اس کا نام عمر بن داحیہ ابوالخطاب تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

كان كثير الوقيعة في الائمة و في السلف من العلماء خبيث اللسان احمق شديد الكبير قليل النظر في امور الدين متهاونا. (لسان المیزان ج ۴ ص ۱۹۶)

(ترجمہ) ''وہ ائمہ دین اور سلف کی شان میں بہت بڑا گستاخ تھا' گندی زبان کا مالک تھا' بڑا احمق اور بڑا متکبر تھا' دین کے کاموں میں بڑا بے پرواہ اور ست تھا''۔

ان دونوں مبتدعین نے مل کر یہ بدعت ایجاد کی' اور اس کے بعد علماء حق میں سے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۲ میں' امام نصیر الدین شافعیؒ نے ارشاد الاختیار ص ۲۰'' میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مکتوبات ج ۵ ص ۲۲'' میں اور علامہ ابن امیر الحاج مالکیؒ نے پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ اس کی تردید کی ہے۔ چنانچہ علامہ موصوفؒ ''مدخل ابن الحاج ج ۱ ص ۸۵'' میں لکھتے ہیں:۔

ومن جملة ما احدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذلک من اكبر العبادات و اظهار الشعائر ما يفعلونه في شهرالربيع الاول من المولد و قد ذلک علیٰ بدع و محرمات الیٰ ان قال و هذه المفاسد مترتبة علیٰ فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلامنه و عمل طعاماً فقط و نویٰ به المولد ودعیٰ اليه الاخوان و سلم من كل ماتقدم ذكره فهو بدعة بنفس نيته فقط لان ذلک زيادة في الدين و ليس من عمل السلف الماضيين و اتباع السلف اولیٰ . اه (مدخل ابن الحاج مطبوعة مصر ج ۱ ص ۸۵)

(ترجمہ) ''لوگوں کو ان بدعتوں میں سے جن کو وہ بڑی عبادت سمجھتے ہیں اور جن کے کرنے کو وہ شعائر اسلامیہ کا اظہار سمجھتے ہیں وہ مجلس میلاد ہے جس کو وہ ماہ ربیع الاول میں کیا کرتے ہیں یہ مجلس بہت سی بدعات اور محرمات پر مشتمل ہوتی ہے (آخر میں فرماتے ہیں) اور اس مجلس میلاد پر یہ مفاسد اس صورت میں مرتب ہوتے ہیں جبکہ اس میں سماع ہو' پس اگر وہ سماع سے پاک ہو اور بہ نیت مولود کھانا تیار کر لیا ہو اور بھائیوں اور دوستوں کو اس کے لئے بلایا گیا ہو اور تمام مذکورہ بالا مفاسد سے محفوظ ہو تب بھی وہ نیت انعقاد مجلس میلاد کی وجہ سے بدعت ہے کہ یہ دین میں ایک جدید امر کا اضافہ ہے جو سلف نے اس پر عمل نہیں کیا ہے اور سلف کی پیروی زیادہ بہتر ہے۔''

علامہ عبدالرحمٰن اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:۔

ان عمل المولد بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة

(ترجمہ) ''مجلس میلاد کا انعقاد بدعت ہے اس کو حضور اکرمؐ خلفاء راشدینؓ یا ائمہ اربعہ میں سے کسی نے نہ خود کیا ہے نہ اس کی اجازت دی ہے''۔

علامہ احمد بن محمد مصری مالکیؒ لکھتے ہیں:۔

اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل. اه

(ترجمہ) ''چاروں مذاہب کے علماء میلاد کی مذمت پر متفق ہیں''۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۹۲'۹۳'۹۴)

محفل میلاد میں بمجبوری قیام کا حکم

سوال...... اگر اتفاقاً محفل میلاد میں حاضر ہو جاؤں کہ پہلے سے مجھے خبر نہ ہو اور وہاں سے جانے میں فساد کا خوف ہو اس صورت میں شریک ہو کر قیام کروں یا نہیں؟

جواب...... اگر بے خبری میں شریک ہو جائے تو شرکت کر لی جائے اور قیام بھی کر لیا جائے کہ فتنہ و فساد سے بچنا اہم ہے۔ ومن ابتلى ببليتين فليختر اهونهما (امداد الاحکام ج ا ص ۱۴۱)

میلاد شریف کا جائز طریقہ

سوال...... میلاد شریف پڑھنا یا سننا کیسا ہے؟ کون سے طریقے پر جائز ہے؟

جواب...... محفل میلاد میں اگر کوئی تاریخ معین اور ضروری نہ سمجھی جائے شیرینی و روشنی وغیرہ کو ضروری نہ سمجھے۔ روایات غلط نہ پڑھیں' نظم پڑھنے والے بے ریش لڑکے نہ ہوں اور گانے کی طرح نہ پڑھیں' اسی طرح اور دوسری بدعت سے خالی ہو تو مضائقہ نہیں۔

غرض یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک جب کہ ان رسوم بدعت سے خالی ہو تو ثواب اور افضل ہے اور اگر مروجہ طریقے پر بدعات و رسوم سے بھرا ہو تو نیکی برباد گناہ لازم ہے جیسے کوئی پاخانے میں جا کر قرآن پڑھنے لگے۔ (امداد المفتیین ج ۵ ص ۲۰۰)

ربیع الاول میں چراغاں کرنا

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع

پر مکانات وعمارات پر چراغاں کرنا درست ہے۔ نیز عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ کیا ہے اور روضہ اطہر کی شبیہ بنا کر اظہار محبت کرنا جائز ہے۔

جواب..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت پر مسلمانوں کو مطلع کرنا اسلام کا اہم ترین فرض ہے۔ اور اسی میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود منحصر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ جان لینا ضروری ہے کہ شریعت نے ہر کام کے لئے اور ہر عبادت کے لئے کچھ حدود اور قواعد مقرر فرمائے ہیں۔ ان سے تجاوز کرنا ہر عبادت میں سخت گناہ ہے کوئی شخص اگر مغرب کی تین رکعتوں کے بجائے چار پڑھنے لگے تو ظاہر ہے کہ وہ تلاوت قرآن اور تسبیح تہلیل ہی ہوگی۔ فی نفسہ کوئی گناہ کی چیز نہیں لیکن تجاوز عن الحدود احداث فی الدین یعنی بدعت ہونے کی وجہ سے ساری امت اس کو گناہ کہتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حالات پر مسلمانوں کو مطلع کرنا یہ ایک ایسی ضرورت اور عبادت ہے جو آج نئی پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ بعثت ونبوت کے بعد ہی سے اس کی ضرورت تھی۔ حتیٰ کہ ابتدائی زمانہ اور قرون اولیٰ میں جبکہ سیرت مدون نہیں ہوئی تھی۔ اور منتشر کلمات مختلف لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھے۔ اس وقت اس کی ضرورت آج سے زیادہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود قرون اولیٰ میں بلکہ اس کے بھی بہت بعد تک اس کی ایک نظیر پیش نہیں کی جا سکتی' کہ کہیں جلسوں کا انعقاد اس کام کیلئے ان تعینات ورسومات مروجہ کے ساتھ کیا گیا ہو۔ نیز مسلمانوں کا تو یہ منصب ہے کہ کوئی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک سے خالی نہ جائے۔ بلکہ ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو یاد رکھے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حق ہے کہ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو۔ وہ بھی صرف ایک دن کے لئے کر کے فارغ ہو جائیں اور اس میں بھی بہت سی بدعات شامل کر لیں۔ الغرض ہمارے نزدیک تو یہ جلسہ وجلوس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مروجہ رسومات کے ساتھ منانا بدعت ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ کما فی فتاویٰ دار العلوم ج ۲ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کی شبیہ بنانا اور اس سے اظہار محبت کرنا بھی جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۱۸۷)

مجلس وعظ اور مجلس میلاد کا مابہ الفرق

سوال..... مجلس میلاد میں فضائل وشمائل کا ذکر ہوتا ہے۔ جہال کی مجلس ہو یا علماء کی۔ فرق اگر ہو گا تو غلط اور صحیح روایت کا فرق ہوگا؟ اور مجلس وعظ میں بھی ایسا ہی ذکر خیر ہوتا ہے تو معلوم نہیں مجلس میلاد شریف کیوں بدعت میں مختلف فیہ ہے؟ حالانکہ تداعی' تکلف سے کوئی مجلس خالی نہیں رہتی اور کتاب

موسومہ ''نشر الطیب'' کے نام سے خود ظاہر ہے کہ اس مجلس کے لئے تداعی ضرور ہوگی کیونکہ بغیر تداعی نشر مشکل ہے۔ جب دعوت ہوگی لوگ جمع ہوں گے تکلف وتزئین ضروری ہے جواب ارشاد فرمائیں۔

جواب...... لفظ نشر سے استدلال تو غیر تام ہے۔ نشر خود رسالے کی اشاعت سے بھی ممکن ہے' باقی اصل وجہ منع کی رسوم جہلاء ہیں جن سے کم کوئی مجلس خالی ہوتی ہے اور کسی محتاط نے احتیاط بھی کی تب بھی یہ مجلس سبب ہوگی عوام کی بے احتیاطی کی مجلس کی اور فی نفسہ یہ مجلس ضروری نہیں اور جو فعل غیر ضروری خواص کا سبب ہو جائے عوام کی خرابی کا اس سے منع کیا جانا قاعدۂ فقیہہ ہے۔ بخلاف مجلس وعظ کے کہ وہ فی نفسہ ضروری ہے وہاں مفاسد کا انسداد کریں گے' خود اس کو ترک نہ کریں گے۔ فافترقا. (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۱۶)

مکہ معظمہ میں ہونے والی مجلس میلاد کی صورت اور اس کا حکم

سوال...... فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''اور میں اس کے پہلے مکہ معظمہ میں مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ولادت کے دن تھا اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نشانات کا ذکر کر رہے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے پہلے کے مشاہدہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک میں نے ایک نور دیکھا جو ایک دم چمکا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا میں نے اس کو جسمانی آنکھوں سے دیکھا یا یہ کہ روحانی بصیرت سے دیکھا واللہ اعلم کہ معاملہ کیا تھا؟ پھر میں نے ان انوار پر غور کیا تو ان کو فرشتوں کی طرف سے دیکھا جو اس قسم کی مجالس اور مواقع کے لئے مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ ملائکہ کے انوار میں انوار رحمت مل رہے ہیں''۔

عبارت مذکورہ میں یوم ولادت کی مجلس میں شرکت کا جواز و استحسان اور ولادت کے واقعات کے ذکر کے وقت انوار ملائکہ کا مشاہدہ ثابت ہوتا ہے اور اس سے مروجہ مولود کے جواز پر حجت لائی جاتی ہے لہٰذا ان کا یہ حجت لانا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... فیوض الحرمین میں حاضری مولد النبی میں کہ مکان ولادت آپ علیہ السلام کا ہے' لکھا ہے: وہاں ہر زمانے میں ہر روز زیارت کے واسطے لوگ جاتے ہیں۔ یوم ولادت میں بھی لوگ جمع تھے اور ذکر درود کرتے تھے نہ وہاں تداعی واہتمام تھا نہ کوئی مجلس تھی بلکہ لوگ وہاں جمع ہو کر خود بخود کوئی درود پڑھتا تھا کوئی ذکر معجزات کرتا تھا نہ کوئی شیرینی نہ چراغ نہ کچھ اور نفس ذکر کو کوئی منع نہیں کرتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۷)

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایصال ثواب بذریعہ طعام درایام مولود

سوال..... شاہ ولی اللہ درثمین میں لکھتے ہیں کہ "مجھے میرے والد بزرگوار نے خبر دی کہ میں ایام مولود میں کھانا پکواتا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب پہنچانے کی نیت سے' تو ایسا ہوا کہ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں کھانا پکواتا بجز بھونے ہوئے چنوں کے' تو میں نے اسی کو لوگوں میں تقسیم کر دیا' پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں ہشاش بشاش دیکھا اور چنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے تھے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم ولادت کے تعین کے ساتھ ایصال ثواب' یا ولادت کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہے اور علامہ سیوطی بھی یوم ولادت میں صلحاء کے اجتماع کو اور کھانا کھلانے کو مستحسن لکھتے ہیں' اس کے جواب سے سرفراز فرمائیں۔

جواب..... ایصال ثواب ہر روز درست اور موجب ثواب ہے۔ کوئی تاریخ و وقت شرعاً معین نہیں' روز ولادت اور روز وفات میں بھی درست ہے۔ پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے اور عوام کو بھی اس سے ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں سب کے نزدیک درست ہے۔ پس شاہ عبدالرحیم کا یہ فعل ایسا ہی تھا تو اس سے اپنے زمانے کی بدعت پر کوئی حجت نہیں لا سکتا اور پھر وہ طعام ایصال ثواب کا تھا۔ صلۃ بالنبی کا لفظ موجود ہے اس میں نہ کوئی سرور ولادت کا کلمہ ہے نہ ذکر ولادت کے واسطے اجتماع ہے۔ پس اس میں مولود کے جواز کی کوئی حجت نہیں۔ اور سیوطی کے وقت میں بھی ہمارے زمانے جیسی بدعت نہ ہوئی تھی۔ براہین قاطعہ کو دیکھو اس میں سیوطی کا مقصد مفصل لکھا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۷)

مولود کے جواز پر ایک استدلال کا جواب

سوال..... ایک مولوی صاحب نے عید میلاد کے متعلق یہ استدلال کیا ہے کہ جس لونڈی نے ابولہب جیسے معاند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی ولادت باسعادت کا مژدہ سنایا تھا اسے ابولہب نے فرط مسرت سے آزاد کر دیا۔ اس کے صلے میں ہر پیر کو اس پر عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ جب ایسے سرکش و باغی کو اس مسرت کا یہ صلہ ملا تو ہم گنہگاران ملت کو بھی اس دن خوشی منانے میں ضرور اجر عظیم ملے گا۔ یہ روایت درست ہے یا نہیں؟ اور اس استدلال کا کیا جواب ہے؟

جواب..... جواب ظاہر ہے اول تو وہ طبعی مفاجاتی خوشی تھی اس پر قصدی' اکتسابی واہتمامی

خوشی کا قیاس کیسا؟ ہم کو تو اس خوشی کا موقعہ ہی نہیں مل سکتا۔ ہاں قطع نظر اس قیاس کے ہماری یہ خوشی بھی جائز ہوتی اگر دلائل شرعیہ منکرات کو منع نہ کرتے اور ظاہر ہے کہ مباح و غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح ہوتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۵۳)

مجلس مولود اور فعل مشائخ

سوال..... بلا مقرر کیے دن کے میلاد مبارک پڑھوانا یا پڑھنا اور بلا راگ یا راگنی کے نظم پڑھنا جس میں سچی تعریف کے سوا کچھ نہ ہو اور تعظیم وقت ولادت میں کھڑا ہونا' اس خیال سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت ملائکہ مقربین کھڑے تھے اور ستارے جھک گئے تھے اور ایام شیر خوارگی میں چاند آپ سے باتیں کرتا تھا اور پیدا ہوتے وقت بعض دریا خشک اور بعض جاری ہو گئے تھے اور نوشیرواں بادشاہ کے دیوان کے دہشت سے کنگرے گر گئے تھے اور شیاطین خوف سے پہاڑوں میں جا چھپے تھے اور طرح طرح کی کرامتیں ظاہر ہوئی تھیں جس کی روایتیں معتبر موجود ہیں۔ اگر کھڑا ہوا جائے تو کیسا ہے؟ اور بایں خیال کہ ذرا سے حاکم کو دیکھ کر سب آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہفتے میں دو مرتبہ حضرت کو خبر پہنچتی ہے کہ فلاں امتی نے ایسا کیا۔ آپ کی حیات جان کر کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور سنا ہے کہ آپ کے پیر صاحب بھی مولود سنتے ہیں؟

جواب..... مجلس مولود کا مفصل ذکر براہین قاطعہ میں دیکھو اور حجت مشائخ کے قول و فعل سے نہیں ہوتی ہے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ فرماتے ہیں جب ان کے پیر سلطان نظام الدین قدس سرہ کے فعل کی کوئی حجت لاتا کہ وہ بھی ایسا کرتے ہیں تم کیوں نہیں کرتے؟ تو فرماتے فعل مشائخ حجت نباشد۔ مشائخ کا فعل حجت نہیں ہے اور اس جواب کو حضرت سلطان الاولیاء بھی پسند فرماتے تھے۔ لہٰذا جناب حاجی صاحب سلمہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۷)

مروجہ مجلس مولود اور فاتحہ کا حکم

سوال..... مروجہ مجلس میلاد بدعت ہے یا نہیں؟

جواب..... مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اور امور مکروہہ کے ساتھ خلط ہونے کے سبب مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں ہیجان فتنہ کے اندیشے کے سبب مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے اور اسی کے ساتھ فعل ہنود کے بھی مشابہ ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے ایصال ثواب بدون اس ہیئت کے درست ہے اور جس ضیافت میں امور غیر مشروع ہوں

وہاں جانا بھی ناجائز ہے اور جس کا مال حرام ہو خواہ فاحشہ یا مرد مسلم اس کے ہاتھ بیچ کرنا اس مال حرام کے عوض حرام ہے کہ کل کو حرام کر دیتا ہے۔ اگر اچھے مال خرید کرلے درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۵)

مجلس مولود میں ذکر رسولؐ کے وقت قیام کا حکم

سوال...... سیرت پاک کے جلسوں میں سب کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... آنحضرتؐ اپنے لئے قیام کو پسند نہ کرتے تھے' صحابہ کرام باوجود محبت کے آپ کے ناپسند کرنے کی وجہ سے آپ کی آمد پر کھڑے نہ ہوتے تھے' یہی حکم آپ کے ذکر کا ہونا چاہئے۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ص۵۵۰)

مولود وفاتحہ خوانی کو ذریعہ معاش بنانا

سوال...... اس اطراف کے مولویان ماہ رمضان میں دوسرے ملکوں میں روپیہ کمانے کی غرض سے نکلتے ہیں اور دعوت میں مولود خوانی و وعظ گوئی وختم خوانی کرتے ہیں اور اس میں روپیہ لیتے ہیں اور فطرہ بھی لیتے ہیں۔ پس اس طرح سے روپیہ کمانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب...... حرام ہے۔ (امداد الاحکام ج۱ص۱۲۰)

فرائض کے بعد درود شریف پر اکتفا کرنا

سوال...... فرائض ادا کرنے کے بعد آدمی کوئی اور عبادت نہ کرے صرف درود شریف کثرت سے پڑھے یہ جائز اور موجب ثواب ہے یا نہیں۔

جواب...... اگر فرائض ادا کرنے کے بعد واجبات اور سنن ترک کر کے صرف درود شریف میں کوئی مشغول ہو تو یہ جائز نہیں۔ تاہم درود شریف کا ثواب اس کو ملے گا۔ اگرچہ ترک واجب کا گناہ اور ترک سنت کی برائی اس سے زیادہ ہے البتہ اگر کوئی شخص فرائض' واجبات' سنن' نیز حقوق العباد ادا کرنے کے بعد صرف درود شریف میں مشغول ہو تو یہ فضیلت کی بات ہے حق تعالیٰ ہر مومن کو یہ دولت نصیب فرمائے۔ (امداد المفتیین ص۲۱۱)

بعد نماز کے اجتماعی ہیئت سے التزاماً درود شریف پڑھنا بدعت ہے

سوال...... بعد نماز کے اجتماعی ہیئت سے التزاماً درود شریف پڑھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا صحابہ کرام یا ائمہ مجتہدین کے زمانے میں مروج تھا یا نہیں؟

جواب...... ثابت نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ص۵۵۲)

فرض نمازوں کے بعد باآواز بلند کلمہ طیبہ کا ورد کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مساجد میں فرض نمازوں کے بعد امام صاحب بمع مقتدیوں کے تین مرتبہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھ کر درود شریف اور اللھم انت السلام الخ کو بھی باآواز بلند پڑھتے ہیں حالانکہ نماز میں مسبوقین بھی موجود ہوتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ خاص کر جب اس کے تارک پر لعن طعن کی جاتی ہو۔

جواب..... کلمہ طیبہ اور درود شریف کا جہر سے پڑھنا اجتماعاً وانفراداً دونوں طرح جائز ہے بشرطیکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اگر ایسا کرنے سے نمازیوں کی نمازوں میں خلل پڑتا ہو تو پھر یہ عمل درست نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۷۰)

دعا میں جہراً درود شریف پڑھنا

سوال..... نماز کے بعد درود شریف پڑھنا اور آیت ان اللہ و ملئکتہ الخ کو لازم جاننا اور درود شریف پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

جواب..... نماز کے بعد درود شریف یا آیت ان اللہ وملئکتہ الخ کو ضروری سمجھنا گناہ ہے۔ درود شریف پڑھنے میں اگرچہ بلاشبہ بہت بڑا ثواب ہے مگر اسے ضروری سمجھنا ناجائز ہے۔ کسی مباح یا مستحب کام کو ضروری اور واجب قرار دینا گناہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۰۲)

نیند بھگانے کے لئے درود پڑھوانا

سوال..... دستور ہے کہ وعظ کے شروع میں آیت کریمہ ان اللہ و ملئکتہ الخ تاکیداً تلاوت کرتے ہیں پھر سامعین بلند آواز سے درود پڑھتے ہیں نیز جمعہ اور تراویح کے بعد بھی اسی طرح باآواز بلند درود پڑھتے ہیں۔ چونکہ وعظ اکثر رات کو ہوتا ہے اس لئے اس کا سبب نیند بھگانا اور گرمی ہنگامہ بتاتے ہیں۔ آیا یہ ثابت ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ صورت بدعت سیئہ ہے کیونکہ درود شریف کو ایک غرض دنیوی کا آلہ بنایا گیا ہے اور ذکر اللہ کو غرض دنیوی کا آلہ بنانا جائز نہیں۔ **کما قالت الفقهاء لایجوز للحارس النداء بلااله الا الله و نحوه** اور نمازوں کے بعد بھی فقہا نے جہر بالذکر کو بدعت فرمایا ہے۔ **الا ماورد به الجهر کتکبیر التشریق و سبحان الملک القدوس بعد الوتر.** (امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۰۲)

درود پاک میں انور عرشہ کا حکم

سوال......درود شریف صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و اهل بیته و ازواجه و ذریاته و نور عرشه اجمعین کیا یہ درود شریف صحیح ہے؟

جواب......اگر نور عرشہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے تو یہ لفظ آپ کے نام کے ساتھ آنا چاہئے اور اگر کوئی اور چیز مراد ہے تو اس پر درود کا کیا مطلب؟ (خیر الفتاویٰ ص ۳۳۸ ج ۱) "اور درود میں وہ الفاظ استعمال کئے جائیں جو منقول ہیں اپنی طرف سے اضافہ یا تقدیم وتاخیر نہ کی جائے"۔(م ع)

ایک مخصوص من گھڑت درود

سوال......ہمارے علاقے میں لوگ ایک درود پڑھتے ہیں: صل علی نبینا صل علیٰ محمد دم بدم پڑھو درود حضرت بھی ہیں یہاں موجود پڑھو صل علی محمد الخ یہ درود کسی حدیث سے ثابت ہے یا من گھڑت ہے؟

جواب......اس طرح کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ عقیدہ کہ حضرت بھی یہاں موجود ہیں صحیح نہیں اس سے توبہ لازم ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۱۸) "جو لوگ برائی کو اچھائی یقین کر بیٹھتے ہیں انہیں توفیق توبہ کی نہیں ہوتی"(م ع)

درود شریف کے بارے میں چند مسائل

سوال......۱۔صلوۃ وسلام خارج نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ ۲۔آہستہ پڑھے یا زور سے؟ ۳۔مخصوص طرز میں پڑھے یا جیسے چاہے؟ ۴۔قعود میں پڑھے یا قیام میں؟

جواب......خارج نماز میں جتنا پڑھا جا سکے غنیمت سمجھے۔

۲۔ا۔دعا وعبادات میں اصل خفاء ہے اگر کسی وقت طبیعت کا تقاضہ ہو تو چند شرائط کے ساتھ گنجائش ہے۔زیادہ زور سے نہ ہو۔۲۔کسی سونے والے یا بیمار کو اذیت نہ ہو۔۳۔ریا مقصود نہ ہو۔

۳۔اگر مخصوص طرز سے مراد نغمہ اور لے ہے تو یہ شریعت میں کوئی مطلوب نہیں۔از خود پیدا ہو تو ممنوع نہیں۔ ۴۔مستحسن طریقہ یہ ہے کہ احترام کے ساتھ قبلہ رو بیٹھ کر دل جمعی کے ساتھ "درود" پڑھا جائے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۴۴)

موئے مبارک کی زیارت وغیرہ کا حکم

سوال..... بعض اشخاص نے "موئے مبارک" یا "قدم شریف" وغیرہ کے نام سے زیارت گاہیں قائم کررکھی ہیں جن کی زیارت کے لئے دن اور وقت مقرر ہے۔ وقت مقرر پر مردوں عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے اور بخور وشیرینی وغیرہ نقدی ملبوسات لوگ بطور نذر و ہدیہ پیش کرتے ہیں اور منتیں مانی جاتی ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ موئے مبارک وغیرہ کسی صحیح سند سے ثابت ہو یا نہ ہو؟ سوال یہ ہے کہ شرعاً ایسی زیارت گاہیں قائم کرنا' یا اس کے ذریعے سے نفع حاصل کرنا' یا تبرکات کے نگراں کا اس کام کو ذریعہ معاش بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور عورتوں کے اس ہجوم کو فتنہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسی جگہوں پر جانا درست ہے یا نہیں؟

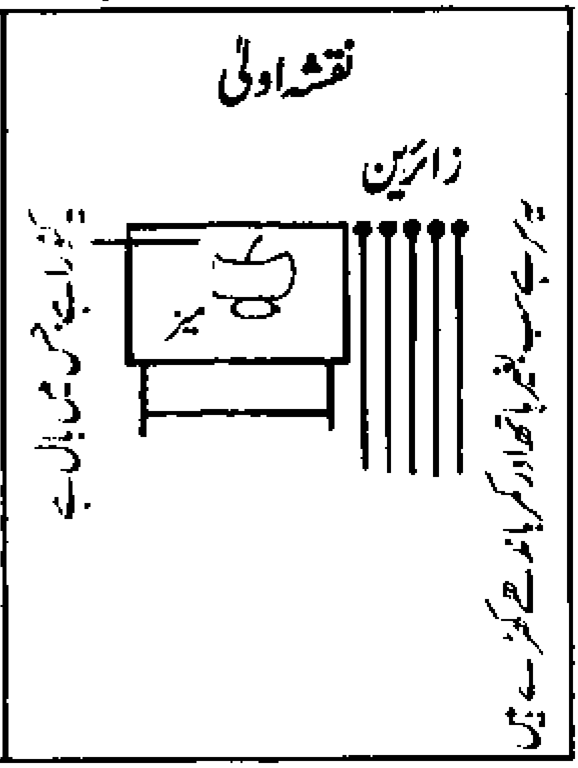
جواب..... موئے مبارک کی زیارت کے لئے زیارت گاہیں قائم کرنا اور زیارت کے لئے خاص ایام میں مردوں عورتوں کا جمع ہونا اور اس کے واسطے منت ونذر ماننا جائز نہیں یہ سب امور بدعت ہیں اور اگر زیارت کے بعد ہدیہ دیا جائے تو یہ جائز ہے مگر زیارت خاص ایام ہجوم میں نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان ایام کے علاوہ کسی اور دن کی جائے تاکہ تائید بدعت نہ ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ص ۱۲۰) "قیام نظم کی غرض سے تعیین اوقات وایام میں مضائقہ نہیں" (م ع)

موئے مبارک کی زیارت کا جائز طریقہ

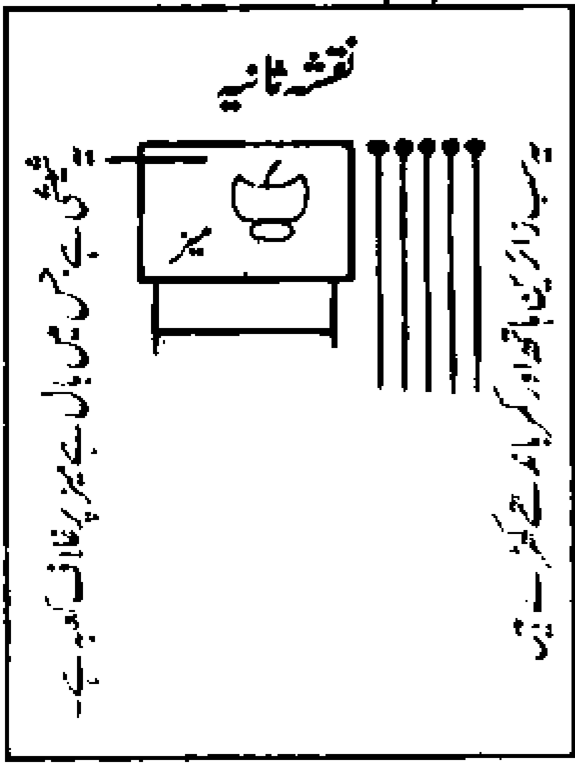
سوال..... اکثر موئے مبارک کی زیارت اس طرح کی جاتی ہے جو نقشہ اول سے ظاہر ہے اور بعض جگہ یوں کی جاتی ہے جو نقشہ ثانی سے ظاہر ہے۔ زید کو (جو نقشہ اولیٰ کا قائل ہے) خالد (جو نقشہ ثانیہ کا قائل ہے) کہتا ہے کہ یہ کام وہابیوں کا ہے' بے ادبی ہے اور عدم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ زید کہتا ہے کہ فرمان نبوی ہے۔ "اللهم لاتجعل قبری و ثنا یعبد" اور امت کو تہدید فرمائی لاتجعلوا قبری عیداً اور کتب فقہ میں بھی غیر خدا کو مطلقاً سجدہ کرنے کی طرح ہے۔

خالد کہتا ہے کہ مشکوٰۃ کتاب الرؤیا میں ابن خزیمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر اپنے کو سجدہ کرتے دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے اور آپ فوراً لیٹ گئے اور ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کرنے کی اجازت دی اور انہوں نے کرلیا نیز تحفۃ الناظرین میں ہے کہ سجدہ پانچ جگہ جائز ہے۔ القوم للنبی صلی الله علیه وسلم والمرید لشیخ والرعیة للملک والولد للوالد و العبد للمولی نیز کافی میں ہے من سجد لغیر الله

و یرید به التحیة دون الصلوة لایکفر دونوں میں کون حق پر ہے۔ نقشے ملاحظہ فرمائیں۔



یہ سب زائرین ہیں۔ پہلا زائر میز پر جو غلاف ہے اس کے نزدیک جا کر آنکھوں سے دیکھ کر درود شریف پڑھتا ہوا واپس ہوتا ہے دو دو چار چار مل کر بھی دیکھ سکتے ہیں۔



یہ سب زائرین ہیں۔ پہلا زائر سر غلاف پر ٹیک کر آنکھوں کو مل رہا ہے ہاتھ اور کمر باندھے ہوئے ہے۔ سر اٹھا کر دیکھتا ہوا پچھلے پاؤں ہٹ آتا ہے اور درود از اول تا آخر جاری رہتا ہے۔

زید جب کہتا ہے کہ غلاف کعبہ الگ آویزاں کر کے اس کو بوسہ وغیرہ دینا بہتر ہے نہ کہ اس پر سر رگڑنا اور پرستش کا نمونہ بنانا۔ تو خالد حج کے مناسک اور رکن یمانی وغیرہ کے بوسہ اور منہ رگڑنے کا حوالہ دیتا ہے ہر دو میں کون حق پر ہے؟

جواب...... موئے مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا مشروع طریقہ وہی مشروع ہے جو نقشہ اولیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں سے دیکھ کر زیارت کر لی۔ نقشہ ثانیہ کا طریقہ غیر مشروع ہے کہ ایہام عبادت کو مستلزم ہے۔ رہا یہ کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت غلاف کو چومتے اور حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کعبہ یا حجر اسود سے منہ رگڑنا اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسری چیزوں کو اس پر قیاس کرنا غلط ہے اور غلاف کعبہ کو آنکھوں اور منہ سے لگانا جائز ہے جب کہ اس کے لئے جھکنا نہ پڑے اور کسی شے کی عبادت کا واہم نہ ہو۔ سجدۂ تحیہ سے کفر لازم نہ آنا جواز کو مقتضی نہیں بلکہ سجدۂ تحیہ کی ممانعت متفق علیہ ہے اور ابوخزیمہ کو جو حضورؐ نے اپنی پیشانی پر سجدہ

کی اجازت دی تو اس سے سجدۂ تحیہ کا جواز کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ طریقہ تعظیم بجالانے کا ہرگز نہیں کہ مرشد کو لٹا کر اس کی پیشانی پر سجدہ کیا جائے بلکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محض ابو خزیمہ کا دل خوش کرنے کے لئے ان کے خواب کو سچا کر دیا نہ ابوخزیمہ کی نیت آپ کو سجدہ کرنے کی تھی نہ آپ کی نیت معاذ اللہ مسجود بننے کی تھی کیونکہ آپ اس صورت میں مسجود نہ تھے بلکہ مسجد تھے کماقال الفقهاء یجوز السجدة علی ظهر المصلی عندالزحام. اور تحفۃ الناظرین میں جو سجدۂ تعظیم پر پانچ جگہ جائز کہا ہے غلط ہے وہ کتاب معتبر نہیں۔ (امدادالاحکام ج ۱ص ۱۰۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی شرعی حیثیت

سوال...... جناب مفتی صاحب افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک (بال) موجود ہیں' لوگ ان کی زیارت کے لئے ثواب کی نیت سے جاتے ہیں اور وہاں نذرانے وغیرہ پیش کرتے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی کسی جگہ ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک موجود ہیں اور ان کی زیارت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب......روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک (بال) موجود تھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر احرام سے نکلنے کے لئے حلق فرمایا تو ان موئے مبارک کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمایا جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں سے پیارا سمجھ کر ان کی حفاظت فرمائی۔

لماروا ه الامام ابو عیسیٰ الترمذی رحمه الله عن انس بن مالکؓ قال: لمارمی رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمرة نحرنسکه ثم ناول الحالق شقه الایمن فحلقه فأعطاه اباطلحة ثم ناوله شقه الایسرفحلقه فقال: اقسمه بین الناس (الجامع الترمذی علیٰ صدر معارف السنن ج ٦ ص ٢٧٥ باب ماجاء بای جانب الرأس یبدأ فی الحلق' کتاب الحج)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے جن کو وہ اپنے خود (حفاظتی ٹوپی) میں رکھا کرتے تھے۔ خصوصاً جنگ کے موقع پر انہیں اپنے خود میں ضرور رکھتے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو فتح عطا فرماتا۔

قال العلامة العینی رحمه الله: وذكر غیر واحد ان خالد ابن الولیدؓ كان فی قلنسوه شعرات من شعره صلی الله علیه وسلم فلذلك كان لایقدم علیٰ وجه الا فتح لهٗ و یؤیده ماذكره الملافی السیرة ان خالد سئال اباطلحة حین فرق شعره صلی الله علیه وسلم بین الناس ان یعطیه شعرة ناصیته فاعطاه ایاه فكان مقدم ناصیته مناسباً لفتح كل مااقدم علیه عمدة القاری ج ١٠ ص ٦٣ كتاب الحج باب الحلق والتقصیر عندالاحلال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اوران کے اہل وعیال کی وساطت سے دوسروں تک بھی پہنچے جوان کے ہاں دنیاومافیہا سے زیادہ محبوب تھے۔ چونکہ صحابۂ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد پوری دنیا میں پھیل گئے تھے اس لئے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک صحابہ کرامؓ کے واسطے سے کشمیراورافغانستان کے علاقوں میں کسی کے پاس ہوں۔

علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے صحیح بخاری کے حوالہ سے لکھا ہے۔

عن ابن سیرین قال: قلت لعبیدة ! عندنا من شعر النبی صلی الله علیه وسلم اصبناه من قبل انس اومن اهل انس فقال لأن تكون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا و مافیها (معارف السنن ج ٦ ص ٢٧٨، ٢٧٩ كتاب الحج)

توان روایات اوراس قسم کی دوسری روایات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک لوگوں کے ہاں محفوظ چلے آرہے ہیں اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دنیا کے کسی مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک موجود ہوں اورلوگ ان کی زیارت کے لئے سفر کریں تاہم اگراس بارے میں کہیں شک پیدا ہو جائے تو خاموشی اختیار کرنے میں ہی بہتری ہے خواہ مخواہ نزاع کی صورت اختیار کرنے سے اجتناب کیا جائے۔فتاویٰ حقانیہ ج۲ص۶۸۔

روضہ مقدسہ کی تصویر بنانا

سوال......اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کی شبیہ اورتصویر بنانا حصول ثواب کے لئے کیسا ہے؟

جواب......حصول ثواب کے لئے روضۂ مقدسہ کی شبیہ وتصویر بنانا بدعت ہے اور شرعاً ناجائز۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ باوجود شدید ضرورت کے صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانے میں یہ صورت نہیں پائی گئی ہزاروں علماء قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے مشتاق رہتے تھے اور صحابہ کرام مثلاً عبداللہ بن عمرو غیرہ بارہا قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر زیارت کا ثواب حاصل کرتے تھے۔ مگر اس کے باوجود یہ منقول نہیں کہ ان حضرات میں سے کسی نے اپنے شہر یا مکان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف یا حجرۂ شریف کی صورت ثواب زیارت وغیرہ حاصل کرنے کے ارادے سے بنائی ہو یا اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہو اور جو چیز باوجود اشد ضرورت کے تینوں قرون خیر کہ میں قولاً وفعلاً نہ کی گئی ہو وہ بدعت سیۂ ہوگی اور اس کا حکم یہ ہے کل بدعة ضلالة و کل ضلالة في النار.

دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی متبرک شئے کی شبیہ اور صورت کو اصل شے کا حکم دے کر حصول ثواب کا ارادہ کرنا باطل ہے اور اصل شے کی طرح اس کی شبیہ سے حصول ثواب کا اعتقاد کرنا گمراہی ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۹۹)

خاک مدینہ کے شفا ہونے کا ثبوت

سوال..... خاک شفا کے بارے میں جو بات مشہور ہے کہ ایک جنگ میں مسلمانوں میں کسی قسم کی بیماری پھیل گئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فلاں جگہ کی مٹی لے کر اپنے جسموں پر مل لو بفضلہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور اس خاک شفا کے استعمال کا کیا طریقہ ہے؟

جواب..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ قبیلۂ بنو حارث کے پاس گئے وہ لوگ بیمار تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے؟ کہنے لگے ہم بخار میں مبتلا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس تو صعیب موجود ہے انہوں نے عرض کیا حضور صعیب کو کیا کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مٹی لے کر پانی میں ڈال کر اس پر یہ پڑھ کر تب ڈالو بسم الله تراب ارضنا بريق بعضنا شفاء لمريضنا باذن ربنا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے ان کو شفا دیدی۔ نیز مدینہ طیبہ کی عام مٹی میں بھی شفا کا ہونا منقول ہے۔ طریقہ استعمال مٹی پانی میں ڈال کر پھر اس پر مذکورہ رقیہ پڑھا جائے پھر اسے پیا جائے اور نہا بھی لیا جائے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۳۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کیلئے نشر الطیب پڑھنا

سوال..... یہاں کے لوگ جو میلاد شریف پڑھواتے ہیں وہ ایسے ہی پڑھواتے ہیں جیسے عرفاً ہوتا

ہے غزل خواں اور بعض بعض پڑھنے والے خلاف شرع روشنی بھی ضرورت سے زائد اگر ان کو روکا جاتا ہے تو بعض یہ جواب دیتے ہیں کہ اچھا مولانا نے جو نشر الطیب تحریر فرمائی ہے اس میں تو کچھ حرج نہیں ہے وہ پڑھوا دیں اور رسوم غیر مشروعہ سے بھی باز رہیں گے لیکن تداعی ضرور ہوگی یہ لوگ بہ نسبت دوسروں کے خوش عقیدہ بھی ہیں لیکن مجھ سے پڑھوانا چاہتے ہیں میری عادت میلاد پڑھنے کی نہیں ہے بلکہ میں وعظ کہا کرتا ہوں۔ اکثر جمعہ کو تو میں ان کے کہنے سے نشر الطیب ان کے جلسے میں سناؤں یا نہیں؟

جواب..... تداعی غیر اشعار کے لئے مکروہ ہے اس لئے اگر یہ صورت ہو کہ تداعی وعظ کے عنوان سے ہو مولد شریف کے نام سے نہ ہو پھر بعد اجتماع نشر الطیب بھی سنا دی جائے اور کچھ نصائح بھی کئے جائیں اس کا مضائقہ نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۵۱)

بڑے لوگوں کے دن منانا بڑی بدعت ہے

سوال..... یوم رضا' یوم شیخ الہند' رضا کانفرنس' میلاد کانفرنس' سیرت کانفرنس' جشن صد سالہ دیو بند قسم کی مجالس منعقد کرنا جائز ہے یا نہ؟

جواب..... ''کیوں کہ یہ رسم آج کل عام ہوگئی ہے اس لئے مفصل لکھا جاتا ہے جب آیت کریمہ **الیوم اکملت لکم** نازل ہوئی تو چند علماء یہود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تمہارے قرآن میں ایک ایسی آیت ہے جو اگر یہود پر نازل ہوتی تو وہ اس کے نزول پر جشن عید مناتے' فاروق اعظمؓ نے سوال کیا وہ کون سی آیت ہے تو انہوں نے یہی آیت پڑھ دی' فاروق اعظمؓ نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ آیت کس جگہ اور کس دن نازل ہوئی' اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ وہ دن ہمارے لئے دوہری عید کا دن تھا ایک عرفہ دوسرے جمعہ۔

اسلام میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کی موت وحیات یا شخصی حالات کا کوئی دن منانے کے بجائے ان اعمال کے دن منائے گئے جو کسی خاص عبادت سے متعلق ہیں جیسے شب برأت رمضان المبارک' شب قدر' یوم عرفہ' یوم عاشورہ۔ حضرت عمر فاروقؓ کے اس جواب نے بتلا دیا کہ یہود ونصاریٰ کی طرح ہماری عیدین تاریخی حالات کے تابع نہیں جیسا کہ جاہلیت اولیٰ کی رسم تھی بلکہ اسلام میں عید کے دن کو منانے کے لئے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔

آج کل کی جاہلیت جدیدہ نے تو اس کو بہت پھیلا دیا ہے یہاں تک کہ دوسری قوموں کی نقل کر کے مسلمان بھی اس میں مبتلا ہونے لگے' عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کے عید منائی ان کو دیکھ کر کچھ مسلمانوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش

کے نام سے ایک ''میلاد النبی'' کے نام سے عید بنادی۔ اسی روز بازاروں میں جلوس نکالے اور اس میں طرح طرح کی خرافات کو اور رات کو چراغاں کرنے کو عبادت سمجھنے لگے جس کی اصل صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے عمل میں نہیں ملتی۔

الغرض جو بھی جلسہ یوم اور جشن اسی نظریہ جاہلیت کے تحت منایا جائے وہ دوسری اقوام کی نقالی ہوگی' اسلام کی کوئی خدمت نہیں واضح رہے کہ دیوبند کسی آدمی کا نام نہیں جس میں ولادت کا جشن منایا گیا ہو بلکہ یہ ایک مدرسہ کا صد سالہ جلسہ تھا' تاریخوں کا تعین حاضرین کی سہولت کے لئے تھا اسے صد سالہ جشن کا نام مدرسہ والوں نے نہیں دیا اور نہ ان کے ذہن میں جشن منانے کے جذبات تھے اور نہ ہی جشن کے لوازمات میں کسی عمل کا ارتکاب کیا گیا۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۷۴٬۳)

بڑے لوگوں کی برسیاں منانا

سوال..... آج کل عوام میں یہ ایک عام رواج بن چکا ہے کہ ہر سال قوم کے مقتداء اور بڑے لوگوں کی برسیاں منائی جاتی ہیں جیسے کہ یوم صدیق اکبرؓ یوم فاروق اعظمؓ یوم اقبالؒ اور یوم قائداعظم وغیرہ' شرعاً ان برسیوں کا کیا حکم ہے؟

جواب.....اسلام ایک کامل اور مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے جو کہ خدا پرستی کا داعی ہے اور شخصیت پرستی سے منع کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ خیر القرون میں اس قسم کے اعمال (برسی وغیرہ) کا کوئی ثبوت نہیں ملتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم شخصیت کے دنیا سے جانے کے بعد خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد میں آنے والے تابعین و تبع تابعین حتیٰ کہ کسی بھی امام یا محدث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برسی نہیں منائی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں کوئی چھٹی کی' اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ **لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الاخر ان تحد علیٰ میت فوق ثلثة ایام الاعلیٰ زوجها اربعة اشهر و عشراً۔ (الهداية ج ۲ ص ۴۰۷ باب العدة فصل فی الحداد)**

البتہ اگر اس کو ایصال ثواب کے لئے منایا جاتا ہو اور اس دن اموات کے ایصال ثواب کے لئے ختمات القرآن وغیرہ ہوتے ہوں تو اس تخصیص ایام کی وجہ سے بھی یہ خلاف شرع ہے اس لئے کہ شریعت مقدسہ نے ایصال ثواب کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ اس کی گنجائش ہے' اپنی طرف سے کوئی خاص دن مقرر کرنا دین میں زیادتی ہے جو اسلام کے کامل اور مکمل ہونے کی صفت کے خلاف ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان خرافات اور بیہودہ رسومات سے پرہیز کریں اور یہود و ہنود کا طریقہ ترک کردیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۷۳)

رجب میں ہونے والے جلسے کا حکم

سوال...... ۲۷، ۲۸ رجب شب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا حال پڑھا جاتا ہے اور بڑا مجمع ہوتا ہے اور کثرت سے روشنی کا سامان فراہم ہوتا ہے۔ بعض جگہ بیان کے بعد اسی مجلس میں قوالی ہوتی ہے اور حال آتا ہے۔ اس جلسے کا کیا حکم ہے؟ اس کے شریک ہونے والوں اور مدد دینے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب...... جلسۂ رجبی بہیت متعارفہ زمانہ ہذا میں جو منکرات جمع ہیں وہ ظاہر ہیں التزام مالا یلزم جس کی کراہت فقہا کے کلام میں منصوص ہے اور بہت فروع فقہیہ کو اس پر متفرع کیا ہے۔ کثرت روشنی میں اسراف کا ہونا جس کی ممانعت منصوص قرآنی ہے اس میں تداعی کا اہتمام جو تطوعات کے لئے مکروہ ہے اسی بناپر جماعت نافلہ کو مکروہ کہا اور بھی جس قدر منکرات کو محققین نے مجالس متعارفہ میلاد میں ذکر کیا ہے اکثر بلکہ کچھ زائد ہی اس میں جمع ہیں۔ بالخصوص اگر اس کے ساتھ قوالی بھی ہو تو منکرات بڑھ جائیں گے کیونکہ مجالس متعارفہ سماع میں شرائط اباحت محض مفقود ہیں اور عوارض مانعہ بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کی تحقیق سماع متعارف پر منطبق کرنے سے اس کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ ان مذکورہ وجوہ کی بناپر اس کے جلسے کی دعوت دینے والے کوشش کرنے والے منعقد کرنے والے اور معین وشریک سب کے سب شرعاً قابل ملامت ہیں۔ طالب حق کے لئے یہ مختصر کافی ہے اور مخاصم کے لئے دفتر کے دفتر غیر وافی ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج۵ ص ۲۸۶)

اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کب سے شروع ہوا؟

سوال...... اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا شریعت کے لحاظ سے کیسا ہے؟ اس کی ابتداء کیسے ہوئی؟

جواب...... اذان میں سب سے پہلے اہل تشیع نے تحریف کی اس کے بعد محتسب قاہرہ صلاح الدین نے بزور حکومت اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کو ضروری قرار دیا اب کچھ لوگوں نے اذان سے پہلے بھی ضروری سمجھ لیا ہے، مگر یہ سب جہالت ہے آٹھویں صدی ہجری میں اس کی ابتداء ہوئی۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ ص ۵۷۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۸ ربیع الاول کو ہوئی

سوال...... ایک تاریخ کے اسکالر نے لکھا ہے کہ جدید وقدیم محققین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی تاریخ پیدائش ۹ ربیع الاول کو ہوئی اور وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب...... جمہور محدثین اور مورخین کے نزدیک مختار قول یہ ہے کہ وفات بالاتفاق ۱۲ ربیع الاول کو

ہوئی اور پیدائش ۸ ربیع الاول کو ہے علامہ قطب الدین قسطلانی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (زرقانی ج ص ۱۳۱)
مگر فلکیات کے مشہور مصری عالم محمود پاشا کی تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ ۹ ربیع الاول کو واقعہ فیل کے پہلے سال ہوئی جو کہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کے مطابق ہے' تاریخ دول العرب والاسلام میں محمد طلعت عرب نے بھی نو کو درست لکھا ہے۔ جدید محقق فرید وجدی نے بھی اسی کو ٹھیک لکھا ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۴۰)

بزرگان دین اوران کے مزارات

قدم بوسی کا حکم

سوال...... عندالاحناف کون سا قول راجح ہے آیا تقبیل کا مسنون ہونا یا مسنون نہ ہونا؟
جواب...... احناف کے نزدیک قدم بوسی علماء اور اہل ورع کی جو بغرض تعظیم علم یا زہد و ورع یا عدل کے کی جائے مباح ہے۔ اور رسمی طور پر جو قدم بوسی فساق و فجار کی کی جائے وہ ناجائز۔ اور وہ روایت جو درمختار وغیرہ میں مذکور ہے "طلب من عالم اوزاهد ان يدفع اليه قدمه و يمكنه من قدمه ليقبله اجابه و قيل لا" اس کے اندر اختلاف تمکین اور اجابت میں ہورہا ہے کہ جائز ہے یا ناجائز؟ فی حد ذاتہ جواز تقبیل میں اختلاف نہیں اور نیز علامہ شامی نے جواز اجابت کو حدیث صحیح سے موید کر کے ترجیح دی ہے۔ پس میری رائے یہ ہے کہ مطلق تقبیل قدم میں گفتگو نہ کی جائے ہاں یہ امر کہ تقبیل مسنون ہے یا غیر مسنون روایات سے واضح ہے کہ تقبیل مسنون نہیں۔ اگر ہے تو صرف بعض مواقع میں اباحت کے درجہ میں ہے (فتاویٰ مظاہر علوم ج ۱ ص ۲۶۰)

قدم بوسی اور والدین کی قبر کو چومنے کا حکم

سوال...... قدم بوسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں؟ مولوی عبدالولی کہتے ہیں کہ قدم بوسی نبیؐ سے ثابت نہیں ہے۔ دوسرے مولوی کہتے ہیں بعض صحابہ نے نبی علیہ السلام کے قدم چومے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مربی ایسی بلند جگہ پر بیٹھے کہ چومنے والا بغیر جھکے بغیر ہاتھ لگائے منہ سے قدم چومے تو جائز ہے یہ تو محال بات ہے ہم لوگوں میں دستور ہے کہ مربی بیٹھے یا کھڑا ہو چومنے والا بیٹھ کر قدم پر ہاتھ لگا کر چومتا ہے۔ یہ طریقہ جائز ہے کہ نہیں؟ غرض یہ کہ ماں باپ استاد وغیرہ کے قدم پر ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومنا گناہ کی بات ہے یا اچھا ہے؟ قدم بوسی نہ کرے تو بعض مربی ناخوش ہوتے ہیں۔
جواب...... في الدرالمختار طلب من عالم اوزاهد الى قوله لامرن المرأة ان

یسجد لزوجها (ج ۵ ص ۳۷۸)

اس سے دو امر معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قدم بوسی کی صحابہ کو اجازت دی ہے دوسرا یہ کہ فقہاء کا اس کے جواز میں اختلاف ہے۔ پس ایسے امر میں بہتر یہ ہے کہ خود احتیاط رکھے۔ اور اگر کوئی کرتا ہو تو اس پر اعتراض نہ کرے۔ اور جس قول میں قدم بوسی جائز ہے اس میں یہ قید نہیں لگائی گئی کہ قدم کو اوپر اٹھائے۔ یا منہ کو نیچے جھکائے۔ تو ظاہراً دونوں صورتیں جائز ہیں۔ باقی قدم کو ہاتھ لگا کر پھر اپنا ہاتھ چومنا یہ نا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۴۴)

بوستان میں قدم بوسی کے جواز کے معنی

سوال..... بوستاں کے ایک مصرع سے الجھن ہو رہی ہے۔ وہ یہ ہے۔

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی   بمردی کہ پیش آیدت روشنی
کسانے کہ پوشید چشم دل اند   ہما ناکزیں تو تیا غافل اند

حضور والا نے تعلیم الدین میں بوسۂ قبور کو بدعت تحریر کیا ہے اس لئے مجھے اس مصرع سے الجھن ہو رہی ہے کہ حضرت سعدیؒ نے کیوں اور کیا خیالات تصور کر کے تحریر کیا ہے جس سے اہل بدعت کو اور سند ملتی ہے کہ بوسہ قبور جائز ہے۔

جواب۔ اس کی کیا دلیل ہے کہ یہاں حقیقی معنی مراد ہیں' خطوط میں جو لکھتے ہیں' "بعد قدم بوسی" کیا یہاں بھی معنی حقیقی مراد ہوتے ہیں؟ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۱۴)

قدم بوسی کے جواز پر شبہ کا جواب

سوال..... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نشر الطیب میں جواز توسل کے مقام پر روایت نقل فرمائی ہے کہ قبر شریف بھی متصل ہونے کی وجہ سے مورد رحمت ہے اس سے معلوم ہوا کہ ملابست بھی رحمت کے وارد ہونے کا سبب ہے جس طرح ملبوسات یعنی کپڑا وغیرہ اولیا اللہ کا بوجہ ملابست قابل تقبیل ہے اور اس کا چومنا آنکھوں سے لگانا جائز ہے۔ اسی طرح مزارات اولیاء اللہ کو بھی بوجہ ملابست چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز ہونا چاہئے حالانکہ ہمارے فقہاء علیہم الرحمۃ قبور کے بوسے وغیرہ کو حرام فرماتے ہیں خواہ قبر کسی بزرگ کی ہو یا والدین کی اور بظاہر بوجہ ملابست جائز ہونا چاہئے۔ جیسا کہ کپڑے کا بوسہ تحقیق اس میں کیا ہے؟

جواب ..... یہ ضروری نہیں کہ تمام ملابسات سب احکام میں برابر ہوں۔ کپڑے کے بوسہ

دینے میں کوئی دلیل نہی کی نہیں اس لئے اباحت اصلیہ پر ہے۔ بخلاف قبور کے کہ اس کی تقبیل پر دلیل نہی موجود ہے مفترقا اور وہ دلیل نہی ہم مقلدوں کے لئے تو فقہاء کا فتویٰ ہے اور فقہاء کی دلیل تفتیش کرنے کا ہم کو حق حاصل نہیں مگر تبرعاً کہا جاتا ہے کہ وہ دلیل مشابہت ہے نصاریٰ کی کما قال الغزالی اور احتمال ہے عبادت تک پہنچا دینے کا۔ چنانچہ قبور کو سجدہ وغیرہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اگر کپڑے میں کہیں یہ احتمال ہو تو وہاں بھی یہی حکم ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا شجرۂ حدیبیہ کو قطع کر دینا اس کی دلیل ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۱۳)

غلاف کعبہ کے بوسے میں غلو کرنا

سوال...... شہر کی جامع مسجد میں غلاف کعبہ کا ٹکڑا لٹکا ہوا ہے۔ لوگ ہر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو بوسہ دیتے ہیں اور نماز جمعہ کے بعد تو بوسہ دینے میں بہت ہی ہجوم کرتے ہیں اور اس امر کو بہت معظم سمجھ کر کمال کوشش کرتے ہیں۔ کسی قدر جاننے والے لوگ تعظیم کا بوسہ دیتے ہیں اور عوام کا حال معلوم نہیں۔ لیکن ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اس میں بہت مبالغہ کرتے ہیں آیا یہ امر شرعاً موجب ثواب ہے یا نہیں۔

جواب...... غلاف کعبہ زادہا اللہ تنویراً کے تبرک ہونے اور تبرکاً اس کو بوسہ دینے کے جواز میں تو کلام نہیں اگر بوسہ دینے میں اسی قدر اعتقاد ہو اور کسی کو ایذا بھی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں موجب ثواب و برکت ہے اور غلو کرنا علماً یا عملاً مذموم اور باعث عذاب ہے مثلاً اس کی تقبیل کو فرض واجب کے برابر سمجھنا یا مسلمانوں کو اژدہام سے ایذا دینا۔ اعتقاد کے اس غلو کو دور کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔ اعلم انک حجر لاتنفع ولا تضر (الحدیث) اور عمل کے غلو کو رفع کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا تھا کہ حجر اسود کو بوسہ دے اگر قدرت ہو اور کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو اس لئے کہ بوسہ دینا سنت ہے اور ایذا مسلم سے بچنا واجب۔ جب حجر اسود کی تقبیل میں یہ غلو منع ہے جو جزو کعبہ ہے سو غلاف کعبہ کی تقبیل میں بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا کہ محض ایک منفصل شے ہے اگرچہ اقتران (ملنے) سے متبرک ہوگیا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۱۳)

مخلوق سے استمداد کے جواز کی شرائط

سوال...... بعض عملیات میں فرشتوں یا مؤکلین کو منادیٰ بنایا گیا ہے۔ مولوی احمد علی محدث سہارنپوری نے بھی سورۂ کوثر کا ایک عمل تفریق اعداء کے لئے لکھا ہے۔ اس کے آخر میں اجب

یا اسرافیل کا لفظ ہے اس میں شبہ یہ ہے کہ یہ استعانت بالغیر ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو استعانت بالغیر کی جامع مانع حد کیا ہے؟ بعض شوقیہ اشعار میں بھی اس قسم کی استعانت اولیاء اللہ وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ احیاء سے بھی اموات سے بھی۔

جواب...... قال اللہ تعالیٰ ان تدعوھم لایسمعوا دعاء کم ولو سمعوا ما استجابوا لکم و یوم القیمۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر

اس آیت مبارکہ میں چار جملے ہیں۔ جو ندا مخلوق واستعانت بالمخلوق کی شرائط جواز کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ جملہ اولی سے شرائط علم اور ثانیہ سے اشتراط قدرت اور ثالثہ سے اعتقاد تصرف مستقل کا (کہ فرد ہے شرک کی) انتفاء اور رابعہ سے خبر صحیح معتبر عند اہل البصرۃ سے علم وقدرت کا ثبوت اور یہی شرائط عقلی بھی ہیں جہاں ان میں سے ایک شرط بھی موجود نہ ہوگی ندا و استعانت ناجائز ہوگا۔

پھر عدم جواز کے مراتب حسب اختلاف ادلہ مختلف ہوں گے کہیں شرک ہوگا کہیں معصیت پھر کہیں خود خفیف ہوگا مگر عوام کے لئے مفسدہ بننے کے سبب شدید ہو جائے گا۔ اور یہ سب تفصیل اس نداء حقیقی میں ہے جس میں منادیٰ کو متوجہ کرنے کا قصد ہو اور ندائے مجازی بمعنی محض تذکر یا تحسر وغیرہما میں اگر کوئی مفسدہ نہ ہو جائز ہے ورنہ ناجائز پس اگر اکابر میں سے کسی کے کلام میں ایسی نداء ہو تو اس کو یا مجاز پر محمول کیا جائے گا یا ان کی طرف نسبت کرنے کو غیر صحیح کہا جائے گا یا کوئی مناسب توجیہ کی جائے گی یہ تو ان کو بری کرنے کے لئے ہے باقی عوام کو خرابی کے یقینی ہونے کی وجہ سے جزماً وحتماً روکا جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۴۳)

درگاہ اجمیر میں کھانے کی لوٹ کے متعلق چند سوال

سوال...... خواجہ اجمیریؒ کی درگاہ میں دیگ پک کرلٹتی ہے جس میں مندرجہ ذیل امور ہیں:۔

۱۔ کھانا پیروں میں روندا جاتا ہے اور تقریباً ایک ثلث یا زائد کھانا فرش زمین پر پڑا رہتا ہے جس سے آنے جانے والے کے پیر ملوث ہوتے ہیں اور تکلیف ہوتی ہے۔

۲۔ لوٹنے والے گندے چیتھڑے اور مشکوک کپڑے باندھ کر اپنے پیر دیگ میں ڈال کر اس کو لوٹتے ہیں اور بعض اوقات اس میں کود بھی پڑتے ہیں اور جب لوٹتے لوٹتے ان کا دم گھٹ جاتا ہے تو صحن درگاہ میں لوٹنیاں لینے لگتے ہیں اور پھر جا کر لوٹنے لگتے ہیں جس سے کھانے کے نجس ہونے کا قوی احتمال ہے۔

۳۔ جلتی اور دہکتی ہوئی نہایت گرم دیگ کے لوٹنے میں خصوصاً گرمی میں جان تلف ہونے کا احتمال ہے اور سنا گیا ہے کہ جب سے یہ رسم قائم ہوئی ہے بہت سے لوگ مر چکے ہیں اور زخمی تو ہوتے رہتے ہیں۔

۴۔اس لوٹ میں باہم لڑائیاں بھی اکثر ہوتی رہتی ہیں اور ہاتھاپائی تک تو نوبت ہمیشہ پہنچتی ہے۔

۵۔کہا جاتا ہے کہ اولاً یہ بڑی دیگ اکبر نے چڑھائی تھی اور چھوٹی اس کے بیٹے جہانگیر نے۔ان دونوں کے زمانے کا دستور یہ تھا کہ کھانا پکوا کر مساکین کو تقسیم کرایا جاتا تھا۔لیکن رفتہ رفتہ اس نے یہ لٹنے کی صورت اختیار کر لی اور لوٹا ہوا کھانا تبرکاً فروخت ہوتا ہے' مساکین کو کچھ بھی نہیں ملتا۔مذکورہ فعل اور کھانے کے ساتھ اس برتاؤ کا کیا حکم ہے؟

جواب......آیات واحادیث سے چند امور معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔رزق اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کی بے قدری کرنا اور حدود ادب سے گزرنا حق تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے اور تکبر کی علامت ہے جو کہ مستقل معصیت بھی ہے۔۲۔روٹی اور جو چیز روٹی کے حکم میں ہو اس کا اکرام واجب ہے۔۳۔جس امر میں جل جانے اور مر جانے کا اندیشہ ہو اور شرعاً وہ امر واجب نہ ہو اس کا ارتکاب ناجائز ہے۔۴۔شور وشغب کرنا بلاضرورت جائز نہیں۔۵۔غیر معذور کو سوال کرنا جائز نہیں۔خصوصی غنی کو جو کہ بدون سوال بھی مصرف صدقہ نہیں۔خصوصاً جب کہ مالک کی نیت میں فقراء کی تخصیص بھی ہو۔۶۔مال کا ضائع کرنا جائز نہیں۔۷۔کسی کو قولاً یا فعلاً ایذا پہنچانا یا بلاضرورت شرعیہ ایسا کام کرنا جو بندگان خدا کی اذیت کا سبب ہو جائز نہیں۔۸۔لوٹ مچانا جائز نہیں خصوص جب کہ وہ سبب ہو جائے کسی کی اذیت کا بھی۔خصوص جبکہ لوٹنے والے اس شے کے مستحق بھی نہ ہوں جیسے اغنیاء اور جو لوگ کمانے پر قادر ہوں اور سوال سے تو لوٹ زیادہ بدتر ہے جب وہ ممنوع ہے تو یہ زیادہ ممنوع ہے۔۹۔کھانے کی اتنی بے ادبی بھی جائز نہیں کہ روٹی پر نمک دان یا رکابی رکھ دے بھلا پاؤں میں اس کا روندنا کہاں جائز ہوگا۔اسی طرح روٹی سے ہاتھ پونچھنا یا چاقو سے کوئی گوشت وغیرہ کاٹ کر روٹی سے اس کو صاف کرنا جائز نہیں تو پیروں میں اس کا گرانا کہاں جائز ہوگا؟

۱۰۔جو لقمہ ہاتھ سے گر جائے اس کا چھوڑ دینا درست نہیں تو اس کا پیروں اور جوتوں میں پڑا رہنا کیسے درست ہوگا؟۱۱۔کھانے کی چیز نجاست سے ملوث کرنا گناہ ہے پس ناپاک چیتھڑوں سے کھانے میں کود پڑنا کہ کھانے کے ناپاک ہونے کے علاوہ کھانے کو پیروں میں روندنا اور اس کی بھاپ سے بعض اوقات صحت پر اثر پہنچنا بھی لازم آتا ہے کیسے درست ہوگا؟۱۲۔محترم ومتقوم چیز کا ضائع کرنا اگرچہ چھوٹا سا کپڑا ہی ہو جائز نہیں تو اس قدر زیادہ کھانا برباد کیسے جائز ہوگا؟اور سوال میں جو خرابیاں مذکور ہیں اوپر کے نمبروں میں سب کا عدم جواز جدا جدا ثابت ہوا ہے۔تو جہاں بہت سارے مفاسد جمع ہوں اور فعل کیسے جائز ہوگا؟ یہ خرابیاں تو ان میں ظاہر ہیں۔باقی عقیدے کی

خرابی جوان سب سے بڑھ کر ہے وہ یہ ہے کہ محض ایصال ثواب مقصود ان دیگ پکوانے والوں کا نہیں ہوتا بلکہ بڑا مقصود یہ ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ اس فعل سے خوش ہو کر ہماری حاجت روائی اپنے تصرف سے فرمائیں گے۔(امدادالفتاویٰ ج ۵ ص ۳۴۱)

حاکم کی ایک روایت سے سجدہ لغیر اللہ کے جواز کا شبہ اور اس کا جواب

سوال.....حدثنا ابوالعباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد بن حاتم الادری ثنا ابو عامر عبدالملک بن عمر العقدی ثنا کثیر بن زيد عن داؤد بن صالح قال اقبل مروان يوماً فوجد رجلاً واضعاً وجهه علی القبر فاخذ برقبته وقال اتدری ماتصنع قال نعم فاقبل عليه فاذا هوابوايوب الانصاری فقال جئت رسول الله صلی الله عليه وسلم ولم آت الحجر سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول لاتبكوا علی الدين اذاوليه اهله ولكن ابكوعليه اذا وليه غيراهله هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه فی تلخيص المستدرک (المستدرک كتاب الفتن ج ۴ ص ۵۱۵) مہربانی فرما کر اس حدیث کی صحت وسقم واضح فرمائیں۔اس حدیث کی توجیہ کیا ہے؟

جواب......سائل کی غرض غالباً یہ ہے کہ اس حدیث سے بظاہر سجود قبر یا سجود لغیر اللہ کا جواز ظاہر ہوتا ہے اس کا جواب مانعین سجود کیا دیں گے؟

پس واضح ہے کہ حدیث میں واضعاوجهه علی القبر ہے۔واضعاً جبہتہ نہیں۔اور وضع الوجہ مطلقاً سجدے کو لازم نہیں کرتا۔پھر اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہاں وجہ سے مراد جبہہ ہے تو علی القبر کا لفظ بتلا رہا ہے کہ قبر مسجود علیہ تھی جس کا اس سے مسجود نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس کے علاوہ اگر فرض کر لیا جائے حضرت ابوایوبؓ اپنے کسی حال میں قبر کو سجدہ کر رہے تھے(معاذ اللہ) تو یہ ایک اثر موقوف ان مرفوع احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا جن میں بعض صحابہؓ نے آپ کو سجدہ کرنے کا اذن طلب کیا تھا۔اور آپ نے اجازت نہ دی اور یہ فرمایا کہ اگر میں غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت حیات میں اجازت سجدے کی نہ دی تھی تو بعد وفات اپنی قبر کو سجدہ کرنے کو کیسے جائز کہہ سکتے ہیں؟

اب اس اثر کا حال سن لیجئے حاکم سے تو تعجب نہیں کہ انہوں نے صحیح الاسناد کہہ دیا کیونکہ ان کا تساہل اس بارے میں ضرب المثل ہو چکا ہے۔ہاں تعجب حافظ ذہبی سے ہے کہ انہوں نے تلخیص میں کیسے اس کی تصحیح کر دی؟ حالانکہ اس کے ایک راوی کثیر ابن زید کی نسبت علامہ مناوی شرح

جامع صغیر میں لکھتے ہیں و کثیر بن زید اور دہ الذھبی فی الضعفاء وقال ضعفه النسائی یعنی خود ذہبی اس کو ضعیف کہہ رہے ہیں اس میں شبہ نہیں کہ اس کی توثیق وتضعیف میں اختلاف ہے مگر تتبع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توثیق کرنے والے بھی اکثر بصیغہ تلیین وتمریض لاباس وغیرہ کا حکم لگا رہے ہیں چنانچہ ابو حاتم اپنی عبارت میں دونوں مضمون جمع کر رہے ہیں۔

صالح لیس بقوی یکتب حدیثه الخ

خلاصہ یہ کہ اگر تضعیف بھی نہ کی جائے تو ایسا قوی بھی نہیں کہ جس کی حدیث احکام میں قابل لحاظ ہوں۔ اعتبار واستشہاد کے طور پر استعمال ہو سکتی ہیں۔ حافظ ابو جعفر طبری کہتے ہیں۔ و

کثیر بن زید عند هم کمن لایحتسب بنقله کذافی التهذیب.

غور کیجئے کہ سجود لغیر اللہ کے اثبات میں ایسی نقل کمزور سے استناد کرنا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔ آگے چلئے کثیر بن زید یہاں داؤد بن صالح سے روایت کرتے ہیں۔ داؤد کی نسبت ابن حجر خود ذہبی کا قول نقل کرتے ہیں۔ قرات بخط اللھبی لایعرف الخ یعنی اس کا کوئی حال معلوم نہیں۔ چنانچہ میزان میں ذہبی نے صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ اس سے کثیر بن زید کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا۔ یعنی مجہول العین ہوا۔ حافظ ابن حجر بھی تہذیب اور لسان میں اس سے زیادہ کچھ نہ بتلا سکے۔ نہ توثیق وتضعیف کا کچھ حکم لگایا جس سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ یہ راوی مجہول العین بھی ہے اور مجہول بوصف بھی۔ اور علامہ مناوی نے فیض القدیر میں ابن حبان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کان من الموضوعات الخ یعنی موضوع احادیث روایت کرتا تھا تمام مواد پر نظر رکھتے ہوئے حیرت ہوتی ہے کہ تلخیص مستدرک میں ذہبی نے ایسی اسناد پر صحیح کا حکم کیسے لگا دیا بظاہر غفلت ہوئی۔ (امداد المفتیین ص ۱۷۶)

توسل پر ایک اشکال کا جواب

سوال...... مندرجہ ذیل اشکال کا جواب درکار ہے۔ اگر کوئی دنیوی بادشاہ بڑا رحم دل ہو اور اپنی رعایا کو بہت چاہتا ہو۔ حتیٰ کہ انہیں کی سہولت کے لئے اس نے دربان بھی نہ رکھے ہوں ہر شخص کی نہایت غور سے سنتا ہو اور اس کی ضرورتوں کو برابر پوری کرتا ہو۔ اب اگر کوئی بے وقوف اس خیال سے کہ اپنے مصاحبین کے مقابلے بھلا بادشاہ میری کیا سنے گا۔ مصاحب کو سفارشی بنا کر دربار میں لے جانے تو یقیناً وہ بادشاہ ناراض ہوگا۔ جب دنیوی بادشاہوں کی یہ حالت ہے تو پھر اللہ میاں کا رحم ومحبت اپنے بندوں پر کہیں زیادہ ہے ایسی حالت میں جبکہ اس تک خود رسائی ہے اس کے مقربین سے کیوں دعا کرائی جائے؟

جواب.....اور اگر وہ بادشاہ کسی مصلحت سے وہ قانون بھی مقرر کر دے کہ باوجود ان سب امور کے خود عرض معروض کرنے کے ساتھ ہمارے مقرب غلاموں سے بھی درخواست کرے کہ وہ صاحب حاجت کے لئے ہم سے درخواست کریں۔ بلکہ ان مقرب غلاموں کو بھی حکم ہو کہ وہ ہماری عام رعایا سے بھی ایسی ہی درخواست لے لیا کریں۔ بعض مواقع پر تو دونوں جانب سے ایسا ہو اور بعض مواقع پر ایک ہی جماعت کو ایسا حکم ہو دوسری جماعت کو نہ ہو اور وہ مصلحت مقام اول میں تعلیم تواضع وانسداد ناز مکالمت سلطانی ہو اور دوسرے مواقع پر اظہار شرف غلامان خاص ہو۔ چنانچہ دنیا میں اول مصلحت کی رعایت کی گئی ہے حتیٰ کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرماتے ہیں۔ **یا اخی اشرکنا في الدعا ولاتنسنا** اور آخرت میں دوسری مصلحت کی رعایت کی گئی۔ تو کیا یہ سوال پھر بھی ہوگا؟ غور فرما کر شفا حاصل کریں یا جواب دیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۳۹)

سماع مروج کے نزدیک بھی جائز نہیں

سوال.....مزامیر کے ساتھ سماع شارع علیہ السلام وسلف صالحین نے سنا ہے یا نہیں؟

جواب..... **روی الامام احمد قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی بمحق المعازف والمزامیر الحدیث** باختصار۔ کلام اس مسئلے میں طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت جو سماع متعارف ہے وہ کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۸۹)

خواجہ خضر کے دلیے کا حکم

سوال.....کونڈا کرنا حضرت کا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اور کھچڑا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اور توشہ شاہ عبدالحق رحمہ اللہ کا اور دلیا خواجہ خضر کا کرنا اور ان میں کھانوں کی خصوصیت کرنی کیسی ہے؟

جواب.....کھانے اور دنوں کی قید کے بغیر ایصال ثواب مندوب ہے اور کھانے اور دن کی تخصیص بدعت ہے اگر تخصیص کے ساتھ ایصال ثواب ہو تو طعام حرام نہیں ہوتا گو اس تخصیص کی وجہ سے معصیت ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۸)

غوث پاک کی محفل میں انبیاء کی تشریف آوری

سوال.....''الفتح الربانی'' سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مواعظ حسنہ ہیں لیکن دیباچے میں حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں ان کی مجلس وعظ میں صلحاء و ملائکہ کے علاوہ انبیاء علیہم

السلام کی ارواح طیبات کی روحانی شرکت ہوئی ہے اور کبھی کبھی روح پرفتوح آدمؑ کا نزول اجلال بھی ترتیب وتائید کی غرض سے ہوا کرتا تھا۔

ایسا ہی مضمون بریلوی علماء کی کتاب حدائق بخشش ص ۷ پر یہ شعر تحریر ہے۔

ولی کیا رسل آئیں خود حضورؐ آئیں

وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث؟

ان دونوں عبارتوں میں کیا فرق ہے؟

جواب..... فرق بالکل ظاہر ہے حضرت مولانا کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ یہ تشریف آوری تائید وتربیت کے لئے ہے حدائق بخشش کا حاصل یہ ہے کہ تشریف آوری استفادے کے لئے ہے۔ حضرت رحمت للعالمین کے علوم عالیہ وحی الٰہی سے حاصل ہیں اور اولین وآخرین سب کے علوم بھی ذات مقدسہ کے برابر نہیں تو پھر استفادے کے لئے حضرت جیلانیؒ کی مجلس میں آنے کا مطلب یہ ہوگا کہ جو علوم اس مجلس میں حاصل ہوتے ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہیں تھے۔ یہ تنقیص ہے ذات اقدس کی اور فوقیت ہے حضرت جیلانی کی۔ اس کو کب حضرت جیلانی نور اللہ مرقدہ برداشت کر سکتے ہیں نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ادنیٰ خادم برداشت کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۲۱)

سید عبدالقادر جیلانیؒ کی بعض کرامات کا حکم

سوال..... مشہور ہے کہ حضرت جیلانیؒ نے اپنے وقت میں ایک بارات کو جس کو دریا میں ڈوبے ہوئے بارہ سال گزر چکے تھے۔ ایک بڑھیا روزانہ آ کر روتی تھی عبدالقادر جیلانی کو ترس آ گیا اور انہوں نے بارہ برس پرانی ڈوبی ہوئی بارات دریا سے زندہ نکال دی تھی اور سب زندہ ہو کر گھر چلے گئے۔

جواب..... یہ روایت غلط ہے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی پر بہتان ہے۔

سوال..... عبدالقادرؒ نے قبر میں منکر نکیر کے بال پکڑ لئے اور منکر نکیر نے معافی مانگی۔

جواب..... یہ روایت بھی بہتان ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی توہین ہے۔ ان کی قبر کا واقعہ کس نے دیکھا؟ اور بیان کیا؟

سوال..... عبدالقادر جیلانی ایک مرتبہ دوڑتے ہوئے قبرستان سے گزر رہے تھے تو مردوں کو حکم دیا وہ بھی ان کے ساتھ دوڑنے لگے' یہ کرامات بتلاتے ہیں۔

جواب..... یہ بھی غلط اور مہمل افسانہ ہے۔ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور سنت کے انتہائی متبع اور پابند تھے۔ ان کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ انہوں نے

نفس کی خواہش کو حدود شرع میں رکھا اور ساری زندگی اس کی کوشش کی کہ کوئی کام خلاف سنت نہ ہونے پائے۔ ان کو بدعات سے سخت نفرت تھی۔ اللہ پاک ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور اس پر رحمت کی بارش کرے اور ان کے درجات کو زیادہ سے زیادہ بلند فرمائے اور ان کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لغو اور بیہودہ حکایات گھڑ کر ان کی طرف منسوب کرنے سے ان کے کمال میں ترقی نہیں ہوگی۔ نہ اسلام نے یہ طریقہ سکھایا ہے بلکہ اس کی ممانعت ہے۔ یہ طریقہ تو غیروں کا ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی طرف ایسی باتیں گھڑ کر منسوب کرتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۳۹)

غوث اعظم کے نام کا چبوترہ بنانا

سوال...... بعض لوگ پختہ احاطہ تیار کر کے اس پر ایک چبوترہ تیار کر کے شیخ عبدالقادر کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور چبوترے پر غلاف چڑھاتے ہیں' چراغ روشن کیا جاتا ہے' ریوڑیاں چڑھاتے ہیں اور فاتحہ کرتے ہیں ان سب کاموں کا کیا حکم ہے؟

جواب...... ایسے امور کا مرتکب مبتدع ہے اور ایسے افعال کو ایجاد کرنا بدعت اور گمراہی ہے (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۹۹)

غوث اعظم کا ہر مقام سے ندا سننا

سوال...... اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہر مقام سے ندا دینے والے کی آواز کو سن لیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب...... یہ عقیدہ اہل اسلام کے مخالف بلکہ شرک کے برابر ہے۔ ہر شخص کی ندا کو ہر جگہ سے اور ہر وقت سننا یہ صرف پروردگار عالم کے ساتھ خاص ہے اور کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں۔

پیران پیر کی گیارہویں ناجائز ہے

سوال...... ۱۔ گیارہویں پیران پیر کی جو بعض لوگ دن مقرر کر کے کرتے ہیں وہ جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اور جو لوگ گیارہویں کھلا دیں لیکن دن مقرر نہ کریں اور جب موقع دیکھتے ہیں کھلا دیتے ہیں مگر نام گیارہویں رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

۳۔ اگر یہ بھی ناجائز ہے تو وہ سوال کرتے ہیں کہ ہم ثواب پیران پیر کی روح کو پہنچائے کھانے کا ہو یا نقد کا' کپڑے یا عبادت بدنی سے' تو فرمایئے پہنچائیں یا نہیں؟ اور کوئی طریق ایسا ہو کہ خدا اور رسول کے نزدیک برا نہ ہو فرمایئے۔

جواب...... ۱' ۲' ۳ دن مقرر کرنے یا گیارہویں نام رکھنے سے عوام کو اس لئے روکا جاتا ہے کہ ان کے عقائد فاسد ہوتے ہیں اور خواص کو اس لئے روکا جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے عوام کے

عقائد فاسد ہوتے ہیں ورنہ مباحات اصلیہ کو غیر مباح کون کہہ سکتا ہے؟

پس ایصال ثواب اگر اس طور سے کرے جس میں فساد عقیدہ کا احتمال نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نہ دن اور تاریخ کی تخصیص کرے نہ کسی خاص چیز کی اور اغنیاء اور گھر والوں کو نہ دے اور اعلان کر کے نہ دے اور کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر کچھ نہ پڑھے اور یہ عقیدہ نہ کرے کہ حضرت ہماری مدد فرمائیں گے اور یہ نیت نہ رکھے کہ اس عمل کی برکت سے ہمارے مال اور اولاد میں برکت وترقی ہو گی۔ محض یوں سمجھے کہ انہوں نے ہم پر دین کا احسان کیا ہے کہ سیدھا راستہ کتابوں میں بتلا گئے۔ ہم ان کو نفع پہنچاتے ہیں کہ ثواب سے ان کے درجات بلند ہوں گے۔ بس اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۰۱)

حضرت خواجہ اجمیریؒ کا تالاب خشک کرا دینا

سوال..... ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے مریدوں کے ساتھ ایک تالاب ''انا ساگر'' کے کنارے تشریف فرما تھے' وہاں کے مسلمان ضروریات میں اس تالاب کا پانی استعمال کرتے تھے جس کو مشرکان اجمیر ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس سے روکا اور ان پر سختی کی۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مرید کو لوٹا دیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور انا ساگر میں سے بسم اللہ پڑھ کر اس لوٹے میں پانی بھر لو۔ مرید نے پانی بھرا تو تالاب کا تمام پانی لوٹے میں آ گیا اور تالاب خشک ہو گیا۔

جواب..... میں نے کسی کتاب میں یہ واقعہ نہیں پڑھا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۶ ص ۹۳)

''بلا تحقیق نہ تصدیق نہ تکذیب'' م ع

حضرت خواجہ اجمیریؒ کا چور کو قطب بنا دینا

سوال..... حضرت غوث پاک کے دربار میں ایک چور چوری کے ارادے سے داخل ہوا مگر گرفتار ہو گیا جب اسے حضرت غوث پاکؒ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ میرے دربار سے کوئی خالی نہیں گیا۔ اس لئے جا تجھے شہر قطب کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے' یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... بزرگ حضرات اکثر اپنے ستانے والوں پر احسان کیا کرتے ہیں کسی عاصی چور کا دم کے دم میں توبہ کر کے اصلاح پذیر ہو جانا بعید نہیں۔ حق تعالیٰ مقلب القلوب ہیں جب چاہیں کسی ذلیل کو عزت کا تاج پہنا دیں اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے اس قسم کے واقعات دنیا میں بہ کثرت پیش آئے ہیں ممکن ہے کہ واقعہ مسئولہ بھی پیش آیا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۶ ص ۹۴)

بزرگوں کے مزارات پر جانا

سوال..... اپنے گھر سے مدینہ منورہ کو یا بغداد یا گنگوہ کو یا اجمیر کو کلیر کو خاص زیارت کے واسطے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... زیارت بزرگان کے واسطے سفر کرنا علماء اہل سنت میں مختلف فیہ ہے بعض درست کہتے ہیں اور بعض ناجائز' دونوں اہل سنت کے علماء ہیں اور فیصلہ ہم مقلدوں سے محال ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۵) ''سکوت اسلم ہے' جانے والوں پر تنقید نہ ہو اور نہ جانے والوں پر جبر نہ ہو'' م'ع۔

پختہ مزارات کیوں بنے؟

سوال..... حدیث شریف میں ہے کہ بہترین قبر وہ ہے جس کا نشان نہ ہو اور کچی ہو' پھر ہندوستان اور پاکستان میں اتنے سارے مزارات کیوں ہیں جن کو لوگ پوجا کی حد تک چومتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں؟

جواب..... بزرگوں کی قبروں کو یا تو عقیدت مند بادشاہوں نے پختہ کیا ہے یا دکان دار مجاوروں نے اور ان لوگوں کا فعل کوئی شرعی حجت نہیں۔

مزارات پر جانا جائز ہے' لیکن وہاں شرک و بدعت نہ کرے

سوال..... کیا مزاروں پر جانا جائز ہے؟ جو لوگ جاتے ہیں یہ شرک تو نہیں کر رہے؟

جواب..... قبروں کی زیارت کو جانا مستحب ہے' اس لئے مزارات اولیاء پر جانا تو شرک نہیں ہاں! وہاں جا کر شرک و بدعت کرنا بڑا سخت وبال ہے۔

بزرگوں کے مزارات پر منت ماننا حرام ہے

سوال..... کئی جگہ پر کچھ بزرگوں کے مزار بنائے جاتے ہیں (آج کل تو بعض نقلی بھی بن رہے ہیں) اوران پر ہر سال عرس ہوتے ہیں' چادریں چڑھائی جاتی ہیں ان سے منتیں مانگی جاتی ہیں' یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب..... یہ تمام باتیں بالکل ناجائز اور حرام ہیں ان کی ضروری تفصیل میرے رسالے ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' میں دیکھ لی جائے۔

مزارات پر پیسے دینا کب جائز ہے اور کب حرام ہے؟

سوال..... میں جس روٹ پر گاڑی چلاتا ہوں اس راستے میں ایک مزار آتا ہے لوگ مجھے پیسے دیتے ہیں کہ مزار پر دے دو مزار پر پیسے دینا کیسا ہے؟

جواب..... مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہے تو جائز ہے اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔

مزارات کی جمع کردہ رقم کو کہاں خرچ کرنا چاہئے؟

سوال..... مزاروں یا قبروں پر جو پیسے جمع کئے جاتے ہیں یہ کیسے ہیں؟ (جمع کرنے کیسے ہیں؟) اگر ناجائز ہیں تو پہلے جو جمع ہیں ان کو کہاں خرچ کیا جائے؟

جواب..... اولیاء اللہ کے مزارات پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں وہ "**مااھل به لغیر الله**" میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہیں اور ان کا مصرف مال حرام کا مصرف ہے یعنی بغیر نیت ثواب کے یہ مال کسی مستحق زکوٰۃ کو دے دیں۔

اولیاء اللہ کی قبروں پر بکرے وغیرہ دینا حرام ہے

سوال..... جو لوگ اولیاء اللہ کی قبروں پر بکرے وغیرہ دیتے ہیں کیا یہ جائز ہیں؟ حالانکہ اگر ان کی نیت خیرات کی ہو تو ان کے قرب و جوار میں مساکین بھی موجود ہیں۔

جواب..... اولیاء اللہ کے مزارات پر جو بکرے بطور نذر و نیاز کے چڑھائے جاتے ہیں وہ قطعاً ناجائز و حرام ہیں ان کا کھانا کسی کے لئے بھی جائز نہیں' الا یہ کہ مالک اپنے فعل سے توبہ کر کے بکرے کو واپس لے لے اور جو بکرے وہاں کے غریب غربا کو کھلانے کے لئے بھیجے جاتے ہیں وہ ان غریب غربا کے لئے حلال ہیں۔ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۰۷'۲۰۸'

اپنی تالیف کو مزار پر پیش کرنا

سوال..... مؤلف کتاب نے لکھا ہے کہ میری یہ تصنیف جس کے یہ چند نسخے ارسال ہیں فلاں بزرگ کے مزار پر لے جاؤ اور دعا کرو تو عمرو نے اس کی تعمیل کی۔ صاحب مزار کے سجادہ نشین اور دوسرے اس خاندان کے لوگوں کو جمع کیا ان کو مزار میں لے گئے۔ نسخے ہاتھ میں تھے۔ نسخوں کو مزار کے پاس رکھا' اپنی اور مؤلف کی طرف سے فاتحہ پڑھی اور عرض کیا حضرت یہ آپ کے نواسے نے لکھی ہے۔ وہ اور میں دعا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کو زیور علم سے مزین فرمائے اور قابل بنائے۔ اس کے بعد وہ نسخے ان حضرات کو تقسیم کر دئے' یہ عمل کیسا ہے؟

جواب..... یہ عمل تمام تر بدعات پر مشتمل ہے۔ میت کو جا کر خطاب کرنا اور اس سے دعا کی درخواست کرنا استعانت بالاموات پر مشتمل ہے جو شائبہ شرک سے خالی نہیں اور عوام میں جو مشہور

ہے اذاتحیرتم فی الامور فاستعینوا باھل القبور یہ حدیث موضوع ہے۔ صرح بہ ابن تیمیہ فی الصراط المستقیم ص ۱۶۲

باقی نسخوں کے لینے میں کچھ حرج نہیں ہوا کیونکہ ان میں فعل کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ان نسخوں میں اور چڑھاوے کی مٹھائی و چادر میں فرق ہے اس لئے ان کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

بن بیوی' خدا برکت' پانچ پیر مزار پر نذرانے چڑھانا

سوال..... بعض لوگوں نے بن بیوی' خدا برکت اور پانچ پیر وغیرہ کے نام سے درگاہ بنوا کر وہاں دودھ وغیرہ کا نذرانہ دیتے ہیں اور ان سے اپنی حاجت مانگتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کوئی مسلمان اگر یہ سب فعل کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگوں کے ساتھ اہل سنت کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ کوئی مسلمان اگر براجان کر درگاہ کو توڑ ڈالے تو گناہ تو نہیں؟

جواب..... یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ شرعاً ہرگز اس کی اجازت نہیں یہ مشرکین کا طریقہ ہے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو نرمی سے فہمائش کی جائے کہ ایسا کرنے سے ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے وہ اگر باز نہ آئیں تو ان سے قطع تعلق کرنے میں اہل سنت حق بجانب ہوں گے۔ کوئی مسلمان اگر ایسی جگہ کو توڑ دے جہاں مشرکانہ رسوم کئے جاتے ہیں تو وہ شرعاً مجرم نہیں۔ اس پر اگر فتنہ برپا ہو یا قانونی گرفت ہو تو اس کو انتظام پہلے لازم ہے۔ نیز اگر واقعتاً وہاں کسی بزرگ کا مزار (قبر) ہو تو اس کی توہین نہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۳۱۵)

ثواب کے لئے مزارات پر کھانا بھیجنا

سوال..... بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا مزاروں پر بھیجا جاتا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟ اگر مکان میں فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کر دیا جائے تو کیا ثواب کم ہوتا ہے؟ جیسے اکثر لوگوں کا مقولہ ہے کہ نیاز قبول نہیں ہو سکتی جب تک کہ مزاروں پر نہ بھیجی جائے۔

جواب..... مزاروں پر بھیجنا فضول اور لایعنی حرکت ہے۔ ہر جگہ سے ایصال ثواب ہو سکتا ہے اور یہ عقیدہ کہ اس کے بغیر ثواب ہی نہ پہنچے گا عقیدہ فاسدہ ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۳۱۵)

رسوم قبور اولیاء پر ایک اشکال کا جواب

سوال..... قبور اولیاء پر جو عمارتیں بنائی جاتی ہیں اور چراغ وغیرہ روشن کئے جاتے ہیں یا یہ

سب حرام ہیں یا مکروہ؟ تحریر المختار میں ہے۔

قال الشيخ عبدالغنی النابلسی خلاصة ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمى سنة فبناء القباب على قبور العلماء والاولياء و وضع الستور و العمائم والثياب على قبورهم امر جائز اذاكان القصد بذالک التعظيم فى اعين العامة حتى لا يحتقرو صاحب هذاالقبر و كذا يقاد القناديل والشمع عند قبور الاولياء و الصلحاء من باب التعظيم والاجلال ايضاً للاولياء فالمقصد فيها حسن و نذرالزيت والشمع للاولياء يوقد عند قبورهم تعظيماً لهم و محبته فيهم جائز ايضاً لاينبغى النهى عنه. الخ ثم رأيت المحشى ذكر فى الكراهية عند قوله ولاتكره الويتمة نحوه عن النابلسى الخ. ان دونوں عبارتوں میں تطبیق کیا ہے؟

جواب..... فتویٰ اول حدیث و مذہب کے مطابق ہے پس وہی درست ہے۔ اور فتوے ثانی مخالفت حدیث کی وجہ سے نا قابل عمل ہے۔ اگر کسی غیر مقبول کا کلام ہوتا تو واجب الرد تھا' مگر چونکہ کلام بزرگوں کا مقبول ہے اس لئے واجب التاویل ہے اور اس کی دو تاویلیں ممکن ہیں ایک یہ کہ یہ حکم محب مغلوب الحال کا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ مقید ہے عدم لزوم مفاسد کی قید کے ساتھ۔ اور اس وقت لزوم مفاسد ظاہر ہے۔ پس قید کے نہ ہونے سے مقید بھی نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۳۰)

بزرگوں کی قبر سے مٹی کھانا

سوال..... ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی قبر کی مٹی یا پختہ قبر سے قلیل چونا چاٹ لینا درست ہے کہ اس میں فائدہ مرتب ہوتا ہے۔ جیسا کہ مولانا عبدالحق صاحبؒ نے پان میں چونا کھانے کو مفید تحریر فرمایا ہے یا مطلقاً قدر قلیل مٹی کھا لینا بلا کراہت درست لکھا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب..... مکہ وغیر مکہ دونوں کی مٹی مکروہ ہے اور کراہت دونوں میں متحد ہے۔ کراہت حدیث شریف سے ثابت ہے **اكل الطين مكروه الى قوله و كراهية اكله لالحرمته بل لتهييج الداء.**

مٹی کے کھانے کی ممانعت حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ بیماری پیدا کرتی ہے۔ نیز یہ فعل عقلاء کا نہیں اگر مٹی کھانا مورث امراض نہ ہو نیز اس میں منفعت ہو اور ایسی منفعت کہ کسی اور چیز سے حاصل نہ ہو تو بقدر ضرورت کھانا درست ہوگا۔

اب معلوم ہونا چاہئے کہ بزرگوں کے مزارات کی مٹی کھانے میں کیا منفعت ہے؟ اگر کوئی

ایسی منفعت ہے جو خصوصیت مزارات پر مرتب ہوتی ہے تو اس سے عوام کے عقائد خراب ہوتے ہیں کہ وہ ان بزرگوں کی روح کو متصرف سمجھتے ہیں۔ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ان کی نذر مانتے ہیں۔حتیٰ کہ قبر کو سجدہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔اس لئے یہ ہرگز جائز نہیں۔اگر کوئی اور منفعت ہے جو نفس قبر کی مٹی سے حاصل ہو جاتی ہے اور خصوصیت مزار سے متعلق نہیں تو بزرگوں کی قبر کی تخصیص کیوں ہے؟ ہر ایک قبر کی مٹی چاٹنے پر وہ فائدہ مرتب ہونا چاہئے تو اس میں قبر و غیر قبر سب برابر ہیں۔قبر کی مٹی میں مذکورہ بالا مفاسد ہیں اس لئے غیر قبر کی مٹی سے وہ فائدہ حاصل کر لیا جائے۔

بت پرستی کو اہل قبور سے حاجت روائی پر قیاس کرنا

سوال......کوئی بت پرست بت سے مدد چاہتا تھا۔کسی عالم نے اس کو منع کیا کہ شرک مت کر۔کافر نے کہا اگر میرا عقیدہ ہو کہ بت خدا کا شریک ہے اور اس وجہ سے اس کی پوجا کروں تو یہ شرک ہے اور اگر میرا عقیدہ یہ ہے کہ بت مخلوق ہے اور اس کی پرستش کروں تو یہ کیوں شرک ہوگا؟ عالم نے کہا کہ کلام مجید میں متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد نہ چاہو تو بت پرست نے کہا کہ آدمی ایک دوسرے سے کیوں سوال کرتے ہیں؟ تو عالم نے کہا کہ آدمی زندہ ہیں ان سے سوال منع نہیں اور بت مثلاً کنہیا اور کالکا وغیرہ مردہ ہیں یہ کسی چیز پر قادر نہیں۔بت پرست نے کہا کہ تم لوگ اہل قبور سے مدد چاہتے ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ تم لوگ بھی شرک کرتے ہو۔حاصل کلام تم لوگ اہل قبور کو جیسا جانتے ہو۔ویسا ہی ہم لوگ کنہیا وغیرہ کی تصویر کو سمجھتے ہیں۔ظاہراً نہ اہل قبور میں کچھ قوت ہے نہ بت میں ہے۔اور اگر تم یہ کہو کہ اہل قبور میں باطنی قوت ہے اس وجہ سے ان سے حاجت روائی ہوتی ہے تو بتوں سے بھی اکثر حاجت روائی ہو جاتی ہے اور اگر تم لوگ یہ کہو کہ ہم اہل قبور سے صرف یہ کہتے ہیں کہ خدا سے ہمارے واسطے شفاعت کرو تو میں بھی بتوں سے یہی چاہتا ہوں۔جب ثابت ہوا کہ اہل قبور سے "مدد چاہنا" جائز ہے تو بعض عقیدے والے مسلمان ستیلا اور مسانی وغیرہ کی پرستش سے کیوں باز آئیں گے؟

جواب......سوال کے چند مقامات میں شبہ واقع ہو گیا ہے اول یہ کہ مدد چاہنا دوسری چیز ہے اور پرستش دوسری چیز ہے۔عوام مسلمان میں یہ نقصان ہے کہ وہ لوگ بہ طریق خلاف شرع اہل قبور سے مدد چاہتے ہیں۔مگر وہ بھی پرستش نہیں کرتے اور کافر بت سے مدد بھی چاہتے ہیں اور پرستش بھی کرتے ہیں۔پرستش سے مراد یہ کہ کسی کو سجدہ کرے یا عبادت کی نیت سے کسی چیز کا طواف کرے یا بطریق تقرب کسی کے نام کا وظیفہ کرے اور جو جاہل مسلمان اہل قبور کے ساتھ ایسا کوئی امر کرے مثلاً اہل قبور کو سجدہ کرے تو وہ کافر اور اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

دوسرا امر اس سوال میں قابل لحاظ یہ ہے کہ مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے: ایک یہ کہ کوئی مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے جیسے امیر اور بادشاہ سے نوکر اور فقیر اپنی حاجتوں میں مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس ایسا ہی اولیاء اللہ سے یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ دعا کریں کہ ہمارا فلاں مطلب حاصل ہو جائے اس طور سے مدد چاہنا شرعاً زندہ اور مردہ سب سے جائز ہے۔

اور دوسرا طریق مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزیں خاص اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں مثلاً بچہ کا دینا پانی برسانا' بیماریوں کو دفع کرنا یا عمر زیادہ کرنا وغیرہ ایسی چیزوں کے لئے کسی مخلوق سے کوئی شخص التجا کرے اور اس شخص کی نیت یہ نہ ہو کہ وہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے تو یہ حرام مطلق بلکہ کفر ہے۔ اگر کوئی مسلمان اولیاء اللہ سے اس ناجائز طور سے مدد چاہے یعنی ان کو قادر مطلق سمجھے خواہ وہ اولیاء زندہ ہوں یا مردہ تو وہ مسلمان اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ بت پرست بھی اسی ناجائز طور پر سے اپنے معبودان باطلہ سے مدد چاہتے ہیں اور اس امر ناجائز کو وہ لوگ جائز کہتے ہیں۔

اور بت پرست نے جو یہ کہا کہ میں بھی اپنے بتوں سے صرف شفاعت چاہتا ہوں جیسے تم لوگ پیغمبروں اور اولیاء اللہ سے چاہتے ہو تو یہ بھی مکر ہے اس واسطے کہ بت پرست لوگ ہرگز شفاعت نہیں چاہتے بلکہ وہ شفاعت کے معنی جانتے ہی نہیں اور نہ ان لوگوں کو شفاعت کا خیال ہوتا ہے۔ شفاعت سے مراد سفارش ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مطلب کے لئے کسی تیسرے شخص سے کہے اور بت پرست ایسا نہیں سمجھتے اور نہ وہ بت سے یہ کہتے ہیں کہ تم ہماری سفارش اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں کرو۔ بلکہ وہ لوگ خاص بتوں سے اپنا مطلب چاہتے ہیں اور یہ جو اس نے کہا کہ اہل قبور کو جیسا الی قولہ سمجھتے ہیں تو یہ بھی غلط ہے۔ اس واسطے کہ یہ ثابت ہے کہ اگرچہ بعد موت بدن قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے مگر اس بدن کے ساتھ روح کا تعلق ضرور رہتا ہے کیونکہ ایک مدت تک روح اس بدن میں رہ چکی ہے اور بت پرست لوگ اپنے معبودوں کی قبر کی تعظیم نہیں کرتے۔ بلکہ خود تصویروں' پتھروں' درختوں اور دریاؤں کو معبود قرار دیتے ہیں کہ یہ فلاں کی تصویر ہے حالانکہ اس کی روح کو اس چیز سے کچھ تعلق نہیں رہتا اور ایسا بھی نہیں کہ وہ چیز وہاں جلائی گئی ہو تو ایسے محض فرضی قرارداد کا کچھ اعتبار نہیں البتہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے لوگوں کی مراد پوری کر دیتا ہے تو بت پرستوں کو خیال ہوتا ہے کہ بتوں سے یہ فائدہ حاصل ہوا ہے۔

اور اس نے جو یہ کہا کہ جب یہ ثابت ہوا کہ اہل قبور سے الی قولہ کیوں کر باز آئیں گے تو جاننا چاہئے کہ اہل قبور سے مدد چاہنے اور ستیلا وغیرہ کی پرستش کرنے میں چند وجوہ سے فرق ہے اول یہ کہ جن اہل قبور سے استمداد کی جاتی ہے اور ان کا حال معلوم ہے وہ اہل قبور صالح ہو گئے اور ستیلا اور

معانی موہوم محض ہے ان کا وجود معلوم نہیں۔ بت پرستوں نے ان کا صرف فرضی خیال کر لیا ہے دوسری وجہ فرق یہ ہے کہ اگر بالفرض ستیلا کا بھی وجود تھا تو یہ ارواح خبیثہ شیاطین سے ہوں گے کہ خلق کو ایذا رسانی پر کمر باندھی ہے ان کو ارواح پاک انبیاء علیہ السلام اور اولیاءؒ سے کیا مناسبت ہے؟

تیسری وجہ فرق یہ ہے کہ اہل قبور سے استمداد بطور دعا کے ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کریں ہمارا مطلب حاصل ہوئے اور ستیلا وغیرہ کی پرستش جو لوگ کرتے ہیں ان کا اعتقاد ہوتا ہے کہ ان کو مستقل طور پر حاجت روائی کا اختیار ہے اور یہ قادر مطلق ہیں اور یہ خالص کفر ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۸۳ ج ۱)

قبر پر تخفیف عذاب کے لئے پھول ڈالنے کا حکم

سوال..... قبروں اور جنازوں پر پھول کی چادر ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ پھولوں کی تسبیح سے میت کو ثواب ملنے کا عقیدہ رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟ رسول اللہؐ سے قبر پر کھجور کی ڈالی رکھنا جو ثابت ہے اس پر قبر اور جنازے پر پھول ڈالنے کو قیاس کرتے ہوئے اس کو مستحب وسنت قرار دینا اور تمام فقہاء اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں کہنا اور اس پر فتویٰ دینا صحیح ہے یا نہیں؟ اور جس شہر میں اس کی عادت نہ ہو وہاں اس کو جاری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جنازے پر پھولوں کی چادر ڈالنا قرون ثلثہ میں کہیں ثابت نہیں یہ صریح بدعت ہے اور تشبہ بالہنود کی وجہ سے بھی حرام ہے اور قبر پر پھول ڈالنا بھی صحابہ وتابعین کے زمانے میں ثابت نہیں۔ ہاں! حدیث سے صرف اتنا ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی قبر پر کھجور کی شاخ دو حصے کر کے ایک ایک اس پر لگا دی تھی اور یہ فرمایا کہ امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں نہ سوکھیں اس وقت تک ان دونوں سے عذاب خفیف ہو جائے۔

اب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی تخصیص تھی یا اب بھی حضورؐ کے اس فعل پر قیاس کر کے شاخ تر لگائی جائے تو عذاب میں تخفیف ہوگی۔ بعض مالکیہ قول اول کی طرف گئے ہیں اور ایک جماعت شافعیہ قول ثانی کی طرف گئی ہے۔

رہا یہ کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو چونکہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ قبر پر تر شاخ یا پھول ڈالنے سے تخفیف عذاب کا اعتقاد بالجزم کرنا جائز نہیں تو جہاں اس فعل میں عوام کا یہ اعتقاد بالجزم ہوگا وہاں اس سے منع کیا جائے گا اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ موقعہ سوال میں عوام کی حالت یہی ہے

اس لئے ان کے لئے یہ فعل جائز نہیں۔

اس کے علاوہ یہ علت تو مشترک ہے۔ پھول شاخ اور برگ سب میں بلکہ تر تر ی زیادہ دیر تک رہے گی بمقابلہ پھول کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تسبیح کا محض بہانا ہے اصل مقصود تزئین اور میت کا تقرب حاصل کرنا ہے جو یقیناً بدعت ومعصیت ہے۔

نیز اگر اس حکمت کی نیت ہوئی تو جن بزرگوں میں عوام کو عذاب کا احتمال بھی نہیں ان کی قبور پر پھول چڑھانے کا اہتمام عصاۃ وفساق کی قبور سے زیادہ نہ ہوتا اس لئے بھی پتہ چلتا ہے اسی نیت تزئین واعتقاد تقرب کا۔ اور جن کتب فقہ میں وردو ریحان کے ڈالنے کی اجازت دی ہے وہ مشروط ہے مفاسد سے خالی ہونے کے ساتھ اور اوپر اس غلو کا انتفا محقق ہو چکا۔ (امداد الاحکام ج۱ص۹۲)

اپنے لئے پہلے سے قبر تیار کرنا بدعت نہیں

سوال...... ہمارے گاؤں میں ایک آدمی نے اپنے لئے پہلے سے قبر تیار کر رکھی ہے جس میں کبھی کبھی وہ سو جاتا ہے۔ بعض حضرات اس کو بدعت کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بھائی یہ تو بہت بڑی دعوت ہے اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب...... موت کو یاد رکھنا آخرت کے مناظر کا تصور ویقین دل میں بٹھانا اور ہر وقت سامنے رکھنا کثیر آیات قرآنیہ احادیث اور حضرات صحابہؓ ومشائخ عظامؒ کے مسلسل واقعات سے قطعی طور پر ثابت ہے جس کی بناء پر اعمال صالحہ میں انہماک نہایت ہی ضروری ہے' تاہم حسی طور پر قبر کے لئے جگہ خرید کر مخصوص کرنا بھی ایک اعتبار سے موت کے لئے تیاری ہے اور موت کو یاد رکھنے کی مذکورہ صورت اور طریقہ دعوت حضرات مبلغین کے ہاں رائج ہے اور نہ تھا البتہ اگر کوئی انفرادی طور پر موت کو یاد رکھنے کی نیت سے پہلے سے قبر تیار کرالے تو یہ خلاف شرع نہیں بلکہ ایسا کرنے والا اجر کا مستحق ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ: تحت قوله (و يحفر قبراً لنفسه) اى ولاباس به. والتتارخانية لاباس به و يؤجرعليه هكذا عمل عمر بن عبدالعزيز والربيع بن خيثم وغيرهما (ردالمحتار ج ۱ ص ۶۰۶ كتاب الجنائز' قبل الصفحة الواحدة من باب الشهيد) (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۳)

بارش کے لئے قبروں پر گائے ذبح کرنا

سوال...... عام لوگ طلب باراں یا کسی دوسری حاجت کے لئے شہر سے دور نکل کر اولیاء کرام کی

قبر کے پاس گائے وغیرہ ذبح کرتے ہیں یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟اور مذبوحہ حلال ہے یا نہیں؟

جواب...... جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا اور زیادہ غضب الٰہی کو بھڑکانے والا ہے۔ چند وجہ سے:
اول تو بارش نہ ہونے کے لئے شریعت نے نماز اور دعا کی تعلیم فرمائی ہے قربانی کی نہیں تو اس کام کے لئے قربانی اگر کوئی کرے خالص اللہ ہی کے نام کی کرے اور کسی پیر فقیر کا دخل نہ ہو تب بھی بدعت اور ناجائز ہوگی۔

۲۔ دوسری وجہ عدم جواز کی یہ ہوگی کہ مزارات اولیاء کے پاس جا کر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ان مزارات پر یہ گوشت چڑھاتے ہیں یا ان کے نام پر ذبح کریں گے اور دونوں صورتیں حرام ہیں اور اگر کوئی شخص ان رسوم کے متعلق یہ عقیدہ بھی نہ رکھے جب بھی دوسروں کا عقیدہ خراب ہونے کا خطرہ ضرور ہے اس لئے اس حرکت کو ترک کرنا ضروری ہے۔ ان واہیات کاموں کو چھوڑ کر سیدھے مسلمانوں کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیوں نہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ دعا پر اکتفا فرمایا اور ایک مرتبہ نماز استسقاء پڑھی۔ (امداد المفتیین ص ۱۹۷)

قبروں پر چراغاں کرنے کے متعلق ایک سوال کا جواب

سوال...... زید کہتا ہے کہ عرس کی رات چراغاں کرنا جائز ہے بموجب حدیث شریف **لعن النبی علیہ السلام زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسراج**.
عمرو کہتا ہے کہ اس حدیث سے قبر پر چراغاں کرنے کی ممانعت نکلتی ہے قبر کے گرد چراغاں کی ممانعت نہیں نکلتی لہٰذا اگر قبور کے گرد یا مزار پر چراغ روشن کئے جائیں تو اس حدیث میں نہیں آتا۔ عمرو تائید میں یہ بھی کہتا ہے کہ مدینہ منورہ میں قبر نبوی پر چراغ جلائے جاتے ہیں اس کا جواب کیا ہے۔ نیز چراغاں کی ممانعت کی علت کیا ہے؟ کیا صرف اسراف کی وجہ سے؟

جواب...... خود حدیث میں حدیث کی شرح موجود ہے۔ **متخذین علیها** کے دو معمول ہیں۔ مساجد اور سراج۔ اور ظاہر ہے کہ مساجد خاص قبر کے اوپر نہیں ہوتی بلکہ اس کے حول ہی میں ہوتی ہیں۔ پس یہی حال سراج کا ہے۔ یہی ترکیب قرآن مجید میں بھی وارد ہے۔ اصحاب کہف کے قصے میں ہے۔ **لنتخذن علیهم مسجداً** تو کیا مسجد کا سنگ بنیاد خاص ان کے سینے پر رکھا گیا تھا؟
اور مدینہ طیبہ کی رسم سے اگر احتجاج مقصود ہے تو متدل سے سوال کیا جائے کہ یہ حجج اربع میں سے کون سی حجت ہے؟ اگر تائید مقصود ہے تو محبت اس کے علاوہ ہونا چاہئے اور یہ ہو نہیں سکتا اور حکمت منع کی اسراف بھی ہے اور مردوں کا تقرب حاصل کرنے کا اعتقاد بھی۔ اس کے علاوہ علت کی تفتیش منصوص میں

بلاضرورت جائز بھی نہیں اور ضرورت کوئی ہے نہیں صرف مجتہد کو حکم کے متعدی کرنے کے لئے علت کی ضرورت پڑتی ہے جو یہاں اور خصوص ہمارے لئے مفقود ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۵ ص ۳۲۰)

قبر پر غلہ اور نقد پیسے کی تقسیم

سوال..... جنازہ کے ساتھ قبر پر غلہ یا نقد پیسہ تقسیم کرنے کے لئے لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اس کا بھی قرون ثلثہ میں ثبوت نہیں بلکہ جاہلیت کی رسم ہے لہذا درست نہیں۔
(فتاویٰ احیاء العلوم ج اص ۱۷۴)

قبر پر چراغ جلانا' چادر چڑھانا

سوال..... قبر کو لیپنا' اس پر موم بتی جلانا' اگر بتی کی خوشبو دینا' مل جل کر جماعت کے ساتھ چادر چڑھانا' چندہ کر کے یہاں دعوت کرنا کیسا ہے؟

جواب..... یہ امور بدعت اور مکروہ ہیں اور اس سلسلے میں دعوت کرنا بھی درست نہیں۔
(فتاویٰ احیاء العلوم ج اص ۱۸۵)

کار غیر ضروری سے اگر اندیشہ فساد عقیدہ کا ہو

سوال..... قاعدۂ شرعیہ ہے کہ کار غیر ضروری سے اگر علمی یا عملی مفاسد کا اندیشہ ہو تو خواص کو اس کا ترک کرنا ضروری ہے تو اس قاعدہ کے مطابق اولیاء اللہ کے مقابر اور عامہ مومنین کے مقابر کی زیارت بھی خواص کو ترک کر دینا چاہئے کہ مقابر پر عوام سجدہ بوسہ استمداد غیر شرعی اور دیگر بدعات میں مبتلا ہوتے ہیں؟

جواب..... یہ قاعدہ تو بالکل اٹل ہے اور قرآن وحدیث سے مؤید ہے باقی اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ اس مقام میں ہے جہاں عوام وخواص کے عمل کی ہیئت وصورت متحد ہو فرق صرف نیت و عقیدت میں ہو اور محل اشکال میں اعمال کی صورت بھی متمایز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۹۷)

قوالی کی مضرتیں

سوال..... فتویٰ ب ۹۴۲ موصول ہوا' اس میں تحریر ہے کہ جس چیز کو قرآن کریم میں حرام قرار دیا گیا ہے اس کی حرمت لعینہ ہے اور شدید ہے بعض دفعہ ایک حرام کا ارتکاب متعدی ہوتا ہے اس کے بعد تحریر ہے کہ جس جگہ جس قسم کی حرمت ہوگی اس پر اسی حیثیت سے نکیر کی جائے گی۔ لہذا قوالی مع معازف مزامیر اور گانے کی حرمت قرآن کریم میں **و من الناس من یشتری لھو الحدیث الخ** اور **واستفزز من استطعت منھم بصوتک الخ** سے لعینہ ثابت ہوئی لہذا یہ حرمت اشد ہوئی اور اس حرام کا ارتکاب متعدی بھی ہے اس لئے باعث شدت ہوا۔ چونکہ

اس کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہے بایں وجہ اس پر شدید نکیر ہونی چاہئے اس میں تعدیہ ہے خنزیر، شراب، زنا وغیرہ میں تعدیہ نہیں اس لئے قوالی بہ مقابلہ خنزیر، شراب اور زنا کے زیادہ سخت ہوئی اور اس کا گناہ بھی زیادہ ہوا۔ اس کا مرتکب بہ نسبت ان کے زیادہ لعن کا مستحق ہوا۔

جواب..... قوالی کی مضرتیں تو قائل کے اعتبار سے آپ نے تحریر فرمادیں، مگر ان کے مقابلے میں خنزیر، شراب اور زنا کی خرابی کو غیر متعدی قرار دیکر بہت ہلکا کر دیا حالانکہ حرام غذا سے جو خون پیدا ہو کر دل و دماغ اور جوارح میں پہنچتا ہے پھر اس سے جیسے نظریات اور اعمال ظہور پذیر ہوتے ہیں ان کی طرف نظر نہیں گئی۔ نیز شراب پی کر عقل کھو کر جو خرابیاں رونما ہوتی ہیں ان کی جانب دھیان نہیں گیا اور زنا کی حالت میں ایمان کا جدا ہونا بھی حدیث شریف میں موجود ہے اور اس سے اگر استقرار حمل ہو جائے تو یہ زنا کا اثر کس قدر متعدی ہے۔ کیسے کیسے بے حیائی کے اخلاق کا مبدا ہے۔ ان سب پر بھی غور کیجئے تو اندازہ ہوگا پھر توازن قائم کرنے میں سہولت ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱ص ۴۵۴)

ارواح بزرگان کی تشریف آوری

سوال..... ایک پیر صاحب نے اپنے مرید سے کہا کہ حضرت خضر کو ڈھونڈ کر لاؤ! وہ مرید پہلے شالی باغ گئے اس کے بعد بیت المقدس گئے پھر مدینہ منورہ گئے۔ وہاں حضرت خضر سے ملاقات ہوئی کہا نماز میں حاضر نہ ہوں گا۔ دعا میں ضرور شامل ہوں گا۔ کچھ جگہ چھوڑ دو کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے پیر صاحب کی روح حاضر ہوگی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... حضرت خضرؑ کے متعلق عامۃ محدثین تو کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے مگر صوفیا ان کی حیات کے قائل ہیں ممکن ہے کہ حضرت خضرؑ کو کوئی شخص اپنے مکاشفے سے دیکھ لے اور ان سے بات کرلے اور ان کو دعوت دے کر بلالے اور وہ تشریف بھی لے آئیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کسی نیک نصیب کے مکان پر رونق افروز ہو جائے۔ ممکن ہے کہ جسد اطہر کے ساتھ تشریف لائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیر صاحب کی روح آجائے۔ مگر ان ارواح مبارکہ کے لئے جگہ چھوڑنا بیکار ہے جس طرح ان کی تشریف آوری اور لمبی مسافت کا قطع کرنا بغیر سواری کے ہے اور محسوس طریقے پر نہیں ہے اسی طرح مجلس میں بیٹھنے کے لئے محسوس جگہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ بعض آدمیوں کو قوت خیالیہ کے غلبے سے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فلاں شخص آئے اور ان کے لئے جگہ چھوڑتے ہیں میرے جاننے والے بھی ایک صاحب دماغی مریض تھے وہ تو ایسی ارواح کے لئے کھانا پکوانے کی تاکید کرتے تھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ اص ۴۴۶)

حصول مقصد کے لئے ختم خواجگاں پر دوام کرنا

سوال...... ایک مسجد سے متعلق چند کوٹھڑیاں اور مدرسہ ہے اس مدرسے اور کوٹھڑیوں کے متعلق عرصے سے ایک مقدمہ چل رہا ہے اس مقدمے کی کامیابی کے لئے روزانہ ختم خواجگان پڑھایا جارہا ہے۔ کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ اس اہتمام کے ساتھ بلاناغہ پڑھنا درست نہیں کبھی کبھی ناغہ بھی کر دینا چاہئے۔ کیا واقعی اس میں کوئی قباحت ہے؟

جواب...... یہ ختم خواجگان اور اس کے بعد دعا ایسا ہے جیسے کہ بیمار کے لئے دوا۔ جب تک بیماری ہے اس کے دفعیے کے لئے استعمال کی جاتی ہے لیکن بیماری طویل ہونے سے دوا بھی بہت دیر تک چلتی ہے پس جس مقصد کے لئے یہ ختم کیا جاتا ہے اس مقصد کے حاصل ہونے' یا اس مقصد کو ترک کر دینے یا اس سے مایوس ہو جانے پر اس کو ترک کر دیا جائے' نیز اس پر جبر نہ کیا جائے کہ لوگ اس کو تعبدی اور دائمی امر سمجھنے لگیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۱۹۱)

اجتماعیت کے لئے معاصی کو گوارہ کرنا

سوال...... کوئی ایسا امر جو بظاہر بہت اچھا ہے مگر وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ وتابعینؒ سے ثابت نہیں مگر عوام میں برسہا برس سے چل رہا ہے اور اس کے ذریعے لوگوں میں ایک طرح کی اجتماعیت پائی جاتی ہے تو اس کو بدعت ہونے کے باوجود مٹانا چاہئے یا نہیں؟ جیسے میلاد وفاتحہ وغیرہ۔

عوام جاہل حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے وہ سنت و بدعت کا فرق بھی نہیں جانتے بلکہ ان بدعات کو حصول خیر کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کو بدعت' خلاف شرع کہنے پر تعجب کرتے ہیں بلکہ بگڑتے ہیں اور ان کے خلاف جدوجہد سے دو پارٹیاں بن جاتی ہیں۔ نمازیں ترک کر دیتے ہیں علماء کے خلاف تبلیغ کرتے ہیں اس صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب...... محض اجتماع عنداللہ مطلوب ومقصود نہیں بلکہ خیر وسنت پر اجتماع مقصود ہے اس لئے حسن تدبیر' شفقت ودل سوزی سے ان کو راہ راست پر لانے کی ضرورت ہے ان کو سمجھایا جائے کہ جس کام سے خدا اور اس کا رسول راضی ہوں وہ کام مسلمان کو کرنا چاہئے وہی دین ہے وہی ذریعہ نجات ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کو دین نہ فرمایا ہو اور اس پر ثواب نہ بتایا ہو اور اس پر اپنی خوشنودی کا تمغہ نہ دیا ہو نہ صحابہ کرام اور ائمہ دین نے اس کو اختیار کیا ہو وہ دین نہیں اس سے نہ اللہ تعالیٰ خوش اور نہ اس کا رسول راضی ایسا کام ترک کر دینے کے قابل ہے ان کے لئے دعا بھی کی جائے۔

پھر بھی اگر پھوٹ پڑ جائے اور علماء کی مخالفت پیدا ہو جائے تو اس کو صبر و تحمل سے برداشت کیا جائے ورنہ عوام کی خواہش کے مطابق علماء بھی چلنے لگیں تو دین اور غیر دین میں فرق نہ رہے گا۔ دین آہستہ آہستہ ختم ہو کر اس کی جگہ غیر دین آ جائے گا جو کہ دنیا میں بھی تباہی و ہلاکت کا موجب ہے اور آخرت میں بھی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۸۱)

میت کو بعینہ صدقہ نہیں بلکہ ثواب پہنچتا ہے

سوال..... حضرت تھانویؒ اپنے وعظ (طریق القلندر) میں فرماتے ہیں جو حضرات پھول مالا چڑھاتے ہیں دو حال سے خالی نہیں میت کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں پہنچتا تو فعل عبث ہوگا اور اگر پہنچتا ہے تو ظاہر ہے کہ جنت کے پھول کے مقابلے میں جو شیخ کو حاصل ہے تمہارے یہ دنیا کے پھول سو روپے تولہ کے عطر کے مقابلے میں چار آنے تولہ کا مہکتا ہوا عطر ہے تو قبر پر پھول چڑھانا ایسا ہوا جیسا کہ سو روپے کے عطر سونگھنے والے کی ناک میں چار آنے والا عطر لگا دینا تو پھول چڑھا کر حضرت کی روح کو تکلیف دی۔ اس کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بطور معاونہ صدقہ' طعام اور لباس وغیرہ پر قیاس کرے جس کو ہم لوگ بھی کرتے ہیں تو کیا جواب ہوگا؟

جواب..... جواب ظاہر ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے ہی نہیں کہ یہ صدقہ بعینہ ان کے پاس پہنچتا ہے بلکہ عقیدہ یہ ہے کہ اس کا ثواب جنت کی نعمتوں کی شکل میں ان کے پاس پہنچتا ہے۔

ہاں جو وہاں جا کر بھی ارد کی پھیریری دال' سوڈا اور راڑو وغیرہ طلب کریں اور اپنی طبعی مرغوب چیزوں پر فاتحہ کی وصیت کر جائیں ان پر ضرور یہ اشکال وارد ہے کہ شاید ان کے نزدیک یہ چیزیں ہی پہنچتی ہوں اور اس دنیا کی طبیعت و مزاج و خواہش کو لے کر دنیا سے گئے ہیں۔ اس لئے یہیں کی چیزوں کی طلب ہے۔ جیسے مسافر اپنی طبیعت کے موافق ناشتہ ساتھ لے کر جاتا ہے اور اسی کا طلبگار رہتا ہے۔

شاید یاد ہو کہ گاندھی جی جب ولایت گئے تھے تو بکری اور چھوارے ساتھ لے گئے تھے۔ چھوارے کھاتے تھے اور بکری کا دودھ پیتے تھے۔ غیر ملکی غذا ان کو ناپسند تھی تو برزخ بھی دوسرا ملک ہے۔ شہداء وغیرہ منعم علیہم کو جنت سے غذا ملتی ہے برزخ کا دوسرا رخ ان کے لئے جنت کی طرف ہے جو لوگ اپنے کو جنتی تصور کرتے ہیں اور پھر برزخ میں جا کر پھر دنیا ہی کے ناشتے کی طلب کرتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ان کو جنت کے ناشتوں کے مقابلے میں دنیا ہی کے ناشتے پسند ہیں یا پھر ان کو جنت کا ناشتہ نہیں ملتا بلکہ ان کی قبر کا رخ کسی اور طرف ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ دونوں باتیں کس قدر خطرناک ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۴)

الحمد للہ جلد ۴ ختم ہوئی